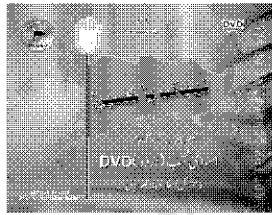


# ما تم اور ازواجِ نبویؐ

مؤلف: مولانا سیدتی حضرتی زکاتت بین کاظمیؒ

یہ کتاب

اپنے بچوں کے لیے scan کی بیرون ملک مقیم ہیں  
مومنین بھی اس سے استفادہ حاصل کرسکتے ہیں۔



منجانب۔

سبیلِ سکینہ

یونٹ نمبر ۸ لطیف آباد حیدرآباد پاکستان



۷۸۶

۹۲-۱۱۰

یا صاحب الزماں اور کئی

DVD  
Version

# لبیک یا حسینؑ

نذر عباس  
خصوصی تعاون: رضوان رضوی

اسلامی کتب (اردو) DVD

ڈیجیٹل اسلامی لائبریری -

SABIL-E-SAKINA

Unit#8,

Latifabad Hyderabad  
Sindh, Pakistan.

[www.sabelesakina.page.fl](http://www.sabelesakina.page.fl)

[sabelesakina@gmail.com](mailto:sabelesakina@gmail.com)

Presented by [www.ziaraat.com](http://www.ziaraat.com)

[www.ziaraat.com](http://www.ziaraat.com)

NOT FOR COMMERCIAL

# ما تم اور ازواجِ نبوی

مصنف

مفتی سید نزاکت حسین کاظمی

ایم اے اسلامیات، ایل ایل بی (آزاد کشمیر)  
فاضل عربی لاہور، ایم اے عربی، اسلامیات،  
فاضل علوم اسلامیہ جامعہ المنتظر لاہور

دارالافتاء دارالاحیاء السنن  
ادب الامتاع الضالین للہی

جانب اول، ٹکڑا بازار، ٹیکسٹ بک سٹور، سولہ ماہ، لاہور : 042-38425372



# جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ

کتاب : ماتم اور ازواج نبی  
مصنف : مفتی سید نزاکت حسین کانسلی  
تصحیح : ریاض حسین جعفری  
پروف ریڈنگ : محمد عمران حیدر چودھری  
فنی تعاون : زہراء بتول، محدثہ بتول جعفری  
اشاعت : جون، 2011ء  
اشاعت دوم : اکتوبر، 2011ء  
ہدیہ : 300 روپے

السلامة للشيخ الصالحين للائحة

الحمد مارکیٹ غزنی سٹریٹ فرسٹ فلور  
دکان 20 اردو بازار لاہور

ملنے کا پتہ

# فہرست

18	عرض ناشر
21	ماتم اور ازواجِ نبیؐ پر
23	سپاس شکر
25	آغاز سخن و کلامِ حزن

## باب: اول

### امام الانبیاءؑ سرور کائنات اور فخر موجودات کے خصائص

30	امام الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے مناقب قرآن کی نکالیں
33	خصائص سید المرسلین ﷺ اللہ تعالیٰ کے کلام سے محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں
33	محمد اللہ کے رسول اور ختم الانبیاء ہیں
34	اللہ اور ملائکہ کا محمد ﷺ پر صلوة و سلام پڑھنا
34	محمد ﷺ کو امت پر گواہ، بشیر اور نذیر ماننا
34	محمد ﷺ نجات کے روشن چراغ ہیں
35	محمد ﷺ امت کے لیے اعلیٰ نمونہ ہیں
35	محمد ﷺ عالمین پر رحمت ہیں۔
35	محمد ﷺ مومنین پر شفیق اور مہربان ہیں
36	محمد ﷺ تمام جہان کے اعلیٰ علم پر بشیر اور نذیر ہیں
36	محمد ﷺ پر نبوت کے بھارا تارنے کی آسانیاں
37	محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کی حفاظت اور نگرانی میں
38	محمد ﷺ آسمان اور زمین کے مانع کی جانب رسول ہیں
38	سورۃ الکوث

39

عمرہ و حج کو بغیر جنگ کے فتح

39

عمرہ و حج عمل اللہ تعالیٰ کا عمل ہے

## باب: دوم

## ازواج مطہرات کے فضائل قرآن حکیم کی روشنی میں

42

ازواج پیغمبر اہمیت کی مائیں ہیں

50

ازواج نبی پر پردہ لازم تھا

51

آزادی اور اختیار

51

ازواج النبی کا مقام و مرتبہ عام عورت کی طرح نہیں

52

ازواج النبی کی عظمت اور شان گھر میں ہی قیام ہے

53

پاک نبی کا گھرونی جبرائیل ہے

54

پاک نبی کریم کے حرم میں پہلی زوجہ کا شرف

54

سیدہ خدیجہ الکبریٰ

54

کو حاصل تھا ان کے مقام و مرتبہ

54

قرآن حکیم کی روشنی میں

54

سورہ ذالھنئی

61

حوالہ جات

## باب: سوم

## پاک نبی کی زبان اطہر سے ازواج مطہرات کا مقام و مرتبہ

68

حوالہ جات

69

سیدہ خدیجہ الکبریٰ

69

کا جنت میں افضل مقام و مرتبہ اور فضیلت

72

عبارات کتب

77

کتب تفسیر کتب اہل بیت

81

حوالہ جات

82

سیدہ خدیجہ الکبریٰ

82

عورتوں میں افضل اور سردار جنت تھیں

83

متن کتب

86

حوالہ جات

87

نبی کریم کی نبوت کی تصدیق کرنا ان پر ایمان لانے والی پہلی خاتون سیدہ خدیجہ الکبریٰ تھیں

88

حضرت خدیجہ الکبریٰ اعلان نبوت سے قبل نمازی اور تہجد گزار تھیں

92

کتب حوالہ جات

93

حضرت ام المومنین عائشہ کے فضائل

98

ام المومنین حضرت ام سلمہ کی فضیلت

99

ام المومنین حضرت زینب کی فضیلت

100

باب: چہارم

100

سنت کی حجیت

101

سنت کیا ہے؟

102

سنت نبوی کی اہمیت از نکتہ قرآن

باب: پنجم

اقوال صحابہ اور ازواج مطہرات کی حجیت

107

قانون

107

اہل بیت اطہار کا طریقہ استدلال

108

تاریخ محدثین اور فقہاء

110

احمد اہلبیت اطہار سے مروی احادیث اور استنباط

110

مفتیان اسلام

باب: چشم

مظلوم کا حق کہ وہ ظالم کے خلاف نفرت اور احتجاج کرے

115

مظلوم کی یاد میں احتجاج

## باب: ہفتم

پاک نبی کریم کا فرمان: گریہ (رونا) ”رحمت ہے سبب نجات ہے“

121

قانون اور استنباط شریعت

122

متن روایات

128

حوالہ جات

129

مصیبت پر رونا جائز ہے اور جب حزن و ملال بہت بڑھ جائے تو پھر رونا عبادت ہے

131

میت پر گریہ کرنا حضرت عائشہ صدیقہ کے نزدیک جائز اور مخالف احادیث غلط ہیں

133

قانون

134

متن روایات

142

حوالہ جات

## باب: ہشتم

بلند آواز سے گریہ (آہ و بکاء) کرنا سنتِ یعقوبؑ ہے

شدید گریہ کرنا اللہ تعالیٰ کی رضا اور رحمت ہے

کثرت گریہ سے حضرت یعقوب علیہ السلام کی آنکھوں کی پینائی مٹتی

اور کمر بھی خمیدہ ہو گئیں

حضرت یعقوبؑ نے حضرت یوسفؑ پر اسی (۸۰) سال تک

جزع و فزع کیا، جبکہ یوسف زندہ تھے، اور آپ کے علم میں تھا

145

غم کا سال

145

در کی عبرت

146

واقعات کے اثرات

147

شدید ترین گریہ

149

قانون

158

حوالہ جات

- 159 امام حسین علیہ السلام پر گریہ سے جنت فرض ہو جاتی ہے
- 159 قانون ممانکت
- 161 عبارات
- 164 حوالہ جات
- 165 گریہ کا جواز
- 166 قانون اور فقہی استنباط
- 167 حوالہ جات متن
- 174 حوالہ جات کتب المنسٹ
- 175 بلاکت کی موت اور شہادت کی موت
- 176 حضرت یعقوبؑ کے سخت گریہ کرنے سے بیٹوں کا احتجاج
- 177 رضائے الہی کی طلب کے لیے حکایت اور گریہ کرنا
- 178 قانون ممانکت
- 180 عبارات متن
- 183 حوالہ جات
- 185 حوالہ جات متن
- 188 حوالہ جات
- یوسفؑ کی جدائی اور گریہ سے حضرت یعقوبؑ کی پرانی گئی اور بیٹا میں کی صدے میں کر کبڑی ہوئی
- 189 حوالہ جات متن کتب
- 189 حوالہ جات
- 192 حضرت یعقوبؑ کی التجا
- 193 اے اللہ! میں بوڑھا ہو گیا ہوں
- 193 اب تو میرے دونوں بچوں کو پلٹا دے
- 194 خلاصہ کلام



## باب: نہم

## نوحہ

نبی کریم کا حضرت حمزہؓ پر نوحہ اور گریہ کرنے کا حکم دینا

- 196 نوحہ، گریہ، ماتم اور تاریخِ نوحہ
- 197 مجھ پر ایسی مصیبتیں آ پڑی ہیں کہ اگر دونوں پر پڑتیں تو وہ راتیں بن جاتے
- 201 قانون
- 201 استنباطِ حکم
- 202 روایات کتب اہل سنت
- 218 حوالہ جات
- 219 کتب اہل بیت سے نوحہ و گریہ کی جوازیت
- 222 عائشہ صدیقہؓ نے
- 222 اپنے والد حضرت ابوبکرؓ کی وفات پر
- 222 نوحہ خوانی کی مجلس کا اہتمام کیا
- 223 عبارات متن
- 225 حوالہ جات کتب
- 226 حضرت عمرؓ پر جنات کا نوحہ اور سورج گرہن، مرثیہ
- 226 ذکر رثاء، الجن لعن جنات کا حضرت عمرؓ کے غم پر نوحہ خوانی
- 228 حوالہ جات
- 229 حضرت آدمؑ و حواؑ کا ہاتل پر نوحہ کرنا
- 229 نبوتِ شام کا امام حسینؑ پر گریہ و نوحہ کرنا مدینہ میں امویوں کی خوشیاں
- 231 متن عبارات
- 233 حوالہ جات کتب اہل سنت
- 234 جنات کا امام عالی مقام پر نوحہ اور گریہ کرنا
- 234 متن عبارات

- 237 کتب حوالہ جات المنست  
 238 جناب سیدہ فاطمہؓ ہر اہل کا امام انبیاء پر مرثیہ اور نوح  
 238 متن عبارات  
 242 حوالہ جات  
 243 نوح کی جوازیت کتب اہل بیت میں  
 243 مجھ پر ایسی مصیبتیں آ پڑی ہیں کہ اگر دونوں پر پڑتیں تو وہ راتیں بن جاتے

## باب: دہم

## مام

- 249 حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زوجہ بی بی سارہ کا نام  
 249 قانون اور استنباط فقہ  
 251 کتب اہل بیت کے مترجمین  
 251 اس آیت پر مفسرین اسلام کی آراء  
 260 کتب حوالہ جات تفاسیر  
 260 تفاسیر کتب اہل بیت  
 261 ازواج انبی کا امام الانبیاء پر مام  
 263 تقابلی مماثلت  
 263 قانون  
 264 فقہی استنباط  
 265 متن کتب  
 269 کتب حوالہ جات

## باب: ہازدہم

پیغمبر اسلام کی شدت بیماری اور رحلت پر  
 صحابہ کرام کا عقل و حواس کھودینا، آہ و بکا اور گریا (مام) کرنا

- 279 سیدہ فاطمہ زہرا کا باپ پر ماتم اور آہ و بکا کرنا، مرثیہ پڑھنا  
رسول رحمت حضرت فاطمہ کا حزن
- 281 حوالہ جات
- 285 حسنین گریہ کرنا کا نام پڑ گیا کرنا
- 286 حوالہ جات
- 290 رسول خدا کی رحلت امت پر عظیم مصیبت تھی
- 291 (آپ نے ماتم داری اور تعزیت کا طریقہ بیان فرمایا)
- 291 کتب متن
- 292 نبی کریم کی مصیبت سے بڑھ کر کوئی مصیبت نہیں ہے۔
- 298 حوالہ جات
- 301 کتب الہی بیت کی کتب۔
- 301 حضور نے ابو طالب اور خدیجہ الکبریٰ کی وفات امت کے لیے عظیم مصیبت قرار دیا
- 302 اس سال کا نام عام الحزن رکھا
- 302 متن روایات
- 302 کتب روایات
- 304 امام الانبیاء کا حضرت حمزہ کے لاشہ پڑ گیا، ندبہ اور ماتم کرنا
- 305 قانون و استنباط
- 306 متن کتب
- 307 [حُزْنُ الرُّسُولِ عَلَى حَمْزَةَ وَتَوَعَّدَهُ الْمُشْرِكِينَ بِالْمُفْلَةِ]
- 307 حوالہ جات
- 310 امام الانبیاء نے حضرت حمزہ پڑ گیا کرنے کا حکم دیا اور خود بھی گریہ فرمایا
- 311 خواصین انصار نے حضرت حمزہ پڑ گیا اور ماتم کیا
- 311 حوالہ جات
- 314 جعفر طیار کی شہادت پر
- 315

پاک نبی کریمؐ نے سخت گریہ کیا اور گھر والوں کا ماتم، تین دن تک کھانے کا انتظام کرنے کا حکم

315

سالاروں کی نامزدگی

315

پاک نبی کریمؐ کا جعفرؓ کے گھر غم زدہ حالت میں تشریف لانا اور سخت گریہ کرنا

316

قانون

317

حوالہ جات کتب السنن

325

باب: دو اواز دہم

گریہ اور ماتم کرنے کی اجازت نبی کریمؐ نے  
خود گریہ فرمایا: ماتم کا انتظام کرنے کا حکم دیا

328

متن کتب

335

حوالہ جات

336

ماتمی گھر میں تین دن تک سوگ اور کھانے کا انتظام کرنے کا حکم

336

کتب اہل بیتؑ سے منقول احادیث شہادت جعفر طیارؓ

338

حوالہ جات

340

کتب

341

امام الانبیاءؑ کا اپنی والدہ کی قبر پر بلند آواز سے گریہ (ماتم) کیا اور صحابہ کرام نے گریہ کیا۔

باب: سبب دہم

سر دار انبیاء پر گریہ اور ندبہ

344

جزع و فزع کیا ہے؟

345

عمل کی اجازت

346

حضرت ابو بکرؓ کا پاک نبی کریمؐ کی رحلت پر گریہ اور ندبہ

355

حوالہ جات

356

حضرت عائشہؓ کا پاک نبی کریمؐ پر ندبہ کرنا

356

رسول رحمت حضرت عائشہؓ کی زار حالی

356

حوالہ جات

باب: چہار دہم

صحابہ رسول اللہ، ازواج عثمانؓ، اور صحابیہ کا ماتم

358

حضرت ابو بکرؓ پر اہل مدینہ کا گریہ

359

حوالہ جات

360

ازواج اور بنات کا حضرت عثمانؓ پر ماتم

361

متن کتب

362

حوالہ جات

363

حضرت یوسف علیہ السلام کا ماتم

365

متن روایات کتب اہل سنت

366

حوالہ کتب

367

حوالہ متن

368

حوالہ جات

369

حضرت عمرؓ پر جنات کا ماتم

370

حضرت خالد بن ولید پر سات دن تک ماتم

370

قانون

374

حوالہ جات

375

امام احمد بن حنبل پر ماتم

375

تخمہ بنت جحش کا شوہر کی شہادت پر چھبیس بار کرونا

376

قانون اور حکم استنباط

378

حوالہ جات

باب: پانزدہم

سرزمین کربلا پر سیدہ زینب بنت قاطمہ زہراء کا اضطراب اور ماتم

380

تشیل اور جوازیت ماتم

- 382 مہمانت
- 382 جمیل
- 383 قانون
- 383 متن روایات
- 384 حوالہ جات
- 385 سیدہ زینب سلام اللہ علیہا کا ماتم
- 385 کتب متن
- 386 کتب حوالہ جات اہل سنت
- 387 پیغمبرؐ کی بیٹیوں کا لاشعہ حسینؑ پر ماتم
- 389 حوالہ جات کتب اہل سنت
- 390 بنو امیہ کی خواتین کا دمشق میں امام عالی مقام کا نوچہ خوانی اور ماتم کرنا
- 390 شام کی حکومت کو کوفہ کے لوگوں کے خلاف شکایت اور ناراضگی
- 391 متن کتب
- 393 حوالہ جات
- 394 بنو ہاشم کا امام حسینؑ پر گریہ اور ماتم امویوں کی خوشیاں
- 395 متن مہارات
- 398 حوالہ جات کتب اہل سنت
- 399 مدینہ میں ام سلمہؓ زوجہ پیغمبرؐ کا ماتم
- 399 کتب متن
- 401 حوالہ جات

## باب: شانزدہم

امام الانبیاءؑ عاشورہ کے دن کربلا میں موجود تھے  
آپ کا سر اور ریش مبارک مٹی سے اٹی تھی۔



حضرت ابن عباس کا خواب پاک نبی کریم کا اضطراب  
اور کربلا کے واقعہ میں معنی گواہ ہونا

- 405 متن روایات  
407 حوالہ جات  
408 نبی کریم کا کربلا کی زمین پر  
408 سر اور ریش مبارک غبار آلود ہونے پر  
408 ام المومنین حضرت ام سلمہ کا اضطراب اور پریشانی  
410 حوالہ جات کتب اہل سنت

باب: ہفتدہم

آسمان اور زمین پر خون امام حسین علیہ السلام کے اثرات

- 413 متن کتب  
418 حوالہ جات  
419 کربلا کی سرخ مٹی، نبی کریم کا گریہ کرنا،  
419 امام حسین کی پیدائش اور شہادت کی خبر واقعہ سے (۵۷) سال قبل تھی

باب: ہیجدم

- 434 مرثیہ  
434 حسان بن ثابتؓ کے نبی کریم کی شان میں ماتی اشعار

- 434 مرثیہ عرب کی درافت  
435 مرثیہ قدیمی  
441 حوالہ جات  
442 استیجاب، سیرت ابن ہشام،  
442 تاریخ الہدایہ والنہایہ، المرضی المانف  
443 حوالہ جات

- 444 شہدائے احد پر مرثیہ  
 446 حضرت جعفر طیار پر حسان بن ثابت کا ماتم اور مرثیہ  
 447 حوالہ جات  
 448 شِعْرُ حَسَّانٍ فِي بُكَاءِ ابْنِ حَارِثَةَ وَأَبْنِ رَوَاحَةَ  
 450 طف کر بلا کے مقتولوں کا مرثیہ  
 451 کتب حوالہ جات

## باب: نو نزدہم

## شعائر الاسلام

- 453 شعائر اللہ کیا ہے؟  
 453 پہاڑ شعائر اللہ ہیں  
 454 چار ماہ ذوالقعدہ، ذوالحجہ، محرم اور رجب بھی شعائر اللہ ہیں  
 456 قربانی کے بڑے حلال جانور شعائر اللہ ہیں  
 457 مساجد، شعائر اسلام ہیں  
 458 بیت اللہ میں حج کے موقعہ پر کسی شے کو مارنا اور ڈرانا حرام ہے  
 459 مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ بھی شعائر اللہ ہیں  
 459 شعائر مسلک  
 461 تقلید مذہب  
 462 رمضان کے نوافل  
 462 تین طلاق  
 462 تقریبات میلاد، محرم، تنظیمی، اجتماعی، جلسے اور جلسوں  
 466 شعائر ریاست  
 466 شعائر حکومت  
 466 سفیر ریاست  
 467 شعائر تنظیم پارٹی

- 468 مفسرین اسلام کی شعاثر اللہ شعاثر اسلام پر آراء  
 468 شعاثر اللہ کی تفسیر  
 468 شعاثر کیا ہے؟  
 468 شعاثر اسلام  
 472 شعاثر اللہ کا مفہوم  
 473 حوالہ جات

باب: بیستم

یزید کا مسلک اور عقائد

- 475 امام عالی مقام اور صحابہ کرام سے بیعت کا مطالبہ اور قتل کا حکم  
 477 حوالہ جات  
 478 امام الانبیاء کا امام حسینؑ کے بارے میں عقیدہ  
 479 حوالہ جات  
 480 یزید کا مسلک امام عالی مقام کے  
 480 دانت مہارک کی توہین کی  
 480 جہاں پاک نبیؐ پوسا کرتے تھے  
 484 حوالہ جات  
 485 مسجد نبویؐ کے بارے میں یزید کے گنہگار نے افعال  
 488 مدینہ میں تین دن تک قتل عام  
 493 حوالہ جات  
 494 نبی کریمؐ کا حکم جو مدینہ نبیؐ کی بے حرمتی کرے گا  
 494 وہ جہنمی اور لعنتی ہے  
 497 حوالہ جات  
 498 یزید کا بیعت اللہ کے بارے میں عقیدہ  
 498 نانہ کعبہ پر سنگباری

- 499 خانہ کعبہ میں آتش زنی
- 500 خانہ کعبہ پر سنگباری
- 501 خانہ کعبہ پر سنگباری
- 503 کعبہ پر مجتبیٰ سے سنگباری
- 504 حوالہ جات
- 505 یزید کا عقیدہ، ماں، بہن سے نکاح جائز ہے
- 506 حوالہ جات
- 507 یزید کا کردار اور عقائد
- 507 فسوق یزید و کمال
- 508 یزید اور اس کے عمال کی بدکرداری
- 510 حوالہ جات

## عرضِ ناشر

سید نزاکت حسین کاظمی صاحبہ حوزہ علمیہ جامعۃ المشنظر کے ایک ہونہار اور محنتی طالب علم تھے۔ اسٹوڈنٹ لیڈر تھے۔ فکری مجالس اور مباحثہ علمی کے روح رواں ہوتے تھے۔ زمانہ طالب علمی میں ہی اپنی پہچان کروا چکے تھے۔ علوم و فنون میں تو ایک عادی طالب علم کی طرح تھے، لیکن حالاتِ حاضرہ پر خاصی توجہ مرکوز رکھتے تھے۔ سیاست ان کا دلچسپ موضوع تھا۔ تجزیہ و تحلیل کرنا ان کے بائیں ہاتھ کا کام تھا۔ مکتبی حوالہ سے ایک مضبوط پروگرام رکھتے تھے۔ سیاسی پختگی اس قدر تھی کہ ایک طالب علم کے ناطہ سے انہوں نے آزاد کشمیر میں ایک مذہبی تنظیم کی بنیاد رکھی تھی جس کے پلیٹ فارم سے حکومتِ وقت کو مشاورت سے نوازتے رہتے تھے۔ کئی دفعہ وزیرِ اعظم آزاد کشمیر نے انہیں مختلف موضوعات کے حوالہ سے ان کی رائے کے لیے انہیں طلب کیا، اور ان سے مشاورت کی۔ اساتذہ کرام کی خصوصی توجہ ان پر مرکوز رہتی تھی، مختلف مکاتبِ فکر کے پلیٹ فارم پر تشریف لے جاتے اور دہنگ انداز میں اپنے نظریہ کا دفاع کرتے۔ استدلال میں اس قدر مضبوطی ہوتی کہ مخالف آتش آتش کر اٹھتا۔ غرضیکہ طالب علمی کے مشاغل ہمارے سامنے ہیں۔ ایک دن اچانک ہمیں معلوم ہوا کہ کاظمی صاحبہ آزاد کشمیر میں امتحان میں کامیابی حاصل کر کے عہدہٴ قضاوت پر متمکن ہو چکے ہیں اور حکومت کو اپنے مکتبی مسائل سے نوازتے رہتے ہیں، چونکہ تحقیق کرنا اور مسائل کی تہہ تک پہنچانا ان کا پرانا مشغلہ تھا، لہذا انہوں نے اپنی اس روایت کو باقی رکھا۔ ایک معلوماتی، تحقیقی، فکری اور تحلیلی و تجزیاتی کتاب ”مام اور ازواجِ نبوی“ کے نام سے مرتب کی۔ یہ ایک نہایت ہی استدلالی کتاب ہے جس میں قرآن مجید، احادیث پیغمبر، عملِ رسول، ازواجِ نبوی اور سیرت صحابہ سے استدلال کیا گیا ہے کہ رونا، پینا اور مام و گریہ زاری کرنا ایک مباح اور مستحب عمل

ہے۔ قرآن مجید نے ماتم کرنے اور گریہ و ملال پر کئی ایک انبیائے کرام کے واقعات بیان کیے ہیں کہ جن سے ثابت ہوتا ہے کہ ماتم سنت انبیاء ہے اور یہ ایک فطری عمل ہے جس سے کوئی بھی صاحبِ دل انسان مفر نہیں کر سکتا۔ قرآن مجید نے زیادہ رونے پر زور دیا ہے اور زیادہ ہنسنے سے منع کیا ہے۔ رونے سے عقل و شعور میں اضافہ ہوتا ہے اور زیادہ ہنسنے سے عقل کے زائل ہونے کا خطرہ ہوتا ہے۔ اسلام دینِ فطرت ہے۔ فطرت کا تقاضا ہے کہ عزیز کی جدائی پر، ناگہانی آفات پر اور پھر کسی مظلوم انسان پر گریہ و ماتم کیا جائے۔ اس سے مظلوم سے محبت کا اظہار ہوتا ہے اور ایک انسان ہونے کا ثبوت بھی دیا جاتا ہے۔

محبان آلِ محمدؐ اور عزادارانِ امامِ مظلومؑ کو بلانے واقعہ کر بلا کو ہمیشہ زندہ جاوید رکھا۔ امام عالی مقامؑ کی شہادت پر سوز پر کسی قسم کی قربانی دینے سے انکار نہ کیا۔ اس میں بڑے بڑے مصائب برداشت کیے۔ مجالسِ عزاء کی محفلیں برپا کیں، نوحہ خوانیاں کیں اور پھر کربلا والوں کی یاد میں ماتم و عزاداری برپا کی۔ چہ جائیکہ تمام مسلمانانِ عالم نواسہ رسولؐ کے غم میں برابر کے شریک ہو کر رسولِ اسلام کو پُرسہ دیتے۔ غلّی و بتولؑ کی دعاؤں کے ثمرات سینٹے۔ اور اپنے عمل سے حسینی ہونے کا ثبوت بہم فرماہم کرتے الٹا ماتم حسینؑ اور عزاداری امامِ مظلومؑ پر طرح طرح کے فتوے لگائے۔ اور مراسمِ عزاداری کو حرام قرار دیا۔ چودہ صدیاں گواہ ہیں کہ اس پاداش میں عزادارانِ حسینؑ کا خون بہانا مباح قرار دیا گیا۔ بچوں کو، دس کی گودوں میں قتل کیا گیا، اور نوجوانوں کو جہنم تک پہنچا گیا۔ لیکن محبانِ آلِ محمدؐ نے کسی قسم کی قربانی دینے سے دریغ نہ کیا، بہت ساری مشکلات کے باوجود یہ سلسلہ عزاداری روز بروز بڑھتا چلا جا رہا ہے اور گھر گھر ماتم حسینؑ برپا ہو رہا ہے۔

زیر نظر کتاب مفتی سید نزاکت حسین کاظمی کی انتھک محنت کا نتیجہ ہے۔ آپ کا استدلالِ تحریر علمی اور تحقیقی ہے۔ مخالفین کی کتاب سے حوالہ جات عبارات کے ساتھ نقل کیے گئے ہیں۔ ہر باب کے آخر میں قانونی نکات بیدار کیے گئے ہیں۔ فریقِ مخالف کی



تو بین و تذلیل بالکل نہیں کی گئی۔ یہ اپنی نوعیت کی منفرد کتاب ہے۔ مصنف نے عرق ریزی سے کام لیا ہے اور یہ اپنے موضوع پر بے پناہ دلائل و شواہد رکھنے والی کتاب ہے۔ مفتی کاظمی نے استھک محنت کر کے یہاں پر حوالہ جات اکٹھے کیے ہیں وہاں پر تحقیق کرنے والے کے لیے ایک نیا باب دیا گیا ہے کہ فن مناظرہ پر بھی شائستگی سے کام لینا ضروری ہے۔ چونکہ مفتی صاحب نے کمپیوٹر کی سکرین کا سہارا لیا ہے، اس لیے الفاظ میں اسقام رہ گئے ہیں۔ ہم نے پوری کوشش کی ہے، لیکن اصل تحریر کو تبدیل کرنا نہایت مشکل ہوتا ہے۔ اس لیے اپنے قارئین کرام سے پیشگی معذرت خواہ ہیں۔ دعا ہے کہ پروردگار عالم مفتی صاحب کو بحق محمد و آل محمد و سبین میں کی مزید خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

والسلام مع الاکرام  
طالب دعا

بجت الاستاذ  
ریاض حسین جعفری  
قادیانہ

اعلامہ منسج الصالحین لاہور

## ماتم اور ازواجِ نبیٰ پر ایک نظر

زیر نظر کتاب جتہ الاسلام حضرت علامہ مفتی سید نزاکت حسین کاظمی حفظہ اللہ کی شبانہ روز ریاضتوں و کاوشوں کا فخر شیریں ہے، جو موضوع کے اعتبار سے منفرد ہونے کے ساتھ ساتھ کتبِ فریقین اور منابعِ اصلی کے حوالہ جات کی بنا پر مستند بھی ہے۔ ایسی نادر کتاب قبل ازیں کہیں نظر سے نہیں گزری ہے۔ ماتم چونکہ گزشتہ سولہ (۱۶) سالوں سے مجالس و محافل کے حوالہ سے منبر سے مربوط ہے، لہذا علماء و اعظمتین اور ذاکرین کے لیے ماتم کی رائے یہ ہے کہ انہیں گریہ و ندبہ، نوحہ اور ماتم کے موضوع پر اتنی روایات اس کتاب کے علاوہ اور کہیں بھی شاید مجتمع دستیاب نہ ہوں۔ نیز آئندہ اس موضوع پر لکھاری حضرات کے لیے کتاب ایک مستند حوالہ کا کام دینے کی پوری صلاحیت کی حامل ہے۔

قبلہ مفتی کشمیر نے پوری عرق ریزی سے کام لیتے ہوئے ازواجِ مطہرات کی سیرت مبارکہ سے پیغمبرِ گرامی ﷺ کی وفاتِ حسرت آیات پر گریہ و ماتم کو کتبِ فریقین سے پایہ ثبوت تک پہنچانے کے علاوہ سرکار رسالت مآب ﷺ کے آسوہِ حسنہ سے ① قبور کی زیارت ② قبور پر دعا ③ مریض پر رونا ④ مستقبل میں آمدہ مصائب پر زندہ جاوید پر رونا ⑤ حضرت یعقوب علیہ السلام کا حضرت یوسف پر گریہ کرنا ⑥ حضرت سارہ زوجہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ماتم ⑦ نبی پاک کا شہید پر آہ و بکا اور نوحہ پڑھنا، خواہش ظاہر فرمانا اور زمانِ انصار کے ذریعے اس کا پایہ تکمیل کو پہنچانا ⑧ محضر پر رونا ⑨ زندہ پر رونا اور مردہ پر رونا وغیرہ جیسے اہم اعتراضات کو بھی احسن اور مدلل انداز میں ثابت کیا ہے۔ اس کے علاوہ دیگر اہم موضوعات کو انتہائی دلنشین بیرونی میں بیان کیا گیا ہے۔ جس

سے قاری کو اول تا آخر کہیں بھی اکتاہٹ کا احساس نہ ہوگا۔  
 اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ بحق محمد و آل محمد علیہم السلام قبلہ مفتی صاحب کی توفیقات  
 عالیہ میں اضافہ فرمائے اور انہیں طویل عمر عطا فرمائے، تاکہ یہ مزید تصنیفات و تالیفات  
 سے قوم کی علمی خدمت کرتے رہیں۔ اللہ کرے زور قلم اور زیادہ۔

اتالاحقر

سید تصور حسین نقوی الجوادی

منظر آباد

www.ziaraat.com  
 Sabeel-e-Sakina

## سپاس شکر

گر یہ نوحہ، مرثیہ، ماتم شعائر مذہب کا شرعی نقطہ نظر سے بیان کرنا اشد ضروری تھا چونکہ اس موضوع پر روزمرہ مباحثہ ہوتا رہتا ہے جس پر ایک قاری کا مطالعہ نہ ہونے کی بنا پر کج بحثی کی صورت پیدا ہو جاتی ہے۔ جبکہ اصل حقائق یک جانب پوشیدہ رہتے ہیں اور اس موضوع پر مکمل دسترس نہ ہونے کی بنا پر غلط فہمیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ لہذا مناسب یہی سمجھا گیا کہ ایک جامع اور مختصر کتاب کا انتظام کیا جائے جو تاریخی اور شرعی نقطہ نظر کو واضح کرتے ہوئے تمام موضوعات پر محیط ہو جائے۔ بندہ اس کاوش میں کس حد تک کامیاب ہوں اس بات کو قارئین و ناظرین حضرات پر چھوڑتا ہوں۔ البتہ ہمارا موضوع قلم، قرآن اور حدیث ہے، اور تحریر زبان اخلاق رسول اللہ ہے اور خدمت دین اسلام ہے۔ مقولہ خاموش زبان اور محفوظ تحریر و تحقیق منزل آخرت کی بقا اور حیات ہے۔

یہ کتاب زیر سرپرستی شہنشاہ خطابت مفتی سید کفایت حسین نقوی ممبر اسلامی نظریاتی کونسل آزاد کشمیر جھیل پائی۔ یہ کتاب اجر و ثواب کے لیے ہدیہ کرتا ہوں جناب مفتی صاحب کے والدین اور سید یاسین شاہ (والد ڈاکٹر سید عابد حسین شاہ ہمدانی پراجیکٹ ڈائریکٹر پیرامیڈکل سکول میرپور) کو جن کی محبت اور نصیحت نے رزق حلال کمانے اور کھانے میں میرے عزم و ارادہ کو پختہ کیا اور جناب ڈاکٹر پروفیسر سید غلام حیدر کاظمی (ایسی علم دوست اور دینی شناس شخصیت جن سے وقتاً فوقتاً استفادہ کیا جاتا رہا ہے) کے والدین کو اور والد گرامی جناب ڈاکٹر محسن علی مرزا نائب ناظم امور حیوانات مظفر آباد کو جنہوں نے لکھنے میں میری تکنیکی مدد فرمائی۔ میں وسیلہ محمد آل محمد اور قائم آل محمد کی سرپرستی کا متمنی ہوں۔ یہ کاوش بلن تمام مرحومین کے اجر و ثواب کے لیے ان کے نامہ اعمال میں درج ہونے کی امید رکھتا ہوں۔ آخر میں شکر گزار ہوں جناب علامہ خویر حسین شیرازی خطیب

امامیہ مسجد میرپور کا جنہوں نے میری علمی معاملات میں مشاورت فرمائی۔ ان سب کی صحت و سلامتی کے لیے دعا گو ہوں اور علامہ سید تصور حسین نقوی الجواد جوسیرت اور صورت کے ساتھ ساتھ خطابت میں بے مثال ہیں اور اتحاد بین المسلمین کے داعی ہیں اور شب و روز اس کے لیے کام کرتے ہیں۔ ان کا بے حد شکر گزار ہوں کہ انہوں نے اس کتاب کی تصحیح کرنے کی بھرپور کوشش کی اور ساتھ ساتھ اپنی علمی مشاورت فراہم کرتے ہوئے مزید چند طور سے کتاب کو مزین کیا۔ میں ان کی اس کاوش پر شکر گزار ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان کی عمر دراز فرمائے اور وہ دین محمد آل محمد کی ترویج کے لیے خدمت کرتے رہیں۔

قاری حضرات سے پیشگی معذرت خواہ ہوں کہ اگر تصحیح کرنے کے باوجود غلطی رہ گئی ہو اس کو صرف نظر کیجیے۔ اور مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اس کی درستی کر دی جائے۔

### طالبہ دعا

مفتی سید نزاکت حسین کاظمی

مفتی صدر دفتر امور دینیہ مظفر آباد آزاد

کشمیر

## آغاز سخن و کلام حزن

یہ کتاب پاک نبی کریم کے وقت وصال پر کیے جانے والے اس ماتم کے نام پر ہے جو آپ کی ازواج مطہرات نے وقت و اوقات پر آپ نبی (ﷺ) کا روح انوار کے قبض ہونے پر گریہ کے ساتھ ساتھ اپنے منہ اور رخسار کو پیٹ لیا تھا اور یہ وہ فطری عمل تھا جس کی بنا پر ہر انسان جب اس کے ہاں کوئی بڑا صدمہ لاحق ہوتا ہے تو انسان خود کو قابو اور ضبط میں رکھنے سے باہر ہو جاتا ہے۔ لہذا آپ (ﷺ) کی ازواج کو بھی وہ غم و الم پہنچا تھا جس کے صدمہ سے تنہا آپ ازواج نہ تھیں بلکہ یہ وہ غم اور الم تھا جس میں صحابہ کرام اور اہل بیت اطہار بھی برابر کے شریک تھے۔ ازواج مطہرات کو ایک غم جدائی اور بیوہ ہونے کا کافی نہیں تھا بلکہ وحی الہی کے منقطع ہونا اور جبرئیل امین کا رک جانا اور رحمت کے دروازے بند ہو جانے کی بھی وجوہ تھیں۔ یہ وہ وجوہات تھیں جن کی بنا پر صبر کے تمام پہلو اور پیمانے لبریز ہونے کی صورت میں اپنے چہروں اور سینوں پر بے ساختہ پیٹ لیا گیا تھا۔ اس غم و الم میں شہرہ ینہ سوگوار اور غم زدہ تھا اور جہاں جہاں آپ کی رحلت کی خبر پہنچی تھی وہاں وہاں بھی غم و حزن کا ماحول تھا۔ ایک جانب پیغمبر اسلام کا خاندان بالخصوص سیدہ فاطمہ زہرا باپ کے غم میں اتنی بڑھ چکی تھی کہ دنیا کی فکر اور لذت سے بے خبر تھیں جبکہ دوسری جانب صحابہ کرام پر بھی غم و الم کی ایسی کیفیت طاری تھی کہ لذت دنیا سے نفرت کا ماحول بن چکا تھا۔ زبانوں میں لکنت آ چکی تھی اور ظاہری حواس کھو چکے تھے۔ بعض صحابہ کرام ایسے بھی تھے جنہوں نے آپ کی پردہ پوشی پر ترک مدینہ کے لیے رخت سفر کا ارادہ کر لیا تھا۔ اگرچہ تمام مدینہ کی فضا سوگوار ہو چکی تھی البتہ آپ کی ازواج پر اس لیے زیادہ الم و غم تھا کہ ان کا سہاگ لٹ چکا تھا اور مستقبل کے نئے حالات کا سامنا کرنا دشوار نظر آ رہا تھا۔ دوسری جانب وحی الہی کا منقطع ہونے کا غم تھا اس لیے ان پر جو فطری کیفیت



تھی وہ زیادہ ہی حساس اور متاثر کن تھی۔ یہ امر واقعہ ہے کہ جب انسان پر کوئی ثقیل خبر آجائے اور وہ اس کو سننے کے لیے تیار نہ ہو تو کچھ لمحات کے لیے جذبات اور کیفیات کے عمل بدل جاتے ہیں۔ اور انسان اپنے جذبات پر قابو رکھنے میں ناکام ہو جاتا ہے۔ اس کی ایک مثال قرآن حکیم نے بیان کی ہے کہ جب انسانی شکل کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ملائکہ حضرت لوط کی قوم کی تباہی کے لیے اترے تو کچھ لمحات کے لیے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ہاں مہمان ٹھہرے اور جاتے وقت یہ خوش خبری سناتے ہوئے روانہ ہو گئے کہ اے اللہ کے پیغمبر! اللہ تعالیٰ آپ کے ہاں ایک بیٹا عنایت کرنے والا ہے۔ اگرچہ یہ ایک خوش خبری تھی لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زوجہ محترمہ حضرت سارہ پر یہ خبر بجلی کی طرح گری۔ انہوں نے اپنی جھنے والی طبعی عمر گزر جانے کی بنا پر از روئے حیرت یہ کہتے ہوئے منہ پر تھمڑ سید کر لیے کہ بڑھاپا اور اولاد! یہ کیسے ممکن ہے؟

ایک اور واقعہ جنگ احد میں پیش آیا۔ جب صحابہ کرام کی بڑی تعداد شہید ہو چکی تھی۔ ان میں ہاشمی خاندان کے پہلوان اور بہادر، اللہ کے شیر، دین کے محافظ حضرت حمزہ بھی تھے جن کی شہادت سے آپ نبی کریم ﷺ کی کمر ٹوٹ چکی تھی۔ اس واقعہ میں آپ ﷺ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ سمیت کثرت سے صحابہ شدید زخمی بھی ہوئے تھے۔ جب غزوہ احد سے آپ ﷺ واپس مدینہ تشریف لائے تو مدینہ منورہ غم زدہ تھا ہر طرف لوگ اپنے اپنے بہادروں اور شہسواروں پر مرثیہ پڑھ رہے تھے۔ انصار کے گھروں سے جب آپ کے کانوں میں مرثیہ اور نوحہ کی آوازیں آئیں تو حسرت بھری نگاہ کے ساتھ یہ کلمہ زبان مبارک سے نکلا کہ کاش کوئی میرے چچا حمزہ پر بھی رونے والا ہوتا یہ کلمہ سننا تھا کہ انصار کے مرد اپنے اپنے گھروں میں گئے اور اپنے گھر والیوں کو پاک نبی کے گھر لائے اور آپ کے چچا کے نام سے مرثیہ اور نوحہ کے ساتھ ماتم کیا۔ جس پر آپ نبی کریم ﷺ نے انصار اور انکی خواتین کا شکر یہ ادا کیا اور یہ دعادی کہ اللہ تعالیٰ آپ اور آپ کی اولادوں کو جزائے خیر دے۔ اس سنت کو برقرار رکھتے ہوئے جب آپ کے ایک صحابی جناب ابو بکرؓ کی موت واقعہ ہوئی تو حضرت بی بی عائشہؓ نے باپ کے فضائل اور مناقب بیان کرنے

کے لیے نوحہ کر خواتین کو طلب کیا اور نوحہ خوانی کروائی۔

اس کے علاوہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے حضرت یوسف علیہ السلام کی جدائی پر وہ غم کیا جو ہمہ وقت ہائے ہائے یوسف کے گلے کو درد بنا لیا، جو اسی (۸۰) سال تک جاری رہا۔ جس سے آنکھوں کی پینائی جاتی رہی اور کمر کبھری ہو گئی تھی۔ نبی کریم ﷺ نے بھی اپنے چچا حمزہؓ کے لاشہ کو جب مثلہ حالت میں دیکھا تو صبر نہ کرتے ہوئے غش کھا گئے اور صحابہ کو فرمایا: اگر اللہ تعالیٰ نے ہمیں بھی مشرکین پر فتح کا موقعہ فراہم کیا تو بدلے میں ہم بھی ایسا کریں گے۔ اور دوسری جانب امام عالی مقام کی شہادت کی خبر پیدائش کے ساتھ سے سات سال تک جبرائیل امین سنا تے رہے اور پھر کربلا کی مٹی لا کر دی اور اس جگہ کا تعارف بھی کرایا جسے کربلا کہتے تھے۔ پھر کیا تھا کہ جب نظر بیٹے حسین پر پڑے تو بس آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے۔ ایک وقت آیا کہ آپ عاشورہ کے دن کربلا میں موجود تھے شہادتوں کو اپنی آنکھوں سے ملاحظہ کیا اور ام المومنین ام سلمہؓ اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ کو دن کے وقت حالت خواب میں پورے واقع سے مطلع کیا تھا۔ اس واقعہ کی مکمل تفصیل کتاب میں آگے چل کر اپنے مقام پر تحریر ہوگی، علاوہ ازیں اس کتاب میں شریعت کے ان قواعد اور ضوابط پر بحث ہوگی کہ شریعت کی تشریح و تفسیر کے ماخذ اور قرآن حکیم کے مفسر کون ہو سکتے ہیں؟ نیز شریعت کا مفسر ہونے میں صحابہ کرام، ازواج مطہرات اور اہلبیت اطہار کا مقام و مرتبہ کیا ہے؟ ان کے اقوال، اعمال اور افعال دین۔ اس کی تفصیل اپنے اپنے مقام پر بیان ہوگی۔



# باب اول

امام الانبياء عم وركائنا  
اور  
فيمسجودات كنفصا تص

## امام الانبیاء حضرت محمد مصطفی ﷺ کے مناقب قرآن کی نگاہ میں

اس مقام پر امام الانبیاء علیہ السلام کے ان خصائص کا تذکرہ کیا جاتا ہے، جس کا تعلق اللہ تعالیٰ کا اپنے محبوب نبی ﷺ کا تعارف اور مقام بیان کرنا تھا، کہ میرے محبوب کا میرے نزدیک اور سابقہ انبیاء کرام سے کتنا مختلف ہے، اور مقام عبودیت سے مقام بندگی تک کا سفر کیسا ہے، لہذا ذات ذوالجلال نے مخلوق کے سامنے ایسی ذات کا تعارف کرایا کہ توحید کی پہچان اور محمد ﷺ کا تعارف پر وہ گار عالم خود انتظام فرمایا، ہمارا موضوع سخن ایک جہت نہیں ہے بلکہ اس کا حدود اور بعد ہر اس شعبہ زندگی سے ہے، جس کا احاطہ انسان کے روزمرہ زندگی کے علاوہ ہر اس ذات سے بھی ہے جہاں انسان کو اختیار اور ذمہ داری قرار پاتی ہے، اللہ تعالیٰ ہر زمانے میں نبی کو معاشرے کا قیام عدل کے لیے معبوث فرمایا تھا تا کہ معاشرہ صالح قرار پائے اور جو ظلم عدم توازن اور نا انصافی کے ساتھ جوڑا گیا ہے اس کی حوصلہ شکنی ہو سکے۔ اس کا خاتمہ کیا جاسکے۔ معاشرے کے ظالموں سے کمزور طبقے کو نجات دی جاسکے بشرطیکہ یہ مظلوم اور خدا کے بندے قرار پائے چونکہ شرک خود بھی ایک ظلم ہے جو اصلاح کرنے کے باوجود بھی ان میں تبدیلی نہ آسکے تو اس میں اس طرح ایک تعریف یہ بھی کی جاتی ہے کہ شرک ایک ظلم ہے جو انسان کو نجات کے بجائے جہنم کی دعوت دیتا ہے لہذا معاشرے کی نجات اتباع پیغمبر اور اطاعت باری تعالیٰ میں ہے۔ اگر اس پر حضرت انسان چل نکلے تو جو کوئی رکاوٹ اس سفر میں ہوگی وہ وہ نا انصافی اور ظلم پر مبنی ہوگی۔ جس کی اصلاح کے لیے ہر زمانے میں اللہ تعالیٰ اپنے نبیوں کو معبوث کرتا آیا ہے۔ ظلم کی اگرچہ بہت تعریفیں کی جاسکتی ہیں لیکن یہ معروف طریقہ کہ غیر مستحق کو مستحق قرار دینا، غیر ضرورت مند کو ضروری قرار دے کر نواز نہ آخراں نا انصافی کو بھی معاشرے سے خارج کرنا بھی ضروری تھا ایک زمانے تک تو انبیاء کرام کو معبوث کیا جاتا رہا لیکن پاک نبی

کی نبوت کو حتمی اور آخری قرار دے کر نبوت کے دروازے بند کر دیے لیکن اس مشن کو رواں دواں رکھنے کے لیے نبوت کی تفسیر و تعبیر کے لیے اپنے نائبین کا انتخاب عمل لایا گیا تاکہ جہاں کہیں دین کی رکاوٹ اور تشریح کی ضرورت محسوس ہو وہاں اس کی تعبیر کر دی جائے اور اس سلسلہ کے لیے نائبین کا انتخاب اور تعارف قیامت تک کے لیے کر دیا گیا تاکہ انسان گمراہی سے بچ سکے اس لیے امامت اعلان فرمایا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے لے کر امام مہدی کے نام سے متعارف کرائے۔

دوسری جانب یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ معاشرے میں ایسی بھی مثالیں موجود ہیں جس کو ہر انسان کو جاننا ضروری ہے۔ اس کی مثال یوں بھی بیان کی جاسکتی اگر ایک شخص ریاست کا امیر ہو اور ریاست کے تعمیر و ترقی اور ملکی وسائل کو یکساں بنیادوں پر تصرف نہ کیا جائے تو یہ بھی عدل و انصاف کے خلاف ہے، اور اس طرح ملکی کچھتی قائم نہیں رکھی جاسکتی، اور وہ عمل اور کردار جو میعار عدل سے گرا دیا جائے تو اس کو ظلم کہتے ہیں، لہذا بشری تقاضے پورے کرنے والا انسان ایک حقیقت سے دور ہو جائے اور اپنی پوزیشن پر قائم رہنا مشکل نہیں بلکہ ناممکن ہو جاتا ہے، تو ایسے شخص کو صالح معاشرے میں ناپسندیدہ قرار دیا جاتا ہے بلکہ اس کے کسی قول اور فعل پر اعتماد نہیں کیا جاتا۔ نا انصافی وہ عمل ہے جسے شریعت کی زبان میں ظلم کہتے ہیں۔ اچھے معاشرے میں انصاف تو نظر آتا ہے لیکن عدل کا تقاضا اس سے مختلف ہے، انصاف تو یکساں عمل کا نام ہے، لیکن عدل ضرورت کی تکمیل کا نام ہے۔ دنیا میں جو افراد تفری اور بے چینی کا عالم ہے، وہ انصاف کے فراہمی ہونے کے باوجود امن اور آشتی کا ماحول فراہم کرنے سے قاصر رہا چونکہ معاشرے میں انصاف حقائق کے ساتھ مشروط ہو گیا ہے، جو پسند اور ناپسند کے ساتھ جھگڑ گیا ہے لہذا دنیا میں امن ناپید ہوتا چلا جا رہا ہے، لیکن دنیا کو عدل سے کام لینا چاہے تو بدامنی کا فقط خاتمہ ہی نہیں ہوگا، بلکہ ایک سکون اور آشتی کا ماحول پیدا ہو جائے گا۔ چونکہ عدل مشروط ترجیحات کے خلاف ایک بلند آواز ہے۔ ایک واقعہ جو تاریخ کے سنہری باب سے ایک ان مٹ نشان ہے، اس کی مثال بیان کرنا مناسب ہوگی، غزوہ حنین میں پاک پیغمبر ﷺ نے طالب دنیا کو مال و دولت سے

مالا مال کر دیا، اور وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے اس معرکے میں موجود تھے جب انہیں اس موقع پر کچھ نہ دیا گیا تو ان کے دلوں میں ہلکا سا ملال پیدا ہوا لہذا ان کو دور کرنے کے لیے ارشاد گرامی ہوا، کہ آپ کو ایمان کی دولت نصیب ہوگی ہے اور طالب مال کو مال کی دولت سے مالا مال کر دیا گیا ہے، انصاف تو یہ تھا کہ سب کو یکسانیت کے مطابق سلوک کیا جاتا لیکن وحی الہی کے مالک نے دل کے بھید کے مطابق فیصلہ کیا، اور تقسیم دولت کی۔ اس طرح کثرت سے مثالیں موجود ہیں، کہ مولائے کائنات نے مملکت کے وسائل اور دولت کو عوام الناس کی ضرورت کے مطابق تقسیم کرتے ہوئے خزانے کے سنور کو اپنے ہاتھوں سے جھاڑ دے کر اور دور کھت نماز شکر ادا کر کے خالی ہاتھوں گھر روانہ ہو جاتے باوجود ضرورت کے اپنے گھر کے لیے کچھ پسند نہ کرتے، لہذا اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام کو مخلوق پر عدل اجتماعی کے نظام کے لیے حکومت الہی کے قانون کے نفاذ کے لیے معبود فرمایا، اور معاشرے کے مجموعہ ظلم و زیادتی کے خاتمے کے خلاف جہاد کرنے کو نبی اور رسل ارسال کیے، اور ان کو حکم دیا کہ اپنے قول و فعل کے ساتھ معاشرے کے عدم توازن ماحول کو پھر عدل کے ذریعے دوام دی جائے، تاکہ کمزور معاشرہ نشوونما پاسکے، اور اپنے پاؤں پر کھڑا ہو سکے، اور یہی ایک نبی کی غرض خلقت کا باعث بنا، وگرنہ عبادت الہی کے لیے فرشتوں میں کمی نہیں تھی۔ اس مقدمہ کا مقصد خصائص نبی کریم ﷺ اور حجیت بیان کرنا ہے تاکہ قرآن حکیم نے بعد دین کی تشریح و تعبیر کی وضاحت ہو جائے اور آپ کے ہر قول و عمل کی حجیت قائم ہو جائے اور چند خصائص تبرکاً بیان کیے جاتے ہیں۔ جس کی بنا پر ایمان کی تازگی کے ساتھ ساتھ مسئلہ کی وضاحت بھی ہو جائے گی۔

## خصوصاً سید المرسلین ﷺ اللہ تعالیٰ کے کلام سے

محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں

مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ (الفتح: ۲۹)

”محمد اللہ کے رسول ہیں۔“

وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ (آل عمران: ۱۴۴)

”محمد اللہ کے رسول ہیں۔“

تشریح: اس کلام میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو خود محمد ﷺ کی وضاحت فرمائی اور کہا وہ اللہ کے رسول ہیں۔

محمد اللہ کے رسول اور ختم الانبیاء ہیں

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلَكِن رَّسُولَ

اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ ۗ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا ﴿۴۰﴾

(الاحزاب: ۴۰)

”محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں

ہیں، ہاں وہ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں، اور اللہ ہر چیز کا

خوب جاننے والا ہے۔“

تشریح: حقیقی نسل اور نسب ہی جائز اولاد ہوتی ہے، مگر منسوب کی گی نسبت اولاد حقیقی

نہیں ہوتی، اس لیے مربی زید کو اولاد سے خارج کیا، اور یہ قرار دیا کہ پاک نبی ﷺ

امت کے کسی فرد کے باپ نہیں البتہ اپنی بیٹی کی اولاد کے باپ ہیں۔ سید المرسلین ﷺ اللہ

تعالیٰ کے رسول اور آخری نبی ہیں، اور قیامت تک کوئی اور نبی نہیں آئے گا۔



اللہ اور ملائکہ کا محمد ﷺ پر صلوة و سلام پڑھنا

إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ

آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا (الاحزاب: ۵۶)

”اللہ اور اس کے فرشتے یقیناً نبی پر درود بھیجتے ہیں، اے ایمان

والو تم بھی ان پر درود اور سلام بھجو جیسے سلام بھیجے کا حق ہے۔“

تشریح: (نبی اکرم ﷺ نے اس آیت کی تفسیر کی اور فرمایا کہ اس میں سلام اور درود کے مستحق محمد آل محمد علیہم السلام شہرے۔)

محمد ﷺ کو امت پر گواہ، بشیر اور نذیر بنانا

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا

”اے نبی ہم نے آپ کو گواہ اور بشارت دینے والا اور تنبیہ

کرنے والا بنا کر بھیجا ہے۔“ (الاحزاب: ۴۵)

تشریح: اللہ تعالیٰ نے انسان پر تکمیل انسانیت کے لیے، دنیا پر گواہ، آخرت کی بشارت اور گمراہ پر اصلاح کے لیے تنبیہ کی ہے۔

محمد ﷺ نجات کے روشن چراغ ہیں

وَدَاعِيًا إِلَى اللَّهِ بِأَذْنِهِ وَيَسْرًا ۚ يُبَشِّرُ

الْمُؤْمِنِينَ بِأَنَّهُمْ مِنَ اللَّهِ فَضْلًا كَبِيرًا ۝

(الاحزاب: ۴۶، ۴۷)

”اور اس کے اذن سے اللہ کی طرف دعوت دینے والا اور روشن

چراغ بنا کر اور مومنین کو بشارت دیجیے کہ ان کے لیے اللہ کی

طرف سے بڑا فضل ہوگا۔“

تشریح: محمد ﷺ مومنین کے لیے رحمت آخرت کے لیے روش چراغ اور اللہ تعالیٰ کی

امت پر رحمت ہیں۔

محمد ﷺ امت کے لیے اعلیٰ نمونہ ہیں

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ  
يَرْجُوا اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَذِكْرٍ ۝

”تحقیق تمہارے لیے اللہ کے رسول میں بہترین نمونہ ہے، ہر  
اس شخص کے لیے جو اللہ اور روز آخرت کی امید رکھتا ہو اور کثرت  
سے اللہ کا ذکر ہو۔“ (الاحزاب: ۲۱)

تشریح: اول ماڈل تخلیق ہوتا ہے پھر اس کی مثال سے ماہر دیگر اشیاء تیار کرتا ہے، ماڈل  
عی دیگر اشیاء کی ضمانت ہے، تاکہ اس دیکھا دیکھی عمل کیا جاسکے جو مستقبل کی ضمانت ہے۔  
محمد ﷺ عالمین پر رحمت ہیں۔

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ ۝ (الانبیاء: ۱۰۷)  
”اور (اے محمد) ہم نے آپ کو بس عالمین کے لیے رحمت بنا  
کر بھیجا ہے“

تشریح: محمد ﷺ زمانے حال اور مستقبل کے فقط رسول نہیں بلکہ ماضی سے لے کر  
قیامت تک عالمین کے لیے رحمت ہیں، (اولین اور آخرین انبیاء کی امت کے شافی ہیں)۔

محمد ﷺ مومنین پر شفیق اور مہربان ہیں

لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ  
حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ ۝

(التوبة: ۱۲۸)

”تحقیق تمہارے پاس خود تم میں سے ایک رسول آیا ہے، تمہیں  
تکلیف میں دیکھنا اس پر شاق گزرتا ہے، وہ تمہاری بھلائی کا  
نہایت خواہاں ہے اور مومنین کے لیے نہایت شفیق، مہربان  
ہے۔“

تشریح: محمد ﷺ عالمین پر نبی ضرور ہیں لیکن ان کی شفقت اور مہربانیاں مومنین کے لیے خاص ہیں۔

محمد ﷺ تمام جہان کے اہل علم پر بشیر اور نذیر ہیں  
وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَلِمَةً لِّلنَّاسِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا ۚ وَلٰكِنَّ

أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٢٨﴾ (سبأ: ۲۸)

”اور ہم نے آپ کو تمام انسانوں کے لیے فقط بشارت دینے والا اور تنبیہ کرنے والا بنا کر بھیجا ہے، لیکن لوگ نہیں جانتے ہیں۔“

تشریح: محمد ﷺ تمام انسانیت پر بشیر اور نذیر تو ہیں مگر جاہل اور ضدی قوم (گمراہ) کے لیے نہیں ہیں۔

محمد ﷺ پر نبوت کے بھارا تارنے کی آسانیاں  
سورة الم نشرح:

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ۙ

”کیا ہم نے آپ کے لیے آپ کا سینہ کشادہ نہیں کیا؟“

وَوَضَعْنَا عَنكَ وِزْرَكَ ۙ

”اور ہم نے آپ سے آپ کا بوجھ نہیں اتارا؟“

الَّذِي اَنْقَضَ ظَهْرَكَ ۙ

”جس نے آپ کی کمر توڑ رکھی تھی۔“

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ۙ

”اور ہم نے آپ کی خاطر آپ کا ذکر بلند کر دیا۔“

فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۙ

”البتہ مشکل کے ساتھ آسانی ہے۔“

إِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۝

”یقیناً مشکل کے ساتھ آسانی ہے۔“

فَإِذَا فَرَغْتَ فَانصَبْ ۝

”لہذا جب آپ فارغ ہو جائیں تو نصب کر۔“

وَإِلَىٰ رَبِّكَ فَارْغَبْ ۝

”اور اپنے رب کی طرف راغب ہو جائیں۔“

تشریح: نبوت کے اعلان سے قبل اور بعد کی مشکلات کے تذکرے میں ان نکات کی وضاحت کی گئی کہ ان مصائب سے نجات کے لیے جناب ابوطالب کو کفالت سے لے کر حفاظت تک اور جناب خدیجہ کبریٰ کے مال سے دشمنی سے دوستی تک کام آیا۔ بہر حال ہر مشکل گھڑی میں انتظامات ہوئے۔

محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کی حفاظت اور نگرانی میں

وَالضُّعْفَىٰ ۝ وَالْيَلِيلِ إِذَا سَجَىٰ ۝ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا

قَلَىٰ ۝ وَلَا يَجْزِيكَ فَعُوذُكَ مِنْ الْأُولَىٰ ۝ وَلَسَوْفَ

يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَكْرًا ۝ أَلَمْ يَجْعَلْ لَكَ نُجُومًا نُّجُومًا ۝

وَوَجَّعَكَ خَالًا فَهْدَىٰ ۝ وَوَجَّعَكَ غَائِبًا فَأَفْطَىٰ ۝

فَأَمَّا الْيَتِيمَ فَلَا تَقْهَرْ ۝ وَأَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَرْ ۝

وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ۝ (سورۃ الضحیٰ)

”قسم ہے روز روشن کی اور رات کی جب (چھا جائے، آپ کے

رب نے آپ کو نہیں چھوڑا اور نہ آپ سے ناراض ہوا، اور آخرت

آپ کے لیے دنیا سے کہیں بہتر ہے، (۵) عنقریب آپ کا رب

آپ کو اتنا عطا فرمائے گا، کہ آپ راضی ہو جائے گے، کیا اس نے  
آپ کو تہمیت نہیں پایا پھر پناہ دی؟ اور اس نے آپ کو نواقف پایا تو  
راستہ دیکھایا؟ اور آپ کو تنگ دست پایا تو مالدار کر دیا۔“

تشریح: اس سورہ میں پاک پیغمبر ﷺ پر ابتدائی ان مشکلات کا تذکرہ کیا ہے، جو  
انہیں درپیش تھیں، اس پر اللہ تعالیٰ نے جن عنایات کا تذکرہ فرمایا وہ انسان کے لیے سبق  
آموز اور جناب ابوطالب اور جناب خدیجہ گبریٰ کی خصوصیات عام کرنا تھا تھیں۔ اس کلام  
میں ضبط فرمایا گیا۔

محمد ﷺ آسمان اور زمین کے مالک کی جانب رسول ہیں  
قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ بِحَيْثُ مَا آتَيْتُكُمْ  
لَهُ مَلِكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ، لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ يُحْيِي  
وَيُمِيتُ، فَآمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ الَّذِي  
يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَكَلِمَاتِهِ وَاتَّبِعُوهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ﴿۱۵۸﴾

(امراف: ۱۵۸)

”اے محمد! ان سب کو جو نسل انسانی کے اندر داخل ہیں، بتا دے  
کہ میں تم سب کی طرف اس خدا کا رسول ہوں جو آسمان اور  
زمین کا مالک ہے اور اس کے سواے اور کوئی بھی معبود نہیں۔“

تشریح: اللہ تعالیٰ خالق ہونے کی وضاحت فرمائی اور جہاں تک اس کی خدائی کا  
حدود اور بوجہ ہے، اس پر محمد رسول ہیں۔

محمد ﷺ کوثر کے مالک اور صاحب اولاد ہیں۔

سورۃ الکوثر

إِنَّا أَنْعَمْنَا عَلَى الْكَوْثَرِ

”بے شک ہم نے آپ کو کوثر عطا فرمائی۔“

فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَأَمْحُزْ

”لہذا آپ اپنے رب کے لیے نماز پڑھیں اور قربانی دیں۔“

إِنْ شَاءَ لَكَ هُوَ الْأَكْبَرُ

”یقیناً آپ کا دشمن ہی بے اولاد رہے گا۔“

تشریح: انتہائی اور عظیم نعمتیں مقام عیلمین اور نسب کوثر ہیں، جن کا پاک پیغمبر ﷺ کو مالک قرار دیا ہے لہذا یہ مقام و مرتبہ دشمن کے لیے ناگوار ہے۔

محمد ﷺ کو بغیر جنگ کے فتح

إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا ۚ لِيَغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا

تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ وَيُعَمِّدَ رِجْلَيْكَ

وَيَهْدِيكَ صِرَاطًا مُسْتَقِيمًا ۚ وَيَنْصُرَكَ اللَّهُ نَصْرًا

عَظِيمًا ۝ (الفتح: ۳)

”(اے محمد) ہم نے آپ کو فتح دی، ایک نمایاں فتح، تاکہ اللہ

آپ کی اگلی اور پچھلی (باتیں جنہیں دشمن آپ کی) خطائیں (شمار

کرتے ہیں) دور فرمائے اور آپ پر اپنی نعمت پوری کرے اور

آپ کو سیدھے راستے کی راہنمائی فرمائے اور اللہ آپ کو ایسی

نصرت عنایت فرمائے جو بڑی غالب ہے۔“

تشریح: پاک پیغمبر کو دور تہ بغیر جنگ کے نصرت فرمائی۔ ایک مقام حدیبیہ دوسرا مقام

مہابہ، جہاں اسلام کے شیدائیوں کو بغیر کسی نقصان اور خرچ کے فتح دی، اور اس کے مستقبل

میں فوائد ظاہر ہوئے۔ اللہ کے رسول کے وہ فیصلے تھے، جو علم غائب سے تعلق رکھتے

تھے۔ پاک نبی کو پہلے علم تھا اور اصحاب کرام کو بعد میں قرآنی شکل میں مطلع کیا گیا تھا۔

محمد ﷺ عمل اللہ تعالیٰ کا عمل ہے

فَلَمْ تَقْلُوبُوا لَكُمْ وَلَكِنَّ اللَّهَ قَاتَلَهُمْ وَمَا رَمَيْتُ إِذْ

رَمِيمًا وَلَكِنَّ اللَّهَ رَطِيءٌ، وَلِيُنذِرَ الْمُؤْمِنِينَ مِنْهُ بَلَاءٌ

حَسَنًا إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿٥﴾ (سورہ الانفال)

”(اے محمد) جب آپ کنگریاں پھینک رہے تھے، اس وقت

آپ نے نہیں بلکہ اللہ نے کنگریاں پھینکیں تھیں تاکہ اپنی طرف

سے مومنوں کو بہتر آزمائش سے گزارے، بے شک اللہ سننے والا

جاننے والا ہے۔“

تشریح: پاک پیغمبر ﷺ کے ہر عمل کو اللہ تعالیٰ نے اپنا عمل قرار دیا۔ اس سے صاف ظاہر

ہے کہ پاک نبی ﷺ کا ہر قول، فعل، نشانے ربی اور تابع وحی ہے، جو ایک لمحہ بھی جدا نہیں۔

محمد ﷺ مومنین پر اللہ تعالیٰ کا احسان ہیں جن کے فرائض انسان کا تذکیہ

نفس، کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے۔

لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا

مِنْ أَنفُسِهِمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ

وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ، وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ

لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ﴿٥﴾ (العمران: ۱۶۳)

”ایمان والوں پر اللہ تعالیٰ نے بڑا احسان کیا کہ ان کے درمیان

انہی میں سے ایک رسول بھیجا جو انہیں اس کی آیات پڑھ کر سنا سنا

ہے، اور پاکیزہ کرتا ہے، اور انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا

ہے، جبکہ اس سے پہلے یہ لوگ مرتع گمراہی میں مبتلا تھے۔“

تشریح: فرائض نبوت انسان کی داخلی اور خارجی خرابیوں کے دوری کرنے کے علاوہ

معاشرے میں تعلیم کی تعمیر و ترقی کے ساتھ ساتھ صراط مستقیم پر قائم رکھتا ہے، (اس توازن

کو قائم رکھنا توحید اور عبادات کا ارتقا ہے)۔

باب دوم

قرآن حکیم کی روشنی میں  
ازواجِ مطہرات کے فضائل



ایک خاندان کی تکمیل مرد کے علاوہ اس کی زوجہ اور بچوں سے ہوتی ہے۔ یہ وہ نظریہ ہے جو حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوا تھا۔ انبیاء کرام جن کے فرائض میں انسانیت کی تکمیل ہے ان کا ظاہر و باطن امت کے لیے حجت ہے۔ یہ تب ہی ممکن ہے جب تمام جہات سے مکمل ہو اور پھر ایک سے زیادہ ازواج کو اللہ تعالیٰ حضرات انبیاء کرام کے لیے حلال کی تھیں تاکہ ان کے درمیان عدالت کے قیام میں امت کے لیے بہترین مثال بن سکے۔ اس طرح کہا جاسکتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کے بعد ان کے تمام عمل کے ترجمان اور ضامن گھروالے قرار پائے تھے تاکہ ان کی تربیت سے لوگ استفادہ کریں، لہذا پاک نبی کریم ﷺ کی زیر تربیت پاک نبی کریم کا مکمل گھرانہ ہے۔ گھر باہر کی زندگی اس میں جو بھی عمل آپ نبی کریم نے فرمایا ان کے ترجمان اہلبیت اطہار کے علاوہ صحابہ کرام تھے اور دین کے داخلی مفسر جو آپ نے عمل فرمایا تھا اس عمل کے معنی گواہان اور ترجمان ازواج نبی ﷺ تھیں۔ اب ازواج مطہرات کے مناقب اور فضائل کے علاوہ جو حقوق و فرائض قرآن حکیم نے بیان کیے ہیں ان کو تحریر کیا جاتا ہے۔

ازواج پیغمبر امت کی مائیں ہیں

ازواج نبی کریم کا مقام و مرتبہ کا تعین خود قرآن حکیم نے کیا ہے لیکن امت کی مائیں اس نسبت سے تھیں کہ ان کے احترام و عزت کے ساتھ ساتھ ان کے ساتھ تاقیامت نکاح حرام قرار دیا گیا تھا۔

الَّذِينَ أُولَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِن نَفْسِهِمْ وَأَزْوَاجُهُمْ

(الاحزاب: ۶)

”یہ نبی (مکرم) مومنوں کے ساتھ ان کی جانوں سے زیادہ

قریب اور حق دار ہیں اور آپ کی ازواج (مطہرات) اُن کی  
مائیں ہیں۔“

تفسیر ابن کثیر للامام العلامة المفسر،  
المؤرخ الحجّة الحافظ إسماعیل بن عُمَرَ  
بن صَوَّء بن کثیر القرظی الشافعی  
الدمشقی، وقوله: [وَأَزْوَاجُهُ أُمَّهَاتُهُمْ] أي:  
في الحرمة والاحترام، والإكرام والتوقير  
والإعظام، ولكن لا تجوز الخلوة بهن، ولا  
ينتشر التحريم إلى بناتهن وأخواتهن  
بالإجماع، وقد روي عن أبي بن كعب،  
وابن عباس أنهما قرآ: "النبي أولى بالمؤمنين  
من أنفسهم وأزواجه أمهاتهم وهو أب لهم"،  
وروي نحو هذا عن معاوية، ومجاهد،  
وعكرمة، والحسن: وهو أحد الوجهين في  
مذهب الشافعي.

(حکاء البغوي وغيره، واستأنسوا عليه بالحديث الذي رواه أبو داود)

”حضور ﷺ کی ازواج مطہرات حرمت، احترام اور اکرام  
میں بزرگی اور عظمت میں تمام مسلمانوں میں ایسی ہیں، جیسی خود  
ان کی مائیں، ہاں ماں کے دیگر احکام مثلاً خلوت یا ان کے  
لڑکیاں اور بہنوں سے نکاح کی حرمت یہاں ثابت نہیں، اس پر  
اجماع ہے۔ ابی بن کعب اور ابن عباس کی قرأت میں اصحاب  
کے بعد یہ لفظ وَهُوَ أَبٌ لَهُمْ پیغمبر ﷺ امت کے والد  
ہیں، مذهب شافعی میں بھی ایک قول یہی ہے، اور تائید احادیث

سے بھی ہوتی ہے کہ آپ نے فرمایا: میں تمہارے لیے قائم مقام باپ ہوں۔“

تفسیر روح المعانی مفسر علامہ الوسی [وأزواجه أمهاتهم] أي منزلات منزلة أمهاتهم في تحريم النكاح واستحقاق التعظيم وأما فيما عدا ذلك من النظر إليهن والحلوة بهن وارثهن ونحو ذلك فهن كالأجنبيات، وفرع على هذا القسطلاني في المواهب أنه لا يقال لبناتهن أخوات المؤمنین في الأصح.

”ازواج مطہرات کا مقام تحریم نکاح اور استحقاق احترام کی حد تک ماں کی مانند ہے، اس کے علاوہ ان کی جانب دیکھنا، خلوت کرنا، وارثت جیسے احکام میں یہ اجنبی ہیں، علامہ قسطلانی نے المواہب میں لکھا ہے۔ ازواج نبی ﷺ کی بیٹیوں کو مؤمنین کے بہنیں کہنا صحیح نہیں ہے۔“

تفسیر، ”محمد ﷺ کا غوندہ معاشرے پر رسول ہیں۔ جس کے فرائض توحید کی علامات کو جاننے کے لیے داخلی اور خارجی روشنی تعلیم اور دانش کے ساتھ مربوط کیا۔“

البيضاوي، [وأزواجه أمهاتهم] منزلات منزلتهن في التحريم واستحقاق التعظيم وفيما عدا ذلك فكما الأجنبيات، ولذلك قالت عائشة رضي الله عنها: لسنا أمهات النساء.

”ازواج مطہرات کا مقام تحریم نکاح اور استحقاق احترام کی حد تک ماں کی مانند ہے، اس کے علاوہ ان کی جانب دیکھنا، غلوت کرنا، وارثت جیسے احکام میں یہ اجنبی ہیں، حضرت عائشہ کا قول ہے کہ ہم عورتوں کی مائیں نہیں ہیں۔“

تفسیر الخازن قوله تعالى، [وأزواجه أمهاتهم] یعنی أمهات المؤمنین فی تعظیم الحرمة و تحريم نكاحهن على التأیید لا فی النظر إلیهن و الخلوۃ بهن، فإنه حرام فی حقهن كما فی حق الأجانب ولا یقال لبناتهن هن أخوات المؤمنین ولا لأخوانهن وأخواتهن هن أخوال المؤمنین و خالاتهن النساء.

”ازواج مطہرات کا مقام تحریم نکاح اور استحقاق احترام کی حد تک ماں کی مانند ہے، اس کے علاوہ ان کی جانب دیکھنا، غلوت کرنا، وارثت جیسے احکام میں یہ اجنبی ہیں، اور یہ کہا نہیں جاسکتا کہ موماں کی بہنیں اور وہ ماموں اور خالو ٹھہریں۔“

تفسیر الجلالین، [وأزواجه أمهاتهم] فی حرمة نكاحهن.  
”حزمت نکاح فقط ہے۔“

تفسیر الشعالی و شرف تعالیٰ أزواج نبیہ صلی اللہ علیہ وسلم بأن جعلهن أمهات المؤمنین فی المیرة و حرمة النکاح، و فی مصحف أبي بن كعب: وَأَزْوَاجُهُ أُمَّهَاتُهُمْ

وَهُوَ أَبٌ لَهُمْ وَقَرَأَ ابْنُ عَبَّاسٍ مِنْ  
أَنْفُسِهِمْ ، وَهُوَ أَبٌ لَهُمْ وَوَافَقَهُ أَبِي عَلَى  
ذَلِكَ.

”حضور ﷺ کی ازواج مطہرات حرمت نکاح (اور احرام اور  
اکرام میں بزرگی اور عظمت میں تمام مسلمانوں میں ایسی ہیں،  
جیسی خود ان کی مائیں، ہاں ماں کے دیگر احکام مثلاً غلوت یا ان  
کی لڑکیاں اور بہنوں سے نکاح کی حرمت یہاں ثابت نہیں، اس  
پر اجماع ہے)، ابی بن کعب اور ابن عباس کی قرأت میں  
امہاتہم کے بعد یہ لفظ وحواب ہم پیغمبر ﷺ امت کے والد ہیں  
پڑھا گیا ہے۔“

تفسیر الکبیر فخرالدین الرازی ثم قال  
تعالیٰ: [وأزواجه أمهاتهم] تقریراً آخر،  
وذلك لأن زوجة النبي صلى الله عليه وسلم  
ما جعلها الله تعالى في حكم الأم إلا  
لقطع نظر الأمة عما تعلق به غرض النبي  
عليه الصلاة والسلام ، فإذا تعلق خاطره  
بامرأة شاركت الزوجات في التعلق  
فحرمت مثل ما حرمت أزواجه على غيره:  
” (وأزواجه أمهاتهم) اس میں اللہ تعالیٰ نے پیغمبر ﷺ  
کی ازواج کو حکم ماں قرار دیا ہے، اس کے علاوہ دیگر حرمت میں  
شراکت نہیں۔“

تفسیر طبری مفسر ابن جریر طبری محدثنا  
ابن وکیع، قال: ثنا حسن بن علی، عن أبي

موسیٰ اسرائیل بن موسیٰ، قال: قرأ الحسن هذه الآية (النَّبِيِّ أَوْلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنفُسِهِمْ وَأَزْوَاجُهُ أُمَّهَاتُهُمْ) قال: قال الحسن: قال النبي صلى الله عليه وسلم: "أنا أولى بكل مؤمن من نفسه" قال الحسن: وفي القراءة الأولى (أولى بالمؤمنين من أنفسهم وهو أب لهم). وقوله: (وأزواجه أمهاتهم) يقول: وحرمة أزواجه حرمة أمهاتهم عليهم، في أنهم يحرم عليهن نكاحهن من بعد وفاته، كما يحرم عليهم نكاح أمهاتهم.

"الحسن کی قرأت (النَّبِيِّ أَوْلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنفُسِهِمْ وَأَزْوَاجُهُ أُمَّهَاتُهُمْ) کے لیے فرمایا کہ میں مؤمنین کے نفوس سے زیادہ حقدار ہوں جب کہ اول قرأت میں ہے کہ پاک پیغمبر ﷺ امت کے باپ ہیں، ازواج پیغمبر کی رحلت کے بعد امت کی ماں ہیں اور ان کے ساتھ نکاح حرام ہے۔"

تفسیر فتح القدیر۔ [وأزواجه أمهاتهم] أي مثل أمهاتهم في الحكم بالتحريم، ومنزلات منزلتهن في استحقاق التعظيم؛ فلا يحل لأحد أن يتزوج بواحدة منهن كما لا يحل له أن يتزوج بأمه، فهذه الأمومة مختصة بتحريم النكاح لهن وبالتعظيم لجنابهن، وتخصيص المؤمنين يدل على أنهم

لسن أمهات نساء المؤمنین ولا بناتهن  
 أخوات المؤمنین ، ولا أخواتهن أخوال  
 المؤمنین قوله : [النبي أولى بالمؤمنین من  
 أنفسهم] وهذا يشمل الرجال والنساء  
 ضرورة . قال : ثم إن في مصحف أبي بن  
 كعب : وأزواجه أمهاتهم ، وهو أب لهم ،  
 وقرأ ابن عباس : أولى بالمؤمنین من  
 أنفسهم وهو أب وأزواجه أمهاتهم (داود)

”حضور ﷺ کی ازواج مطہرات حرمت احرام اور اکرام  
 میں بزرگی اور عظمت میں تمام مسلمانوں میں ایسی ہیں، جیسی خود  
 ان کی مائیں، ہاں ماں کے دیگر احکام مثلاً خلوت یا ان کی لڑکیاں  
 اور بہنوں سے نکاح کی حرمت یہاں ثابت نہیں، اس پر اجماع  
 ہے، ابی بن کعب اور ابن عباس کی قراءت میں امھاتم کے بعد  
 یہ لفظ وهو اب لهم پیغمبر ﷺ امت کے والد اور ازواج مائیں  
 ہیں۔“

تفسیر در المنثور علامہ جلال الدین  
 سیوطی وأخرج ابن أبي حاتم عن قتادة  
 رضي الله عنه في قوله [وأزواجه أمهاتهم]  
 يقول: أمهاتهم في الحرمة ، لا يحل لمؤمن أن  
 ينكح امرأة من نساء النبي صلى الله عليه  
 وسلم في حياته ان طلق ، ولا بعد موته . هي  
 حرام على كل مؤمن مثل حرمة أمه .  
 ”قتادہ کہتے ہیں کہ قول . [وأزواجه أمهاتهم] حرمت میں

ماں ہیں، کسی شخص کو پیغمبر ﷺ کے ازواج کے ساتھ حیات میں بھی حرام اگرچہ وہ مطلقہ ہوں اور رحلت کے بعد ہر مومن پر ماں کی طرح (نکاح) حرام ہیں۔“

وأخرج ابن سعد وابن المنذر والبيهقي في سننه عن عائشة أن امرأة قالت لها : يا أمي فقالت : أنا أم رجالكم ولست أم نسائكم .وأخرج ابن سعد عن أم سلمة قالت : أنا أم الرجال منكم والنساء

”حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ہم مردوں کی مائیں ہیں لیکن عورتوں کی نہیں ہیں، جبکہ حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں، کہ ہم مرد اور عورتوں کی مائیں ہیں۔“

وأخرج عبد الرزاق وسعيد بن منصور وإسحاق بن راهويه وابن المنذر والبيهقي عن بجاله قال : مر عمر بن الخطاب رضي الله عنه بغلام وهو يقرأ في المصحف النبي أولى بالمؤمنين من أنفسهم وأزواجه أمهاتهم وهو أب لهم فقال : يا غلام حكها فقال : هذا مصحف أبي.

”حضرت عمرؓ ایک لڑکے کے پاس سے گزرے وہ قرآن کی تلاوت کر رہا تھا، (النبي أولى بالمؤمنين من أنفسهم وأزواجه أمهاتهم وهو أب لهم) پیغمبر امت کے باپ ہیں، اور اس سے پوچھا تو اس نے کہا کہ یہ ابی کعب کے قرآن کی قرأت ہے۔“



الزخشری" وفي قراءة ابن مسعود: النبي  
 أولى بالمؤمنين من أنفسهم وهو أب لهم .  
 وقال مجاهد: كل نبي فهو أبو أمته . ولذلك  
 صار المؤمنون إخوة؛ لأن النبي صلى الله  
 عليه وسلم أبوهم في الدين [وأزواجه  
 أمهاتهم] تشبيهه لهم بالأمهات في بعض  
 الأحكام، وهو وجوب تعظيمهن واحترامهن،  
 وتحريم نكاحهن: قال الله تعالى: وَلَا آثَانَ  
 تَنكِحُوا آثَانَ مِنْ بَعْدِ آبَائِنَا (الاحزاب: ۵۳)

”قرأت ابن مسعود میں: (النبي أولى بالمؤمنين من  
 أنفسهم وهو أب لهم) محمد ﷺ امت کے باپ ہیں، مجاہد  
 کہتے ہیں کہ ہر نبی امت کا باپ ہوتا ہے، اس طرح تمام مومنین  
 اخوة ہیں، پیغمبر ﷺ دین میں باپ ہیں اس طرح ازواج بھی  
 ماں کی مانند بعض احکام میں ماں ہیں، وہ تعظیم، احترام، حرمت  
 نکاح میں واجب ہے، اور حرمت نکاح ہمیشہ کے لیے ہے۔ یہی  
 قرآن میں نص ہے۔“

ازواجِ نبی پر پردہ لازم تھا

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لَأَزْوَاجِكُمْ وَبَنَاتِكُمْ  
 وَالْمُؤْمِنَاتُ يَدْرُسْنَ عَلَيْكُمْ مِنْ جَلَابِئِبِهِمْ ذَلِكَ  
 آتَى أَنْ يُعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذِنَنَّكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ  
 رَحِيمٌ (الاحزاب: ۵۹)

”اے نبی! اپنی بیویوں اور اپنی صاحبزادیوں اور مسلمانوں کی

عورتوں سے فرمادیں کہ (باہر نکلنے وقت) اپنی چادر میں اپنے اوپر اوڑھ لیا کریں، یہ اس بات کے قریب تر ہے کہ وہ پچھان لی جائیں (کہ یہ پاک دامن آزاد عورتیں ہیں) پھر انہیں (آوارہ باندیاں سمجھ کر غلطی سے) ایذا نہ دی جائے، اور اللہ بڑا بخشنے والا بڑا رحم فرمانے والا ہے۔“

آزادی اور اختیار

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لَأَزْوَاجِكُمْ إِن كُنْتُمْ كُفِرْتُمْ كُفْرًا مِّنْكُمْ وَوَافِقَةً  
الدُّنْيَا وَرَبِّئِنَّهَا فَتَعَالَيْنَ أُمَتِّعُكُمْ وَأَسْوَأُكُمْ  
سَبْرًا حَتَّىٰ تَحْتَبِلُوا ۖ (الاحزاب: ۲۸)

”اے نبی (مکرم!) اپنی ازواج سے فرمادیں کہ اگر تم دنیا اور اس کی زینت و آرائش کی خواہش مند ہو تو آؤ میں تمہیں مال و متاع دے دوں اور تمہیں حسن سلوک کے ساتھ رخصت کر دوں۔“

وَإِنْ كُنْتُمْ كُفِرْتُمْ كُفْرًا مِّنْكُمْ وَوَافِقَةً  
الدُّنْيَا وَرَبِّئِنَّهَا فَتَعَالَيْنَ أُمَتِّعُكُمْ وَأَسْوَأُكُمْ  
سَبْرًا حَتَّىٰ تَحْتَبِلُوا ۖ (الاحزاب: ۲۸)

”اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول اور دارِ آخرت کی طلب گار ہو تو بیشک اللہ نے تم میں نیکو کار بیبیوں کے لئے بہت بڑا اجر تیار فرما رکھا ہے۔“ (الاحزاب: ۲۸)

ازواج النبی کا مقام و مرتبہ عام عورت کی طرح نہیں

يُنْسَاءُ النَّبِيِّ مَنْ يَأْتِي مِنْكُم بِفَاحِشَةٍ مُّبِينَةٍ  
يُطْعَفُ لَهَا الْعَذَابُ ضِعْفَيْنِ ۚ وَكَانَ عَلَيْكَ عَلَى اللَّهِ  
يَسِيرًا ۖ (الاحزاب: ۳۰)

”اے ازواجِ نبوی (مکرمہ!) تم میں سے کوئی ظاہری معصیت کی سرکب ہو تو اس کے لئے عذاب دوگنا کر دیا جائے گا، اور یہ اللہ پر بہت آسان ہے۔“

وَمَنْ يَفْتَنُكَ مِنكُنَّ يَلُوهُ وَرَسُولُهُ وَتَعْمَلْ صَالِحًا  
تُؤْتِيهَا أَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ ۖ وَأَعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا كَرِيمًا ﴿۳۰﴾

(الاحزاب: ۳۰)

”اور تم میں سے جو اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی اطاعت گزار رہیں اور نیک اعمال کرتی رہیں تو ہم ان کا ثواب (بھی) انہیں دوگنا دیں گے اور ہم نے ان کے لئے (جنت میں) باعزت رزق تیار کر رکھا ہے۔“

يُنِسَاءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَأَحَدٍ مِنَ النِّسَاءِ إِنِ اتَّقَيْتُنَّ  
فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِي فِي قَلْبِهِ مَرَضٌ  
وَقُلْنَ قَوْلًا مَعْرُوفًا ﴿۳۲﴾ (الاحزاب: ۳۲)

”اے ازواجِ نبوی! تم عورتوں میں سے کسی ایک کی بھی مثل نہیں ہو، اگر تم پر میزگار رہنا چاہتی ہو تو (عردوں سے حسب ضرورت) بات کرنے میں نرم لہجہ اختیار نہ کرنا کہ جس کے دل میں (نفاق کی) بیماری ہے (کہیں) وہ لالچ کرنے لگے اور (ہمیشہ) شک اور لہک سے محفوظ بات کرنا۔“

ازواجِ نبوی کی عظمت اور شان گھر میں ہی قیام ہے

وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ  
الْأُولَىٰ وَالَّذِينَ الصَّلَاةَ وَالزَّكَاةَ وَأَطَعْنَ اللَّهَ  
وَرَسُولَهُ ۖ (الاحزاب: ۳۳)

”اور اپنے گھروں میں سکون سے قیام پذیر رہنا اور پرانی جاہلیت کی طرح زیب و زینت کا اظہار مت کرنا، اور نماز قائم رکھنا اور زکوٰۃ دیتے رہنا اور اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی اطاعت گزاری میں رہنا۔“

پاک نبی کا گھروچی جبرائیلؑ ہے

وَأَذْكُرْنَ مَا يُتْلَىٰ فِي بُيُوتِكُنَّ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ

وَالْحِكْمَةِ ۗ إِنَّ اللَّهَ كَانَ لَطِيفًا خَبِيرًا ﴿۳۳﴾ (الحزب: ۳۳)

”اور تم اللہ کی آیتوں کو اور (رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی) سنت و حکمت کو جن کی تمہارے گھروں میں تلاوت کی جاتی ہے یاد رکھا کرو، بیشک اللہ (اپنے اولیاء کے لئے) صاحب لطف (اور ساری مخلوق کے لئے) خبردار ہے۔“



پاک نبی کریمؐ کے حرم میں پہلی زوجہ کا شرف

## سیدہ خدیجہ الکبریٰؓ

کو حاصل تھا ان کے مقام و مرتبہ

### قرآن حکیم کی روشنی میں

سیدہ خدیجہ الکبریٰؓ کی شادی نزول قرآن سے پندرہ سال قبل ہوئی تھی۔ آپ کا عرب میں تجارت کا وسیع کاروبار تھا اور تاجروں میں آپ کا ممتاز مقام تھا۔ ایک امیر خاندان کی شہزادی ہونے کے ناطے آپ نے پیغمبر اسلام کا انتخاب کیا۔ شادی کے بعد تمام مال و دولت اسلام کی ترویج، غربا اور مسکین پر خرچ کر ڈالی۔ اس سخاوت کا تذکرہ قرآن حکیم نے کیا ہے۔

سورہ واسیٰ

مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلَىٰ ۝

”آپ کے رب نے (جب سے آپ کو منتخب فرمایا ہے) آپ کو نہیں چھوڑا اور نہ ہی (جب سے آپ کو محبوب بنایا ہے) ناراض ہوا ہے۔“

وَوَجَدَكَ عَائِلًا فَأَغْنَىٰ ۝

”اور اس نے آپ کو (وصال حق کا) حاجت مند پایا تو آپ کو (جناب خدیجہ الکبریٰؓ کے مال سے) (مالا مال) کر دیا۔“

اُتری (اس طرح اس بی بی کا تذکرہ قرآن نے کیا جو علم شناس  
خاتون تھی۔)

مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلَىٰ ۝

”آپ کے رب نے (جب سے آپ کو منتخب فرمایا ہے) آپ  
کو نہیں چھوڑا اور نہ ہی (جب سے آپ کو محبوب بنایا ہے) ناراض  
ہوا ہے۔“

تفسیر الدرمنثور علامہ جلال لادین  
سیوطی، سورہ الضحیٰ، وأخرج ابن جریر  
وابن المنذر عن عروة رضي الله عنه قال :  
أبطأ جبريل عن النبي صلى الله عليه وسلم  
فجزع جزعاً شديداً فقالت خديجة : أرى  
ربك قد قلاك مما يرى من جزعك ، فنزلت  
[والضحى] إلى آخرها.

وأخرج الحاكم وابن مردويه والبيهقي في  
الدلائل من طريق عروة عن خديجة قالت:  
لما أبطأ على رسول الله صلى الله عليه وسلم  
الوحي جزع من ذلك فقلت له مما رأيت من  
جزعه : لقد قلاك ربك مما يرى من  
جزعك ، فأنزل الله [مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا  
قَلَىٰ ۝ ۳].

”حضرت خدیجہؓ نے (جب وحی کی آمد میں تاخیر محسوس  
ہوئی) وجہ جانا۔ چاہی تو آپ سے کہا کیا کوئی تاخیر کی وجہ رب کی  
ناراضگی تو نہیں؟ تو یہ آیت اُتری۔ آپ کے رب نے (جب

سے آپ کو منتخب فرمایا ہے) آپ کو نہیں چھوڑا اور نہ ہی (جب سے آپ کو محبوب بنایا ہے) ناراض ہوا ہے۔“

”روایت میں ہے جب جبرائیل علیہ السلام کے آنے میں دیر ہوئی۔ حضور ﷺ کو تاخیر وحی کا تجسس ہوا۔ اس کا سبب سیدہ خدیجہ الکبریٰ نے دریافت فرمایا تو آیت اتری۔ آپ کے رب نے (جب سے آپ کو منتخب فرمایا ہے) آپ کو نہیں چھوڑا اور نہ ہی (جب سے آپ کو محبوب بنایا ہے) ناراض ہوا ہے۔“

تفسیر ابن کثیر سورہ الضحیٰ حدثنا ابن ابی الشوارب، حدثنا عبد الواحد بن زیاد، حدثنا سليمان الشيباني، عن عبد الله ابن شداد: أن خديجة قالت للنبي صلى الله عليه وسلم: ما أرى ربك إلا قد قلاك. فأنزل الله: [وَالضُّحَىٰ ۝ وَاللَّيْلِ إِذَا سَجَىٰ ۝ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلَىٰ ۝]

وقال أيضا: حدثنا أبو كُرَيْب، حدثنا وَكَيْع، عن هشام بن عُرْوَةَ، عن أبيه قال: أبطأ جبريل على النبي صلى الله عليه وسلم، فجزع جزعاً شديداً، فقالت خديجة: إني أرى ربك قد قلاك مما ترى من جزعك. قال: فنزلت: [وَالضُّحَىٰ ۝ وَاللَّيْلِ إِذَا سَجَىٰ ۝ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلَىٰ ۝] إلى آخرها

”حضرت خدیجہ نے (جب وحی کی آمد میں تاخیر ہوئی) وجہ جاننا چاہی تو آپ سے کہا کیا کوئی تاخیر کی وجہ رب کی ناراضگی تو

نہیں؟ تو یہ آیت اُتری۔ آپ کے رب نے (جب سے آپ کو منتخب فرمایا ہے) آپ کو نہیں چھوڑا اور نہ ہی (جب سے آپ کو محبوب بنایا ہے) ناراض ہوا ہے۔“

روایت میں ہے جب جبرائیل علیہ السلام کے آنے میں دیر ہوئی حضور ﷺ کو تاخیر وحی کا تجسس ہوا۔ اس کا سبب سیدہ خدیجہ الکبریٰ نے دریافت فرمایا تو آیت اُتری۔ آپ کے رب نے (جب سے آپ کو منتخب فرمایا ہے) آپ کو نہیں چھوڑا اور نہ ہی (جب سے آپ کو محبوب بنایا ہے) ناراض ہوا ہے۔“

حدثنا ابن أبي الشوارب، قال: ثنا عبد الواحد بن زياد، قال: ثنا سليمان الشيباني، عن عبد الله بن شذاد أن خديجة قالت للنبي صلى الله عليه وسلم ما أرى ربك إلا قد قلاك، فأنزل الله: (وَالضُّحَىٰ وَاللَّيْلِ إِذَا سَجَىٰ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلَىٰ) وَالضُّحَىٰ ۝ وَاللَّيْلِ إِذَا سَجَىٰ ۝ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلَىٰ ۝

(ترجمہ ذکر ایضاً)

تفسیر روح المعانی الوسی سورہ أخرج ابن جرير وابن المنذر عن عروة قال ابطأ جبريل عليه السلام عن النبي صلى الله عليه وسلم فجزع جزعاً شديداً فقالت خديجة أرى ربك قد قلاك مما أرى من جزعك فنزلت [وَالضُّحَىٰ ۝ وَاللَّيْلِ إِذَا سَجَىٰ] إلى آخرها.

ترجمہ ذکر ایضاً



آیت (۲) سورہ النبی۔

### وَوَجَدَكَ عَابِلًا فَأَغْلَىٰ ۝

”اور اس نے آپ کو (وصال حق کا) حاجت مند پایا تو اس نے  
(اپنی لذت و دید سے نواز کر ہمیشہ کے لئے ہر طلب سے) بے  
نیاز کر دیا۔ (یا: اور اس نے آپ کو (جو ادو کریم) پایا تو اس نے  
(آپ کے ذریعے) محتاجوں کو غنی کر دیا۔“

ان تینوں تراجم میں یتیمہ کو فاوی کا، ضالاً کو فہدی کا اور عائلاً کو  
فأغلی کا مفعول مقدم قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: التفسیر الکبیر، القرطبی، البحر  
للحیظ، روح البیان، الشفاء اور شرح خفاجی)

تفسیر الکبیر علامہ فخر الدین الرازی  
سألة الأولى : العائل هو ذو العیلة ، وذكرنا  
ذلك عند قوله : [أَلَا تَعْوَلُونَ] [النساء: ۳] ویدل  
علیه قوله تعالیٰ : [وَإِنْ خِفْتُمْ] [النوبة: ۲۸] ثم  
أطلق العائل علی الفقیر ، وإن لم یکن له  
عیال ، وههنا فی تفسیر العائل قولان وجوه  
الأول : أن الله تعالیٰ أغناه بتربیة أبي طالب ،  
ولما اختلت أحوال أبي طالب أغناه ( الله )  
بمال خدیجة :

”دوقول ہیں ان میں وجہ یہ ہے کہ جب حفاظت اور کفالت کی  
ضرورت تھی تو ابوطالب کی سرپرستی سے اللہ تعالیٰ نے مستفید کیا  
اور جب مال کی ضرورت تھی تو حضرت خدیجہ کے مال سے مستفید  
ہو گے۔“

تفسیر فتح القدیر سورہ الضحیٰ وقیل :

فأغنى بما فتح لك من الفتوح . وفيه نظر؛  
لأن السورة مكية. وقيل: بمال خديجة  
بنت خويلد.

”اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آپ ﷺ کو تو حات کے ذریعے سے  
بھی مستثنیٰ کیا اس پر قیاس ہے۔ چونکہ آیت کی ہے البتہ یہ کہا گیا  
کہ حضرت خدیجہؓ کے مال سے مال مال کر دیا تھا۔“

تفسیر الظلال ولقد كنت فقيراً فأغنى  
الله نفسك بالقناعة ، كما أغناك  
بكسبك ومال أهل بيتك (خديجة رضي  
الله عنها).

”اے میرے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب آپ کے پاس  
مال کی کمی تھی تب آپ کے کس کو قناعت سے مستثنیٰ کر دیا اور جیسا  
کہ مال کے لیے آپ کے گھر سے حضرت خدیجہؓ کے مال سے  
مال مال کر دیا تھا۔“

تفسیر نیشاپوری أغناه الله بتربية أبي  
طالب أولاً، ولما اختلت أحوال أبي طالب  
أغناه بمال خديجه.

”جب حفاظت اور کفالت کی ضرورت تھی تو ابو طالب کی  
سرپرستی سے اللہ تعالیٰ نے مستفید کیا اور جب مال کی ضرورت تھی  
تو حضرت خدیجہؓ کے مال سے مستثنیٰ ہو گئے۔“

تفسیر روح المعانی الوسی، [وَوَجَدَكَ عَابِلًا  
فَأَغْنِي<sup>①</sup>] على نمط سابقه والعائل المفتقر  
من عال يعيل عيلاً وعية وعبولاً ومعيبلاً

افتقر أي وجدك عديم المقتنيات فأغناك  
بما حصل لك من ربح التجارة وذلك في  
سفره صلى الله عليه وسلم مع ميسرة إلى  
الشام وبما وهبته لك خديجة رضي الله  
تعالى عنها من المال وكانت ذا مال كثير  
فلما تزوجها عليه الصلاة والسلام وهبته  
جميعه له صلى الله عليه وسلم.

”آپ کو حضرت خدیجہؓ نے اپنا اس مال سے نفع دے کر مستغنی  
کر دیا گیا تھا جو ميسره غلام کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ  
وسلم کو شام میں روانہ کیا تھا۔ اس کے علاوہ بھی مال کو آپ کو بہہ کیا  
تھا چونکہ آپ صاحب مال تھیں اور شادی کے بعد تمام مال آپ  
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہہ کر دیا گیا تھا۔“

تفسير ذنجشري [فَأَغْنَى] فَأَغْنَاكَ بِمَالِ  
خَدِيجَةَ.

”آپ کو مال خدیجہؓ سے مستغنی کر دیا۔“

مجمع البيان الطبرسي، تفسير أي فقيرا لا  
مال لك فأغنى أي فأغناك بمال خديجة  
والغنائم.

”فقير وہ جس کے پاس مال نہ ہو۔ اے میرے محبوب  
نبی ﷺ آپ کو خدیجہؓ اور غنائم کے مال سے مالا مال کر دیا۔“

## حوالہ جات

- ۱- (تفسیر در مشور سیوطی سورہ الضحیٰ پارہ: ۳۰، جلد: ۱۰ صفحہ: ۲۸۳۔
- ۲- تفسیر ابن کثیر حافظ ابن کثیر۔ سورہ الضحیٰ پارہ: ۳۰، جلد: ۸، صفحہ: ۴۷۷۔
- ۳- تفسیر روح المعانی الوسی سورہ الضحیٰ پارہ: ۳۰، جلد: ۲۳، صفحہ
- ۴- تفسیر الکبیر علامہ فخر الدین الرازی۔ سورہ الضحیٰ پارہ: ۳۰، جلد: ۱۷، صفحہ: ۸۲۔
- ۵- تفسیر فتح القدیر۔ سورہ الضحیٰ پارہ: ۳۰، جلد: ۱۸، صفحہ: ۱۶۔
- ۶- تفسیر الظلال۔ سورہ الضحیٰ پارہ: ۳۰، جلد: ۸، صفحہ: ۵۷۔
- ۶- تفسیر کشاف زمخشری۔ سورہ الضحیٰ پارہ: ۳۰، جلد: ۷۔
- ۷- تفسیر مکتب اہلبیت کے مفسر مجمع البیان الطبرسی۔ سورہ الضحیٰ پارہ: ۳۰، جلد: ۱۰ صفحہ: ۳۴۲۔

# باب سوئم

پاک بنی زبانی اطہر سے  
ازواجِ مطہرات کا مقام و مرتبہ

پاک نبی کریم کی پہلی زوجہ سیدہ خدیجہ الکبریٰ۔ تھی آپ کی شادی اس وقت ہوئی جب آپ کی عمر پچیس سال تھی۔ ابھی سلسلہ وحی پندرہ سال آگے تھا۔ آپ کی سیرت و صورت نے پاک نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی گرویدہ بنا لیا تھا۔ آپ کا اخلاق، عادات اور محبت نے آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سیدہ خدیجہ وفات کے بعد یاد تازہ رکھا جس کا ذکر اکثر و بیشتر کیا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ خدیجہ کی وفاداری اور محبت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اس کا جنت میں اعلیٰ و ارفع مقام قرار دیا ہے۔

① صحیح مسلم، ② صحیح البخاری،  
③ مشکوٰۃ شریف

کتاب فضائل الصحابة رضي الله تعالى عنهم باب فضائل خديجة  
أم المؤمنين رضي الله تعالى عنها

حدثنا أبو بكر بن أبي شيبة وأبو كريب  
وابن نمير قالوا حدثنا ابن فضيل عن  
عمارة عن أبي زرعة قال سمعت أبا هريرة  
قال: أتى جبريل النبي صلى الله عليه و  
سلم فقال يا رسول الله هذه خديجة قد  
أنتك معها إناء فيه إدام أو طعام أو شراب  
فإذا هي أنتك فاقراً عليها السلام من ربها  
عز وجل ومني وبشرها ببیت في الجنة من  
قصب لا صخب فيه ولا نصب.

صحیح البخاری باب تزویج النبی ﷺ خدیجہ: ۳ مشکوٰۃ مترجم: ۲۶۰، جلد: ۳

”ابو ہریرہؓ سے روایت ہے، حضرت جبرائیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ خدیجہ ہیں۔ آپ کے پاس آتی ہیں، ایک برتن لے کر اُس میں ایک میں سالن ہے، یا کھانا ہے یا شربت ہے اور جب وہ آئے تو آپ ان کو سلام کہیں۔ اُن کے پروردگار کی طرف سے اور میری طرف سے اور ان کو خوشخبری دے دیجیے۔ ایک گھر جنت میں جو خولدِ ارموتی کا بنا ہوا ہے۔ اور نہ اس میں کوئی شہور اور نہ کوئی تکلیف ہے (وہ آپ کے لیے ہے۔)“

صحیح مسلم، صحیح بخاری، جامع الترمذی حدیثنا أبو کریب محمد بن العلاء حدیثنا أبو أسامة حدیثنا هشام عن أبیه عن عائشة قالت: ما غرت علی امرأة ما غرت علی خدیجة ولقد هلکت قبل أن یتزوجنی بثلاث سنین لما کنت أسمعہ یذکرها ولقد أمره ربہ بعز و جل أن یشرها ببیت من قصب فی الجنة وإن کان لیذبح الشاة ثم یهدیها إلی خلائها کذا صحیح البخاری باب تزویج النبی خدیجہ.

”حضرت عائشہؓ سے روایت ہے۔ میں نے کسی عورت پر اتنا رشک نہیں کہا جتنا خدیجہ پر کیا ہے۔ وہ میرے نکاح ہونے سے تین سال قبل وفات پا چکی تھی۔ اور یہ رشک میں اس وقت کرتی جب آپ خدیجہ کا ذکر کرتے اور اس کی تعریف کرتے اور جو پروردگار نے آپ کو حکم دیا تھا۔ کہ خدیجہ کو خوشخبری دیں ایک مکان

جنت میں جو خواہد ارموتیاں کا بنا ہوا ہے۔ اور آپ بکری ذبح کرتے تھے۔ پھر خدیجہ کی سہیلوں کے پاس اس کا گوشت بھیجتے تھے۔“

صحیح مسلم کتاب فضائل الصحابة رضي الله تعالى عنهم باب فضائل خديجة أم المؤمنين رضي الله تعالى عنها.

حدثنا سهل بن عثمان حدثنا حفص بن غياث عن هشام بن عروة عن أبيه عن عائشة قالت ما غرت على نساء النبي صلى الله عليه وسلم إلا على خديجة واني لم أدركها قالت وكان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا ذبح الشاة فيقول أرسلوا بها إلى أصدقاء خديجة قالت فأغضبته يوماً فقلت خديجة؟ فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم إني قد رزقت حيا.

”حضرت عائشہؓ روایت کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی پیہوں پر رشک نہیں کیا البتہ خدیجہ پر کیا۔ اور میں نے اس کو نہیں پایا (وہ فوت ہو چکی تھیں) جب رسول اللہ ﷺ کوئی بکری ذبح کرتے تو اس کا گوشت خدیجہ کے عزیزوں کو بھجواتے۔ ایک دن میں نے آپ پر غصہ کیا اور کہا وہ خدیجہ؟ تو آپ نے فرمایا: مجھے اس کی محبت خدا تعالیٰ نے ڈال رکھی تھی۔“

صحیح مسلم، صحیح بخاری کتاب فضائل الصحابة رضي الله تعالى عنهم باب فضائل خديجة أم المؤمنين رضي الله تعالى عنها حدثنا سويد بن سعيد حدثنا علي بن



مسهر عن هشام عن أبيه عن عائشة قالت  
استأذنت هالة بنت خويلد أخت خديجة  
على رسول الله صلى الله عليه وسلم فعرف  
استئذان خديجة فارتاح لذلك فقال اللهم  
هالة بنت خويلد فغرت فقلت وما تذكر  
من عجوز من عجائز قريش حمراء  
الشدقين خمشاء الساقين هلكت من الدهر  
فأبدلك الله خيرا منها.

”حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ حالہ بنت خویلد (حضرت  
خدیجہ کی بہن) نے اجازت حضرت محمد ﷺ کے پاس آنے کی  
مانگی۔ آپ کو حضرت خدیجہ کا اجازت مانگنا یاد آیا۔ آپ خوش  
ہوئے اور فرمایا: اے خدا یہ ہالہ بنت خویلد ہے۔ مجھے رشک  
آئی۔ میں نے کہا: آپ کیا یاد کرتے ہیں۔ قریش کی بڑھیا میں  
سے ایک بڑھیا کی جس کا ایک دانت بھی نہ رہا ہو۔ سگی پنڈلیوں  
والی وہ مر گئی۔ اور آپ کو اللہ تعالیٰ نے اس سے بہتر عورت دی  
ہے۔“

صحیح مسلم کتاب فضائل الصحابة رضي الله تعالى عنهم.  
حدثنا عبد بن حميد أخبرنا عبدالرزاق  
أخبرنا معمر عن الزهري عن عروة عن  
عائشة قالت لم يتزوج النبي صلى الله عليه  
وسلم على خديجة حتى ماتت.

”حضرت عائشہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے حضرت  
خدیجہ پر دوسرا نکاح نہیں کیا یہاں تک کہ وہ وفات پا گئیں۔“

صحیح البخاری، مشکوٰۃ شریف

عن عائشہ قالت ما غرت علی احد من النساء النبیس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ما غرت علی خدیجہ وما رایتها و لکن کان یكثر ذکرها وربما ذبح الشا ثم یقطعها اعضاء ثم یبعثها فی صدائق خدیجہ فریما قلت له کانہ لم تکن فی الدنیا امرا الا خدیجہ فیقول انہا کانت وکانت وکان لی منها ولد.

”حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج میں سے کسی پر میں نے اس قدر غیرت نہیں کی جس قدر خدیجہ سے کی ہے۔ حالانکہ میں نے اسے دیکھا بھی نہ تھا۔ لیکن رسول اللہ ﷺ اس کو بہت یاد کیا کرتے تھے۔ بعض اوقات آپ کوئی بکری ذبح کرتے پھر اس کے بہت سے ٹکڑے کرتے اور خدیجہ کی سہیلیوں کی طرف بھی ارسال کرتے تھے۔ بعض اوقات میں کہہ دیتی دنیا میں گویا خدیجہ کے سوائے کوئی عورت ہی نہیں ہے (جو قابل فخر ہو)۔ آپ فرماتے: وہ ایسی تھی اور میری اس سے اولاد ہے۔“

## حوالہ جات

- (۱) صحیح مسلم شریف مترجم علامہ وحید الزمان جلد: ۶، باب کتاب الفضائل صفحہ: ۱۱۵ تا ۱۱۷۔
- (۲) صحیح البخاری باب الترویج خدیجہ صفحہ: ۲۹۱ تا ۱۳۵، جلد: ۱۲۔
- (۳) مشکوٰۃ شریف مترجم جلد: ۳، صفحہ: ۲۶۰۔ باب مناقب ازواج نبی۔
- (۳) ترمذی باب صفحہ: ۳۲ تا ۳۳۔ جلد: ۱۴۔ باب خدیجہ الکبریٰ کتاب مناقب۔
- (۵) فتح الباری شرح صحیح البخاری باب ترویج خدیجہ صفحہ: ۱۳۰، جلد: ۱۱۔
- (۶) ینابیع المودۃ مترجم باب: ۵۵۔ خدیجہ الکبریٰ اور فاطمہ الزہراء سلام علیکن صفحہ: ۲۴۰ تا ۲۴۳۔
- (۷) سیرت النبی علامہ شبلی نعمانی جلد: ۲، صفحہ: ۴۹۲۔ باب ازواج مطہرات (حضرت خدیجہؓ)۔
- (۸) المستدرک علی الصحیحین للحاکم باب مناقب خدیجہ الکبریٰ صفحہ: ۱۷۱، ۶۸، جلد: ۱۱۔

www.ziaraat.com  
Sabeel-e-Sakib

## سیدہ خدیجۃ الکبریٰ

کاجنت میں افضل مقام و مرتبہ اور فضیلت

اللہ تعالیٰ کے ہاں کائنات میں چار خواتین کو عظیم مرتبے پر فائز ہونے کا اعزاز حاصل ہوا۔ ان خواتین کا قرآن حکیم میں کسی نہ کسی انداز میں تذکرہ ہوا ہے اور ان کی شان بیان ہوئی ہے۔ ان میں سے دو خواتین کا تعلق سابقہ انبیاء کرام کے زمانے سے ہے۔ ایک خاتون کافر بادشاہ کی بیوی تھی لیکن مومنہ ہونے کی بنا پر ان کی دعا کو اللہ تعالیٰ کے ہاں شرف قبولیت عطا ہوئی۔ ارشاد ہوا:

وَضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا لِلَّذِينَ آمَنُوا امْرَأَاتٍ فِزَعُونَ مَرَادًا  
قَالَتْ رَبِّ انِّي لِي عِنْدَكَ بِهَيْئًا فِي الْجَنَّةِ وَتَجِبَنِي مِنْ  
فِزَعُونَ وَحَمَلِهِ وَتَجِبَنِي مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ﴿۱۱﴾

(التحریم: ۱۱)

”اور اللہ نے ان لوگوں کے لئے جو ایمان لائے ہیں زوجہ فرعون (آسیہ بنت عزام) کی مثال بیان فرمائی ہے، جب اس نے عرض کیا: اے میرے رب! تو میرے لئے بہشت میں اپنے پاس ایک گھر بنا دے اور مجھ کو فرعون اور اس کے عمل (بد) سے نجات دے دے اور مجھے عالم قوم سے (بھی) بچالے، یہ وہ دل کی دعا تھی جو اللہ تعالیٰ کو پسند آئی اگرچہ دنیا میں انہیں سکون کا مقام حاصل نہیں تھا لیکن آخرت میں اس خاتون کا مقام اور مرتبہ بلند ہو گیا۔“

دوسری مثال عمران کی بیٹی مریم کی بیان فرمائی ہے۔ جن کی فضیلت بلند کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی گئی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَمَرْيَمَ الَّتِي أَحْصَيْنَا فَرْجَهَا فَنفَخْنَا  
فِيهِ مِنْ رُوحِنَا وَصَدَقَتْ بِكَلِمَاتِ رَبِّهَا وَكُتِبَ  
وَكَاتَبَتْ مِنَ الْغَابِتِينَ ﴿۱۲﴾ (التحریم: ۱۲)

”مریم نے اپنی عصمت و عفت کی خوب حفاظت کی تو ہم نے  
(اس کے) گریبان میں اپنی روح پھونک دی اور اس نے اپنے  
رب کے فرامین اور اس کی (نازل کردہ) کتابوں کی تصدیق کی  
اور وہ اطاعت گزاروں میں سے تھی۔“

اللہ تعالیٰ کے ہاں صرف کسی نبی کی بیوی ہونا کوئی ایسی شرف اور عزت کی بات نہیں  
کہ جس کی وجہ سے ایک گناہ گار خاتون بخش دی جائے۔ بلکہ معیار بخشش نبی کی اتباع اور  
عقیدہ نبوت کے ساتھ وابستگی ہے۔ قرآن حکیم میں دونوں کی ازواج کا ذکر آیا ہے جن کو  
جہنمی قرار دیا گیا۔

صَبَّأَتْ لِقَابًا ذَا سُنْبُلٍ لَّمْ يَلْمِ فِيهَا أُنثَىٰ  
وَأَمْرًا تُوْحَا كَانَتْ تَحْتِ عَنَابِئِهِمْ  
وَمِنْ عِبَادِكَا صَالِحِينَ فَخَاتَمُنَّهَا فَلَمْ يُغَيِّبْنَا عَنْهُمَا مِنَ اللَّهِ شَيْئًا  
وَوَيْلٌ لِّأَذْخَالِ النَّارِ مَعَ الدَّٰخِلِينَ ﴿۱۰﴾ (التحریم: ۱۰)

”اللہ نے اُن لوگوں کے لئے جنہوں نے کفر کیا ہے نوح (علیہ  
السلام) کی عورت اور لوط (علیہ السلام) کی عورت (ولہلہ اور  
واہلہ) کی مثال بیان فرمائی ہے، وہ دونوں ہمارے بندوں میں  
سے دو صالح بندوں کے نکاح میں تھیں، سو دونوں نے اُن سے  
خیانت کی۔ پس وہ اللہ (کے عذاب) کے سامنے اُن کے کچھ کام

نہ آئے اور ان سے کہہ دیا گیا کہ تم دونوں (عورتیں) داخل ہونے والوں کے ساتھ دوزخ میں داخل ہو جاؤ۔“

حضرت مریم بنت عمران کو قرآن میں مصطفیٰ، مطاہرہ، معلم کی ماں جیسے القاب سے نوازا گیا ہے۔ اس طرح جناب خدیجہ الکبریٰ کے فضائل بھی کسی سے کم نہیں تھے اور اس محترمہ کا کردار نبوت کے ساتھ یوں منسلک ہے جس کو جدا نہیں کیا جاسکتا۔ لیکن اس کے باوجود جب سیدہ طاہرہ فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا کے مقام اور مرتبے کا ذکر آیا تو قرآن حکیم میں بیان فرمایا کہ وہ مکمل تفسیر اسوہ رسول ہیں۔ جبکہ ان کے مقام اور مرتبہ کو مزید واضح کرنے کے لیے دیگر عظیم خواتین کے ساتھ تقابلی جائزہ پیش کیا گیا۔

سورہ عمران کی آیت (۴۲) میں بالخصوص اور دیگر چند آیات میں بھی بالعموم اس روایت کو درج کیا گیا ہے۔

وَإِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يُسۡرِفُوۡنَ اِنَّ اللّٰهَ اصۡطَفٰٓكَ  
وَظَهَرَ لَكَ وَاصۡطَفٰٓكَ عَلٰٓى نِسَاۤءِ الْعٰلَمِيۡنَ ﴿۴۲﴾

(آل عمران: ۴۲)

”اور جب فرشتوں نے کہا: اے مریم! بیشک اللہ نے تمہیں منتخب کر لیا ہے اور تمہیں پاکیزگی عطا کی ہے اور تمہیں آج سارے جہان کی عورتوں پر برگزیدہ کر دیا ہے۔“

اس آیت کے ضمن میں تمام مفسرین نے ان چار عظیم خواتین کی حدیث درج کی ہے۔ سیدہ خدیجہ الکبریٰ ایک مکمل عورت تھیں۔ آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انتخاب بحیثیت زوجیت اس وقت کیا تھا جب کہ آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابھی تک اعلان نبوت نہیں کیا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بچپن سے جوانی کی طرف لوٹ رہے تھے اور سرداو قبیلہ جناب حضرت ابوطالب کی سربراہی میں قیادت تھی۔ آپ بچپن سے جناب سیدہ فاطمہ بنت اسد مادر حضرت علی مرتضیٰ اور زوجہ ابوطالب کی تربیت میں پروان چڑھے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کفالت، سرداری اور شادی کے

انتظامات قبیلہ کے سردار جناب ابوطالب نے کیے تھے اور یہ بات باعثِ فخر ہے کہ سیدہ خدیجہ الکبریٰ کی ساس جناب سیدہ فاطمہ بنت اسد اور سر جناب ابوطالب "قرار پائے اور آپ (خدیجہ) کا استقبال انہوں نے کیا: تاریخ کی کمزور روایت سے بھی یہ ثابت نہیں ہے کہ کہیں ساس، بہو اور سر بہو کے درمیان کسی وجہ سے بھی کوئی نزاع پیدا ہوئی ہو، جب کہ گھر کا دسترخوان بھی ایک تھا اور مصائب اور مسائل بھی مشترک تھے۔ ان تمام حقائق کی روشنی میں آپ خدیجہ الکبریٰ کا مقام و مرتبہ بلند ہوا۔"

### عبارات و کتب

تفسیر ابن کثیر و سنن الترمذی: حدثنا أبو بکر بن زُنجونہ، حدثنا عبد الرزاق، حدثنا مَعْمَرٌ، عن قتادة، عن أنس؛ أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال:

قَالَ حَسْبُكَ مِنْ نِسَاءِ الْعَالَمِينَ مَرْيَمُ ابْنَةُ  
عِمْرَانَ وَخَدِيجَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ وَقَاطِمَةُ بِنْتُ  
مُحَمَّدٍ وَأَسِيَّةُ امْرَأَةِ فِرْعَوْنَ.

(تفردہ الترمذی و صحیحہ: ۵)

”حضرت انسؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: تیرے لیے جہاں کی عورتوں سے مریم بنت عمران، خدیجہ بنت خویلد، فاطمہ بنت محمد، اور آسیہ زوجہ فرعون کافی ہیں۔“

تفسیر فخر الدین الرازی

المسألة الخامسة: روي أنه عليه الصلاة والسلام

قال: حسبك من نساء العالمين أربع:

مريم وأسية امرأة فرعون، وخديجة،

وقاطمة عليهن السلام فليل هذا الحديث

دل علی أن هؤلاء الأربع أفضل من النساء.

”پانچ مسئلہ۔ پیغمبر الصلاۃ والسلام سے بیان ہوا ہے۔ اور فرمایا

کہ العالمین میں سے چار عورتیں آپ کے لیے کافی ہیں

◇ مریم بنت عمران ◇ آسیہ فرعون کی بیوی

◇ خدیجہ بنت خویلد ◇ فاطمہ بنت محمد علیہا السلام

یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ خواتین میں یہ چار ہی افضل ہیں۔

تفسیر الخازن

عن أنس قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: حسبك من نساء العالمين مريم بنت عمران وخديجة بنت خويلد وفاطمة بنت محمد وآسية امرأة فرعون. أخرجه الترمذي.

”حضرت انس کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تیرے لیے جہاں کی عورتوں سے مریم بنت عمران، خدیجہ بنت خویلد، فاطمہ بنت محمد، اور آسیہ زوجہ فرعون کافی ہیں۔“

تفسیر درمثور سیوطی

وأخرج أحمد والترمذي وصححه وابن المنذر وابن حبان والحاكم عن أنس أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: حسبك من نساء العالمين مريم بنت عمران، وخديجة بنت خويلد، وفاطمة بنت محمد صلى الله عليه وسلم، وآسية امرأة فرعون وأخرجه ابن أبي شيبة عن



الحسن . مرسلأ ترجمہ (بالا ایضاً).

تفسیر در مشور سیوطی

وأخرج ابن عساكر عن ابن عباس قال:  
قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : سيدة  
نساء أهل الجنة مريم بنت عمران ، ثم  
فاطمة ، ثم خديجة ، ثم آسية امرأة  
فرعون.

”ابن عباس سے روایت ہے کہ اہل جنت کی سردار (چار خواتین  
ہیں) مريم بنت عمران، ثم فاطمة، ثم خديجة، ثم آسية امرأة  
فرعون۔“

تفسیر الطبری

حدثنا بشر قال، حدثنا يزيد قال، حدثنا  
سعید، عن قتادة قوله: "وإذ قالت الملائكة  
يا مريم إن الله اصطفاك وطهرك واصطفاك  
على نساء العالمين"، ذكر لنا أن نبي الله صلى  
الله عليه وسلم كان يقول: حسبك بمریم  
بنت عمران، وامرأة فرعون وخديجة بنت  
خويلد، وفاطمة بنت محمد، من نساء  
العالمين. (الحديث: ۷۰۲۸) هو حديث  
مرسل. بل هو في حقيقته ثلاثة أحاديث ،  
يقول قتادة في أول كل منها: "ذكر لنا أن نبي  
الله صلى الله عليه وسلم كان يقول: فأولها  
"حسبك بمریم...": ثبت موصولاً. فرواه

أحمد في المسند: ١٢٤١٨ (ج: ٣، ص: ١٣٥)  
 حلبي) عن عبد الرزاق ، عن معمر ، عن  
 قتادة ، عن أنس هو ابن مالك مرفوعًا ،  
 بنحوه .

”حضرت قتادہ سے روایت ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ قول  
 وَأَذْ قَالَتِ الْمَلِكَةُ لِمَرْيَمَ إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَاكِ وَطَهَّرَكِ  
 وَاصْطَفَاكِ عَلَى نِسَاءِ الْعَالَمِينَ ۝ اس کا ذکر پاک پیغمبر  
 اسلام نے ہمیں فرمایا کہ آپ کے لیے کافی ہے۔ مریم بنت  
 عمران ، وامرأة فرعون و خدیجہ بنت خویلد و فاطمہ بنت محمد ، نِسَاءِ  
 الْعَالَمِينَ ۝ (اسناد حدیث بیان ہوئی)

تفسیر ابن کثیر

وقال عبد الله بن أبي جعفر الرازي، عن  
 أبيه قال: كان ثابت البناني يحدث عن أنس  
 بن مالك؛ أن رسول الله صلى الله عليه  
 وسلم قال: "خَيْرُ نِسَاءِ الْعَالَمِينَ أَرْبَعُ، مَرْيَمُ  
 بِنْتُ عِمْرَانَ، وَأَسِيَّةُ امْرَأَةِ فِرْعَوْنَ، وَخَدِيجَةُ  
 بِنْتُ خُوَيْلِدٍ، وَقَاطِمَةُ بِنْتُ رَسُولِ اللَّهِ [صلى  
 الله عليه وسلم] (رواه ابن مردويه: ٤٠٠، ترجمه ایضاً بالا)

تفسیر روح اللعانی

أخرجه ابن عساكر في أحد الطرق عن  
 ابن عباس أنه قال : قال رسول الله صلى  
 الله عليه وسلم: "سيدة نساء أهل الجنة  
 مریم بنت عمران ، ثم فاطمة ، ثم خدیجہ ،

ثم آسية امرأة فرعون.

”حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ فرمایا پاک نبی اسلام نے جنت میں عورتوں کی سردار (چار) مریم بنت عمران، ثم فاطمة، ثم خدیجہ، ثم آسیہ امرأة فرعون ہیں۔“

روح المعانی

أخرجه ابن عساكر من طريق مقاتل عن الضحاك عن ابن عباس عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه قال : " أربع نسوة سادات عالمهن ، مریم بنت عمران ، وآسية بنت مزاحم ، وخذجية بنت خويلد ، وفاطمة بنت محمد صلى الله عليه وسلم وأفضلهن عالماً.

”حضرت ابن عباس فرماتے ہیں: پاک پیغمبر اسلام نے فرمایا ہے کہ چار خواتین العالمین کی سردار ہیں (۱) مریم بنت عمران (۲) آسیہ بنت مزاحم (۳) خدیجہ بنت خویلد (۴) فاطمہ بنت محمد ﷺ ان خواتین سے بھی زیادہ (قیامت تک) العالمین کی سردار ہیں۔“

تفسیر فتح القدیر

وأخرج الحاكم وصححه ، عن ابن عباس قال : قال رسول الله: أفضل نساء العالمين خديجة، وفاطمة ، و مریم ، وآسية امرأة فرعون فاطمة.

”حضرت ابن عباس فرماتے ہیں: پاک پیغمبر اسلام نے فرمایا

ہے کہ چار خواتین العالمین کی سردار ہیں: ﴿۱﴾ مریم بنت عمران  
 ﴿۲﴾ آسیہ بنت مزاحم ﴿۳﴾ خدیجہ بنت خویلد ﴿۴﴾ فاطمہ بنت  
 محمد ﷺ ہیں۔“

تفسیر فتح القدیر

وفي المعنى أحاديث كثيرة ، وكلها تفيد أن  
 مریم علیہا السلام سیدة نساء عالمها ، لا  
 نساء جميع العالم . ويؤيده ما أخرجه ابن  
 عساکر ، عن مقاتل ، عن الضحاک ، عن  
 ابن عباس ، عن النبي صلی الله علیه  
 وسلم قال: أربع نسوة سادات نساء  
 العالمن: مریم بنت عمران، وآسیة بنت  
 مزاحم، وخدیجة بنت خویلد، وفاطمة بنت  
 محمد، وأفضلهن عالماً فاطمة.

” اس احادیث میں کہیں معنی ہیں۔ جب کہ مریم بنت عمران  
 (زمانہ کے) عالم کی عورتوں کی سردار تو ہیں مگر تمام عالم کی عورتوں  
 کی سردار نہیں ہیں۔ عن ابن عساکر، عن مقاتل، عن الضحاک، اور  
 حضرت ابن عباس فرماتے ہیں پاک پیغمبر اسلام نے فرمایا ہے کہ  
 چار خواتین العالمین کی سردار ہیں: ﴿۱﴾ مریم بنت عمران ﴿۲﴾ آسیہ  
 بنت مزاحم ﴿۳﴾ خدیجہ بنت خویلد ﴿۴﴾ فاطمہ بنت محمد ﷺ ان  
 خواتین سے بھی زیادہ (قیامت تک) العالمین کی سردار ہیں۔“

کتب تفسیر مکتب اہل بیتؑ

تفسیر التبیان

وروي عن النبي صلی الله علیه وآله أنه

قال: فضلت خديجة على نساء أمي كما  
فضلت مريم على نساء العالمين. وقال أيضا  
(ع) حسبك من نساء العالمين بأربع مريم  
بنت عمران وآسية امرأة فرعون وخديجة  
بنت خويلد وفاطمة بنت محمد صلى الله  
عليه وآله.

”آنحضرت سے مروی ہے کہ حضرت خدیجہ الکبریٰ کی فضیلت  
میری امت کی خواتین سے ایسی ہے جیسے مریمؑ کی العالمین کی  
خواتین پر ہے۔ اور عالمین میں بس کافی ہیں چار خواتین (۱)  
مریم بنت عمران (۲) وآسیہ امرأة فرعون (۳) و خدیجہ بنت  
خويلد (۴) وفاطمة بنت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ۔“

### تفسیر المیزان

قول: معنى قوله: اصطفاك لذرية الأنبياء  
اختارك لتكوني ذرية صالحة جديدة  
للانتساب إلى الأنبياء، و معنى قوله: و  
طهرك من السفاح أعطاك العصمة منه، و  
هو العمدة في موردها لكونها ولدت عيسى  
من غير فحل، فالكلام مسوق لبيان بعض  
لوازم اصطفاها و تطهيرها، فالروايتان غير  
متعارضتين كما هو ظاهر، و قد مر دلالة  
الآية على ذلك. و في الدر المنثور، أخرج  
أحمد و الترمذي و صححه و ابن المنذر و  
ابن حبان و الحاكم عن أنس: أن رسول

اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) قال: حسبك من نساء العالمین مریم بنت عمران و خدیجہ بنت خویلد و فاطمة بنت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) و آسیہ امرأة فرعون: قال السیوطی و أخرجه ابن أبي شیبہ عن الحسن مرسلًا: و فیہ، أخرج الحاکم و صححه عن ابن عباس قال: قال رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم): أفضل نساء العالمین خدیجہ و فاطمة و مریم و و فی الخصال، بإسناده عن عکرمہ عن ابن عباس قال: خط رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) أربع خطوط ثم قال: خير نساء الجنة مریم بنت عمران و خدیجہ بنت خویلد و فاطمة بنت محمد و آسیہ بنت مزاحم امرأة فرعون. و فیہ، أيضا بإسناده عن أبي الحسن الأول (علیہ السلام) قال: قال رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم): إن اللہ عز و جل اختار من النساء أربعًا: مریم و آسیہ و خدیجہ و فاطمة، الخیر.

”اس میں لفظ اصطفیٰ سے مراد انبیاء کی ذریت سے منتخب کیا گیا تاکہ نسب صالحین سے ہو کر انبیاء تک پہنچ پائے۔ اور آپ مریم کو سقاہ سے پاک ہونے کے لیے عصمت عطا کی۔ اس لیے بھی

ضروری تھا کہ آپ نے بغیر شوہر کے بچہ پیدا کیا تھا اور عصمت اس کی مورد بن جائے اور کتب فریقین۔ و فی الدرر للثبور، أخرج أحمد و الترمذي و صححه و ابن المنذر و ابن حبان و الحاكم سے۔ حضرت انس کی روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: تیرے لیے جہاں کی عورتوں سے مریم بنت عمران، خدیجہ بنت خویلد، فاطمہ بنت محمد، اور آسیہ زوجہ فرعون کافی ہیں۔ حضرت ابن عباسؓ سے یہ روایت ہے کہ افضل نساء العالمین میں خدیجہ و فاطمہ و مریم۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں: پاک پیغمبر اسلام نے فرمایا ہے کہ چار خواتین عالمین کی سردار ہیں: (۱) مریم بنت عمران (۲) آسیہ بنت مزاحم (۳) خدیجہ بنت خویلد (۴) فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ اس طرح ابوالحسن سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عورتوں سے چار خواتین کا انتخاب کیا: مریم و آسیہ و خدیجہ و فاطمہ، ہیں۔“

تفسیر فیضان الرحمن فی تفسیر القرآن جلد (۱) صفحہ (۷۵۱) میں فرماتے ہیں: فریقین کی مستند کتابوں میں حضرت رسول خدا سے مروی ہے۔ فرمایا: خیر نساء العالمین اربع مریم بنت عمران، آسیہ بنت مزاحم امرا فرعون، خدیجہ بنت خویلد، فاطمہ بنت محمد کائنات کی تمام عورتوں میں سے بہترین عورتیں چار ہیں مریم بنت عمران، آسیہ بنت مزاحم امرا فرعون، خدیجہ بنت خویلد، فاطمہ بنت محمد۔

## حوالہ جات

- (۱) تفسیر ابن کثیر سورہ العمران آیت: ۲۴۔
- (۲) جلد: ۲، صفحہ: ۴۰، تفسیر الکبیر فخر الدین رازی سورہ العمران آیت: ۴۲ جلد: ۳، صفحہ: ۲۰۲۔
- (۳) تفسیر الخازن سورہ العمران آیت: ۴۲۔
- (۴) تفسیر در مشور سیوطی سورہ العمران آیت: ۴۲، جلد: ۲، صفحہ: ۳۲۱۔
- (۵) تفسیر الطبری سورہ العمران آیت: ۴۲، جلد: ۶، صفحہ: ۳۹۵، ۳۹۴۔
- (۶) تفسیر روح اللعانی سورہ العمران آیت: ۴۲، جلد: ۳، صفحہ: ۳۰۔
- (۷) تفسیر فتح القدیر سورہ العمران آیت: ۴۲، جلد: ۱، صفحہ: ۴۶۳۔
- (۸) تفسیر للظہری سورہ العمران مترجم آیت: ۴۲، جلد: ۴، صفحہ: ۶۱۔
- (۹) سنن الترمذی باب مناقب فاطمہ للسندک علی الصحیحین للحاکم باب ماعقب فاطمہ بنت رسول اللہ جلد: ۱۱، صفحہ: ۹، ۵۴۔
- (۱۰) ارجح للطالب باب خیر النساء صفحہ: ۳۱۱۔ ینایع للوذة باب: ۵۵، صفحہ: ۲۶۴۔
- (۱۲) کتب التشیع: ۱، تفسیر تبيان سورہ العمران آیت: ۴۲۔
- (۱۲) تفسیر للیزان محمد حسین طباطبائی جلد: ۲، صفحہ: ۱۱۹۔
- (۱۳) تفسیر فیضان القرآن علامہ محمد حسین نجفی سورہ العمران آیت: ۴۲۔



## سیدہ خدیجۃ الکبریٰ

عورتوں میں افضل اور سردارِ جنت تھیں

اسلام میں جو خدمات جناب سیدہ خدیجۃ الکبریٰ بنت خویلد زوجہ پاک نبی آخر الزمان ﷺ کی ہیں وہ کسی دوسرے شخص کے حصہ میں نہیں ہیں۔ اس بارے میں کون سا مورخ اور سیرت نگار بے خبر ہے کہ سیدہ خدیجۃ الکبریٰ نے جب پاک نبی کریم ﷺ کا انتخاب کیا تھا اس وقت وہ ایک امیر گھرانے اور ایک بڑے قبیلے کے خاندان سے شادی کرنے والی ہے۔ جس کا مستقبل مالی، سیاسی اور سماجی طور پر روشن ہونے کے امکانات تھے لہذا اس نسبت سے جناب سیدہ خدیجۃ الکبریٰ نے شادی کرنا چاہی تھی جو کہ شاہد درست نہ ہو۔ البتہ یہ بات روز روشن کی طرح واضح اور آشکار تھی کہ آپ محترمہ نے شادی کا فیصلہ تمام حقائق اور حالات کے جائزہ کے بعد کیا تھا۔ جو نصف الٹھار کی طرح روشن ہے اس لیے تمام بحران جو نبوت کے اعلان کے وقت امکان میں تھے ظہور پذیر ہوئے۔ ان بحرانوں میں خدیجۃ الکبریٰ پیش پیش تھیں۔ اس طرح آپ کا تمام سرمایہ جوان کے پاس تھا اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کر دیا۔ اس عمل کے بدلے میں اللہ تعالیٰ نے آپ سیدہ کا مقام و مرتبہ بلند کیا تھا اور پاک نبی کریم ﷺ نے تمام جہان کے عورتوں میں بلند مقام و مرتبہ قرار دیا اور بعض روایات میں آپ سیدہ خدیجۃ الکبریٰ کو تمام جہان کے خواتین کا سردار بھی قرار دیا تھا جو ایک بڑی سند تھی جیسا کہ کتب احادیث اور کتب تفسیر میں اس کا ذکر خاص کیا ہے۔ تفسیر ابن کثیر میں ہے حضرت علی مرتضیٰ سے مروی ہے کہ میں نے آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے وہ فرماتے تھے کہ (اپنے زمانے میں) عورتوں میں بہتر عورت مریم بنت عمران اور (اس زمانے میں) عورتوں میں سے بہترین عورت خدیجۃ الکبریٰ بنت خویلد ہیں۔ اس طرح اکثر تفسیر میں آیت:

وَاذْ قَالَتِ الْمَلِكَةُ لِمَرْيَمُ إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَاكِ  
وَوَهَّبَ لَكَ وَاصْطَفَاكِ عَلَى نِسَاءِ الْعَالَمِينَ ﴿۲۳﴾

(ال عمران: ۲۳)

”اور جب فرشتوں نے کہا: اے مریم! بیشک اللہ نے تمہیں  
منتخب کر لیا ہے اور تمہیں پاکیزگی عطا کی ہے اور تمہیں آج  
سارے جہان کی عورتوں پر برگزیدہ کر دیا ہے کے تحت حضرت  
مریم کے خصائص کے ساتھ تقابلی حیثیت سے احادیث درج کی  
ہیں جو ان کا مقام و مرتبہ بیان ہوا ہے۔“

### متن کتب

تفسیر ابن کثیر تفسیر الخازن، تفسیر، درمشور

وأخرج ابن أبي شيبة والبخاري ومسلم  
والترمذي والنسائي وابن جرير وابن  
مردويه وقال هشام بن عروة، عن أبيه، عن  
عبد الله بن جعفر، عن علي بن أبي طالب  
رضي الله عنه قال: سمعت رسول الله صلى  
الله عليه وسلم يقول: "خَيْرُ نِسَائِهَا مَرْيَمُ  
بِنْتُ عِمْرَانَ، وَخَيْرُ نِسَائِهَا خَدِيجَةُ بِنْتُ  
خُوَيْلِدٍ". أخرجاه في الصحيحين، من

حدیث هشام، به مثلہ (۴۰) (۴)

”حضرت علی مرتضیٰ سے مروی ہے کہ میں نے آپ نبی کریم  
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے وہ فرماتے تھے کہ (اپنے

زمانے میں) عورتوں میں افضل عورت مریم بنت عمران اور (اس  
 زمانے میں) عورتوں میں سے افضل عورت خدیجہ الکبریٰ بنت  
 خویلد ہیں۔“

تفسیر الطبری

حدثني بذلك الحسين بن علي الصدائي  
 قال، حدثنا محاضر بن المورع قال، حدثنا  
 هشام بن عروة، عن أبيه، عن عبد الله بن  
 جعفر قال: سمعت عليًا بالعراق يقول:  
 سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم  
 يقول: خيرُ نساءها مریم بنت عمران، وخيرُ  
 نساءها خديجة.

”عبداللہ بن جعفر سے مروی ہے کہ میں نے حضرت علی مرتضیٰ  
 سے عراق میں سنا تھا وہ کہتے تھے کہ میں آپ نبی کریم صلی اللہ  
 علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے وہ فرماتے تھے کہ (اپنے زمانے  
 میں) عورتوں میں بہتر عورت مریم بنت عمران اور (اس زمانے  
 میں) عورتوں میں سے بہترین عورت خدیجہ الکبریٰ بنت خویلد  
 ہیں۔“

تفسیر مجمع البیان طبرسی

بي جعفر (عليه السلام) وروي عن النبي  
 (صلى الله عليه وآله وسلم) أنه قال فضلت  
 خديجة على نساء أمتي كما فضلت مریم  
 على نساء العالمين (٢٥٩،٢)

”امام باقر علیہ السلام اپنے (جد) پاک نبی اکرم ﷺ سے

روایت کرتے ہیں۔ حضرت خدیجہ الکبریٰ کی اس امت کی عورتوں پر اس طرح فضیلت ہے جس طرح مریم بنت عمران کی عالمین کی عورتوں پر تھی۔“

تفسیر التبیان فی تفسیر القرآن

الطوسی هو قول أبي جعفر (ع)، لان فاطمة سيدة نساء العالمين. وروي عن النبي صلی الله عليه وآله أنه قال: فضلت خديجة علی نساء أمتي كما فضلت مریم علی نساء العالمين (۲، ۴۰۰، ۴)

”امام باقر علیہ السلام اپنی (جدہ) جناب فاطمہ زہراء سے روایت کرتے ہیں کہ پاک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حضرت خدیجہ الکبریٰ کی اس امت کی عورتوں پر اس طرح فضیلت ہے جس طرح مریم بنت عمران کی عالمین کی عورتوں پر تھی۔“

صحیح مسلم

حدثنا أبو أسامة عن هشام عن أبيه قال سمعت عبد الله بن جعفر يقول سمعت عليا بالكوفة يقول : سمعت رسول الله يقول خير نساها مریم بنت عمران وخير نساها خديجة بنت خويلد.

”حضرت علیؑ سے روایت ہے کہ میں نے پاک نبی کریمؐ سے سنا ہے وہ فرماتے تھے آسمان اور زمین کے اندر جتنی عورتوں ہیں سب میں مریم بنت عمران اور خدیجہ بنت خویلد افضل ہیں۔“

## حوالہ جات

- (۱) تفسیر ابن کثیر آیت: ۴۲، سورہ العمران صفحہ: ۴۰، جلد: ۲
- (۲) تفسیر طبری آیت: ۴۲، سورہ العمران صفحہ: ۳۹۳، جلد: ۲۔
- (۳) تفسیر الخازن آیت: ۴۲، سورہ العمران: ۲۷۱، جلد: ۱۔
- (۴) تفسیر بحر اللہیط آیت: ۴۲، سورہ العمران صفحہ: ۳۳۰، جلد: ۳۔
- (۵) تفسیر درمثور سیوطی آیت: ۴۲، سورہ العمران جلد: ۲، صفحہ: ۳۲۱۔
- (۶) المستدرک علی الصحیحین للحاکم مناقب خدیجۃ الکبری جلد: ۱۱، صفحہ: ۱۶۷۔
- (۷) سنن ترمذی باب مناقب خدیجۃ الکبری جلد: ۲۔
- (۸) صحیح البخاری باب انصار عنوان تزویج خدیجۃ الکبری جلد: ۱۲، صفحہ: ۱۲۹۔
- (۹) صحیح مسلم مترجم باب مناقب خدیجۃ الکبری جلد: ۶، صفحہ: ۱۱۵ تا ۲۲۱۔
- (۱۰) الشیعہ تفسیر مجمع البیان طبرسی آیت: ۴۲، سورہ العمران جلد: ۲، صفحہ: ۲۵۹۔
- (۱۱) تفسیر التبیان فی تفسیر القرآن الطوسی آیت: ۴۲، سورہ العمران جلد: ۲، صفحہ: ۴۵۵۔

## نبی کریمؐ کی نبوت کی تصدیق کرنا

اور

ان پر ایمان لانے والی پہلی خاتون

## سیدہ خدیجۃ الکبریٰ

تھیں

سیدہ خدیجہ بنت خویلد کی شادی علم و عقل کی بنیاد پر ہوئی تھی۔ جس میں آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اعلان نبوت کرنا اور اس بنیاد پر عرب کے مختلف قبائل سے مشکلات پیدا ہونا کوئی نئی بات نہیں تھی بلکہ یہ توقع کے عین مطابق تھے جو آپ نے سوچ رکھا تھا۔ لہذا سیدہ خدیجہؓ راز دار نبوت تھی اور لمحہ بہ لمحہ آپ نبی ﷺ کی عادات و خصائل پر گہری نظر میں رکھی ہوئی تھی جو کہ آثار نبوت کے تقاضے تھے چونکہ آپ نبوت کی لذت سے باخبر ہونے کے علاوہ ان لمحات کے انتظار میں تھی کہ کب آپ عوام الناس کے سامنے نبوت کی خوشخبری کا اعلان کرنے والے ہیں تاکہ اس سے لطف اندوز ہو سکے جن کی وہ گذشتہ پندرہ سال سے انتظار میں تھیں بالآخر وہ نعمت اور لمحات ظاہر ہوئے جس سے آپ سیدہ نے بغیر کسی توقف کے نبوت کی تصدیق بھی کی اور اس کا اعلان بالایمان بھی فرمایا جو تاریخ کا ایک سنہری باب بن گیا۔

للسندرك على الصحيحين للحاكم

حدثني عبيد الله بن أبي زياد ، عن  
الزهري قال: كانت خديجة أول من آمن  
برسول الله من النساء.

”خواتین میں آپ نبی ﷺ پر سب سے پہلے جس نے نبوت کی تصدیق کی وہ خدیجہ الکبریٰ تھی۔“

المستدرک علی الصحیحین للحاکم۔

عن ابن شہاب قال: كانت خديجة رضي الله عنها أول من آمن بالله وصدق برسوله صلى الله عليه وسلم قبل أن تفرض الصلاة.

”خدیجہ الکبریٰؓ پہلی خاتون تھی جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لائی اور پاک نبی کریم ﷺ کی نبوت کی تصدیق کی جب کہ ابھی تک نماز بھی فرض نہیں ہوئی تھی۔“

المستدرک علی الصحیحین للحاکم

عن ربيعة السعدي ، قال : أتيت حذيفة بن اليمان وهو في مسجد رسول الله صلى الله عليه وسلم فسمعته يقول : كان رسول الله يقول: خديجة بنت خويلد سابقة نساء العالمين إلى الإيمان بالله وبمحمد صلى الله عليه وسلم .

”ربیعہ سے مروی ہے کہ میں مسجد میں آیا وہاں حذیفہ بن ایمان تھے اور میں نے ان سے سنا ہے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ خدیجہ الکبریٰؓ سابقہ نساء العالمین ہیں جس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ پر پہلے ایمان لایا۔“

حضرت خدیجہ الکبریٰؓ اعلان نبوت سے قبل نمازی اور تہجد گزار تھیں

ابھی عرب معاشرے میں اسلام کا پرچار نہیں ہوا تھا گویا ابھی اعلان نبوت ہونے

کا وقت بھی بعید تھا کہ جناب سیدہ خدیجہ الکبریٰ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے پاک نبی اکرم ﷺ کے ساتھ شریک دین اور شریک جماعت تھے۔ اس زمانے میں بہت کم لوگ اس نماز کے بارے میں باخبر تھے کہ مستقبل میں کیا ہونے والا ہے لیکن یہ تمام علوم و فنون کی آگاہی شروع دن سے جناب خدیجہؓ اس علم سے باخبر تھیں اور اس دن کی انتظار میں تھی یہ وقت اور سعادت کب آئے گا کہ تمام معاشرے میں اور خصوصاً عرب میں اللہ تعالیٰ دین کو ترقی دیتے ہوئے پھیلا دے۔ جس کی خبر سابق کتب اور انبیاء کرام نے دے رکھی تھیں۔ اور آپ خدیجہ الکبریٰؓ حقائق و شواہد کے نظارے سن چکی تھی اور بعض معجزات سے باخبر تھیں لہذا آپ نے ہر دور میں جو بھی عمل کیا وہ علم کی بنیاد پر تھا۔ اس کو ابتدائی زندگی میں ملاحظہ کر رکھا تھا لہذا یہ نماز اور تجد گزاری آپ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تب سے جاری رکھا ہوا تھا جب سے آپ اس گھر میں منتقل ہوئی تھیں۔ اس دین کے معاملہ میں بنو ہاشم کا ہر فرد باخبر تھا اور مستقبل کی پیش بندی میں مصروف تھا کہ کسی طرح دین کی حفاظت اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جان کا تحفظ کرنا ہوگا اور آپ کی حفاظت کا انتظام و انصرام جناب عبد المطلب نے اپنی اولاد میں حضرت عبد اللہ کے حقیقی بھائی حضرت ابوطالبؓ کے ذمے کفالت اور حفاظت میں دے رکھا تھا اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کھل کر اپنی بات کہتے تھے۔ جب تک جناب ابوطالب زندہ تھے اس وقت تک آپ کی جان کو امان تھی اور یہی خاندان کی اول ذمہ داریاں بھی تھیں۔

#### خصائص نسائی

أخبرني محمد بن عبيد بن محمد الكوفي  
قال حدثنا سعيد بن خثيم عن أسد بن  
عبد الله البجلي عن يحيى بن عفيف عن  
عفيف قال جئت في الجاهلية إلى مكة  
فنزلت على العباس بن عبد المطلب فلما  
ارتفعت الشمس وحلقت في السماء وأنا



آنظر إلى الكعبة أقبل شاب فرمى ببصره إلى السماء ثم استقبل القبلة فقام مستقبلها فلم يلبث حتى جاء غلام فقام عن يمينه فلم يلبث حتى جاءت امرأة فقامت خلفهما فركع الشاب فركع الغلام والمرأة فرفع الشاب فرفع الغلام والمرأة فخر الشاب ساجدا فسجدا معه فقلت يا عباس أمر عظيم فقال أتدري من هذا الشاب فقلت لا فقال هذا محمد بن عبد الله بن عبد المطلب هذا ابن أخي وقال أتدري من هذا الغلام فقلت لا قال علي بن أبي طالب بن عبد المطلب هذا ابن أخي هل تدري من هذه المرأة التي خلفهما قلت لا قال هذه خديجة ابنة خويلد زوجة ابن أخي هذا حدثني أن ربك رب السماوات والأرض أمره بهذا الدين الذي هو عليه ولا والله ما على ظهر الأرض كلها أحد على هذا الدين غير هؤلاء الثلاثة.

”محمد بن عبید بن محمد عن عقیف کہتے ہیں کہ میں زمانہ جاہلیت میں کہ آیا بشت آنحضرت ﷺ سے پہلے اور عباس بن عبدالمطلب کے پاس قیام کیا۔ میں نے دیکھا جب سورج بلند ہوا اور آسمان پر طلقتا یعنی ظہر کا وقت آیا۔ میں اس وقت کعبہ کی طرف نظر کیے ہوا تھا۔ میں نے دیکھا کہ ایک نوجوان آیا۔ اس

نے آسمان کی طرف دیکھا پھر کعبہ کی طرف اپنا رخ کر کے کھڑا ہو گیا۔ ابھی کچھ دیر نہ ہوئی تھی کہ ایک لڑکا آیا۔ اس کے داہنی طرف آ کر کھڑا ہو گیا۔ ابھی کچھ ہی واقعہ ہوا تھا کہ ایک خاتون بھی تشریف لائیں اور ان دونوں کے پیچھے کھڑی ہو گئیں۔ اس نوجوان نے جب رکوع کیا تو اس لڑکے اور خاتون نے بھی رکوع کیا۔ جب نوجوان نے رکوع سے سر اٹھایا تو اس لڑکے اور خاتون نے بھی رکوع سے سر اٹھایا پھر وہ نوجوان سجدہ میں گیا تو ان دونوں نے بھی سجدہ کیا۔ میں نے کہا: اے عباس! یہ تو ایک امر عظیم ہے یعنی بڑی عجیب بات ہے پہلے ایسا کبھی دیکھا نہیں یا سننے میں نہیں آیا۔ حضرت عباسؓ نے کہا کہ تمہیں معلوم ہے یہ نوجوان کون ہے؟ عقیف بولے نہیں معلوم اور آپ عباس نے بتایا کہ یہ محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب میرا بھتیجا ہے۔ تمہیں معلوم ہے کہ یہ لڑکا کون ہے؟ یہ علی بن ابوطالب بن عبد المطلب ہے اور میرا بھتیجا ہے اور یہ خاتون کون ہے؟ میں نے کہا: معلوم نہیں یہ خدیجہ بنت خویلد میرے بھتیجے کی بیوی ہیں۔ میرے اس بھتیجے نے یہ کلام کیا ہے کہ اس کا رب آسمانوں اور زمینوں کا رب ہے اور یہ دین جس پر وہ ہے خدا نے اس کا حکم دیا ہے خدا کی قسم تمام زمین پر ان تینوں کے علاوہ اس دین پر کوئی نہیں۔“

احمد فی مناقب عن ابی رافع قال النبی  
صلت خدیجہ یوم الاثنین و صلی علی یوم  
الثلاثاء قبل ان یصلی معنا احد من الناس۔  
”ابو رافع روایت کرتے ہیں کہ جناب رسالت مآب ﷺ  
فرماتے تھے کہ جناب ام المومنین خدیجہ الکبریٰ نے پیر کے روز

نماز پڑھی اور حضرت علی علیہ السلام نے منگل کے روز نماز پڑھی  
قبل اس کے کہ لوگوں میں سے کوئی شخص ہمارے ساتھ نماز میں  
شرکت کرے۔“

الطبرانی فی الکبیر

عن رافع قال قال النبی بعثت غدا الاثنین و  
صلت خدیجہ یوم الاثنین فی اخر النہار  
وصلی علی یوم الثلاثاء فمکت علی یصلی  
مستخفیا سبع سنین واشہر قبل ان یصلی  
معنا.

”ابورافع روایت کرتے ہیں کہ پاک نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا  
ہے کہ فجر کے صبح ہمیں نبوت عطا ہوئی اور جناب خدیجہؓ نے اسی  
روز دن کے دوسرے وقت میں نماز پڑھی اور علی مرتضیٰ نے منگل  
کے روز نماز پڑھی اس طرح علی علیہ السلام نے سات سال اور  
کئی ماہ پوشیدہ نماز پڑھی اس سے قبل کہ ہمارے ساتھ کوئی اور نماز  
پڑھتا۔“

### کتب حوالہ جات

- (۱) خصائص نسائی مترجم صفحہ: ۹۰، حدیث: ۵
- (۲) ارجع للطالب باب جناب امیر کا سب صحابہ سے پہلے حضرت کے ساتھ نماز  
پڑھنا۔ صفحہ: ۵۰۳۔
- (۳) مسند احمد بن حنبل
- (۴) الطبرانی فی کبیر۔

یہاں سے ہم نبی دو عالم ﷺ کی دوسری ازواج کا تذکرہ کرتے ہیں۔

## حضرت ام المومنین عائشہ کے فضائل

حضرت عائشہؓ کا شمار ان لوگوں میں ہوتا ہے جنہوں نے دین کا ایک بڑا ذخیرہ محفوظ کیا تھا اور اس کو بیان کیا تھا بی بی کا مقام و مرتبہ ایک جانب آپ پاک نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجہ تھیں اور دوسری طرف زندگی نے وفا کی اور لمبی عمر گزاری۔ جس کی وجہ بعض اہل علم کے مطابق دین کا تیسرا حصہ آپ سے منقول ہے۔ لہذا تابعین، تابع تابعین نے آپ سے کثیر روایات نقل کی ہیں اور آپ اپنے فضائل کی خود راویہ ہیں۔ بی بی ازواج میں واحد تھیں جو پیغمبر اسلام کی باکرہ اور بیاری خاتون تھیں اور آپ نے دین کی وہ تفسیر بھی کی جو نئی زندگی پر مشتمل تھی۔ آپ سے بہتر نہ کوئی جانتا تھا اور نہ کسی دوسرے کا بیان کرنا صحیح ہونا تھا چونکہ آپ زوجہ تھیں اور طویل عمر کا پالینا آپ کی خوش قسمتی تھی اس لیے آپ کے علاوہ کم خواتین نے طویل عمر پائی۔ جن سے روایات بیان ہوئی ہیں۔

### صحیح مسلم

عن عائشة قالت : قال لي رسول الله صلى الله عليه وسلم إني لأعلم إذا كنت عني راضية وإذا كنت علي غضبي قالت فقلت ومن أين تعرف ذلك ؟ قال أما إذا كنت عني راضية فإنك تقولين لا ورب محمد وإذا كنت غضبي قلت لا ورب إبراهيم قالت قلت أجل والله يا رسول الله ما أهجر إلا اسمك.

”حضرت عائشہؓ سے روایت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: میں جان لیتا ہوں جب تو مجھ سے خوش ہوتی ہے۔ اور جب ناخوش ہوتی ہے۔ میں نے عرض کیا کیونکہ آپ جان لیتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا جب تو خوش ہوتی ہے تو کہتی ہے نہیں قسم محمدؐ کے رب کی اور جب تو ناراض ہوتی ہے تو کہتی ہے نہیں قسم ہے ابراہیمؑ کے رب کی۔ میں نے عرض کیا بیٹک قسم خدا کی یا رسول اللہ میں آپ کا نام چھوڑ دیتی ہوں۔“

جامع الترمذی، مشکوٰۃ شریف

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ جَبْرِيلَ جَاءَ بِصُورَتِهَا فِي خِرْقَةٍ حَرِيرٍ خَضْرَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ هَذِهِ زَوْجَتُكَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ .

”حضرت عائشہؓ روایت کرتی ہیں کہ جبرائیل امین اس کی تصویر بزریشم کے کٹڑے میں لیکر رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہا: یہ دنیا اور آخرت میں آپ کی بیوی ہے۔“

صحیح مسلم، صحیح البخاری، مشکوٰۃ شریف

عن عائشة أنها قالت : قال رسول الله صلى الله عليه و سلم أريتك في المنام ثلاث ليالي جاءني بك الملك في سرقة منت حريير فيقول هذه امرأتك فأكشف عن وجهك فإذا أنت هي فأقول إن يك هذا من عند الله يمضه.

”حضرت عائشہؓ سے روایت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

میں نے تجھے خواب میں دیکھا۔ تین راتوں تک ایک فرشتہ تجھ کو ایک سفید حریر کے کلمے میں لایا اور مجھے کہنے لگا یہ آپ کی عورت ہے۔ میں نے تیرا منہ کھولا تو وہ تو نکلی۔ میں نے کہا کہ اگر یہ خواب خدا کی طرف سے ہے تو ایسا ہی ہوگا۔“

جامع ترمذی، صحیح مسلم

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَائِشَةُ هَذَا جِبْرِيلُ وَهُوَ يَقْرَأُ عَلَيْكَ السَّلَامَ . قَالَتْ قُلْتُ وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ تَرَى مَا لَا تَرَى . اللَّهُ .

”حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: ان سے جبرائیل امین تم کو سلام کہتے ہیں۔ انہوں نے کہا وعلیہ السلام ورحمۃ اللہ۔ آپ دیکھ رہے تھے اور میں نہیں دیکھ رہی تھی۔“

جامع ترمذی، صحیح مسلم

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ جِبْرِيلَ يَقْرَأُ عَلَيْكَ السَّلَامَ . فَقُلْتُ وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللَّهِ .

”حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: ان سے جبرائیل تم کو سلام کہتے ہیں انہوں نے کہا وعلیہ السلام ورحمۃ اللہ۔“

صحیح مسلم

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

عليه وسلم قَالَ فَضَّلْتُ عَائِشَةَ عَلَى النَّسَاءِ  
كَفَضَّلْتُ التَّرِيدَ عَلَى سَائِرِ الطَّعَامِ.

”انس بن مالک“ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:  
عائشہ کی فضیلت عورتوں پر ایسی ہے جیسے ترید (روٹی اور گوشت  
سے ملا کر بنایا جاتا ہے) کی فضیلت باقی کھانوں پر۔“

صحیح مسلم

عن عائشة: أنها كانت تلعب بالبنات عند  
رسول الله صلى الله عليه وسلم قالت  
وكانت تأتيني صواحي فكن ينقمعن من  
رسول الله صلى الله عليه وسلم قالت  
فكان رسول الله صلى الله عليه وسلم  
يسربهن إلي.

”حضرت عائشہ“ سے روایت ہے وہ لڑکیوں سے کھلتی تھیں۔  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس انہوں نے کہا: میری  
سہیلیاں آتی ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھ کر  
غائب ہو جاتی ہیں۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کو میرے  
پاس بھیج دیتے تھے۔“

صحیح مسلم

عن عائشة : أن الناس كانوا يتحرون  
بهذا يوم يوم عائشة يبتغون بذلك مرضاة  
رسول الله صلى الله عليه وسلم.

”حضرت عائشہ“ روایت کرتی ہیں کہ لوگ میرے باری کا  
انتظار کیا کرتے تھے جس دن پاک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے

پاس میری باری ہوتی اس دن تجھے بھیجے تاکہ آپ خوش ہوں۔“

صحیح مسلم

عن عائشة قالت : إن كان رسول الله صلى  
الله عليه و سلم ليتفقد يقول أين أنا  
اليوم؟ أين أنا غدا؟ استبطاء ليوم عائشة  
قالت فلما كان يوم قبضه الله بين سحري  
ونحري.

”ام المؤمنین حضرت عائشہؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وآلہ وسلم دریافت کرتے تھے کل میں کہاں ہوں گا؟ کل میں  
کہاں ہوں گا؟ یہ خیال کر کے ابھی باری دیر ہے پھر میری باری  
کے دن اللہ تعالیٰ نے آپ کو بلا لیا میرے سینہ اور حلق کے  
درمیان (رحلت فرما گئے)۔“

www.ziaraat.com  
Sabeel-ur-Rahmat



## ام المؤمنین حضرت ام سلمہؓ کی فضیلت

صحیح مسلم

عن سلمان قال لا تكونن إن استطعت أول من يدخل السوق ولا آخر من يخرج منها فإنها معركة الشيطان وبها ينصب رايته قال وأنبثت أن جبريل عليه السلام أتى نبي الله صلى الله عليه وسلم وعنده أم سلمة قال فجعل يتحدث ثم قام فقال نبي الله صلى الله عليه وسلم لأم سلمة من هذا ؟ أو كما قال قالت هذا بحية قال فقالت أم سلمة ايم الله ما حسبتة إلا إياه حتى سمعت خطبة نبي الله صلى الله عليه وسلم يخبر خبرنا أو كما قال قال فقلت لأبي عثمان ممن سمعت هذا ؟ قال من أسامة بن زيد عن عائشة بنت طلحة.

”سلمان سے روایت ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ تجھے اگر ہو سکے تو سب سے پہلے بازار میں مت جاؤ اور سب سے پہلے نکلو کیونکہ بازار معرکہ ہے شیطان کا اور وہیں اُس کا جھنڈا کھڑا ہوتا ہے۔ انہوں نے کہا: حضرت جبرائیل علیہ السلام رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور آپ کے پاس بی بی ام سلمہؓ تھیں حضرت جبرائیل

باتیں کرنے لگے پھر کھڑے ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے اُن سے پوچھا: یہ کون شخص ہے؟ انہوں نے کہا: دھیہ کلبی تھے۔ ام سلمہ نے کہا: خدا کی قسم ہم تو اُن کو دھیہ کلبی سمجھے یہاں تک کہ میں نے خطبہ سنا رسول اللہ ﷺ کا ہماری خبر بیان کرتے ہیں۔“

## ام المؤمنین حضرت زینبؓ کی فضیلت

صحیح مسلم۔

عن عائشة أم المؤمنين قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم أسرعك لحاقا بي أطولكن يدا قالت فكن يتناولن أيتهن أطول يدا قالت فكانت أطولنا يدا زينب لأنها كانت تعمل بيدها وتصدق.

”ام المؤمنین حضرت عائشہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم سب میں پہلے وہ مجھ سے ملے گی جس کے ہاتھ زیادہ لمبے ہیں تو سب بی بیوں اپنے اپنے ہاتھ ناپتیں تاکہ معلوم ہو کس کے ہاتھ زیادہ لمبے ہیں حضرت عائشہؓ نے کہا ہم سب میں زینبؓ کے ہاتھ لمبے تھے وہ اپنے ہاتھ سے محنت کرتیں اور صدقہ دیتیں ہیں۔“

بابِ چہارم

سنت کا حقیقت

مسلمانوں کے تمام طبقات و مسالک کا اس پر اجماع ہے کہ سنت حجت ہے۔ اس کے دین کی تکمیل و تفسیر ممکن نہیں۔ علامہ شوکانی نے الدرر المصیہ مترجم فقہ الحدیث کے صفحہ (۵۶) پر حجت و سنت پر یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ صحابہ، تابعین، تبع تابعین اور ائمہ عظام سب کا اس پر اتفاق ہے کہ سنت نبوی سے شرعی احکام ثابت ہوتے ہیں اور آج تک سب مسلمان اسی ایمان و عقیدہ پر قائم ہیں۔

﴿ اگر سنت نبوی کو شریعت کا ماخذ تسلیم نہ کیا جائے تو قرآن حکیم کے کتنے ہی ایسے احکامات ہیں جن پر عمل ناممکن ہو جائے گا مثلاً قرآن مجید میں نماز کا حکم ہے لیکن اس کی رکعات، اس کے اوقات اس کی دعائیں، اذکار اور طریقہ کار وغیرہ سب کچھ حدیث سے ملے گا۔ اس طرح روزہ، حج، زکوٰۃ وغیرہ کے بھی قرآن مجید میں محض مجمل احکام ہیں ان سب کی تفصیل احادیث سے ہی ملتی ہے۔

سنت کیا ہے؟

فقوی اعتبار سے سنت ہر ایسے دستور، سیرت، اور طریقہ کو کہتے ہیں جس پر لوگ چلنے کے عادی ہوں اور اس کی پابندی کرتے ہوں جیسے کہ اس آیت میں بھی یہی معنی مراد ہے۔

سُعَّةٌ لِلَّذِينَ آمَنُوا مِنَ قَبْلِ

”ان لوگوں میں اللہ تعالیٰ کا دستور رہا ہے جو ان سے پہلے گذر

چکے ہیں۔“

تاہم اصطلاحی و شرعی اعتبار سے سنت کی تعریف یوں کی جاتی ہے:

ما اضيف الى النبي من قول او فعل او

تقریریں

”جس چیز کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف کی گئی ہو خواہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول ہو یا فعل ہو یا تقریر ہو۔“

(یاد رہے کہ تقریر سے مراد ہر ایسا کام ہے جیسا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دوسروں کو کرتے ہوئے دیکھا ہو لیکن اس پر کوئی اعتراض نہ کیا ہو۔

❶ قولی سنت کی مثال یہ حدیث ہے کہ

كونوا عباد الله اخوانا.

”اللہ کے بندے بھائی بھائی بن جاؤ۔“

❷ فعلی سنت کی مثال وہ تمام احادیث ہیں۔

جن میں آپ ﷺ کا کوئی فعل مذکور ہے مثلاً نماز ادا کرنا، روزہ رکھنا، حج کرنا، صدقہ و خیرات کرنا، مسواک کرنا، قیام لیل کرنا وغیرہ۔

❸ تقریر سنت کی مثال یہ ہے کہ نبی ﷺ نے مسجد میں چند حبشی نوجوانوں کو جنگی مشق کرتے ہوئے دیکھا اور اس پر خاموشی اختیار فرمائی۔ اسی طرح عید کے روز چند بچیوں کو جنگی اشعار گاتے ہوئے سنا اس پر خاموشی اختیار فرمائی۔

سنت نبوی کی اہمیت از نگاہ قرآن

وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ إِلَّا رِجَالًا نُوحِي إِلَيْهِمُ

فَسَلِّتُوا أَهْلَ الدِّيَارِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ﴿١٦٦﴾

(النحل: ۱۶۶)

”اور ہم نے آپ سے پہلے بھی مردوں ہی کو رسول بنا کر بھیجا جن کی طرف ہم وحی بھیجتے تھے سو تم اہل ذکر سے پوچھ لیا کرو اگر تمہیں خود (کچھ) معلوم نہ ہو۔“

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۗ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ ﴿١٦٧﴾

(النجم: ۱۶۷)

”اُن کا ارشاد سراسر وحی ہوتا ہے جو انہیں کی جاتی ہے، اور وہ (ابنی) خواہش سے کلام نہیں کرتے۔“

وَمَا اَنْتُمْ بِالرُّسُولِ فَكُونُوْا لَهُ وَمَا يَهْدِكُمْ عَنْهُ  
فَاتَّبِعُوْا، وَاَتَّقُوا اللّٰهَ ۗ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۙ

(الحشر: ۷)

”اور جو کچھ رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تمہیں عطا فرمائیں سو اُسے لے لیا کرو اور جس سے تمہیں منع فرمائیں سو (اُس سے) رُک جایا کرو، اور اللہ سے ڈرتے رہو (یعنی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تقسیم و عطا پر کبھی زبانِ طعن نہ کھولو)، بیشک اللہ سخت عذاب دینے والا ہے۔“

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللّٰهَ وَأَطِيعُوا الرُّسُوْلَ  
وَأُولَى الْأَمْرِ مِنْكُمْ ، فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ  
إِلَى اللّٰهِ وَالرُّسُوْلِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ  
الْآخِرِ ۗ ذَلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيْلًا ﴿٥٩﴾ (النساء: ۵۹)

”اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی اطاعت کرو اور اپنے میں سے (اہل حق) صاحبانِ امر کی، پھر اگر کسی مسئلہ میں تم باہم اختلاف کرو تو اسے (حقی فیصلہ کے لئے) اللہ اور رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی طرف لوٹا دو اگر تم اللہ پر اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتے ہو، (تو) یہی (تمہارے حق میں) بہتر اور انجام کے لحاظ سے بہت اچھا ہے۔“

مَنْ يُطِيعِ الرُّسُوْلَ فَقَدْ أَطَاعَ اللّٰهَ ، وَمَنْ تَوَلَّى فَمَا

أَرْسَلْنَاكَ عَلَيْهِمْ حَفِيظًا ﴿٨٠﴾ (النساء: ۸۰)

جس نے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا حکم مانا بیٹھک اس نے اللہ (عی) کا حکم مانا، اور جس نے روگردانی کی تو ہم نے آپ کو ان پر نگہبان بنا کر نہیں بھیجا۔“

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا لِمُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَنْ يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ ۗ وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا مُّبِينًا ﴿٣٦﴾ (الاحزاب: ۳۶)

اور نہ کسی مومن مرد کو (یہ) حق حاصل ہے اور نہ کسی مومنہ عورت کو کہ جب اللہ اور اس کا رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کسی کام کا فیصلہ (یا حکم) فرمادیں تو ان کے لئے اپنے (اس) کام میں (کرنے یا نہ کرنے کا) کوئی اختیار ہو، اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی نافرمانی کرتا ہے تو وہ یقیناً کھلی گمراہی میں بیٹھ گیا۔“

باب پنجم

اقوال صحابہ  
اور  
ازواج مطہرات کی حیثیت



امام شوکانی فقہ کی کتاب الدرر السمیہ ترجمہ فقہ الحدیث مترجم حافظ عمران ایوب لاہوری صفحہ: ۶۰، ۶۱ جلد: ۱ پر لکھتے ہیں:

❖ صحابی کی وہ بات جو اجتہاد اور رائے کے ذریعے نہیں کہی جاسکتی علماء کے نزدیک حجت ہے، کیونکہ اس میں یہ احتمال ہے کہ یقیناً یہ بات صحابی نے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنی ہوگی۔

❖ صحابی کے جس قول پر اجماع ہو چکا ہو علماء اسے شرعی حجت قرار دیتے ہیں۔

❖ صحابی کا ایسا قول جو رائے اور اجتہاد پر مبنی ہو گیا وہ حجت ہے؟ اس پر علماء نے اختلاف کیا ہے۔

بعض علماء اسے شرعی حجت قرار دیتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ جب کوئی مسئلہ کتاب و سنت اور اجماع سے منہل سکے تو صحابی کے قول پر عمل کرنا چاہیے، اگرچہ وہ بات رائے پر مبنی ہے ان کہ رائے ہماری رائے سے بہر حال بہتر ہے وہ اس لیے کہ وہ نزول وحی کے زمانے میں موجود تھے۔ تشریح احکام کی حکمت اور اسباب سے واقف تھے اور ایک لباً عرصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت میں بھی رہے تھے۔ ان تمام وجوہات کی بنا پر بڑی فضیلت حاصل ہے۔ اور بعض علماء اسے شرعی حجت نہیں گروانتے۔ ہمارے علم کے مطابق راجح بات یہ ہی ہے کہ اگرچہ صحابی کے ایسے قول پر جو اجتہاد اور رائے پر مبنی عمل واجب نہیں لیکن اپنی رائے پر ان کی رائے کو ترجیح دینا یقیناً افضل ہے۔

امام ابو حنیفہ

اگر اللہ کی کتاب اور رسول اللہ ﷺ کی سنت میں مجھے کوئی چیز نہ ملتی ہو میں صحابہ کے اقوال کو اختیار کر لیتا ہوں۔

امام مالک

انہوں نے اپنی کتاب موطا میں بہت سے صحابہ کے فتاویٰ جات نقل کیے ہیں اور

اکثر مسائل میں انہی پر اعتماد کیا ہے۔

امام شافعی

اگر مجھے کتاب وسنت، اجماع یا اس کے ہم معنی کسی دوسری چیز میں جو حکم لگانے والی ہو یا اس کے ساتھ قیاس ہو کوئی چیز نہیں ملتی تو میرا مسلک یہی ہے کہ صحابہ میں سے کسی کے قول کو اختیار کر لیا جائے۔

امام احمد

میں نے ہر مسئلہ میں رسول اللہ ﷺ کی حدیث سے جواب دیا یا صحابہ یا تابعین کے کسی قول سے۔ (کذا قول اصحابی صفحہ ۲۲۷) از ڈاکٹر محمد مصطفیٰ فلسفہ شریعت الاسلام (مترجم)۔

قانون

اگرچہ تحریر اور قواعد میں صحابہ کرام کا تذکرہ ملتا ہے لیکن ازواج مطہرات کا نام موجود نہیں ہوتا ہے۔ اس قانون میں ازواج مطہرات کے اقوال کو بھی وہی حجت ہے جو صحابہ کرام کو ہے۔ چونکہ قانون بیان کرتے وقت اطہار اکثریت کے مطابق ہوتا ہے لہذا اغلب کی بنا پر ازواج کا تذکرہ نہیں کیا جاتا ہے۔ (الاحقر)

اہل بیت اطہار کا طریقہ استدلال

حدیث کی تعریف اور حجت وہی ہے جو امت کی مجتہدین اور فقہاء نے کی ہے۔ پاک نبی کریم ﷺ کی زبان اطہر سے فرمایا گیا حکم (قولی) اور آپ ﷺ نے جو عمل کیا وہ دین کی تشریح و تعبیر ہوئی جیسے نماز کی تکمیل، حج کا عمل، اور قربانی کا طریقہ وغیرہ (فعلی) اور کام جو پہلے سے بھی مباح تھے اور مضر معاشرہ نہ ہونے کی بنا پر عمل ہوتے تھے جیسا گھوڑ سواری، پہلوانی، جنگی تربیت، بازار کی خرید و فروخت، بحری سفر بری سفر، مکانات کی تعمیر، شہر کے تعمیر ترقی اس طرح ہزاروں عمل تھے جس سے معاشرہ کی بقا تھی۔ اس کو ان اصولوں پر پسند کیا گیا کہ جو انسانیت کی فلاح و بہبود پر مبنی تھے۔ اس کو آپ صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم نے پسند فرمایا اور جاری رکھنے کو جائز عمل سمجھا۔ اس کو (تقریری) حدیث کہتے ہیں۔ اسی تعریف کو برقرار رکھتے ہوئے اہل بیت اطہار سے ائمہ اور جانشین پیغمبر اسلام کے بھی قول، فعل، تقریر بھی حجت ہے، چونکہ یہ دین کے مفسر تھے اور ائمہ اہل بیت تھے ان کی مثال ایسی ہے جس طرح صحابہ کرام اور ازواج مطہرات کے قول، فعل اور تقریر امت نے دین کی تشریح و تعبیر کے لیے حجت قرار دیا ہے۔ اس طرح کتب اہل بیت کے نزدیک ائمہ اطہار بھی حجت ہیں۔

ائمہ اطہار علیہم السلام کی حجیت کثیر التعداد احادیث سے ثابت ہے، جیسے حدیث ثقلین، سفینہ و نجوم وغیرہ ان کی تسک پر رسول خدا نے بہت کچھ ارشاد فرمایا ہے۔ جو فریقین کی کتب میں موجود ہے۔

(۱) کتاب اصول الفقہ الشیخ رضا المظفر بحث باب الثانی السنۃ جلد دوم صفحہ: ۲۲، ۵۷۔

(۲) مبادی اصول الفقہ تالیف عبدالہادی الفضلی دوسری دلیل سنت مترجم صفحہ: ۳۱، ۳۰۔

### تاریخ محدثین اور فقہاء

اسلام کی پہلی صدی میں حکومت دوادوار میں بٹ چکی تھی۔ ایک دور خلفاء از بعد کا جو دورانیہ چالیس (۴۰) ہجری تک تھا۔ اس کے بعد دوسرا دور ملوکیت بنو امیہ کا سنہ اکتالیسویں (۴۱)ء سے شروع ہوا جو ایک سو اکتیس ۱۳۱ء تک قائم رہا۔ اس اول صدی کے آخر تک زمانہ اصحابیت اور تابعین کا تھا لہذا اس میں جو فتاویٰ کی ضرورت محسوس کی جاتی رہی وہ مسئلہ کا استنباط صحابہ کرام اور ازواج نبی کرتے تھے۔ البتہ زمانہ خلفائے اربعہ میں ہر خلیفہ کو اپنے دور اقتدار میں تین حیثیت تھیں۔ ایک حکمران کے علاوہ ریاست کی چیف جسٹس، مگناڈر بھی تھے۔ جو دین کو حکمرانی حالات کے مطابق اس کا نفاذ عمل میں لائے جاتے تھے۔ ان کا فرمان حکم کے علاوہ فتویٰ بھی سمجھا جاتا تھا۔

البتہ اس طرح ہر دور میں ہر صحابی بھی مجتہد تھا۔ اس کا قول و فعل بھی ایک فتویٰ تھا۔

صحابہ کرام کا ایک گروپ ہر دور میں دین کی تشریح اور تعبیر کرتا تھا اور ان کا قول فتویٰ سمجھا جاتا تھا۔ چونکہ وہ ہر بات کا نص قرآن اور احادیث کو بنیاد بنا کر بات کرتے تھے جو اصطلاح میں فتویٰ کہا جاتا ہے اُن صحابہ میں چند نمایاں نام گرامی یہ ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت ابو ہریرہ، حضرت عائشہ صدیقہ زمانہ خلفاء اربعہ اور بعد حیات تک احادیث سے استنباط کرتے ہوئے فتویٰ دیا کرتے تھے اور امت پر ان کے فتاویٰ حجت تھے۔ اس طرح ذخیرہ احادیث جو کتاب فہم الحدیث پروفیسر حمید اللہ ہاشمی، محمد امین کھوکھر نے صفحہ (۳۸۰، ۳۷۹) پر مرویات احادیث درج کی ہیں وہ یہ ہیں:

حضرت ابو ہریرہؓ تعداد (۵۳۷۴)، حضرت عبداللہ بن عمرؓ (۲۶۳۰)، حضرت انسؓ بن مالک (۲۲۸۶)، حضرت عائشہ صدیقہ (۲۲۱۰)، حضرت عبداللہ بن عباس (۱۶۶۰)، حضرت جابر بن عبداللہ (۱۵۴۰)، حضرت ابوسعید خدریؓ (۱۱۷۰) ہیں۔

صدی اول میں فقہائے کرام کی بنیاد رکھ دی گئی تھی اور اس صدی میں امام ابو حنیفہؒ، امام مالکؒ جیسے فقہاء کی پیدائش ہو چکی تھیں؟ جبکہ پروان دوسری صدی میں ہوئی تھی۔ البتہ محدثین نے احادیث کو ذخیرہ کرنا دوسری صدی سے شروع کیا تھا۔ جن کو احادیث جمع کرنے میں ایک طویل عرصہ لگ گیا۔ احادیث کو جمع کرنے کے لیے کوئی اجتماعی بورڈ قائم نہیں کیا گیا تھا بلکہ جس محدث نے احادیث جمع کرنے کی کاوش کی اس کی شخصیت کی بنا پر قبول کر لیا گیا تھا اور بعد کے محدثین نے اسناد احادیث کے مطابق ترجیح دی ہے کہ کون سی احادیث اور کون سی کتاب صحیح ہونے کے قریب ہے۔

اس کے مقابل میں ائمہ اہلبیتؑ کی تاریخ مختلف ہے۔ چونکہ وہ نسب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ساتھ جانشین پیغمبر اسلام بھی تھے لہذا پاک نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ائمہ اہلبیتؑ کا تسلسل شروع ہو جاتا ہے جو منقطع نہیں ہوا تھا۔ صدی اول میں پاک نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لے کر آغاز صدی دوم تک پانچ ائمہ کی تاریخ

ہے۔ اور طریقہ فتویٰ احادیث تھا لہذا انہوں سے ہزاروں احادیث مرقوم ہیں جو سلسلہ سینہ با سینہ جاری تھا اور آپ ائمہ کرام کی تقریری اور اسناد کا طریقہ خود پاک نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا۔ جو تاریخ کا تسلسل ہے۔ ایک امام سے مروی احادیث دوسرے امام نے اس کو قبول کرتے ہوئے آگے مزید احادیث بیان فرمائی۔ اس طرح ہر مسئلہ پر پیغمبر اسلام کے فرمان کو ائمہ اہل بیت کی سند سے بیان کر دیا جاتا تھا۔

### ائمہ اہلبیت اطہار سے مروی احادیث اور استنباط

اموی حکومت کے آخر اور عباسی دور کے اوائل میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اور ان کے صاحب زادے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو سیاسی حکومت کی ترجیحات کے بدلنے کی وجہ سے دین کی بات کرنے کا موقع فراہم ہوا۔ اس طرح ان سے مستفید ہونے والوں کی تعداد چار ہزار سے زیادہ شاگردان کا شمار ہوتا تھا۔ آپ کا طریقہ تدریس یہ تھا کہ آپ طالب علموں کو اصول اور فروعات میں اپنے جد امجد کے سلسلہ اسناد کے ساتھ پاک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایات منقول کرتے تھے اور جو سوال بھی شاگرد کرتے ان کے جواب میں احادیث پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیش کرتے تھے۔ چنانچہ ان سے منقول احادیث کا ذخیرہ ہزاروں پر مشتمل ہے۔ جن سے مجتہدین اور فقہاء عظام استنباط کرتے چلے آ رہے ہیں۔ یوں قیامت تک اجتہاد کا دروازہ کھلا ہوا ہے۔ انسان کے لیے کوئی گوشہ ایسا نہیں ہے جس کے بارے میں آپ سے احادیث مروی نہ ہوں ایک بڑا ذخیرہ احادیث آپ کے توسط سے بیان ہوا ہے۔ جو کتب احادیث میں محفوظ ہے۔

### مفتیان اسلام

صحابہ کرام اور ازواج نبی کا نام مفتی کی حیثیت سے علامہ شوکانی نے اپنی کتاب الدرر البیہیہ میں کیا ہے۔ جس کا تذکرہ اس کتاب کے مترجم حافظ عمران الیوب نے فقہ الحدیث نامی کتاب کے صفحہ (۷۷) میں بھی کیا ہے۔ اموی دور میں دین کی تبلیغ و اشاعت

کے بارے میں ترجیحات تبدیل ہو چکی تھیں۔ حکومتوں کو اپنے استحکام کے لیے زیادہ تو انائیاں صرف کرنی پڑتی تھیں۔ حکومت کے پھیلاؤ کے ساتھ مدینہ منورہ سے ہزاروں میل دور دمشق (شام) میں دارحکومت کا قیام کرنا پڑا۔ دین کا آغاز مکہ میں اور نشوونما مدینہ منورہ میں ہوئی تھی، چنانچہ صحابہ کرام کی اکثریت انہی مقامات پر موجود تھی لیکن دارالحکومت کی تبدیلی کی بنا پر ان اصحاب کی دور دراز مقامات پر مامورگی کی وجہ سے مکہ اور مدینہ میں صحابہ کرام کی تعداد قلیل ہو چکی تھی۔ صحابہ کرام نے اشاعت دین و احادیث کے لیے قابل قدر اہتمام کیا۔ وقت کی ضرورت کے مطابق فتاویٰ بھی صادر کیے۔

### ❶ مفتیان مدینہ

❶ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ ❖ حضرت عبداللہ بن عمرؓ

❷ حضرت ابو ہریرہؓ سے

### ❷ مفتیان مکہ

عبداللہ بن عباسؓ

### ❸ مفتیان کوفہ

❶ حضرت ابن مسعودؓ

❷ حضرت علی کرم اللہ وجہہ

❸ حضرت عمار بن یاسرؓ

❹ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ

### ❹ مفتیان بصرہ

❶ حضرت انسؓ بن مالک وغیرہ تھے۔

ششم

باب

مظلوم کا حق

کہ

وہ ظالم کے خلاف نفرت

اور

احتجاج کرے

مظلوم پر جس کی جانب سے زیادتی کی گئی ہے۔ اس کو اللہ تعالیٰ نے اجازت دے رکھی ہے کہ اپنے ظلم کے خلاف احتجاج کرے اور اس کھلے عام اظہار کرے اگر اس صورت حال کے دوران کوئی سخت زبان بھی استعمال ہو جائے تو اس کا یہ عذر جائز اور قابل معافی ہے، اگرچہ مظلوم کا احتجاج ظالم کے خلاف نفرت کا اظہار ہے۔ جس کی وجہ سے ظالم نے مظلوم کا حق دبا رکھا ہے جو ماسوائے معاشرے میں اسکے خلاف نفرت پھیلا کر اس کو رسوا کیا جاتا ہے تاکہ لوگ اس کے بدنامی سے باخبر ہو جائیں اور اس کے آئندہ حدف سے محفوظ بھی ہو جائیں ظالم فقط داخلی نہیں ہوتا بلکہ خارجی طور بھی ہو سکتا ہے۔ جدید تعریف کے مطابق کوئی طاقت ور ملک کسی کمزور ملک پر چڑھ دوڑے اور قبضہ کر لے یا اس غریب ملک کے بنیادی حق کے خلاف ویٹو کر دے تاکہ اس کا نقصان پہنچایا جاسکے۔ یہ سب صورتیں آج موجود ہیں کہ ان کے خلاف ہر قسم سے نفرت اور احتجاج کی صورت میں اظہار ہو جائے اور دنیا کے اس مظالم کی خبر ہو جائے اس جدید طریقہ کے مطابق صدیوں سے کربلا پر جو خاندان رسالت ماب کے اہل اور اولاد پر ظلم ہوا ہے اس کے ظلم پر مسلمان اور محبان اہل بیت پیغمبر اسلام کے خاندان کے ساتھ احتجاج کرتے چلے آ رہے ہیں تاکہ ظالم سے نفرت اور مظلوم کے حق میں ہمدردی اور محبت پیدا ہو جائے۔ پس ظالم کے خلاف اللہ تعالیٰ نے اس کے نفرت اور احتجاج کرنے کا حق دے رکھا ہے کہ اگر کسی کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے آپ ان کے خلاف ناپسندیدہ طریقہ سے بھی نفرت کا اظہار کر سکتے ہیں۔ جس سے ظالم پر اثر اور عبرت پایا جائے۔ کربلا کا سانحہ اس لیے بھی تاریخ کا انوکھا واقعہ ہے کہ امام حسین علیہ السلام کے قاتل آپ کے نانا کے دین پر رہنے کے دعویٰ دار تھے۔ منہ پر کلمہ بھی تھا اور نماز کے وقت نمازیں بھی قائم تھیں۔ لیکن ہاتھوں میں تیر و تلواریں بھی تھیں جو پاک نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل اولاد کو قتل کر رہے تھے۔ جس کے



لیے پاک نبی کریم ﷺ نے فرما رکھا تھا کہ جو آپ کے ساتھ صلح کرے گا میں بھی اس کے ساتھ صلح رکھوں گا اور جو آپ کے ساتھ دشمنی اور جنگ کرے گا میں بھی ان کے ساتھ دشمنی اور جنگ کروں گا۔ آپ کا دوست میرا دوست اور میرا دوست اللہ تعالیٰ کا دوست ہے۔ آپ کا دشمن میرا دشمن اور میرا دشمن اللہ تعالیٰ کا دشمن ہے۔

حسین منی انا من الحسنین.

”حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں۔“

اس جنگ میں یہ بھی خاص بات نمایاں تھی کہ پاک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاندان کو قتل کر دیا اور ان کی بہو بیٹیوں کو قید کر کے کوفہ سے شام ہزاروں میل پیدل اور بے پلان اونٹوں پر سوار کیا گیا تھا اور یہ بات تاریخ کے سیاہ باب میں درج کرنے والی ہے کہ پاک نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اولاد شہداء کربلا کے سروں کو جسموں سے کاٹ کر شہر بہ شہر نمائش کرتے ہوئے اور جشن فتح کے ساتھ خوشی کے عالم میں سفر کرتے تھے اور انعام اور اکرام کی خاطر سبقت کرتے ہوئے بڑھ بڑھ کر ظلم کیا جاتا رہا۔ کوفہ کے دارالامارہ میں اور شام کے دارالخلافہ کے اعدا امام عالی مقام کے دانت مبارک کے ساتھ توہین آمیز سلوک کیا گیا اور کیا کوئی اور بھی ظلم باقی تھا جو آپ پیغمبر اسلام کے اہل خاندان کے ساتھ نہیں کیا تھا؟ اس ظلم اور ناپسندیدہ سلوک کے بعد یزید کے ہم نوا لوگ اللہ تعالیٰ کے ہاں بخشش اور پاک نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شفاعت کی مستحق ہیں؟

قرآن پاک میں تاریخ کے مطابق ظالم سے نفرت۔ قرآن حکیم نے پاک نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قبل سابقہ امتوں کی تاریخ بیان کی ہے۔ اس زمانے کے حالات اور واقعات بیان کرنے کا بھی مقصد تھا تاکہ قیامت تک کا انسان بھی اُس زمانے کے حالات اور ظالم و مظلوم کی تاریخ سے آشا ہو جائے۔ اس سے مظلوم اور ظالم کے پہچان اور ظلم کی وضاحت سمجھی جائے وگرنہ ان کی شریعت بعد والی قوموں پر رحمت نہیں ہے لیکن قیامت تک اس قرآن حکیم کے مطالعہ سے جب سابقہ الانبیاء کے قصص کا مطالعہ ہوتا ہے تو اس زمانے کے فرعون اور نمرود کے مظالم کی تاریخ پڑھنے کے بعد آج بھی ان سے

نفرت کی جاتی ہے۔ آج بھی ان کو ظالم کے لقب سے قوموں کی زبان میں محاورے کے طور پر بیان کیا جاتا ہے۔

## مظلوم کی یاد میں احتجاج

آج کی دنیا میں کسی بڑے واقعہ کے ہو جانے سے اس کی یاد میں آئندہ نسلوں کو باخبر رکھنے کے لیے سالانہ اسی دن احتجاجی جلسے اور جلوس، تقریبات اور چھٹی کی صورت میں اس دن کو منایا جاتا ہے۔ وہ اس لیے لازمی ہو گیا کہ اگر اس واقعہ کو بار بار دہرایا نہ گیا تو یہ واقعہ انسانوں کے ذہن سے مٹ جائے گا۔ اس کی مثالیں ملک کی آزادی سے لے کر مزدوروں کے موت تک موجود ہیں کہ دنیا میں ان کی یاد کے لیے جلسے و جلوس کے علاوہ، مذاکرے، درکشاب، اور تقریبات مجلس کی صورت میں پیش کیے جاتے ہیں۔ ملک پاکستان میں آج آزادی سے لے کر قومی ہیرو کی ولادت اور شہادت اور افواج پاکستان کے شہداء کی یاد میں ملکی سطح پر ہر قسم کے تقریبات، جلسے اور جلوس کے علاوہ اس دن کے حوالے سے اخبارات اور دیگر ذرائع سے تحریر و تقریر کا انعقاد کیا جاتا ہے تاکہ مستقبل کی نسل سے ملکی تاریخ سے باخبر رکھا جائے۔ اسی طرح اسلام نے حضرت ابراہیمؑ کی یاد میں حج اور دیگر انبیاء کی تاریخ قرآن حکیم کے ذریعے سے قیامت تک انسانوں کی رہنمائی اور عبرت کے لیے محفوظ کر دی ہے۔ اس طرح ظالم کے خلاف اور مظلوم کے حق میں انسان ابد سے تاریخ مرتب ہوتی جا رہی ہے اور زندہ قومیں اپنے قائدین اور ہیرو کو یاد رکھتے ہیں۔ قرآن حکیم اس جانب رہنمائی کرتا ہے اور تمام عمل کو مباح قرار دیتا ہے۔

## القرآن

لَا تُحِبُّ لِلَّهِ الْجَاهِرَ بِالشُّوْرِ مِنَ الْقَوْلِ إِلَّا مَنْ ظَلَمَ ۗ

وَكَانَ لِلَّهِ سَمِيْعًا عَلِيْمًا ﴿النساء: ۱۴۸﴾

① اللہ کسی (کی) بری بات کا آواز بلند (ظاہر اور علانیہ) کہتا پسند نہیں فرماتا سوائے اس کے جس پر ظلم ہوا ہو (اسے ظالم کا ظلم

آشکار کرنے کی اجازت ہے)، اور اللہ خوب سننے والا جاننے والا

ہے۔“ (ترجمہ پروفیسر ڈاکٹر طاہر القادری)

خدا اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ کوئی کسی کو علانیہ برا کہے مگر وہ جو  
مظلوم ہو، اور خدا (سب کچھ) سنا (اور) جانتا ہے۔“

(مولانا جالندھری)

”اللہ پسند نہیں کرتا بری بات کا اعلان کرنا مگر مظلوم سے اور اللہ

سنا جانتا ہے۔“ (مولانا شاہ احمد رضا بریلوی)

”اللہ اس کو پسند نہیں کرتا کہ آدمی بدگوئی پر زبان کھولے الایہ کہ

کسی پر ظلم کیا گیا ہو اور اللہ سب کچھ سننے اور جاننے والا  
ہے۔“ (تفسیر القرآن مولانا مودودی)

”اللہ علانیہ بدگوئی کو پسند نہیں کرتا سوائے اس کے جس پر ظلم ہوا

ہو (کہ اس کے لیے ظالم کی بدگوئی جائز ہے) اللہ بڑا سننے والا بڑا  
جاننے والا ہے۔“

(تفسیر فیضان الرحمن علامہ محمد حسین نجفی)

تفسیر ابن کثیر

قال [علي] بن أبي طلحة عن ابن عباس:

لا يُحِبُّ اللَّهُ الْجَهْرَ بِالسُّوءِ مِنَ الْقَوْلِ يَقُولُ:

لا يحب الله أن يدعو أحد على أحد، إلا أن

يكون مظلوماً، فإنه قد أُرخص له أن

يدعو على من ظلمه، وذلك قوله: إلا من

ظَلِمَ وإن صبر فهو خير له.

”مظلوم کو فریاد کرنے کا حق ہے۔ حضرت ابن عباسؓ اس آیت

کی تفسیر میں فرماتے ہیں: کسی مسلمان کو بدو عادی بنا جائز نہیں، ہاں

جس پر ظلم کیا گیا ہو اسے اپنے ظالم کو بدو عادی بنا جائز ہے اور اگر وہ

میر کرے تو بہتر ہے۔“

وقال عبد الكريم بن مالك الجزري في هذه الآية: هو الرجل يشتمك فتشتمه، ولكن إن افتري عليك فلا تفتري عليه؛ لقوله: وَلَمَّا انْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهِ فَأُولَئِكَ مَا عَلَيْهِمْ مِّنْ سَبِيلٍ ۗ

”عبد الکریم بن مالک جزری اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔ گالی دینے والے کو یعنی برا کہنے والے کو تو برا کہہ سکتے ہیں لیکن بہتان باندھنے والے پر بہتان نہیں باندھ سکتے۔ ایک اور آیت میں جو مظلوم اپنے ظالم سے اس کے ظلم کا انتقام لے اس پر کوئی مواخذہ نہیں۔“

وقال أبو داود:

حدثنا القَعْنَبِيُّ، حدثنا عبد العزيز بن محمد، عن العلاء، عن أبيه، عن أبي هريرة؛ أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: "المُسْتَبَّانِ مَا قَالَا فَعَلِيَ الْبَادِي مِنْهُمَا، مَا لِمَ يَعْتَدِ الْمَظْلُومُ"

”حضرت ابو ہریرہ کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روایت نے فرمایا: گالیاں دینے والوں میں جو پہل کرے الزام اس پر ہے جب تک کہ مظلوم حد مساوات سے آگے نہ بڑھ جائے۔“

وقال عبدالرزاق:

أَبْنَانَا الْمُثْنِي بن الصباح، عن مجاهد في

قوله: [الْحَبِيبُ اللَّهُ الْجَهْرُ بِالسُّوءِ مِنَ الْقَوْلِ إِلَّا مَنْ ظَلَمَ] قال: ضاف رجل رجلاً فلم يؤد إليه حق ضيافته، فلما خرج أخبر الناس، فقال: "ضفت فلاناً فلم يؤد إليّ حق ضيافتي". فذلك الجهر بالسوء من القول إلا من ظلم، حين لم يؤد الآخر إليه حق ضيافته.

”عبدالرزاق عبد بن حمید اور ابن جریر نے مجاہد کا بیان اس طرح نقل کیا کہ ایک شخص ایک قوم کے پاس بطور مہمان گیا۔ میزبان نے اس کو کھانا نہیں دیا۔ مہمان نے اس کا شکوہ کیا میزبان نے اس شکایت پر اس کی گرفت کی تو آیت نازل ہوئی (۵) اللہ کسی (کی) بری بات کا بااواز بلند (ظاہر اذلائیث) کہتا پسند نہیں فرماتا سوائے اس کے جس پر ظلم ہوا ہو (اسے ظالم کا ظلم آشکار کرنے کی اجازت ہے)، اور اللہ خوب سننے والا جاننے والا ہے، یعنی ایک مہمان کی ضیافت نہ کرنا تو اللہ تعالیٰ کے ہاں ظلم شمار ہوتا ہے تو پھر خانوادہ نبوت و رسالت کو تین دن تک جو کا پیاسا رکھ کر عالم مسافرت میں قفل کر دینا اور اہل حرم کو اسیر بنا لینا یقیناً اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت بڑا ظلم ہے اور اس پر احتجاج کی صدا بلند کرنا، و اہل بیت نبوت کی اولاد اور ان سے عقیدت مند انسان کا شرعی حق ہے۔“

# بابِ ہفتم

پاک نبی کا فرمان:

گریہ (رونا)

”رحمت ہے اور سببِ نجات ہے۔“

رونا اور گریہ کرنا ایک فطری امر ہے جو کسی بھی حادثہ کے موقعہ پر انسان کے اندر کے جذبات اور مجروح دل بے قابو ہو جاتا ہے۔ جس سے بے ساختہ انسان کے آنکھوں سے آنسو جاری ہوتے ہیں اور دل رنجیدہ خاطر ہو جاتا ہے اور یہ بات تو حقیقت کے عین مطابق تھی جب پاک نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اپنے بیٹے ابراہیم کا وصال ہوا تو آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اندر زخمی ہو گیا تھا اور آنکھوں سے لگا تار آنسو بہہ رہے تھے اور دل موم ہوتا گیا اس واقعہ پر صحابہ کرام نے دریافت فرمایا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ کیا کیفیت ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: آنکھیں روتی ہیں، دل غمزدہ ہے اور ہم زبان سے کوئی بات نہیں کہتے جس سے ہماری رب ناراض ہو جائے۔ ابراہیم تیری جدائی سے ممکن ہیں لیکن یہ عجب واقعہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نواسہ امام حسین کی پیدائش مبارک ہوئی اور یہ بنو ہاشم کے خاندان میں خوشی کا مقام تھا لیکن آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خوشی کرنے کے بجائے غم زدہ ہو گئے اور رونے لگے۔ جناب ام الفضل فرماتی ہیں کہ اچانک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھیں آنسوؤں سے ڈبڈبائیں۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے ماں آپ باپ پر قربان ہوں آپ کیوں روتے ہیں؟ فرمایا: حضرت جبرائیلؑ میرے پاس آئے ہیں انہوں نے مجھے خبر دی ہے کہ میری امت میرے اس بیٹے کو قتل کر دے گی۔ میں نے کہا: اس کو! آپ نے کہا ہاں اور جبرائیل نے مجھے کہ بلا کی سرخ منی لاکر دکھلائی ہے۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ ابھی یہ واقعہ نمودار ہی نہیں ہوا تھا لیکن آپ کو اللہ تعالیٰ نے اس واقعہ سے باخبر کیا اور وہ تربت جو کہ بلا سے تھی اس کو دیکھتے ہوئے دل موم ہو گیا اور بے ساختہ گریہ شروع ہو گیا البتہ آپ نے گریہ کو رحمت قرار دیا ہے۔ جو مقصود کلام ہے۔ بہت مواقع پر آپ نے نے گریہ فرمایا۔ حضرت ابن عمرؓ کی روایت ہے کہ سعد بن عبادہؓ بیمار ہوئے تو

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کو دیکھنے کو آئے عبدالرحمنؓ، سعدؓ اور عبداللہؓ ان کے ساتھ تھے۔ پھر جب ان کے پاس آئے تو بے ہوش پایا تو آپ نے فرمایا کہ کیا انتقال ہو گیا ہے؟ لوگوں نے عرض کیا: نہیں پھر آپ رونے لگے اور لوگوں نے جب دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو روتے ہوئے تو سب رونے لگے۔ آپ نے فرمایا: سنتے ہو اللہ تعالیٰ آنکھوں کے آنسوؤں پر اور دل کے غم پر عذاب نہیں کرتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے:

”اللہ آنکھ سے رونے اور دل سے غمگین ہونے پر عذاب نہیں

دیتے ہیں۔“

سلسلی سے روایت ہے کہ میں ایک مرتبہ ام سلمہؓ زوجہ پیغمبر ﷺ کے پاس گئی اور وہ گریہ کر رہی میں نے پوچھا کہ آپ کو کس چیز نے رولا یا ہے؟ فرمانے لگی: میں نے پاک نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا ہے ان کے سر اور داڑھی مبارک مٹی سے آلودہ تھی میں عرض کیا: یہ کیا ماجرہ ہے؟ آپ نے فرمایا: میں حسینؑ کے قتل کے وقت کربلا میں موجود تھا وہاں سے آیا ہوں (نوٹ) آپ نبی ﷺ کا شدید گریہ اور ماتم آگے آئے گا۔

### قانون اور استنباط شریعت

- ① رونا اللہ تعالیٰ کی رحمت اور نجات کا سبب ہے۔
- ② آپ نبی کریم ﷺ نے خود گریہ فرمایا اور صحابہ کرام نے گریہ کیا۔
- ③ مردے پر گریہ کرنا ایک جائز عمل ہے۔
- ④ پاک نبی کریم ﷺ سے گریہ کا قولی، فعلی، عملی سنت سے ثابت ہے۔
- ⑤ شریعت کا دوسرا ماخذ سنت ہے اور گریہ سنت سے ثابت ہے۔
- ⑥ آپ نبی کریم ﷺ نے امام حسینؑ کے ولادت کے موقع پر اور سعد بن عبادہ کے بیماری پر گریہ فرمایا۔ جب کہ وہ ابھی زندہ تھے۔
- ⑦ زندہ پر گریہ کرنا اور آنسو بہانا سنت نبوی ہے۔



انبیاء صابر ہوتے ہیں وہ بزرگ و بزرگ نہیں کرتے لیکن گریہ رحمت تھا خوب کیا اور امت کو گریہ کی اجازت مرحمت فرمائی۔

پاک نبی کریم ﷺ نے حضرت حمزہ مدینہ کی گلیوں سے نام شہداء کا نام لے کر گریہ اور نوحہ سنا لیکن آپ کے چچا حمزہ سید الشہداء کا نام نہ سن کر یہ کاش ظاہر کی کہ کاش میرے چچا پر بھی گریہ اور نوحہ کرتا۔ تب انصار کے خواتین گھروں سے آ کر پاک نبی کریم ﷺ کے گھر گریہ اور نوحہ کیا۔

گریہ کرنا رخصت اور عبادت ہے۔

متمن روایات

صحيح البخارى، تفسير روح المعاني،  
تفسير مظهرى عن أنس بن مالك رضى  
الله عنه قال دخلنا مع رسول الله صلى الله  
عليه وسلم على أبي سفيان العنبي وكان ظئرا  
لإبراهيم عليه السلام فأخذ رسول الله  
صلى الله عليه وسلم إبراهيم فقبله وشمه  
، ثم دخلنا عليه بعد ذلك، وإبراهيم يجود  
بنفسه، فجعلت عينا رسول الله صلى الله  
عليه وسلم تذر قان . فقال له عبد الرحمن  
بن عوف رضى الله عنه وأنت يا رسول  
الله فقال يا ابن عوف إنها رحمة . ثم  
أتبعها بأخرى فقال صلى الله عليه وسلم  
إن العين تدمع، والقلب يحزن، ولا نقول  
إلا ما يرضى ربنا، وإنا بفراقك يا إبراهيم

## لَمَحْزُونُونَ

”حضرت انسؓ کا بیان ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے صاحبزادے حضرت ابراہیمؑ سمرات کی حالت میں تھے آپ نے ابراہیمؑ کو اٹھایا۔ اس کو آغوش میں لیا اور پیار کیا۔ اس کے بعد انسؓ کہتے ہیں ہم بھی آگے یہ وہ وقت تھا جب حضرت ابراہیمؑ حالت نزع میں تھے۔ حضور ﷺ نے حالت دیکھی تو دونوں آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول آپ رورہے ہیں؟ آپ نے فرمایا: اے ابن عوف یہ دل کی رحمت ہے۔ اس کے بعد ایک اور حالت ہوئی تو فرمایا: آنکھیں روتی ہیں دل غمزدہ ہے اور ہم زبان سے کوئی بات نہیں کہتے جس سے ہماری رب ناراض ہو۔ اے ابراہیمؑ! ہم حیرت جہاں سے ممکن ہیں۔“

نوٹ:

بعض محدثین اور سیرت نگاروں نے یہ حدیث حضرت جابرؓ سے نقل کی ہے: صحیح البخاری، صحیح مسلم۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ  
 اشْتَكَيْتَنِي سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ شَكْوَى لَهُ فَأَتَاهُ النَّبِيُّ  
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُودُهُ مَعَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ  
 بْنِ عَوْفٍ وَسَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ  
 مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهِ  
 فَوَجَدَهُ فِي غَائِبَةِ أَهْلِهِ فَقَالَ قَدْ قَضَى  
 قَالُوا لَا يَا رَسُولَ اللَّهِ. فَبَكَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ  
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا رَأَى الْقَوْمَ بُكَاءَ النَّبِيِّ

صلى الله عليه وسلم بَكَوًا فَقَالَ أَلَا تَسْمَعُونَ إِنَّ اللَّهَ لَا يُعَذِّبُ بِدَمْعِ الْعَيْنِ، وَلَا بِحُزْنِ الْقَلْبِ.

”حضرت ابن عمرؓ کی روایت ہے کہ سعد بن عبادہؓ بیمار ہوئے تو رسول اللہ ﷺ ان کو دیکھنے کو آئے اور عبدالرحمن بن عوفؓ اور سعد بن ابی وقاصؓ اور عبداللہ بن مسعود ان کے ساتھ تھے۔ پھر جب ان کے پاس آئے تو بے ہوش پایا تو آپ نے فرمایا کہ کیا انتقال ہو گیا ہے؟ لوگوں نے عرض کیا: نہیں پھر آپ رونے لگے اور لوگوں نے جب دیکھا آپ ﷺ کو روتے ہوئے تو سب رونے لگے۔ آپ نے فرمایا: سنتے ہو اللہ تعالیٰ آنکھوں کے آنسوؤں پر اور دل کے غم پر عذاب نہیں کرتا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے۔ اللہ آنکھ سے رونے اور دل سے غمگین ہونے پر عذاب نہیں دیتا۔“

صحیح مسلم، سنن ابو داؤد، تفسیر روح اللعانی، تفسیر مظہری۔

عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَرْسَلَتْ إِلَيْهِ إِحْدَى بَنَاتِهِ تَدْعُوهُ وَتُخَيِّرُهُ أَنْ صَبِيًّا لَهَا أَوْ ابْنًا لَهَا فِي الْمَوْتِ فَقَالَ لِلرَّسُولِ ارْجِعْ إِلَيْهَا فَأَخْبِرْهَا إِنَّ لِلَّهِ مَا أَخَذَ وَلَهُ مَا أُعْطِيَ وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهُ بِأَجَلٍ مُّسَمًّى فَمَرَّهَا فَلْتَضَيَّرْ وَلْتَحْتَسِبْ فَعَادَ الرَّسُولُ فَقَالَ إِنَّهَا قَدْ أَقْسَمَتْ لَتَأْتِيَنَّهَا. قَالَ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَامَ مَعَهُ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ وَمُعَاذُ

بُنْ جَبَلٍ وَأَنْطَلَقْتُ مَعَهُمْ فَرَفِعَ إِلَيْهِ الصَّيِّ  
وَنَفْسُهُ تَقَعَّقُ كَأَنَّهَا فِي شَنَّةٍ فَقَاصَتْ  
عَيْنَاهُ فَقَالَ لَهُ سَعْدُ مَا هَذَا يَا رَسُولَ  
اللَّهِ قَالَ هَذِهِ رَحْمَةٌ جَعَلَهَا اللَّهُ فِي قُلُوبِ  
عِبَادِهِ وَإِنَّمَا يَرْحَمُ اللَّهُ مِنْ عِبَادِهِ الرَّحْمَاءَ .

”حضرت اسامہ بن زیدؓ کی روایت سے مذکور ہے کہ رسول  
اللہ ﷺ کے ایک نواسے کی نزع کی حالت تھی خراٹا شروع ہو گیا  
تھا اسی حالت میں حضور ﷺ وہاں سے اٹھے۔ آپ کے ساتھ  
سعد بن عبادہ، معاذہ بن جبل اور میں بھی تھا پھر اس بچے کو آپ  
کے پاس اٹھا کر لایا گیا وہ دم توڑ رہا تھا جیسے مشکیزہ میں کھٹکتانے  
کی آواز تھی۔ یہ حالت دیکھ کر آپ کی آنکھوں سے آنسو بہنے  
لگے۔ حضرت سعدؓ نے عرض کیا رسول اللہؐ یہ کیا؟ آپ نے فرمایا:  
یہ دل کی رحمت ہے جو اللہ نے اپنے بندوں کے دلوں میں رکھ  
دی ہے۔ اللہ اپنے دم دل بندوں پر رحم فرماتا ہے۔“

مشکوٰۃ شریف

عن أم الفضل بنت الحارث اسمها لبابة  
العامرية امرأة العباس بن عبد المطلب وأم  
أكثر بنيه وهي أخت ميمونة أم المؤمنين  
ويقال إنها أول امرأة أسلمت بعد خديجة  
روت عن النبي صلى الله عليه وسلم  
أحاديث كثيرة فعنها أنها دخلت على رسول  
الله صلى الله عليه وسلم فقالت يا رسول  
الله إني رأيت حلما بضم فسكون ويضمان

ففي النهاية الحلم بضمين ويضم فسكون  
 ما يراه النائم منكرا بفتح الكاف المخففة  
 أي مهولا الليلة أي البارحة قال وما هو  
 قالت إنه شديد أي صعب سماعه قال وما  
 هو قالت رأيت كأن قطعة من جسدك  
 قطعت بصيفة المجهول وكذا قوله فوضعت  
 في حجري بالكسر ويفتح وتقدم أن الحجر  
 بالكسر أشهر في الحضن وبالفتح في التريبة  
 فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم رأيت  
 خيرا تلد فاطمة إن شاء الله غلاما يكون  
 في حجرك فولدت فاطمة الحسين فكان في  
 حجري كما قال رسول الله صلى الله عليه  
 وسلم فدخلت يوما على رسول الله صلى  
 الله عليه وسلم فوضعت في حجره وفي  
 نسخة في حجري ثم كانت مني التفاتة أي  
 وقعت مني ملاحظة إلى غيره فنظرت إلى  
 جانبه فإذا عينا رسول الله صلى الله عليه  
 وسلم تهريقان الدموع بفتح الهاء ويسكن  
 أي تسيلان ماء العين للبكاء قالت فقلت  
 يا نبي الله بأبي أنت وأمي ما لك أي ما  
 الحال الذي يبكيك قال أتاني جبريل وفي  
 نسخة عليه السلام فأخبرني أن أمي أي

أمة الإجابة ستقتل ابني هذا أي ظلما  
 فقلت أي لجبريل هذا أي ابني هذا لزيادة  
 التأكيد قال نعم وأتاني بتربة من تربته أي  
 من ترابه الذي يقتل به حمراء بالفتح صفة  
 لتربة حمراء

”ام الفضل بنت الحارث سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ  
 کے پاس داخل ہوئی اور کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے آج  
 رات ایک بڑا خواب دیکھا ہے۔ ایک دن میں رسول اللہ ﷺ  
 کے ہاں گئی میں نے حسین کو اٹھا کر اپنی گود میں لے لیا ہے میں  
 کسی اور طرف دیکھنے لگی اچانک رسول اللہ ﷺ کی آنکھیں  
 آنسوؤں سے ڈبڈب باگئیں آئیں میں نے کہا اے اللہ کے  
 رسول ﷺ میرے ماں باپ پر قربان ہوں آپ کیوں روتے  
 ہیں؟ فرمایا حضرت جبرائیل میرے پاس آئے ہیں انہوں نے  
 مجھے خبر دی ہے۔ کہ میری امت میرے اس بیٹے کو قتل کر دے گی  
 میں نے کہا اس کو آپ نے کہا ہاں اور جبرائیل نے مجھے اس کی  
 سرخ مٹی لاکر دکھلائی ہے۔“

## حوالہ جات

- (۱) صحیح البخاری کتاب الجنائزہ باب قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّا بِكُمْ لَمُخْرَوُونَ صفحہ: ۱۸۵۔ البكاء عند اللریض: ۱۸۸۔
- (۲) تفسیر مظہری سورہ یوسف آیت قال یاسفنی علی یوسف صفحہ مترجم: ۱۲۹، ۱۳۰۔
- (۳) تفسیر روح المعانی آیت مذکور۔
- (۴) صحیح مسلم کتاب جنازہ باب (باب البكاء علی المیت)۔ صفحہ مترجم وحید الزمان: ۳۶۷، ۳۶۸۔ جلد: ۲۔
- (۵) مناقب اہلبیت کتاب مرقاۃ للفتاویٰ شرح مشکاة للصایحح ۱ ملا علی القاری صفحہ: ۳۵، جلد: ۸۔
- (۶) تاریخ البدایہ والنہایہ واقعات اکستھ: ۶۱، ہجری صفحہ: ۸، جلد: ۲۰۰۔
- (۷) مشکوٰۃ شریف باب جلد: ۳۔ مترجم مناقب اہلبیت صفحہ: ۲۵۹۔
- (۸) تاریخ الکامل واقعات سن اکستھ ہجری: ۶۱، جلد: ۳، صفحہ: ۱۸۳۔
- (۹) تاریخ احمدی صفحہ: ۲۹۲۔
- (۱۰) تاریخ دمشق باب امام حسین علیہ السلام صفحہ: ۳۳۷۔ جلد: ۱۴۔
- (۱۱) صواعق محرقة باب حضرت فاطمہ اور امام حسین علیہما السلام کی مناقب احادیث مترجم صفحہ: ۵۳۳۔
- (۱۲) تاریخ الخلفاء جلال الدین سیوطی باب یزید بن معاویہ مترجم صفحہ: ۳۰۴۔
- (۱۳) تاریخ السلام جلد: ۱، صفحہ: ۵۶۰۔
- (۱۴) سنن ابوداؤد کتاب الجنائز باب البكاء علی المیت مترجم جلد: ۲، صفحہ: ۵۳۸۔
- (۱۵) مدارج النبوت شیخ مولانا عبدالحق دہلوی جلد: ۲، صفحہ: ۷۷۴، باب (در ذکر اولاد کرام) قسم پنجم۔

## مصیبت پر رونا جائز ہے اور جب حزن و ملال بہت بڑھ جائے تو پھر رونا عبادت ہے

رونا جائز ہے چونکہ پاک نبی کریم ﷺ نے اپنے بیٹے پر خوب گریہ کیا اور فرمایا کہ  
رونا رحمت ہے۔

### وسائل الشیعہ

وعن عدة من أصحابنا ، عن سهل بن  
زياد ، عن جعفر بن محمد ، عن ابن  
القداح ، عن أبي عبد الله ( عليه السلام )  
في حديث قال : لما مات إبراهيم ابن رسول  
الله ( صلى الله عليه وآله ) هملت عين  
رسول الله ( صلى الله عليه وآله ) بالدموع ،  
ثم قال رسول الله ( صلى الله عليه وآله ) :  
تدمع العين ، ويحزن القلب ، ولا نقول ما  
يسخط الرب ، وإنا بك يا إبراهيم  
لمحزونون ، الحديث .

محمد بن علي بن الحسين قال : قال  
الصادق ( عليه السلام ) : . لما مات إبراهيم



ابن رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) قال رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ): حزنا عليك يا ابراهيم ، وانا الصابرون ، يحزن القلب وتدمع العين ، ولا نقول ما يسخط الرب.

”ابن القدر حضرت جعفر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: جب فرزند رسول اللہ ﷺ کا انتقال ہوا تو آنحضرت کی آنکھیں (بارش کی طرح) آنسو بہا رہی تھیں۔ پھر آپ نے فرمایا: آنکھ اٹک ریز ہے اور دل غمناک ہے کوئی ایسا کلمہ نہیں کہیں گے جو خدا کو ناراض کر دے۔ پھر فرمایا: اے ابراہیم! ہم تیری جدائی پر اندوہناک ہیں۔“

#### وسائل الشیعہ

قال: وقال (عليه السلام): إن رسول الله (صلى الله عليه وآله) حين جاءته وفاة جعفر بن أبي طالب وزيد بن حارثة كان إذا دخل بيته كثر بكأوه عليهما جداً ، ويقول : كانا يحدثناني ويؤنساني فذهبا جميعا.

”جناب شیخ صدوق رحمۃ اللہ علیہ امام سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت رسول اللہ ﷺ کو جناب جعفر طیارؓ اور زید بن حارثہ کی شہادت کی اطلاع ملی تو آپ جب بھی گھر میں داخل ہوتے تو ان پر زار و قطار روتے اور فرماتے: ”یہ دونوں مجھ سے

باتیں کرتے تھے اور مجھے مانوس رکھتے تھے (آہ) دونوں چلے گئے۔“

### وسائل الشیعة

عن عائشة قالت : لما مات إبراهيم بكي النبي (صلى الله عليه واله) حتى جرت دموعه على لحيته ، فقيل : يا رسول الله ، تنهى عن البكاء وأنت تبكي ۱۴ فقال : ليس هذا بكاء ، وإنما هذه رحمة ، ومن لا يرحم لا يرحم .

”حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ جب حضرت رسول اللہ ﷺ کے فرزند ابراہیم کا انتقال ہوا تو آنحضرتؐ اس قدر روئے کہ ریش مبارک سے آنسو بہنے لگے۔ آپ سے کہا گیا یا رسول اللہؐ آپ ہمیں تو روکتے ہیں اور خود اس قدر روتے ہیں؟ آنحضرتؐ نے فرمایا یہ رونا نہیں ہے یہ تو رحمت ہے۔ اور جو دوسروں پر رحم نہیں کرتا اس پر بھی اللہ تعالیٰ بھی رحم نہیں کرتا۔“

وسائل الشیعة الجزء الثالث مترجم جلد (۲) باب: ۸۷- صفحہ: ۳۱۱

۳۱۲- تألیف الفقیہ للحدیث الشیخ محمد بن الحسن الحر العاملي: ۵۴

میت پر گریہ کرنا حضرت عائشہ صدیقہؓ کے نزدیک جائز اور مخالف احادیث غلط ہیں

(راویان احادیث نے قرآن کے خلاف احادیث گھڑی ہیں)

کتاب احادیث کے مطالعہ سے یہ بات صراحت سے عیاں ہوتی ہے کہ صدی اول میں احادیث کو جمع کرنے کا کوئی مناسب طریقہ وضع نہیں کیا تھا اور دوسری صدی میں جو احادیث جمع کرنے کا اہتمام ہوا وہ بھی انفرادی حیثیت سے کام کیا گیا تھا۔ اس وقت تک

احادیث پر خاطر خواہ کام نہ ہونے کی بنا پر بہت سے احادیث جعلی اور فرضی شامل ہو کر جمع ہو گئی تھیں۔ دوسری جانب آمریت کی حکومتوں نے اپنے مطلب کے لیے بھی بہت کام دیکھایا۔ جس کی مثال ابو عبد الرحمن بن شعیب النسائی کی شام کے دار الحکومت میں ان کے مرضی کی احادیث بیان نہ کرنے کی بنا پر سخت تشدد ہوا۔ جس کی بنا پر شام سے جیسے ہی واپس آئے تو راستہ میں شہادت واقعہ ہو گئی تھی۔ وجہ شہادت یہ تھی کہ جو آمریت کے لیے جعلی احادیث وضع نہ کرے کی بنا پر موت کے منہ جا پہنچے۔ اس میں سیاسی مضمرات کے ساتھ ساتھ روایان احادیث نے بھی خوب کمال دکھایا۔ اکثریت لوگوں کو احادیث کے ناخ اور منسوخ کا بھی علم نہ تھا۔ جس کی بنا پر احادیث میں تناقص پایا جاتا ہے اور پھر آخر زمانہ کے نفرتوں اور دشمنیوں نے بھی خوب رنگ بھرا کہ وارثین دین موجود ہیں لیکن ان سے استفادہ کرنے سے گریز کیا۔ شاہد حکومتی پابندیوں یا خوف بھی پاک نبی کریم کے جانشین سے علم حاصل کرنے سے اجتناب ہوتا رہا۔ بہر حال کوئی وجہ تھی جس کی بنا پر ذخیرہ احادیث جمع ہو گیا مگر تناقص احادیث کی کثرت پائی جاتی ہے

اب احادیث کی روشنی سے حلال اور حرام میں امتیاز کرنا ہر شخص کے بس میں نہیں ہے۔ اس کی مثالیں یہ باب ہے جس میں قرآن کا دعویٰ ہے کہ ایک شخص کا بوجھ وہ خود ہی اٹھائے گا کوئی دوسرا ذمہ دار نہیں ہے لیکن احادیث کا ایک حصہ ہے کہ گھروالوں کے رونے سے مردہ کو عذاب ہوتا ہے اور دوسری جانب حضرت عائشہؓ اور بہت سے صحابہ کی روایات ہیں کہ ایسا کوئی قانون نہیں ہے جو اہل خانہ کے عمل سے مردہ پر اثر انداز ہوگا، البتہ احادیث کی منشا یہ تھی کہ ایک طرف مردہ پر عذاب ہو رہا ہے اور دوسری جانب اس کے ورثا ان پر رو رہے تھے جبکہ یہ واقعہ اس طرح بھی پیش آیا کہ آپ ﷺ نے قبرستان سے گزر رہے تھے تو ایک یہودی پر عذاب ہو رہا تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس پر تو اللہ تعالیٰ کی جانب سے عذاب دیا جا رہا ہے جبکہ اس کے گھروالے اس پر گریا کر رہے تھے۔ حضرت عمرہ روایت کرتی ہیں کہ میں نے سنا ہے حضرت عائشہؓ سے انہوں نے فرمایا: حضرت ابن عمرؓ سے نقل ہے کہ میت پر زندہ کے رونے سے عذاب ہوتا ہے۔ اس

پر حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں: اللہ تعالیٰ ابی عبد الرحمن کو معاف فرمائے (کنیت ابن عمر) بے شک انہوں نے کبھی اپنی طرف سے جھوٹ نہیں بولا لیکن وہ بھول گئے ہیں یا ان سے خطا ہوئی ہے۔ دراصل حقیقت یہ ہے کہ ایک مرتبہ پاک نبیؐ ایک یہودی کی قبر سے گزرے جب کہ اس پر رویا جا رہا تھا۔ تب آپؐ نے فرمایا: اس کی میت پر عذاب قبر ہو رہا ہے جبکہ زندہ اس پر رو رہے ہیں۔ ایک اور روایت کے مطابق آپؐ نبی کریمؐ نے اپنی ماں کی قبر کی زیارت فرمائی تو خود بھی خوب دل بھر کر ماں سے باتیں بھی کی اور گریہ بھی فرمایا۔ بلکہ آپؐ کو دیکھتے ہوئے صحابہ کرام نے خوب آنسو بہائے۔ حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ جب نبی کریمؐ نے ماں کی قبر کی زیارت فرمائی آپؐ نے گریہ کیا جو وہاں موجود تھے ان سب نے بھی گریا کیا تھا، پھر فرمایا: میں نے آپؐ کے لیے استغفار کی کوشش کی ابھی تک اجازت نہیں ملی البتہ زیارت کی اللہ تعالیٰ سے درخواست کی تو قبولیت ہوئی قبروں کی زیارت سے موت یاد رہتی ہے۔

لیکن پاک نبی کریمؐ نے رونے کو اللہ تعالیٰ کی رضا قرار دیا: خود بھی بہت مرتبہ آنسو بہائے اور ساتھ صحابہ کرام نے بھی گریہ کیا۔ جو روایات سے عیاں ہے۔

### قانون

آپؐ نے اپنے بیٹے ابراہیمؑ، اور نیازی ماں کی قبر پر گریہ فرمایا اسکے علاوہ اکثر بزرگ صحابہ کی وفات پر بالخصوص حضرت حمزہؓ، چچا اور حضرات جعفر طیارؓ کی شہادت پر خوب گریہ کیا اور حکم فرمایا کہ دل مغموم ہے آنسوؤں سے آنسو ہیں۔ البتہ زمانہ جاہلیت کے بتوں کے نام گریہ کرنے کی پابندی قرار دی جاتی ہے۔ جبکہ انسان کا رونا اللہ تعالیٰ کی رحمت اور رضا کی امید ہے۔

### نوٹ:

تفصیلاً احادیث کثرت سے ہر مناقب و فقہ کے ہر باب میں پائی جاتی ہیں۔ اس کی بہتر جانچ پڑتال اہل علم و خبر احادیث کے علاوہ مجتہد عظام ہی سے ممکن ہے۔

## متن روایات

سنن النسائی

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْمَيِّتَ لَيُعَذَّبُ بِبُكَاءِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ . فَذَكَرَ ذَلِكَ لِعَائِشَةَ فَقَالَتْ وَهَلْ إِنَّمَا مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى قَبْرِ فَقَالَ إِنَّ صَاحِبَ الْقَبْرِ لَيُعَذَّبُ وَإِنْ أَهْلُهُ يَبْكُونَ عَلَيْهِ . ثُمَّ قَرَأَتْ (وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَى).

”حضرت ابن عمرؓ پاک نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: گھر والوں کے رونے سے میت کو عذاب ہوتا ہے۔ اس پر راوی نے کہا کہ حضرت عائشہؓ فرماتی تھی جب کہ یہ بات آپ نے ایک یہودی کی قبر پر کہی تھی کہ میت پر عذاب ہو رہا ہے جب کہ گھر والے اس پر آہ دہکا کر رہے ہیں اور پھر اس آیت کو پڑھا (أَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَى) کہ کوئی شخص دوسروں کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔“

سنن النسائی، صحیح البخاری، صحیح مسلم، سنن البیہقی،

موطا امام مالک

عَنْ عُمَرَ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا سَمِعَتْ عَائِشَةَ وَذَكَرَ لَهَا أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ يَقُولُ إِنَّ الْمَيِّتَ لَيُعَذَّبُ بِبُكَاءِ الْحَيِّ عَلَيْهِ . قَالَتْ عَائِشَةُ يَغْفِرُ اللَّهُ لِأَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَمَا إِنَّهُ لَمْ

يَكْذِبُ وَلَكِنْ نَسِي أَوْ أَخْطَأَ إِنَّمَا مَرَّ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى يَهُودِيَّةٍ  
يُبْنَى عَلَيْهَا فَقَالَ إِنَّهُمْ لَيَبْكُونَ عَلَيْهَا  
وَإِنَّهَا لَتُعَذَّبُ

”حضرت عمرہ روایت کرتی ہیں کہ میں نے سنا ہے  
حضرت عائشہؓ سے انہوں نے فرمایا کہ حضرت ابن عمرؓ سے نقل  
ہے کہ میت پر زندہ کے رونے سے عذاب ہوتا ہے۔ اس پر  
حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ ابی عبدالرحمن کو معاف  
فرمائے (کنیت ابن عمر) بے شک انہوں نے کبھی اپنی طرف  
سے جھوٹ نہیں بولا لیکن وہ بھول گئے ہیں یا ان سے خطا ہوئی  
ہے۔ دراصل حقیقت یہ ہے کہ ایک مرتبہ پاک نبیؐ ایک یہودی  
کے قبر سے گذرے جب کہ اس پر رویا جا رہا تھا۔ تب آپ نے  
فرمایا: کی میت پر عذاب قبر ہو رہا ہے جبکہ زندہ اس پر رو رہے  
ہیں۔“ (حدیث صحیح ہے)

سنن الترمذی۔ سنن البیہقی

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبَادُ بْنُ عَبَّادٍ  
الْمَهَلِيُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ يَحْيَى بْنِ  
عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمَيِّتُ يُعَذَّبُ بِبِغَاءِ  
أَهْلِهِ عَلَيْهِ . فَقَالَتْ عَائِشَةُ يَرْحَمُهُ اللَّهُ لَمْ  
يَكْذِبْ وَلَكِنَّهُ وَهَمَ إِنَّمَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِرَجُلٍ مَاتَ يَهُودِيًّا  
إِنَّ الْمَيِّتَ لَيُعَذَّبُ وَإِنَّ أَهْلَهُ لَيَبْكُونَ

عَلَيْهِ . قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ  
وَقَرظَةَ بْنِ كَعْبٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَابْنِ مَسْعُودٍ  
وَأَسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ . قَالَ أَبُو عِيْسَى حَدِيثُ  
عَائِشَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَقَدْ رُوِيَ مِنْ  
غَيْرِ وَجْهِ عَنْ عَائِشَةَ .

”حضرت ابن عمرؓ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ  
نے فرمایا: گھروالوں کے رونے سے میت کو عذاب ہوتا ہے اس  
پر راوی نے کہا کہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ عبد اللہ  
بن عمر پر رحم کرے انہوں نے جھوٹ نہیں بولا البتہ شاہد ان کو وہم  
ہو گیا ہے۔ یہ بات آپ نے ایک یہودی کے مرنے پر کہی تھی  
اور فرمایا تھا کہ میت پر عذاب ہو رہا ہے جب کہ گھروالے اس پر  
آدھکا کر رہے ہیں۔“

صحیح الترمذی

عَنْ عَمْرِو أَخْبَرْتُهُ أَنَّهَا سَمِعَتْ عَائِشَةَ  
وَذَكَرَ لَهَا أَنَّ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ إِنَّ الْمَيِّتَ  
لَيُعَذَّبُ بِبِكَاءِ الْحَيِّ عَلَيْهِ . فَقَالَتْ عَائِشَةُ  
عَفَرَ اللَّهُ لِأَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَمَا إِنَّهُ لَمْ  
يَعْذِبْ وَلَكِنَّهُ نَسِيَ أَوْ أَخْطَأَ إِنَّمَا مَرَّ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى يَهُودِيَّةٍ  
يُبْكِي عَلَيْهَا فَقَالَ إِنَّهُمْ لَيُبْكُونَ عَلَيْهَا  
وَإِنَّهَا لَتُعَذَّبُ فِي قَبْرِهَا . قَالَ أَبُو عِيْسَى  
هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ .

”حضرت عمرہ روایت کرتی ہیں کہ میں نے سنا ہے حضرت

عائشہؓ سے انہوں نے فرمایا کہ حضرت ابن عمرؓ سے نقل ہے کہ میت پر زندہ کے رونے سے عذاب ہوتا ہے۔ اس پر حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ ابی عبدالرحمن کو معاف فرمائے (کنیت ابن عمر) بے شک انہوں نے کبھی اپنی طرف سے جھوٹ نہیں بولا لیکن وہ بھول گئے ہیں یا ان سے خطا ہوئی ہے۔ دراصل حقیقت یہ ہے کہ ایک مرتبہ پاک نبیؐ ایک یہودی کی قبر سے گزرے جب کہ اس پر رو دیا جا رہا تھا۔ تب آپ نے فرمایا: اس کی میت پر عذاب قبر ہو رہا ہے جبکہ زندہ اس پر درو رہے ہیں۔“ (حدیث صحیح ہے)

سنن النسائی، صحیح البخاری، سنن البیہقی، صحیح مسلم،

سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي مُلَيْكَةَ يَقُولُ لَمَّا هَلَكْتُ  
 أُمُّ أَبَانَ حَضَرْتُ مَعَ النَّاسِ فَجَلَسْتُ بَيْنَ  
 عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ وَابْنِ عَبَّاسٍ فَبَكَتُنِ  
 النِّسَاءُ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ أَلَا تَنْهَى هَؤُلَاءِ عَنِ  
 الْبُكَاءِ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ الْمَيِّتَ لَيُعَذَّبُ  
 بِبَعْضِ بُكَاءِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ . فَقَالَ ابْنُ  
 عَبَّاسٍ قَدْ كَانَ عُمَرُ يَقُولُ بَعْضُ ذَلِكَ  
 خَرَجْتُ مَعَ عُمَرَ حَتَّى إِذَا كُنَّا بِالْبَيْدَاءِ رَأَى  
 رَكْبًا تَحْتَ شَجَرَةٍ فَقَالَ انظُرْ مِنَ الرُّكْبِ  
 فَذَهَبْتُ فَإِذَا صُهَيْبٌ وَأَهْلُهُ فَرَجَعْتُ إِلَيْهِ  
 فَقُلْتُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ هَذَا صُهَيْبٌ وَأَهْلُهُ.  
 فَقَالَ عَلِيٌّ بِصُهَيْبٍ. فَلَمَّا دَخَلْنَا الْمَدِينَةَ



أَصِيبَ عُمَرَ فَجَلَسَ صُهَيْبٌ بَيْنِي عِنْدَهُ  
يَقُولُ وَالْأَحْيَاءُ وَالْأَحْيَاءُ. فَقَالَ عُمَرُ يَا صُهَيْبُ  
لَا تَبِكْ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ الْمَيِّتَ لَيُعَذَّبُ  
بِبَغْضِ بُكَاءِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ. قَالَ فَذَكَرْتُ  
ذَلِكَ لِعَائِشَةَ فَقَالَتْ أَمَا وَاللَّهِمَا تُحَدِّثُونَ  
هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ كَاذِبَيْنِ مُكَذِّبَيْنِ وَلَكِنَّ  
السَّمْعَ يُخْطِئُ وَإِنَّ لَكُمْ فِي الْقُرْآنِ لَمَّا  
يَشْفِيكُمْ (الْأَنْزُرُ وَالْزُرُّ وَزُرٌّ أُخْرَى)  
وَلَكِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
قَالَ إِنَّ اللَّهَ لَيَزِيدُ الْكَافِرَ عَذَابًا بِبُكَاءِ أَهْلِهِ  
عَلَيْهِ.

”حضرت ابن ابی ملیکہ سے روایت ہے۔ جب ام ابان  
مرگئیں تو میں لوگوں کے ساتھ موجود تھا اور عبداللہ بن عمرؓ اور  
عبداللہ بن عباسؓ کے درمیان میں بیٹھا ہوا تھا۔ عورتیں رورہی  
تھیں۔ عبداللہ بن عمرؓ نے کہا کہ تم ان کو منع کیوں نہیں کرتے؟  
میں نے کہا کہ پاک نبی کریم ﷺ فرماتے ہوئے سنا ہے آپ  
نے فرمایا: مردے کے گھروالوں کے رونے سے اس پر عذاب  
ہوتا ہے۔ اس پر عبداللہ بن عباسؓ نے کہا کہ حضرت عمرؓ بھی ایسا  
ہی کہا کرتے تھے۔ ایک بار میں حضرت عمرؓ کے ساتھ نکلا۔ جب  
بیدام میں پہنچے۔ کچھ سواروں کو درخت کے تلے دیکھا۔ مجھ سے  
کہا: دیکھو یہ صہیب اور ان کے گھروالے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے  
کہا میرے پاس لے آؤ۔“

جب صہیب اور ہم مدینہ پہنچے تو حضرت عمرؓ زخمی کیے گئے، صہیب ابن کے پاس رونے لگے اور کہنے لگے: ہائے میرے بھائی، ہائے میرے دوست، حضرت عمرؓ نے کہا مت رو اس لیے کہ میں نے پاک نبی کریم ﷺ سے سنا ہے آپ فرماتے ہیں اس کے گھر کے رونے والوں سے مردے کو عذاب ہوتا ہے۔ اس پر ابن عباسؓ نے کہا: میں نے یہ بات حضرت عائشہؓ سے بیان کی انہوں نے کہا قسم خدا کی تم حدیث کو جھوٹ اور جھٹلانے والوں سے روایت نہیں کرتے ان کو سننے میں غلطی ہوئی ہے۔ قرآن حکیم میں وہ بات موجود ہے جس سے تمہاری تسلی ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (أَلَا تَرَوْا وَزْرًا وَزَّرَ أُخْرَى) کہ ایک بندے کا بوجھ دوسرا آدی بوجھ نہیں اٹھائے گا لیکن رسول اللہ ﷺ نے یوں فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کافر کو عذاب زیادہ کریگا۔ ان کے گھر کے رونے والوں سے ہے۔

پاک پیغمبر ﷺ نے ماں کے قبر کی زیارت فرمائی خود بھی گریہ کیا اور صحابہ سے گریہ کرایا۔

سنن النسائی، صحیح مسلم، سنن ابن ماجہ، عمدۃ القاری شرح

صحیح البخاری، سنن البیہقی

وَأَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللَّهِ الْحَافِظُ حَدَّثَنَا أَبُو  
عَبْدِ اللَّهِ: مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ الْحَافِظُ وَأَبُو  
الْفَضْلِ: الْحَسَنُ بْنُ يَعْقُوبَ قَالَا حَدَّثَنَا  
مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ الْقُرَّاءُ أَخْبَرَنَا يَعْلَى  
بْنُ عُبَيْدٍ حَدَّثَنَا أَبُو مُنَنِّبٍ: يَزِيدُ بْنُ كَيْسَانَ  
عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: زَارَ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْرَ أُمِّهِ  
قَبِيكِي وَأَبِيكِي مَنْ حَوْلَهُ، ثُمَّ قَالَ:  
اسْتَأْذَنْتُ رَبِّي أَنْ أَزُورَ قَبْرَهَا فَأُذِنَ لِي،

وَاسْتَأْذَنَتْهُ أَنْ أَسْتَغْفِرَ لَهَا فَلَمْ يُوَدِّدْ لِي  
فَرُورُوا الْقُبُورَ فَإِنَّهَا تُذَكِّرُ الْمَوْتَ .

”حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ جب نبی کریم نے ماں کی قبر کی زیارت فرمائی: آپ نے گریہ کیا جو وہاں موجود تھے ان سب نے بھی گریہ کیا۔ پھر فرمایا کہ میں نے آپ کے لیے استغفار کی کوشش کی ابھی تک اجازت نہیں ملی البتہ زیارت کے لیے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی تو قبول ہوئی اس طرح قبروں کی زیارت سے موت یاد دہتی ہے۔“

سنن البیہقی  
أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ : عَلِيُّ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ  
عَبْدَانَ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُبَيْدِ الصَّفَّارِ  
حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِسْحَاقَ الْقَاضِي  
حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ  
زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ  
أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ : نَعَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَعْفَرًا وَزَيْدَ بْنَ حَارِثَةَ  
وَعَبْدَ اللَّهِ بْنَ رَوَاحَةَ نَعَاهُمْ قَبْلَ أَنْ يَجِيءَ  
خَبْرُهُمْ نَعَاهُمْ وَعَيْنَاهُ تَذْرِقَانِ. رَوَاهُ  
الْبُخَارِيُّ فِي الصَّحِيحِ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ  
حَرْبٍ. [ت] وَقَدَرُونَا عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ  
أَنَّهُ قَالَ: شَهِدْنَا ابْنَةَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ جَالِسًا عَلَى الْقَبْرِ فَرَأَيْتُ عَيْنَيْهِ

تَدْمَعَانِ - (۶۱۴) (۲)

”انس بن مالک روایت بیان کرتے ہیں کہ جب آپ کو جعفر طیار، زید بن حارث، اور عبد اللہ بن رواحہ کی شہادت کی خبر آپ تک پہنچی تو آپ ﷺ کی آنکھوں میں آنسو جاری ہو گئے اور دوسری روایت جو بخاری میں انس بن مالک سے ہے کہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ موجود تھے جب ان کی ایک بیٹی کی وفات ہوئی تو آپ قبر پر بیٹھے تھے اور آنکھوں میں آنسو متواتر جاری تھے۔“

سنن البیہقی، سیرت ابن ہشام، سیرت ابن اسحاق، تاریخ طبری، تاریخ کامل، تاریخ البدایہ والنہایہ، طبقات ابن سعد

وَقَدْ قِيلَ عَنِ أَسَامَةَ عَنِ نَافِعِ عَنِ ابْنِ  
عُمَرَ. حَدَّثَنَا أَبُو عَبْدِ اللَّهِ الْحَافِظُ أَخْبَرَنَا  
أَبُو الْعَبَّاسِ: مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ الْمُحَبَّبِيُّ  
حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَسْعُودٍ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ  
بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا أَسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ عَنِ نَافِعِ  
عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: رَجَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ أُحُدٍ فَسَمِعَ نِسَاءَ بَنِي  
عَبْدِ الْأَسْهَلِ يَبْكِينَ عَلَى هَلَكَاةِ فَقَالَ:  
لَكِنَّ حَمْزَةَ لَا بَوَاقِي لَهُ. فَجِئْتِ نِسَاءُ  
الْأَنْصَارِ فَبَكِينَ عَلَى حَمْزَةَ عِنْدَهُ وَرَقَدَ  
فَاسْتَيْقِظَ وَهَنَّ يَبْكِينَ (۶۱۴، ۱۲) (۲)

”حضرت حمزہ کی شہادت اور واپسی مدینہ پر آپ ﷺ نے جب مدینہ کی خواتین کی زبان اور عمل سے گریہ اور نوحہ سنا تو

اس میں حضرت حمزہؓ کے محاسن بیان نہیں ہو رہے تھے تب آپ نے از روئے تعجب یہ جملہ فرمایا کہ کاش میرے چچا حضرت حمزہؓ پر بھی کوئی گریہ اور آنسو بہانے والا ہوتا۔ تب انصار نے اپنی خواتین کو لے کر آپ کے گھر میں گریہ کیا، جب کہ اس وقت آپ آرام فرما رہے تھے اور یہ گریہ اس وقت جاری رہا جب تک آپ جاگے نہیں اور الواوہ کا حکم نہیں کیا اور دعائے خیر نہیں دی تھی۔“

### حوالہ جات

- (۱) صحیح البخاری کتاب الجنائزہ باب رونا، اور عذاب، رحمت، جلد: ۵، صفحہ: ۱۵۲، ۱۶۶، ۱۸۸ تا ۱۷۳۔
- (۲) صحیح مسلم کتاب الجنائزہ مترجم جلد: ۲، صفحہ: ۳۶۶، ۳۶۸۔
- (۳) جامع الترمذی کتاب الجنائزہ باب الرخصت فی البكاء علی اللیت مترجم جلد: ۱، صفحہ: ۳۷۱۔
- (۴) سنن النسائی کتاب الجنائزہ باب النیاحۃ علی اللیت۔ مترجم جلد: ۱، صفحہ: ۶۶۱، ۶۱۶ تا ۶۶۶۔
- (۵) سنن ابودود کتاب الجنائزہ جلد: ۳، صفحہ: ۱۷۳۔
- (۶) سنن ابن ماجہ کتاب الجنائزہ باب البكاء علی اللیت جلد: ۵، صفحہ: ۱۳۸، ۱۴۵۔
- (۷) سنن البیہقی کتاب الجنائزہ جلد: ۲، صفحہ: ۴۱۵، ۴۵۷۔
- (۸) سنن دارقطنی کتاب الجنائزہ جلد: (صفحہ)
- (۹) موطا امام مالک کتاب الجنائزہ باب التَّهْنِی عَنْ الْبِکَاؤِ عَلَی اللِّیْتِ جلد: ۲، صفحہ: ۳۲۹۔
- (۱۰) عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری باب زائرات کتاب الجنائزہ۔
- (۱۱) صحیح مسلم باب زائرات کتاب الجنائزہ۔
- (۱۲) تاریخ طبری۔
- (۱۳) تاریخ کامل۔
- (۱۴) تاریخ البدایہ والنہایہ۔
- (۱۵) سیرت ابن ہشام۔
- (۱۶) طبقات ابن سعد تمام کتب کا باب غزوہ احد پاک نئی کا پہاڑ سے دہلی اور مدینہ میں آمد کے موقع پر حکم فرمایا حمزہؓ پر رو دیا جائے۔

## بابِ ہشتم

- بلند آواز سے گریہ (آہ و بکاء) کرنا سنتِ یعقوبؑ ہے۔
- شدید گریہ کرنا اللہ تعالیٰ کی رضا اور رحمت ہے۔
- کثرتِ گریہ سے حضرت یعقوب علیہ السلام کی آنکھوں کی پینائی گئی اور کمر بھی خمیدہ ہو گئی۔
- حضرت یعقوبؑ نے حضرت یوسفؑ پر اسی (۸۰) سال تک جزع و فزع کیا، جبکہ یوسفؑ زندہ تھے، اور آپؑ کے علم میں تھا۔

حضرت یعقوب علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے محبوب پیغمبر تھے۔ آپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد حضرت اسحاق علیہ السلام کی نسل و نسب سے تھے۔ آپ کی چشموئی بھی وحی تھی جس طرح ایک نبی کا خواب بھی وحی ہوتا ہے آپ کے بیٹے حضرت یوسف علیہ السلام نے ایک مرتبہ خواب دیکھا اور والد صاحب کو سنایا کہ بابا جان میں نے ایک خواب دیکھا ہے۔ گیارے ستارے ایک سورج اور ایک چاند مجھے سجدہ کر رہے تھے۔ جناب یعقوبؑ نے فرمایا: بیٹا اللہ تعالیٰ آپ کو بلند مرتبہ دے گا اور آپ کو نبوت کے لیے منتخب کرے گا۔

جب یہ خبر آپ کی دوسری اولاد کو ہوئی۔ پس انہوں نے بھائی یوسفؑ کے مقام و مرتبہ کا حسد کیا۔ اس کے بعد جناب یوسفؑ کے بھائیوں نے ان کو ٹھکانے لگانے کے لیے کنویں میں ڈال دیا۔ اس کاروائی کی بنا پر جناب یعقوبؑ پر ایسا اثر ہوا کہ آپ کی یوسفؑ کے غم میں آنکھوں کی بصارت اور جسم کی طاقت زائل ہوگی اور آپ بلند آواز سے ہائے افسوس! یوسف (علیہ السلام کی جدائی) پر اور ان کی آنکھیں غم سے سفید ہو گئیں۔ سو وہ غم کو ضبط کئے ہوئے تھے (بیٹے) وہ بولے: اللہ کی قسم! آپ ہمیشہ یوسفؑ (ہی) کو یاد کرتے رہیں گے، یہاں تک کہ آپ قریب مرگ ہو جائیں گے یا آپ وفات پا جائیں گے۔ انہوں نے فرمایا: میں تو اپنی پریشانی اور غم کی فریاد صرف اللہ کے حضور کرتا ہوں اور میں اللہ کی طرف سے وہ کچھ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے، اس پر جو مفسرین نے بحث کی ہے وہ یہ کہ آپ نے یوسفؑ پر شدید گریہ کیا اور اس غم اور درد میں آپ کی بصارت چلی گئی تھی۔

دوسری جانب پاک نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھی چند ایسے ہی واقعات بھی ملتے ہیں۔ ان میں ایک امام عالی مقام حسین علیہ السلام کا پیدائش سے۔ ہے راویہ جناب ام الفضل بنت الحارث سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہؐ کے پاس داخل ہوئی اور کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے آج رات ایک برا خواب دیکھا ہے۔ ایک دن میں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاں گئی۔ میں نے حسینؑ کو اٹھا کر اپنی گود میں لے لیا۔ میں کسی اور طرف دیکھنے لگی۔ اچانک رسول اللہؐ کی آنکھیں آنسوؤں سے ڈبڈبائیں۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ کیوں روتے ہیں؟ فرمایا: حضرت جبرائیل علیہ السلام میرے پاس آئے ہیں انہوں نے مجھے خبر دی ہے کہ میری امت میرے اس بیٹے کو قتل کر دے گی میں نے کہا: اس کو آپ نے کہا: ہاں۔ جبرائیل علیہ السلام اور اس نے مجھے اس کی سرخ مٹی لا کر دکھائی ہے۔

### غم کا سال

حضرت یعقوب علیہ السلام نے ایک بیٹا کی جدائی پر اسی (۸۰) سال تک گریہ کیا۔ جب کہ اس سے ملنے کی توقع تھی۔ پاک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دو عظیم المرتبت شخصیات کی جدائی جناب حضرت ابوطالبؓ اور جناب حضرت خدیجہ الکبریٰؓ کی وفات حسرت آیات پر ایک سال غم قرار دیا اور اس عرصہ میں آپ کے اور خاندان کے آنکھوں سے آنسو خشک نہیں ہوئے تھے۔ تاریخ کے ورق نے اس کو عام الحزن لکھا اور قرار دیا کہ یہ پیغمبر اسلام پر مصائب کا سال تھا جبکہ حقیقت سے مکہ میں تین سال عظیم مصائب سے گزارنا پڑا حتیٰ کہ مکہ کو خیر باد کہا گیا اور مدینہ آ کر کچھ سکھ کا سانس لیا۔ اس طرح غم میں دونوں انبیاء کرام کی یکسانیت پائی جاتی ہے۔ (حوالہ جات آگے آئیں گے)

### درس عبرت

اس واقعہ سے سبق ملتا ہے کہ ایک جانب جناب یعقوبؑ دوسری جانب امام الانبیاء بھی اللہ تعالیٰ کے نبی ہیں۔ حضرت یوسفؑ کے خواب کی تعبیر آپ یعقوب علیہ السلام نے بیان فرمائی کہ تعبیر خواب کی منشا کیا ہے۔ دوسری جانب جبرائیل امین نے شہادت حسینؑ کی خبر سنائی جس کا اطلاق مستقبل میں ہے۔ تیسرا پہلو کہ یوسفؑ اور حسینؑ زندہ ہیں اور ملاقات یقینی ہے۔ چوتھا پہلو کہ یعقوبؑ ایک زندہ شخص یوسفؑ نبی پر دوسری جانب پاک نبیؐ، امام آمدہ شہادت پر سخت گریہ کرتے ہیں۔ پانچواں پہلو یہ کہ آپ دونوں انبیاء کرام



اس جزع اور گریہ کے عالم میں شکوہ کرنے کو اللہ تعالیٰ کی رضا کہتے ہیں۔

### واقعات کے اثرات

اولاد کی جدائی اور موت پر بلند آواز سے جزع اور گریہ کے ساتھ شکوہ کرنا اور اللہ تعالیٰ سے رضا حاصل کرنا سنت الانبیاء ہے جبکہ یعقوب علیہ السلام آنکھوں کی پینائی سے محروم ہوئے۔ اس کے ساتھ جسم کی لاغری اور بیماری نے ایسا اثر دیکھا یا نہ کھانے و پینے اور نہ آرام و چین میں سکون رہا۔ اس طرح پاک نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب تک زندہ اور موجود تھے وہ جب بھی امام حسینؑ کو دیکھتے تو ان کی بے چینی اور بے قراری بڑھ جاتی اور آنکھوں میں آنسو جاری ہو جاتے۔ یہ حال قبر میں بھی رہا۔ ادھر شہادت امام عالی مقام ادھر آپ کربلا میں شہداء کا خون ریت سے جن رہے تھے۔

سلسلی سے روایت ہے کہ میں ایک مرتبہ ام سلمہؓ زوجہ پیغمبر کے پاس گئی اور وہ گریہ کر رہی تھی۔ میں نے پوچھا کہ آپ کو کس چیز نے رولا یا ہے؟ فرمانے لگی: میں نے پاک نبی کریم کو خواب میں دیکھا ہے۔ ان کے سر اور داڑھی مبارک مٹی سے آلودہ تھی۔ میں نے عرض کیا: یہ کیا ماجرہ ہے؟ آپ نے فرمایا: میں حسینؑ کے قتل کے وقت کربلا میں موجود تھا۔ وہاں سے آیا ہوں۔ اب مترجمین اور مفسرین کی آراء ملاحظہ فرمائیں۔

إِذْ قَالَ يُوسُفُ لِأَبِيهِ يَا أَبَتِ إِنَّي رَأَيْتُ أَحَدَ عَشَرَ

كَوْكَبًا وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ رَأَيْتُهُمْ لِي سَاجِدِينَ ﴿۱۰﴾

” (وہ قضہ یوں ہے) جب یوسف (علیہ السلام) نے اپنے باپ سے کہا: اے میرے والد گرامی! میں نے (خواب میں) گیارہ ستاروں، سورج اور چاند کو دیکھا ہے وہ مجھے سجدہ کر رہے ہیں۔“ (یوسف: ۱۰)

قَالَ يَبْنَوعِي لَا تَقْضُصْ رُءُيَاكَ عَلَى إِخْوَتِكَ فَيَكِيدُوا

لَكَ كَيْدًا إِنَّ الشَّيْطَانَ لِلْإِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِينٌ ﴿۱۱﴾

(یوسف: ۱۱)

”انہوں نے کہا: اے میرے بیٹے! اپنا یہ خواب اپنے بھائیوں سے بیان نہ کرنا، ورنہ وہ تمہارے خلاف کوئی پُر فریب چال چلیں گے۔ بیشک شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے۔“

(ترجمہ پروفیسر طاہر قادری)

وَكَذَلِكَ يَجْتَبِيكَ رَبُّكَ وَيُعَلِّمُكَ مِنْ تَأْوِيلِ  
الْأَحَادِيثِ وَيُعِمُّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ وَعَلَىٰ آلِ يَعْقُوبَ  
كَمَا آتَمَّتْهَا عَلَىٰ أَبِيكَ مِنْ قَبْلُ ۗ الْبُرْهَانِ وَالسَّمْطِ ۗ إِنَّ  
رَبَّكَ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿٦﴾ (یوسف: ٦)

”اسی طرح تمہارا رب تمہیں (بزرگی کے لئے) منتخب فرمائے گا اور تمہیں باتوں کے انجام تک پہنچانا (یعنی خوابوں کی تعبیر کا علم) سکھائے گا اور تم پر اور اولاد یعقوب پر اپنی نعمت تمام فرمائے گا جیسا کہ اس نے اس سے قبل تمہارے دونوں باپ (یعنی پردادا اور دادا) ابراہیم اور اسحاق پر تمام فرمائی تھی۔ بیشک تمہارا رب خوب جاننے والا بڑی حکمت والا ہے۔“

اس کے بعد یوسف والد سے جدا ہو گئے اور ملک مصر میں پہنچ گئے۔ اس جدائی پر حضرت یعقوب علیہ السلام برداشت نہ کر سکے جبکہ ایمان قوی تھا کہ یوسف زندہ ہے اور اس سے ایک دن ملاقات ہوگی، لیکن اس شدید غم میں آپ کی بصارت چلی گئی اور فرماتے تھے: یعقوب کا یوسف پر آہ بکاہ ہائے افسوس کہنا یہ ندبہ اور جزع و فزع تھی جس سے بیٹا ضائع ہو گئی۔

شدید ترین گریہ

حضرت یعقوب علیہ السلام کا حضرت یوسف علیہ السلام کی جدائی پر شدید حزن اور غم تھا اور وہ اس کا اظہار بلند آواز سے کرتے تھے۔ انسان کا یہ دستور ہر زمانے میں رہا

ہے کہ جب کوئی بڑا حادثہ واقعہ ہوتا ہے تو پھر آپ سے باہر ہو کر بلند آواز سے نوحہ اور بکاء کرتا ہے۔ جس میں منہ سے ہائے ہائے کے الفاظ کا اجراء ہوتا ہے اور غم کے علاوہ شدید بیماری کی بنا پر دل سے ہائے ہائے اور آف آف کے الفاظ بلند ہوتے ہیں اور شدید بیماری اور غم و الم کی بنا پر ہونا فطری عمل ہے لہذا حضرت یعقوب علیہ السلام نے حضرت یوسف کا نام لے کر بین کرتے تھے اور اس بلند کیفیت کو اللہ تعالیٰ کی رضا پر حمل کرتے تھے۔ مولانا جالندھری نے یوں ترجمہ کیا:

”پھر ان کے پاس سے چلے گئے اور کہنے لگے ہائے افسوس

یوسف (ہائے افسوس) اور رنج و الم میں (اس قدر روئے کہ) ان کی آنکھیں سفید ہو گئیں اور ان کا دل غم سے بھر رہا تھا۔“

مولانا اشرف علی تھانوی نے آیت کا ترجمہ یہ کیا ہے:

”اور ان سے دوسرے طرف رخ کر لیا اور کہنے لگے ہائے

یوسف افسوس اور غم سے (روتے روتے) ان کی آنکھیں سفید پڑ گئیں اور وہ (غم سے جی ہی جی میں) گھٹا کرتے تھے۔“

پروفیسر طاہر القادری نے اس ترجمہ کو یوں رقم کرتے ہیں:

”اور یعقوب (علیہ السلام) نے ان سے منہ پھیر لیا اور کہا: ہائے

افسوس! یوسف (علیہ السلام کی جدائی) پر اور ان کی آنکھیں غم سے سفید ہو گئیں سو وہ غم کو ضبط کئے ہوئے تھے۔“

علامہ نجفی یوں ترجمہ کرتے ہیں:

”ان لوگوں کی طرف سے منہ پھیر لیا اور کہا ہائے یوسف (ہائے

یوسف) رنج و غم (کی شدت) سے (رور و کر) ان کی دونوں آنکھیں سفید ہو گئیں اور وہ (باوجود مصیبت زدہ ہونے) کے

بڑے ضبط کرنے والے اور خاموش تھے۔“

اور یہی فرمان نبی کریم کا اپنے بیٹے ابراہیم کی وفات پر تھا تو فرمایا:

آنکھیں روتی ہیں، دل غمزدہ ہے اور ہم زبان سے کوئی بات نہیں کہتے جس سے ہمارے رب ناراض ہوا ہے ابراہیم تیری جدائی سے ٹھکن ہیں۔“

لیکن آپ نے حضرت حمزہؓ کی جب لاشہ کو دیکھا تو شدت غم کی وجہ سے غش کھا گئے اور فرمایا: میں آج عظیم مصیبت زدہ ہوں۔

### قانون

① حضرت یعقوبؑ نبی معصوم ہیں اور یوسفؑ کی زندہ کی خبر رکھتے تھے اور ملاقات بھی یقینی تھی لیکن جدائی یوسفؑ کو برداشت نہ کر سکے اور اسی (۸۰) سال تک گریہ کیا۔ جس کی بنا پر بیٹائی ختم ہو گئی اور کمر کبڑی ہو گئی۔

② اگر ایک نبی معصوم بیٹے کے غم پر صبر نہ کر سکے تو کیا ایک غیر معصوم سے صبر کی توقع رکھی جاسکتی ہے؟

③ انبیاء کا عمل حجت ہے تو اس پر چلنے سے اتباع حجت ہے۔

④ جزع فزع اگر اللہ تعالیٰ کی رضا کی لیے کی جائے تو مدح ہے اگر شر کے لیے کی جائے تو قابل مذمت اور ناجائز ہے۔

⑤ اگر جزع فزع سے مراد بلند آواز سے چیخ مار کر ہانے ہانے کر کے گریہ کرنے کا نام ہے تو حضرت یعقوبؑ نبیؑ پیش پیش تھے۔

⑥ اگر منہ کو پیٹ لینے کا نام جزع فزع میں حضرت سارہ زوجہ ابراہیم علیہ السلام اور نبی کریمؐ کی ازواج مطہرات کا عمل جنہوں نے منہ اور سینہ کو پیٹ لیا تھا وہ کس طرح دین کی مفسرہ قرار پاسکتی ہیں؟

اس پر قرآن حکیم کے مترجمین نے کیا ترجمہ کیا ہے تحریر کیا جاتا ہے:

وَتَوَلَّىٰ عَنْهُمْ وَقَالَ يَا أَسْفَىٰ عَلَىٰ يَوْسُفَ وَآبَيْتُصَّتْ

عَيْنُهُ مِنَ الْحُزْنِ فَهُوَ كَظِيمٌ ﴿۸۳﴾ (یوسف: ۸۳)

① ”اور یعقوب (علیہ السلام) نے ان سے منہ پھیر لیا اور کہا: ہائے افسوس! یوسف (علیہ السلام کی جدائی) پر اور ان کی آنکھیں غم سے سفید ہو گئیں سو وہ غم کو ضبط کئے ہوئے تھے۔“

(پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر قادری)

② ”پھر ان کے پاس سے چلے گئے اور کہنے لگے ہائے افسوس یوسف (ہائے افسوس) اور رنج و الم میں (اس قدر روئے کہ) ان کی آنکھیں سفید ہو گئیں اور ان کا دل غم سے بھر رہا تھا۔“

(مولانا جانندھری)

③ اور ان سے منہ پھیرا (ف ۱۹۳) اور کہا: ہائے افسوس! یوسف کی جدائی پر اور اس کی آنکھیں غم سے سفید ہو گئیں (ف ۱۹۳) وہ غصہ کھاتا رہا۔“ (مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی)

④ ”پھر ان سے منہ پھیر لیا اور کہا: ہائے یوسف! ان کی آنکھیں بوجہ رنج و غم کے سفید ہو چکی تھیں اور وہ غم کو دبائے ہوئے تھے۔“ (مولانا محمد جو ناگڑھی)

⑤ ”اور ان سے دوسری طرف رخ کر لیا اور کہنے لگے ہائے یوسف افسوس اور غم سے (روتے روتے) ان کی آنکھیں سفید پڑ گئیں اور وہ (غم سے جی ہی جی میں) گھٹا کرتے تھے۔“

(مولانا اشرف علی تھانوی)

⑥ ان لوگوں کی طرف سے منہ پھیر لیا اور کہا ہائے یوسف (ہائے یوسف) رنج و غم (کی شدت) سے (رو رو کر) ان کی دونوں آنکھیں سفید ہو گئیں اور وہ (باوجود مصیبت زدہ ہونے) کے بڑے ضبط کرنے والے اور خاموش تھے۔

(تفسیر فیضان الرحمن علامہ محمد حسین نجفی)

⑦ ”اور یعقوب نے ان سے منہ پھیر لیا اور کہا ہائے یوسف! اور ان

کی آنکھیں (روتے روتے) غم سے سفید پڑ گئیں اور وہ گمٹے جا رہے تھے۔“ (مولانا شیخ محسن علی نجفی)

(۸) ”اور اس نے ان سے منہ پھیر لیا اور کہنے لگے، ہائے افسوس یوسف پر اور غم و اندوہ کی وجہ سے اس کی دونوں آنکھیں سفید ہو گئیں، پس وہ غصہ کو بہت پینے والا تھا۔“

(سید امداد حسین کاظمی)

اس موضوع پر جو مفسرین کی آراء درج کی جاتی ہیں۔

تفسیر الخازن

[وایبضت عیناه من الحزن] أي عمی من شدة الحزن علی یوسف قال مقاتل لم یبصر شیئاً ست سنین ، وقیل : إنه ضعف بصره من كثرة البكاء وذلك أن الدمع یكثر عند غلبة البكاء فتصیر العین كأنها بیضاء من ذلك الماء الخارج من العین۔

[وایبضت عیناه من الحزن] بصارت کا زائل ہونا یوسف پر شدید آنسو بہانے سے ہوا تھا۔ صاحب مقاتل کہتے ہیں کہ سات سال سے بصارت سے محرومی نہیں ہوئے تھے البتہ کہا جاتا ہے کہ بصارت کا چلے جانا کثرت آہ بکاء سے تھا جو کہ آنسو کے غلبہ بکاء کی وجہ سے پانی بہ جانے سے تھا۔ اس طرح آنکھیں پانی کے خارج ہونے سے سفید ہو گئی تھیں۔“

تفسیر ابن عشور

ولما كان التولي يقتضي الاختلاء بنفسه  
ذكر من أحواله تجدد أسفه علی یوسف

عليه السلام فقال: [يا أسفى على يوسف]  
والأسف؛ أشد الحزن، أئسف كحزن.  
”حضرت یعقوب علیہ السلام جو یوسف علیہ السلام پر گریہ کی  
کیفیت یہ تھی۔ اسف سے مراد شدید غم ہے۔“

سید طنطاوی

[وتولى عنهم وقال يا أسفى على يوسف  
وابيضت عيناؤه من الحزن فهو كظیم].  
وقوله [يا أسفى] من الأسف وهو أشد الحزن  
والتحسر على ما فات من أحداث. يقال:  
أسف فلان على كذا بأسف أسفا، إذا  
حزن حزناً شديداً.

”اسف سے مراد شدید غم اور حسرت ہے اس موقع پر جب کسی  
حادثہ سے کوئی چیز فیاغ ہوتی ہے تب کہا جاتا ہے ہائے میرے  
فلاں اس طرح آدائیگی کو شدید حزن کہتے ہیں۔“

تفسیر کبیر الرازی

ثم قال تعالى: [على يوسف وابيضت عيناؤه  
من الحزن] وفيه وجهان: الوجه الأول: أنه  
لما قال يا أسفى على يوسف غلبه البكاء،  
وعند غلبة البكاء يكثر الماء في العين  
فتصير العين كأنها ابيضت من بياض ذلك  
الماء وقوله: [وابيضت عيناؤه من الحزن]  
كناية عن غلبة البكاء، والدليل على صحة  
هذا القول أن تأثير الحزن في غلبة البكاء

لا في حصول العمى فلو حملنا الايبضاض  
على غلبة البكاء كان هذا التعليل حسناً  
ولو حملناه على العمى لم يحسن هذا التعليل  
، فكان ما ذكرناه أولى وهذا للتفسير مع  
الدليل رواه الواحدي في البسيط عن  
ابن عباس رضي الله عنهما.

والوجه الثاني: أن المراد هو العمى قال  
مقاتل : لم يبصر بهما ست سنين حتى  
كشف الله تعالى عنه بقميص يوسف عليه  
السلام وهو قوله: [فَأَلْقُوهُ عَلَى وَجْهِ أَبِي يَأْتِ  
بَصِيرًا].

”حضرت یعقوب علیہ السلام کی بنائی ضائع ہونے کی دو وجوہ  
ہیں۔ ایک وجہ کہ آپ حضرت یوسفؑ پر ہائے یوسف! ہائے  
یوسف! کہہ کر گریہ شدید اور کثرت سے کرتے تھے۔ اس کی وجہ  
سے آنکھوں سے پانی ضائع ہونے سے سفید ہو گئی تھیں اور یہ  
کثرت البكاء کہنا یہ ہے۔ اس پر دلیل یہ ہے کہ وزن کی تاثیر گریہ  
کا غلبہ ہے اور نہ کہ اندھا ہونے کا کوئی اور سبب ہے اور یہ غلبہ  
گریہ کی حسن، تجویل ہے۔ اگر اس کو اندھے پر حمل کریں تو اس  
طرح اس کی تعلیل مستحسن نہیں ہو گئی۔ پس ہم نے اپنی تفسیر میں  
دلیل کے ساتھ پہلے بیان کر دیا ہے۔ اس طرح صاحب واحدی  
نے بسط میں حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی ہے۔“

”دوسری وجہ۔ اس سے مراد ان کا اندھا پن ہے جیسے صاحب  
مقاتل نے کہا ہے سات سال تک بینائی نہیں رہی تو اللہ تعالیٰ نے



آنکھوں کی بینائی حضرت یوسف علیہ السلام کی نمیش کے ویلے کے ساتھ لوٹادیں۔ اللہ تعالیٰ کا قول ہے کہ جب نمیش آنکھوں پر رکھی تو اوندھا پن بصیرت میں بدل گیا۔“

تفسیر طبری

القول في تأويل قوله تعالى: [تَوَلَّى عَنْهُمْ وَقَالَ يَا أَسْفَىٰ عَلَىٰ يُونُسَٰ وَأَنبِضْث عَيْنَاۗهُ مِنۡ الْحَزَنِ فَهُوَ كَظِيمٌۭ]

قال أبو جعفر: يعني تعالى ذكره، بقوله: (وتولى عنهم)، وأعرض عنهم يعقوب (وقال يا أسفا على يوسف)، يعني: يا حزنا عليه. يقال: إن "الأسف" هو أشدُّ الحزن والتندم. يقال منه: "أسفث على كذا أسف عليه أسفاً".

”اور یعقوب (علیہ السلام) نے ان سے منہ پھیر لیا اور کہا: ہائے افسوس! یوسف (علیہ السلام کی جدائی) پر اور ان کی آنکھیں غم سے سفید ہو گئیں سو وہ غم کو ضبط کئے ہوئے تھے، اس کیفیت کو دیکھتے ہوئے بیٹے کہنے لگے۔ قال أبو جعفر: یعنی تعالیٰ ذکرہ، بقولہ: (وتولی عنہم)، وأعرض عنہم یعقوب وقال یا أسفا علی یوسف)، اس کا مطلب حزن شدید ہے۔ اسف وہ ہے جس میں شدید گریہ اور غم پایا جائے اس سے کہا جاتا ہے ہائے یوسف ہائے یوسف،

عن ابن عباس ، قوله: (وتولى عنهم) وقال يا أسفا على يوسف)، يقول: يا حزني على يوسف.

والابیضاض قيل إنه كناية عن العمى  
فيكون قد ذهب بصره عليه السلام  
بالكلية واستظهره أبو حيان لقوله تعالى:  
[فارتد بصيراً] (يوسف: ٩٦) وهو يقابل

بالأعمى، وقيل: ليس كناية عن ذلك  
”[وَأَبْيَضَّتْ عَيْنَاهُ مِنَ الْحُزْنِ - آنکھوں کی پٹائی چلے  
جانا یہ حقیقتاً بکاء کا سبب ہے۔ یہ آہ و بکاء کی وجہ سے جناب  
یعقوب کی آنکھوں کی پٹائی کالا پن سے سفید پن ہو گیا تھا۔ اس  
سبب گریہ سے اس کا ظہور ہوا تھا۔ بعض کہتے ہیں: آپ کی پٹائی  
کھل ضائع ہو چکی تھی البتہ سفید ہونا کنا یہ پٹائی کا چلے جانے کا  
اور جب پٹائی پٹی تو وہ مقابل اندھے کی تھی۔ بعض کہتے ہیں: یہ  
اصل واقعہ تھا کنا یا نہیں تھا۔“

وابن جریر وأبو الشيخ عنه قال: كان منذ  
خرج يوسف من عند يعقوب عليهما  
السلام إلى يوم رجع ثمانون سنة لم يفارق  
الحزن قلبه ودموعه تجري على خديه ولم  
يزل يبكي حتى ذهب بصره.

”جناب یوسف جب باپ یعقوب علیہما السلام سے جدا ہوئے  
اسی (۸۰) سال بعد چلے لیکن دل سے غم جدا نہیں ہوا اور پلکوں  
سے آنسو جاری رہے یہاں تک بصارت چلی گی۔“

وقد روى الشيخان من حديث أنس أنه  
صلى الله عليه وسلم بكى على ولده  
إبراهيم وقال: إن العين تدمع والقلب

”ابن عباسؓ کے مطابق میرا گریہ یوسفؑ پر ہے۔“  
 عن مجاهد: (یا أسفا علی یوسف)، یا جَزَعَاه  
 حَزَنًا.

”مجاہد کے مطابق یا أسفا علی یوسف جزع اور گریہ ہے۔“  
 حدثنا أبو کریب قال، حدثنا وکیع وحدثنا  
 ابن وکیع قال، حدثنا أبي=، عن أبي حنيفة،  
 عن الضحاک: (یا أسفا علی یوسف)، قال: یا  
 حَزَنًا علی یوسف.

”ہاے میرا گریہ یوسفؑ پر ہے۔“

تفسیر روح المعانی

[وَتَوَلَّى] أي أَعْرَضَ [عَنْهُمْ] كَرَاهَةً لِمَا  
 جَاؤَا بِهِ [وَقَالَ يَا أَسْفَى عَلَى يُوسُفَ] الأَسْفَى  
 أَشَدُّ الحَزْنَ عَلَى مَا فَاتَ، وَالظَّاهِرُ أَنَّهُ عَلَيْهِ  
 السَّلَامُ أَضَافَهُ إِلَى نَفْسِهِ.

”اصلی سے مراد اشد گریہ ہے۔ یہ اس وقت ہوتا ہے جب کوئی  
 چیز چھن جائے (یوسفؑ سے کھوجانے سے) اس سے آپ  
 یعقوبؑ علیہ السلام مراد ہے جو گریہ کی اضافت ان کے کس کی  
 طرف ہے۔“

[وَأَبْيَضَّتْ عَيْنَاهُ مِنَ الحَزْنِ] أي بسببه  
 وَهُوَ فِي الحَقِيقَةِ سَبَبٌ لِلبَكَاءِ وَالبَكَاءُ سَبَبٌ  
 لِابْيَاضِ عَيْنِهِ فَإِنَّ العِبْرَةَ إِذَا كَثُرَتْ  
 حَقَّتْ سَوَادُ العَيْنِ وَقَلْبَتَهُ إِلَى بِيَاضِ كَدَرٍ  
 فَأَقِيمُ سَبَبُ السَّبَبِ مَقَامَهُ لِظَهْوَرِهِ،

يخشع ولا نقول إلا ما يرضي ربنا وإنا  
لفراقك يا إبراهيم لمحزونون.

”حضرت انسؓ کا بیان ہے۔ رسول اللہؐ کے صاحبزادے  
حضرت ابراہیمؑ سکرات کی حالت میں تھے۔ حضورؐ نے حالت  
دیکھی تو دونوں آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ حضرت عبدالرحمن  
بن عوف نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول اللہؐ آپ رو رہے  
ہیں؟ اے ابن عوف یہ دل کی رقت ہے۔ اس کے بعد ایک اور  
حالت ہوئی تو فرمایا آنکھیں روتی ہیں دل غمزدہ ہے اور ہم زبان  
سے کچھ نہیں کہتے جو مخالف رضا ہو، اے بیٹے ابراہیمؑ آپ کی  
جہدائی سے دل غم زدہ ہے۔“

تفسیر کشاف ذمخشری

[وتولى عنهم] وأعرض عنهم كراهة لما  
جاؤا به [يا أسفي] أضاف الأسف وهو أشد  
الحزن والحسرة إلى نفسه.  
”ہاے ہاے یہ انداز الاسف شدید گریہ اور افسوس کرنا نفس کی  
جانب تھا۔“

تفسیر درمثور سیوطی

وأخرج أبو عبيد وابن سعيد وابن أبي  
شيبه وابن المنذر، عن يونس رضي الله  
عنه قال: لما مات سعيد بن الحسن حزن  
عليه الحسن حزناً شديداً، فكلم الحسن في  
ذلك فقال: ما سمعت الله عاب على يعقوب  
عليه السلام الحزن.

”جب سعید بن الحسن کی وفات ہوئی اس پر باپ حسن نے شدید گریہ کیا۔ جب اس کے بارے میں دریافت کیا تو کہا کہ کیا اللہ تعالیٰ نے حضرت یعقوب سے حزن کا مواخذہ کیا تھا۔“

### حوالہ جات

- (۱) تفسیر الخازن سورہ یوسف آیت: ۸۴-۴، صفحہ: ۴۵۔
- (۲) تفسیر روح للعانی سورہ یوسف آیت: ۸۴، جلد: ۹، صفحہ: ۱۰۸۔
- (۳) تفسیر درمنثور جلال الدین سیوطی۔ سورہ یوسف آیت: ۸۴، جلد: ۵، صفحہ: ۳۳۹۔
- (۴) تفسیر الکبیر فخر الدین الرازی سورہ یوسف آیت: ۸۴، جلد: ۹، صفحہ: ۹۵۔
- (۵) تفسیر کشاف ذمخشری سورہ یوسف آیت: ۸۴، جلد: ۳، صفحہ: ۲۰۷۔
- (۶) تفسیر طبری سورہ یوسف آیت: ۸۴، جلد: ۱۶، صفحہ: ۲۲۸۔
- (۷) تفسیر عاشور سورہ یوسف آیت: ۸۴۔
- (۸) تفسیر فتح القدیر آیت ۴، ۸۳، ۶۵۔

نوٹ:

کتب الہدیہ کے مفسرین نے وہی تفسیر کی ہے جو مفسرین اہلسنت نے مراد لی ہے۔ لہذا اطوارت کے خوف سے چند حوالہ جات پر اتفاق کیا جاتا ہے۔

- (۱) تفسیر للمیزان السید الطباطبائی الجزء الحادی عشر سورہ یوسف صفحہ: ۱۳۳۔
- (۲) مجمع البیان فی تفسیر القرآن تألیف امین الاسلام ابی علی الفضل بن الحسن الطبرسی من اعلام القرن السادس المجرى الجزء الخامس سورہ یوسف آیت: ۸۴، صفحہ: ۳۹۴۔
- (۳) التبیان فی تفسیر القرآن تألیف شیخ الطائفة ابی جعفر محمد بن الحسن الطوسی تحقیق وتصحیح احمد حبیب قصیر العاملی لجلد السادس سورہ یوسف آیت: ۸۴، صفحہ: ۱۷۸۔

”حضرت یعقوب کا غم ستر (۷۰) بوڑھی عورتوں کے غم کے برابر تھا۔ اور اس کا ثواب سو (۱۰۰) شہیدوں جیسا ہے۔“

## امام حسین علیہ السلام پر گریہ سے جنت فرض ہو جاتی ہے

حضرت یعقوب علیہ السلام کا حضرت یوسف علیہ السلام پر گریہ اور جزع بھی اللہ تعالیٰ کو بہت پسند تھا۔ ایک جانب حضرت یعقوب علیہ السلام کو حضرت یوسف علیہ السلام پر کثرت سے جو گریہ کیا تھا اور شدید آنسو بہنے سے آنکھوں کی پینائی جاتی رہی اور آپ کے اس عمل کو پسند کیا گیا اور اللہ تعالیٰ نے ان آنسوؤں کا اجر و ثواب متعین کیا اور قرار دیا کہ یعقوب علیہ السلام کا یہ عمل پسندیدہ تھا کہ حضرت یعقوب کے غم کا حجم اور وزن ستر بوڑھی عورتوں کے غم کے برابر تھا۔ جن کے بچے مر گئے ہوں اور ایک سو شہید جیسا آجر و ثواب تھا۔ اس طرح پاک نبی علیہ السلام بھی حضرت ابراہیم جو کہ آپ کا بیٹا تھا اس کی وفات پر جو آپ نے آنسو بہائے تھے اس کے بارے میں آپ نے فرمایا تھا کہ حضرت عبدالرحمن بن عوف نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول اللہ! آپ رورہے ہیں؟ اے ابن عوف! یہ دل کی رقت ہے۔ اس کے بعد ایک اور حالت ہوئی تو فرمایا آنکھیں روتی ہیں دل غمزدہ ہے اور ہم زبان سے کوئی بات نہیں کہتے جس سے ہمارا رب ناراض ہو۔ ابراہیم! تیری جدائی سے ہم غمگین ہیں اس کا مطلب یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کی رضا اور مزید اجر و ثواب ہی کے لیے تھا۔ ادھر امام عالی مقام امام حسین علیہ السلام سے اگر کوئی محبت رکھتا ہے اور اس محبت کی بنا پر ان کے مصائب پر گریہ کرتا ہے تو اس محبت اور گریہ کی بنا پر اللہ تعالیٰ کی جانب سے جنت فرض ہوگی۔

### قانون مماثلت

① حضرت یعقوب علیہ السلام کے غم کا حجم ستر بوڑھی عورتوں کے غم کے برابر تھا۔ جن کے بچے مر گئے ہوں اور اجر و ثواب ایک سو شہیدوں کے برابر تھا۔ یہ اعزاز اور اجر

ایک بیٹے یوسف علیہ السلام پر گریہ اور جزع و فزع کرنے سے حاصل ہوا تھا۔  
 ① اللہ تعالیٰ کے ہاں وہ عبادت زیادہ مقبول ہے جس میں گریہ زیادہ اور خوشی کم کی جائے۔

② اللہ تعالیٰ کے قانون کے مطابق وہ قربانی زیادہ مقبول ہے جس کے لیے زیادہ تڑپ اور رغبت پائی جائے۔

③ حضرت یعقوب علیہ السلام کا اعلیٰ اور ارفع درجہ اور مقام اس کے ساتھ مشروط تھا کہ یوسف علیہ السلام کو جدا کر دیا جائے اس حالت میں کہ وہ زندہ بھی رہے اور پوشیدہ بھی رہے، تاکہ ایک جانب صبر یعقوب کا امتحان ہو جائے اور دوسری جانب یوسف علیہ السلام کو مقام نبوت کے لیے منتخب کر لیا جائے۔

④ امام حسین علیہ السلام کا مقام و مرتبہ پاک نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بچپن میں یہ دیا کہ آپ سید اشباب المل الجنہ، حسین منی الامن الحسین تھا لہذا جنت کی غیر مشروط جاگیر آپ کے حوالے کر دی تھی)۔

⑤ آپ کی خوشی اور غم اللہ تعالیٰ کی رضا اور قبولیت کی دلیل ہے۔

⑥ امام عالی مقام کے مصائب میں کون سی آنکھ تھیں جس میں آنسو نہیں تھے۔ پاک نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حضرت علی کرم اللہ وجہہ، سیدہ فاطمہ زہراء ازواج مطہرات، کے علاوہ ہر صحابی اس غم میں پورے پورے شریک تھے۔

⑦ حضرت یعقوبؑ کے غم کا ثواب ایک سو شہیدوں کے برابر ہے جبکہ امام عالی مقام کے مصائب کے غم کی اجر ت اللہ تعالیٰ نے جنت دے رکھی ہے۔

⑧ قرب اور رضا اللہ تعالیٰ کے حضور مگڑا کر طلب بخشش مانگنا ہی افضل عبادت اور قبولیت کا سبب ہے۔

⑨ حضرت یعقوبؑ اور پاک نبی کریم علیہما السلام کا عمل حجت ہے اور اس کی اطاعت اور اتباع فرض ہے۔

## عبارات

تفسیر روح العانی

أخرجه ابن جرير وابن أبي حاتم عن ليث بن أبي سليم أن جبريل عليه السلام دخل على يوسف عليه السلام في السجن فعرفه فقال له أيها الملك الكريم على ربه هل لك علم بيعقوب؟ قال: نعم.

قال: ما فعل؟ قال: ابيضت عيناه من الحزن عليك قال: فما بلغ من الحزن؟ قال: حزن سبعين مشكلة قال: هل له على ذلك من أجر؟ قال: نعم أجر مائة شهيد وقرأ ابن عباس ومجاهد [من الحزن] بفتح الحاء والزاي وقرأ قتادة بضمهم.

”ایک مرتبہ جبرائیل امین حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس قید خانہ میں گئے اور یوسف نے پہچان لیا اور جبرائیل امین سے پوچھا: کیا کوئی حضرت یعقوب کی بھی خبر ہے؟ جبرائیل نے فرمایا: جی ہاں۔ آپ یوسف علیہ السلام نے پوچھا ان کی حالت کیسی ہے؟ جبرائیل نے کہا کہ آپ کی جدائی سے رور و کران کی آنکھوں کی بینائی ڈھل گئی ہے۔ حضرت یوسف نے پوچھا: اس کے غم کا کوئی اندازہ بھی ہے۔ حضرت جبرائیل نے فرمایا: ان کا غم ستر یوزمی عورتوں کے برابر ہے جن کے بچے مر گئے ہوں۔ پھر آپ نے پوچھا: اس کا کوئی اجر و ثواب بھی ہے؟ تو عرض کیا: ہاں



ایک سو شہید جیسا اجر و ثواب ہے۔ اس کو ابن عباسؓ اور مجاہد نے  
(الحزن) بفتح الحاء والزاوی وقرأتہ نے پیش پڑھا ہے۔“

تفسیر درمنثور

وأخرج ابن جرير وابن أبي حاتم، عن  
ليث بن أبي سليم رضي الله عنه أن جبريل  
عليه السلام، دخل على يوسف عليه  
السلام في السجن فعرفه، فقال له: أيها  
الملك الكريم على ربه، هل لك علم  
بيعقوب؟ قال نعم. قال: ما فعل؟ قال:  
ابيضت عيناه من الحزن عليك. قال: فماذا  
بلغ من حزنه؟ قال: حزن سبعين مشكلة.  
قال: هل له على ذلك من أجر؟ قال: نعم.  
أجر مائة شهيد.

”ایک مرتبہ جبرائیل امین حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس  
قید خانہ میں گئے اور یوسفؑ نے پہچان لیا اور جبرائیل امین سے  
پوچھا: کیا کوئی حضرت یعقوب کی بھی خبر ہے؟ جبرائیل نے فرمایا:  
جی ہاں۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے دریافت کیا کہ ان کی  
حالت کیسی ہے؟ جبرائیل نے کہا: آپ کی جدائی سے رور و کران  
کی آنکھیوں کی بنائی ڈھل گئی ہے۔ حضرت یوسفؑ نے پوچھا:  
اس کے غم کا کوئی اندازہ بھی ہے؟ حضرت جبرائیل نے فرمایا: ان  
کا غم ستر بوڑھی عورتوں کے برابر جن کے بچے مر گئے ہوں۔ پھر  
آپ نے پوچھا: اس کا کوئی اجر و ثواب بھی ہے؟ تو عرض کیا: ہاں  
ایک سو شہید جیسا اجر و ثواب ہے۔“

تفسیر کبیر رازی، تفسیر کشاف

روي أن يوسف عليه السلام سأل جبريل هل لك علم بيعقوب؟ قال نعم قال: وكيف حزنه؟ قال: حزن سبعين ثكلى وهي التي لها ولد واحد ثم يموت. قال: فهل له فيه أجر؟ قال: نعم أجر مائة شهيد.

”ایک مرتبہ حضرت یوسفؑ نے جبرائیلؑ امین سے پوچھا: کیا کوئی حضرت یعقوبؑ کی بھی خبر ہے جبرائیلؑ نے فرمایا: جی ہاں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو صبر جمیل عطا فرمایا ہے اور وہ آپ کے غم میں مبتلا ہیں۔ اور غم میں جی ہی جی میں گھٹتے رہتے ہیں حضرت یوسفؑ نے پوچھا: اس کے غم کا کوئی اندازہ بھی ہے؟ حضرت جبرائیلؑ نے فرمایا: ان کا غم ستر عورتوں کے برابر جن کے بچے ایک ایک کر کے مر گئے ہوں۔ پھر آپ نے پوچھا: اس کا کوئی اجر و ثواب بھی ہے؟ تو عرض کیا: ہاں ایک سو شہید جیسا اجر ہے۔“

مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ملا علی قاری، تاریخ احمدی۔

أخرج أحمد في المناقب عن الربيع بن منذر عن أبيه قال كان حسن بن علي يقول من دمعت عيناه فينا دمعة أو قطرت عيناه فينا قطرة آتاه الله عز وجل الجنة.

”مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ملا علی قاری، تاریخ احمدی۔ احمد بن حنبل سے روایت ہے کہ امام حسنؑ نے فرمایا: جس شخص کی آنکھیں ہمارے غم میں اشک بار ہوں یا جو شخص ہماری مصیبت کو یاد کر کے ایک قطرہ آنسو کا بہائے خدا تعالیٰ اس کو جنت عطا کرے گا۔“

## حوالہ جات

- (۱) تفسیر روح المعانی سورہ یوسف آیت: ۸۴، جلد: ۹، صفحہ: ۱۰۸۔
- (۲) تفسیر درمثور جلال الدین سیوطی۔ سورہ یوسف آیت (۸۴) جلد: ۵، صفحہ: ۳۳۹۔
- (۳) تفسیر الکبیر فخر الدین الرازی سورہ یوسف آیت: ۸۴، جلد: ۹، صفحہ: ۹۵۔
- (۴) تفسیر کشاف ذہن شری سورہ یوسف آیت: ۸۴، جلد: ۳، صفحہ: ۲۰۷۔
- (۵) تفسیر طبری سورہ یوسف آیت: ۸۴، جلد: ۱۲، صفحہ: ۲۲۸۔
- (۶) مرقاة شرح مشکوٰۃ ملاحظی قاری باب اہلبیت النبی جلد: ۱۸، صفحہ: ۳۸۔
- (۷) تاریخ احمدی صفحہ: ۲۹۰۔

نوٹ:

کتب اہلبیت کے مفسرین نے وَقَالَ يَا اَسْفَى عَلٰی يُوسُفَ وَاَبِيصَّتْ عَيْنَاهُ مِنَ الْحُزْنِ فَهُوَ كَظِيمٍ پر بحث کی ہے جو مفسرین اہل سنت نے معنی اور مراد لیا ہے لہذا مزید طوالت کے خوف سے کتب کے حوالہ جات پر اتفاق کیا جاتا ہے:

- (۱) تفسیر للیزان السید الطباطبائی سورہ یوسف: ۸۴۔ الجزء الحادی عشر۔
- (۲) التبیان فی تفسیر القرآن سورہ یوسف آیت: ۸۴ تالیف شیخ الطائفة اہی جعفر محمد بن الحسن الطوسی ۵۳۸-۴۶۰، تحقیق و تصحیح احمد حبیب قصیر العام لیا جلد السادس۔
- (۳) مجمع البیان فی تفسیر القرآن تالیف امین الاسلام اہی علی الفضل بن الحسن الطبرسی من اعلام القرن السادس الهجری الجزء الخامس یوسف آیت: ۸۴۔
- (۴) فیضان الرحمن اردو سورہ یوسف آیت: ۸۴۔

## گریہ کا جواز

”حضرت یعقوبؑ نبی کی طرح پاک نبیؑ کا بیٹے  
ابراہیمؑ پر گریہ اور اسے رحمت قرار دینا۔“

گریہ کی جوازیت مفسرین نے حضرت یعقوب علیہ السلام کے گریہ سے استدلال کیا ہے۔ جس میں آپ یعقوبؑ نے جناب یوسف علیہ السلام کی جدائی پر غم اور حزن کیا تھا یہ گریہ اتنا زیادہ عرصہ پر محیط تھا کہ اسی (۸۰) سال گزر گئے جس کی وجہ سے آنکھوں کی جدائی اور جسم کی طاقت کھو بیٹھے لیکن گریہ روز بروز بڑھتا گیا اور اس پر ہائے ہائے یوسفؑ کی صدا بلند کرتے تھے۔ مخلوق خدا بھی اس گریہ سے پریشان تھیں یہاں تک اولاد نے یہ کہہ دیا کہ آپ گریہ سے رک جاؤ۔ وہ بولے: اللہ کی قسم آپ ہمیشہ یوسفؑ (عی) کو یاد کرتے رہیں گے یہاں تک کہ آپ قریب مرگ ہو جائیں گے یا آپ وفات پا جائیں گے۔ اس شدت حزن کی بنا پر ضعف جسمانی اور کربہزی ہو گئی تھی، لیکن پھر بھی ہائے یوسفؑ کی صدا میں کمی واقع نہیں ہوئی دوسری جانب آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیٹے ابراہیمؑ پر گریہ فرمایا تھا اور کہا تھا:

”آنکھیں روتی ہیں دل غمزہ ہے اور ہم زبان سے کوئی بات  
نہیں کہتے جس سے ہمارا رب ناراض ہو ہے ابراہیم تیری جدائی  
سے غمگین ہیں۔“

اس مجموعی عمل پر علمائے تفسیر نے یہ جوازیت پیش کی ہے کہ صاحب روح المعانی  
الوسی لکھتے ہیں:

”اس آیت میں آسف اور بکاہ کی جوازیت پر استدلال کیا جاتا  
ہے جو شاہد اس لیے بھی ہے کہ مصیبت کے وقت نفس پر قابو نہیں  
پایا جاسکتا ہے، اس لیے اس کا مواخذہ نہیں ہے۔“

اس طرح فخرالدین الرازی یوں رقم کرتے ہیں:

”گر یہ کرنا گناہ نہیں ہے۔ آپ نبی سے روایت کی گئی ہے کہ آپ پاک نبیؐ نے اپنے بیٹے ابراہیم کی وفات پر گر یہ کیا اور فرمایا: آنکھیں روتی ہیں، دل غمزہ ہے اور ہم زبان سے کوئی بات نہیں کہتے جس سے ہمارا رب ناراض ہو، ابراہیم تیری جدائی سے غمگین ہیں۔“

اس طرح کا گر یہ انسان کے اختیار میں نہیں ہے اور داخلی طور پر تکلیف کا باعث بھی نہیں بنتا۔ (مکلف پر ایسا کرنے سے کوئی مواخذہ بھی نہیں ہے) اس پر صاحبِ زنجبیری تفسیر کشاف میں یوں استدلال پیش کرتے ہیں:

”اگر کوئی کہہ کیونکر ایک نبی کا جرح کرنا جائز ہے؟ تو میں کہوں گا کہ انسان اپنے نفس کو قابو رکھنے میں شدید گر یہ میں بے بس ہے اگرچہ صبر کرنا مدح ہے کہ وہ اپنے نفس کو قابو میں رکھے وہ کچھ نہ کہے جو اچھا نہیں ہے۔“

آپ نے ابراہیم پر گر یہ کیا اور فرمایا:

”اے بیٹے ابراہیم! آنکھیں روتی ہیں، دل غمزہ ہے اور ہم زبان سے کوئی بات نہیں کہتے جس سے ہمارا رب ناراض ہو، ابراہیم تیری جدائی سے غمگین ہیں۔“

قانون اور فقہی استنباط

- زندہ پر شدید گر یہ کرنا سنت حضرت یعقوب علیہ السلام اور پاک نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہے۔
- گر یہ کی جو ازیت انبیاء علیہم السلام سے ثابت ہے۔
- گر یہ کرنے سے جو اثرات مرتب ہوتے ہیں آنکھوں کا ضعف ہو جانا اور جسم کی لاغری اس پر اللہ تعالیٰ کی کوئی پکڑ نہیں ہے۔

● گریہ فطرت انسانی ہے کہ وہ کسی بڑے واقعہ سے جو صدمہ پہنچتا ہے اس کو قابو رکھنا انسان کے بس میں نہیں ہے۔ جس عمل پر قدرت حاصل نہ اس پر کوئی مواخذہ نہیں ہوگا۔

● حضرت یعقوبؑ زندہ یوسفؑ پر گریہ کرتے تھے اور پاک نبیؐ نے بھی امام حسینؑ پر زندہ ہوتے وقت اور حضرت ابراہیم سمیت اکثر صحابہ پر مردہ ہوتے وقت گریہ کیا تھا جو جائز عمل کی ترغیب اور مباح عمل کے لیے قانون سازی ہے۔

● امام پاک کے نام گریہ کرنا عمل مباح ہے جس پر ثواب اور اجر کی امید رکھنی چاہیے۔

● نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے گریہ قولی اور فعلی ثابت ہے جو ایک جائز عمل کی طرف حکم ہے۔

## حوالہ جات متن

### تفسیر سید طنطاوی

وقال صاحب الكشاف: "فإن قلت: كيف جاز لنبی الله يعقوب أن يبلغ به الجزع ذلك المبلغ؟ قلت: الإنسان مجبول على أن لا يملك نفسه عند الشدائد من الحزن. ولقد بكى النبي صلى الله عليه وسلم على ولده إبراهيم وقال: إن العين تدمع، والقلب يحزن، ولا نقول إلا ما يرضى ربنا، وإنا بفراقك يا إبراهيم لمحزونون.

”اگر یہ سوال ہے کہ ایک اللہ کے نبی کے لیے کیوں کر جزع جائز تھا؟ تو اس کا جواب یہ کہ شدید مصائب میں اپنے نفس پر قابو

رکھنے میں انسان مجبور ہے اس لیے پاک نبیؐ نے اپنے بیٹے  
ابراہیم کی وفات پر گریہ کیا اور فرمایا آنکھیں رو رہی ہیں دل غمزدہ  
ہے اور ہم زبان سے کوئی بات نہیں کہتے جس سے ہمارا رب  
ناراض ہو، ابراہیم تیری جدائی سے غمگین ہیں۔“

تفسیر بیضاوی

وفي الحديث: لم تعط أمة من الأمم [إِنَّا  
لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ] عند المصيبة إلا  
أمة محمد صلى الله عليه وسلم ألا ترى  
إلى يعقوب عليه الصلاة والسلام حين  
أصابه أما أصابه لم يسترجع وقال [ يَا  
أَسْفًا. ] [وَابْيَضَّتْ عَيْنَاؤُا مِنَ الْحُزْنِ] لكثرة  
بكائه من الحزن كأن العبرة محقت  
سوادهما. وقيل ضعف بصره. وقيل عمي،  
وقرىء [مِنَ الْحُزْنِ] وفيه دليل على جواز  
التأسف والبكاء عند التضرع، ولعل أمثال  
ذلك لا تدخل تحت التكليف فإنه قل من  
يملك نفسه عند الشدائد، ولقد بكى  
رسول الله صلى الله عليه وسلم على ولده  
إبراهيم وقال: القلب يجزع والعين تدمع،  
ولا نقول ما يسخط الرب، وإنا عليك يا  
إبراهيم لمحزونون

”حدیث پاک میں ہے ساجد استوں میں [إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ  
رَاجِعُونَ] مصیبت کے وقت نہیں تھا اسوائے امت محمدی کے

لیے ہے۔ جیسا کہ آپ نے دیکھا کہ جناب یعقوب نئی نے حالت مصیبت میں کلمہ استرجاع نہیں کہا بلکہ یا اَسْفٰی اور اس سے ان کی آنکھوں کی پٹائی جاتی رہی اور یہ کثرتِ بکاہ کی وجہ سے جو حزن تھا اس سے کالا پن جاتا رہا۔ بعض کا قول کہ پٹائی کمزور ہوگی تھی اور بعض کے نزدیک اندھا پن ہو گیا تھا (الحزن) اس سے دلیل جو اذیت نکلتی ہے جو وقت مصیبت بکاہ اور تاسف کیا جاتا ہے کہ شدید مصائب میں اپنے نفس پر قابو رکھنے میں انسان مجبور ہے اور مکلف نہیں ہے اس لیے پاک نئی نے اپنے بیٹے ابراہیم کی وفات پر گریہ کیا اور فرمایا: آنکھیں روتی ہیں دل غمزدہ ہے اور ہم زبان سے کوئی بات نہیں کہتے جس سے ہمارا رب ناراض ہو، ہے اے ابراہیم! تیری جدائی سے ممکن ہیں۔“

تفسیر الکبیر رازی

وأما البكاء فليس من المعاصي . وروي أن النبي عليه الصلاة والسلام: بكى على ولده إبراهيم عليه السلام وقال: " إن القلب ليحزن والعين تدمع، ولا نقول: ما يسخط الرب وأنا عليك يا إبراهيم المحزونون " وأيضاً فاستيلاء الحزن على الإنسان ليس باختياره ، فلا يكون ذلك داخلًا تحت التكليف.

”گریہ کرنا گناہ نہیں ہے۔ آپ نبی سے روایت کی گئی ہے کہ آپ پاک نئی نے اپنے بیٹے ابراہیم کی وفات پر گریہ کیا اور فرمایا: آنکھیں روتی ہیں دل غمزدہ ہے اور ہم زبان سے کوئی



بات نہیں کہتے جس سے ہمارا رب ناراض ہو، اے ابراہیم! تیری جدائی سے ہم غمگین ہیں۔ اس طرح کا گریہ انسان کے اختیار میں نہیں ہے اور داخلی طور پر تکلیف کا باعث بھی نہیں بنتا۔ (مکلف پر ایسا کرنے سے کوئی مواخذہ بھی نہیں ہے)۔“

تفسیر فتح القدیر

وقد قال النبي صلى الله عليه وسلم عند موت ولده إبراهيم تدمع العين، ويحزن القلب، ولا نقول ما يسخط الرب، وإنا عليك يا إبراهيم لمحزونون.

”پاک نبی نے اپنے بیٹے ابراہیم کی وفات پر گریہ کیا اور فرمایا: آنکھیں روتی ہیں، دل غمزہ ہے اور ہم زبان سے کوئی بات نہیں کہتے جس سے ہمارا رب ناراض ہو، اے ابراہیم! تیری جدائی سے ہم غمگین ہیں۔“

تفسیر روح المعانی الوسی

واستدل بالآية على جواز التأسف والكاء عند النوائب، ولعل الكف عن أمثال ذلك لا يدخل تحت التكليف فإنه قل من يملك نفسه عند الشدائد وقد روى الشيخان من حديث أنس أنه صلى الله عليه وسلم بكى على ولده إبراهيم وقال: إن العين تدمع والقلب يخشع ولا نقول إلا ما يرضي ربنا وإنا لفراقك يا إبراهيم لمحزونون.

”اس آیت میں آسف اور بکاؤ کی جوازیت پر استدلال کیا جاتا

ہے جو شاید اس لیے بھی ہے کہ مصیبت کے وقت نفس پر قابو نہیں پایا جاسکتا ہے، اس لیے اس کا مواخذہ نہیں ہے۔ شیخین نے حضرت انس بن مالک سے روایت کی ہے کہ پاک نبیؐ نے اپنے بیٹے ابراہیمؑ کی وفات پر گریہ کیا اور فرمایا آنکھیں روتی ہیں، دل غمزہ ہے اور ہم زبان سے کوئی بات نہیں کہتے جس سے ہمارا رب ناراض ہو، اے ابراہیمؑ! تیری جدائی سے غمگین ہیں۔“

### تفسیر الذمخشری

(فإن قلت: كيف جاز لني الله أن يبلغ به الجزع ذلك المبلغ؟ قلت: الإنسان مجبول على أن لا يملك نفسه عند الشدائد من الحزن، ولذلك حمد صبره وأن يضبط نفسه حتى لا يخرج إلى ما لا يحسن، ولقد بكى رسول الله صلى الله عليه وسلم على ولده إبراهيم وقال: "القلب يجزع، والعين تدمع، ولا نقول ما يسخط الرب، وأنا عليك يا إبراهيم لمحزونون.

”اگر کوئی کہے کیونکر ایک نبیؐ کا جزع کرنا جائز ہے؟ تو میں کہوں گا کہ انسان اپنے نفس کو قابو رکھنے میں شدید گریہ میں بے بس ہے، اگرچہ صبر کرنا درج ہے کہ وہ اپنے نفس کو قابو میں رکھے وہ کچھ نہ کہے جو اچھا نہیں ہے۔ آپؐ نے ابراہیمؑ پر گریہ کیا اور فرمایا کہ اے بیٹے ابراہیمؑ! آنکھیں روتی ہیں، دل غمزہ ہے اور ہم زبان سے کوئی بات نہیں کہتے جس سے ہمارا رب ناراض ہو، اے ابراہیمؑ! تیری جدائی سے غمگین ہیں۔“

## تفسیر قرطبی

والجواب الثالث وهو أبينها هو أن الحزن ليس بمحذور وإنما المحذور الولولة وشق الشياب والكلام بما لا ينبغي وقال النبي صلى الله عليه وسلم: [تدمع العين ويحزن القلب ولا نقولاً ما يسخط الرب.

”تیسرا جواب، ابراہیم پاک نبی کا بیٹا ہے اس پر جو گریہ کیا گیا تھا وہ ممنوع نہیں ہے جب کہ وہ کلامِ شق ہے جو وائل ہو یا جس کی ضرورت نہیں یا کپڑوں کو بچاڑا جائے۔ آپ نے فرمایا: اے بیٹے ابراہیم! آنکھیں روئی ہیں، دل غمزدہ ہے اور ہم زبان سے کوئی بات نہیں کہتے جس سے ہمارا رب ناراض ہو۔ اے ابراہیم! تیری جدائی سے غمگین ہیں۔“

## تفسیر الخازن

وأما دمع العين وحزن القلب فلا يستوجب به ذماً ولا عقوبة لأن ذلك ليس إلى اختيار الإنسان فلا يدخل تحت التكليف بدليل أن النبي صلى الله عليه وسلم بكى على ولده إبراهيم عند موته وقال إن العين لتدمع وإن القلب ليحزن وما نقول إلا ما يرضي ربنا فهذا القدر لا يقدر الإنسان على دفعه عن نفسه فصار مباحاً لا حرج فيه على أحد من الناس.

”آنکھوں سے گریہ کرنا اور دل غمزدہ ہونا یہ مذمت کا موجب

نہیں ہیں اور نہ سزا کا مستحق ہے۔ چونکہ یہ انسان کے اختیار میں نہیں ہے اور اس میں انسان مکلف بھی نہیں ہے۔ اس کی واضح دلیل پاک نبی کریم کا یہ قول اور عمل ہے کہ پاک نبی کریم کا جب بیٹا ابراہیم فوت ہوا تو آپ نے اس پر گریہ کیا اور فرمایا: اے بیٹے ابراہیم! آنکھیں روتی ہیں، دل غمزدہ ہے اور ہم زبان سے کوئی بات نہیں کہتے جس سے ہمارے رب ناراض ہو، اے ابراہیم! تیری جدائی سے غمگین ہیں۔ اس مرحلہ میں انسان کی نفس پر کٹر دل کرنے کی قدرت نہیں رہتی۔ پس یہ مباح عمل ہے۔ ایسا کرنے پر کسی انسان کا مواخذہ نہیں ہے۔“

#### وسائل الشیعہ

عن عائشة قالت : لما مات إبراهيم بكى النبي (صلى الله عليه واله) حتى جرت دموعه على لحيته، فقيل: يا رسول الله ، تنهى عن البكاء وأنت تبكي؟! فقال : ليس هذا بكاء، وإنما هذه رحمة ، ومن لا يرحم لا يرحم .

”حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں: جب حضرت رسول اللہ کے فرزند ابراہیم کا انتقال ہوا تو آنحضرت اس قدر روئے کہ ریش مبارک سے آنسو بہنے لگے۔ آپ سے کہا گیا: یا رسول اللہ! آپ ہمیں تو روکتے ہیں اور خود اس قدر روئے ہیں؟ آنحضرت نے فرمایا: یہ رونا نہیں ہے یہ تو رحمت ہے۔ اور جو دوسروں پر رحم نہیں کرتا اس پر اللہ تعالیٰ بھی رحم نہیں کرتا۔“

#### وسائل الشیعہ

وعنه، عن أبيه، عن المفيد، عن ابن قولويه، عن أبيه، عن سعد، عن أحمد بن محمد، عن الحسن بن محبوب، عن أبي محمد الأنصاري، عن معاوية بن وهب، عن أبي عبد الله (عليه السلام) في حديث قال: كل الجزع والبكاء مكروه سوى الجزع والبكاء على الحسين (عليه السلام).

”معاوية بن وهب حضرت امام جعفر صادق عليه السلام سے روایت کرتے ہیں: ہر جزع و فزع مکروہ ہے سوائے امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے۔“

### حوالہ جات کتب الہدایت

- (۱) تفسیر طنطاوی سورہ یوسف آیت: ۸۴۔
- (۲) تفسیر بیضاوی سورہ یوسف جلد: ۲، صفحہ: ۱۸۳۔
- (۳) تفسیر الکبیر الرازی سورہ یوسف آیت: ۸۴، صفحہ: ۹۲، جلد: ۹۔
- (۴) تفسیر فتح القدیر سورہ یوسف آیت: ۸۴۔
- (۵) تفسیر روح المعانی سورہ یوسف: ۸۴، صفحہ: ۱۰۹، جلد: ۹۔
- (۶) تفسیر الذمخشری سورہ یوسف جلد: ۳، صفحہ: ۲۰۶۔
- (۷) تفسیر قرطبی سورہ یوسف آیت: ۸۴۔
- (۸) تفسیر الخازن سورہ یوسف: ۸۴، جلد: ۴، صفحہ: ۴، مکتب اہلبیت کے محدث (وسائل الشیعۃ الجزء الثالث مترجم جلد: ۲، باب: ۸۶، صفحہ: ۳۱۱ تا ۳۱۲، تألیف الفقیہ اللحدث الشیخ محمد بن الحسن الحر العامل۔

## ہلاکت کی موت اور شہادت کی موت

ہلاکت کی موت اور شہادت کی موت میں یہ کامن نقطہ ہے کہ جان ہر دو طرح سے تلف ہو جاتی ہے لیکن موت کے جو اسباب ہوتے ہیں اس کو دیکھا جاتا ہے۔ اگر موت اللہ تعالیٰ کے حکم اور اس کی رضا کے مطابق واقعہ ہوئی ہو تو اس موت کو شہادت کہا جائے گا اور اگر اللہ تعالیٰ کے قانون اور عدم رضا کی بنا پر واقعہ ہوئی تو اس کو ہلاکت کی موت سے تعبیر کیا جائے گا۔ اس کی مثال یوں بیان کی جاسکتی ہے کہ ایک شخص گھر سے یہ نیت باندھ کر نکلتا ہے کہ انسانوں کے ساتھ زیادتی، ڈاکہ اور چوری کرنا چاہتا ہے اور امر واقعہ یہی ہے کہ حالت ڈاکہ میں کسی بنا پر گولی کا نشانہ بن کر موت آ جاتی ہے۔ اس کے لیے اللہ تعالیٰ کا قانون یوں متحرک ہے کہ اس شخص کی نیت سزا بد تھی اس کا عمل اللہ تعالیٰ کے قانون کے مغاثر تھا، اس میں انسانیت کے خلاف نقصان کا ارادہ تھا، اس کا سبب موت اللہ تعالیٰ کے حکم اور رضا کے مخالف ہو لہذا قانون خداوندی کے مطابق یہ ہلاکت کی موت تصور ہوگی۔ اگر دوسرا شخص گھر سے اس ارادے سے نکلا کہ میں انسانیت کی بقا اور فلاح کی جانب بڑھنا چاہتا ہوں اس میں اللہ تعالیٰ کا حکم اور رضا ہے اور اس امر عظیم کی بنا پر اس سلسلہ میں گولی کا نشانہ بن جانے سے موت آ جاتی ہے تو اس قانون خداوندی کے مطابق شہادت کا درجہ ملے گا۔ نتیجہ موت ہر دو طرح سے واقعہ ہوئی ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کے حکم اور اس کے متعین راستوں کے مطابق موت آئی تو اعلیٰ درجہ میں شمار ہوگی اور اس قانون کے مخالف میں موت واقعہ ہوئی تو ہلاکت کی موت شمار ہوتی۔ حضرت یعقوب اللہ کے نبی تھے وہ اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے علم سے باخبر تھے۔ اس کا وقت سے قبل انکشاف کرنا ممنوع تھا جو ایک اشارہ کیا تھا کہ اللہ تعالیٰ یوسف کو نبی کے مقام و مرتبہ پر فائز کرے گا۔ اس پر بھائیوں نے حسد کیا۔ جس کی وجہ یوسف پر یک جانب مصیبت گزری اور دوسری جانب

حضرت یعقوبؑ کی اس راز کے افشاء کرنے پر پر سخت مصائب اور پریشانیاں اٹھانی پڑیں لہذا آپ کا اپنے فرزند کے فراق میں گریہ فرمانا اور نبی کریمؐ کا گریہ اور بکاء بیٹے ابراہیم کی وفات اور امام عالی مقام کی بیٹھگی شہادت پر اللہ تعالیٰ کی رضاتھی۔ قرآن نے اس کی وضاحت و صراحت خود کر دی ہے دوسری جانب امام عالی مقام پر جو مصیبت اور مصائب نے آنا تھا وہ پاک نبی کریمؐ نے امام کی پیدائش کے ساتھ جناب جبرائیل امین نے خبر دے رکھی تھی لہذا یہ خبر غائب کے علم میں ایک تھی۔ اب اس مصیبت پر پاک نبی کریمؐ کا قبل از وقت گریہ کرنا جوازیت کے ساتھ ساتھ امت کے لیے جائز عمل کی طرف پیغام تھا جو بھی یہ عمل جوازیت کی بنا پر کرے گا ثواب کی امید رکھنا ہوگی۔

حضرت یعقوبؑ کے سخت گریہ کرنے سے بیٹوں کا احتجاج

حضرت یعقوبؑ پیغمبر اپنے بیٹے یوسفؑ کی جدائی پر حضرت یوسفؑ کا نام لے کر بلند آواز سے گریہ کرتے تھے۔ جس کی بنا پر مخلوق خدا اس عمل سے پریشان تھی اور یہ عمل مسلسل تا وقتیکہ خبر حضرت یوسفؑ کی حضرت یعقوبؑ نبی تک پہنچ نہ پائی جس کا دورانیہ اسی (۸۰) سال تک تھا گریہ کرتے رہے۔ اس بنا پر ان کے جسم میں اس حد تک لاغری آچکی تھی شاید اب کسی وقت موت واقع ہو جائے گی اور اس سے آپ کی آنکھوں کی بنائی ختم اور کمر کبڑی (جھک) ہو چکی تھی لیکن روز بروز گریہ اور بکاء میں شدت آتی گئی۔ اس ظاہری کیفیت کو دیکھتے ہوئے جو اولاد نے اپنے والد صاحب پر یہ نسخہ آزمانے کی کوشش کی کہ آپ اس عمل سے دائمی مرض کا سبب بن جائیں گے یا موت کے منہ تک پہنچ جائیں گے۔ اگرچہ یہ دعویٰ دلیل کے ساتھ درست تھا مگر معرفت الہی کے خلاف تھا۔ چونکہ قانون قدرت ہے کہ ہر انعام و اکرام جسمانی اور عقلی توانائی کے خرچ کے بعد حاصل ہوتی ہے۔ لہذا اس عمل سے جناب یعقوبؑ اللہ تعالیٰ کی رضا اور رحمت کے امیدوار تھے۔

قَالُوا تَاللّٰهِ تَفْتُوْا تَلْ كُزُّ يُوْسُفَ حَتّٰى تَكُوْنَ حَوْرًا

اَوْ تَكُوْنَ مِنَ الْهٰلِكِيْنَ ﴿۸۵﴾ (یوسف: ۸۵)

- ① ”وہ بولے: اللہ کی قسم! آپ ہمیشہ یوسفؑ (عی) کو یاد کرتے رہیں گے یہاں تک کہ آپ قریب مرگ ہو جائیں گے یا آپ وفات پا جائیں گے۔“ (ہیو بیسر ڈاکٹر طاہر القادری)
- ② ”بیٹے کہنے لگے کہ واللہ اگر آپ یوسفؑ کو اسی طرح یاد ہی کرتے رہیں گے تو یا تو بیمار ہو جائیں گے یا جان ہی دے دیں گے۔“ (جالندھری)
- ③ ”بولے خدا کی قسم! آپ ہمیشہ یوسف کی یاد کرتے رہیں گے یہاں تک کہ گورکنارے جا لگیں یا جان سے گزر جائیں گے۔“

(مولانا شاہ احمد رضا خان)

رضائے الہی کی طلب کے لیے شکایت اور گریہ کرنا

حضرت یعقوبؑ اسی (۸۰) سال سے حضرت یوسفؑ کی جدائی پر ان کا نام لے کر اللہ تعالیٰ سے شکوہ اور گریہ کرتے چلے آ رہے تھے جبکہ یوسفؑ بکھوئے ہوئے ایک طویل عرصہ بیت گیا تھا مگر غم اور شکوہ تازہ تھا۔ اس عمل سے آنکھوں کی بینائی اور جسم کی توانائی سے بھی محروم ہو چکے تھے۔ جوں جوں ملاقات کی منزل قریب آتی گئی توں توں ہائے ہائے میرے یوسفؑ کی صدا میں بلند ہوتی گئیں۔ اس پر بے معرفت اور جاہل لوگوں کے احتجاج میں اضافہ ہوتا گیا۔ تب آپ کو یہ اعلان ٹھہرنا پڑا کہ میں اللہ تعالیٰ سے جو فریاد اور حزن کرتا ہوں یا وہ دعاؤں اور التجائیں ہیں جنکی بنیاد پر اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرتا ہوں تاکہ اللہ تعالیٰ کی یاد میں غفلت اور سستی نہ ہو جائے اور اس سے دوسرے لوگ عبرت حاصل کریں اور درس سیکھیں کہ جب کوئی آزمائش آئے تو اس وقت خدا تعالیٰ سے کس طرح معافی طلب کی جاسکتی ہے اور اس کے لیے کون کون سے طریقے اختیار کرنے چاہیں۔ شاہد اس معاملہ میں ان کی دیگر اولاد غافل تھی انہیں سمجھانا بھجانا تھا۔ اس طرح بتایا جو اللہ تعالیٰ کی رضا اور قربت کے ساتھ ساتھ یوسفؑ کے بارے مجھے خبر ہے۔ آپ اس خبر سے جاہل ہیں۔ یہ بھی ایک پوشیدہ راز ہے۔ اس کے بارے میں قبل از وقت انکشاف کرنا حکمت خدا



وندی کے خلاف ہے۔ فرمایا: اے میری اولاد! جاؤ مصر کی جانب تلاش کریں حکم ہوا۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰتَيْنٰكَ الْكِتٰبَ لَا تَتَّبِعُوْا اٰمِلِيْنَ  
 تَابِعُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِنَّهٗ لَا يٰتِيْشُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ  
 اِلَّا الْقَوْمَ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۸۷﴾ (یوسف: ۸۷)

”اے بیٹو! جاؤ یوسف اور اس کے بھائی کا سراغ لگاؤ اور اللہ کی رحمت سے ہاپوس نہ ہو، بیشک اللہ کی رحمت سے نا امید نہیں ہوتے مگر کافر لوگ (یہ تمہارے علم اور راز جو پوشیدہ رکھنے کا حکم تھا)۔“

### قانون مماثلت

- ❖ یوسف زندہ ہیں اور امام حسین بھی زندہ ہیں۔
- ❖ حضرت یعقوب نبی علیہ السلام زندہ یوسف پر سخت گریہ کرتے ہیں۔ اس طرح پاک نبی کریم امام عالی مقام حسین پر جبرائیل کی خبر کی وجہ سے گریہ کرتے ہیں۔
- ❖ حضرت یعقوب اس گریہ اور شکایت کو علم اور معرفت کہتے ہیں۔ اس طرح پاک نبی کریم بیٹے ابراہیم کی رحلت پر گریہ کو معرفت اور اللہ تعالیٰ کی رضا کہتے ہیں۔
- ❖ حضرت یوسف کی جدائی پر حضرت یعقوب کی بیٹائی چلی جاتی ہے اور امام حسین کی شہادت کی خبر پر پاک نبی کریم اور امام کے باپ اور ماں کا سکون اور چین چلا جاتا ہے۔

- ❖ یوسف کی ملاقات پر یعقوب کی گئی ہوئی بیٹائی اور سکون پلٹتا ہے۔ جبکہ امام حسین کی شہادت پر پاک نبی کریم تشویش اور بے چینی بڑھتی ہے۔
- ❖ حضرت یوسف کے قاتل (ارادہ قتل کرنے والے) بھائی تھے جبکہ امام حسین کے قاتل پاک نبی کریم کی امت تھی۔

- ❖ اگر حضرت یعقوب کا یوسف پر گریہ اور شکایت کرنا اللہ تعالیٰ کی رضامندی اور

رحمت ہے تو اس طرح پاک نبی کریم کا بیٹے ابراہیم اور بیٹے حسین پر گریہ کرنا بھی اللہ تعالیٰ کی رضا اور رحمت ہے۔ اب جو انبیاء کرام کی سنت بجالائے گا کیا اس کا عمل اللہ تعالیٰ کے ہاں رضامندی اور رحمت کا مستحق نہیں ہے؟

قَالَ إِنَّمَا أَشْكُوا بِنِعْمِ اللَّهِ وَخِزْيَانِهِ إِلَى اللَّهِ وَأَعْلَمُ مِنَ اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ﴿۸۶﴾ (یوسف: ۸۶)

- ① ”انہوں نے فرمایا: میں تو اپنی پریشانی اور غم کی فریاد صرف اللہ کے حضور کرتا ہوں اور میں اللہ کی طرف سے وہ کچھ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔“ (ڈاکٹر طاہر القادری)
- ② ”کہا میں تو اپنی پریشانی اور غم کی فریاد اللہ ہی سے کرتا ہوں (ف: ۱۹۶) اور مجھے اللہ کی وہ شائیں معلوم ہیں جو تم نہیں جانتے۔“ (امام احمد رضا خان)
- ③ ”انہوں نے کہا کہ میں اپنے غم واندوہ کا اظہار خدا سے کرتا ہوں۔ اور خدا کی طرف سے وہ باتیں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔“ (مولانا جالندھری)
- ④ ”یعقوب (علیہ السلام) نے فرمایا: میں تو اپنے رنج و غم کی صرف اللہ سے شکایت کرتا ہوں اور اللہ کی باتوں کو جتنا میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے۔“ (مولانا اشرف علی تھانوی)
- ⑤ ”انہوں نے کہا کہ میں تو اپنی پریشانیوں اور رنج کی فریاد اللہ ہی سے کر رہا ہوں مجھے اللہ کی طرف سے وہ باتیں معلوم ہیں جو تم نہیں جانتے۔“ (مولانا محمد جو ناگڑھی)
- ⑥ ”یعقوب نے کہا میں اپنا اضطراب اور غم صرف اللہ کے سامنے پیش کر رہا ہوں اور اللہ کی جانب سے وہ باتیں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔ (علامہ شیخ محسن علی نجفی)

⑥ آپ نے کہا کہ میں اپنے رنج و غم کی شکایت بس اللہ ہی سے کر رہا ہوں اور میں اللہ کی طرف سے وہ کچھ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔ (تفسیر قیضان الرحمن علامہ محمد حسین نجفی)

### عبارات متن

تفسیر الکبیر رازی

ثم قال يعقوب عليه السلام: [ وَأَعْلَمُ مِنَ اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ] أي أعلم من رحمته وإحسانه ما لا تعلمون ، وهو أنه تعالى يأتي بالفرج من حيث لا أحتسب ، فهو إشارة إلى أنه كان يتوقع وصول يوسف إليه.

”اولاد کے سوال پر آپ یعقوب علیہ السلام نے فرمایا: جو کچھ اللہ تعالیٰ کی ذات کی معرفت رکھتا ہوں وہ آپ نہیں جانتے ہیں۔ اس علم سے مراد اللہ تعالیٰ کی رحمت اور احسان ہے جو تم نہیں سمجھتے۔ عنقریب اللہ تعالیٰ اس معاملہ میں وسعت دے گا۔ جس کا کوئی حساب نہیں ہوگا۔ یہ اشارہ تھا کہ مجھے توقع ہے اس ذات پر کہ وہ مجھے یوسف سے ملاقات کروائے گی۔“

تفسیر کشاف

[ وَأَعْلَمُ مِنَ اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ] أي أعلم من صنعه ورحمته وحسن ظني به أنه يأتيني بالفرج من حيث لا أحتسب

” [ وَأَعْلَمُ مِنَ اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ] اس سے مراد اس کی جانب صنعت اور رحمت ہے اور میرا حسن ظن ہے کہ میرے

لیے کشادگی ہوگی جیسا بھی ہے اور اس کا کوئی حساب نہیں ہوگا۔“

روح المعانی

[وَأَعْلَمُ مِنَ اللَّهِ] من لطفه ورحمته [مَا لَا تَعْلَمُونَ] فَأَرْجُو أَنْ يَرْحَمَنِي وَيُلَطِّفَ بِي وَلَا يَخِيبُ رَجَائِي ، [وَأَعْلَمُ مِنَ اللَّهِ] من صنعه ورحمته .

”[واعلم من الله] سے مراد لطف اور رحمت ہیں۔ ما لا تعلمون سے مراد مجھے امید ہے کہ مجھے پر رحم اور لطف ہوگا اور میری امید پوشیدہ نہیں رہے گی۔ [وَأَعْلَمُ مِنَ اللَّهِ] مجھ پر اللہ تعالیٰ کی طرف میرے عمل کی بنا پر رحمت ہوگی۔“

فتح القدیر

رروأخرج ابن جرير ، وابن أبي حاتم عنه في قوله: [وَأَعْلَمُ مِنَ اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ] قال: أعلم أن رؤيا يوسف صادقة ، وأني سأسجد له وقد روى الشيخان من حديث أنس أنه صلى الله عليه وسلم بكى على ولده إبراهيم وقال: إن العين تدمع والقلب يخشع ولا نقول إلا ما يرضي ربنا وإنا لفراقك يا إبراهيم لمحزونون.

”میں جانتا ہوں کہ یوسفؑ کم خواب سچا ہے اور میں عنقریب اس کے سامنے پیش ہوگا۔ حضرت انسؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہؐ کے صاحبزادے حضرت ابراہیمؑ سمرات کی حالت میں تھے۔ حضورؐ نے حالت دیکھی تو دونوں آنکھوں سے آنسو بہنے لگے (حضرت

عبدالرحمن بن عوف نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول اللہ آپ رو رہے ہیں آپ نے فرمایا: اے ابن عوف! یہ دل کی رقت ہے (اس کے بعد ایک اور حالت ہوئی تو فرمایا: آنکھیں روتی ہیں دل غمزہ ہے اور ہم زبان سے کوئی بات نہیں کہتے جس سے ہمارا رب ناراض ہو، اے ابراہیم! تیری جدائی سے ہم غمگین ہیں۔“

تفسیر الخازن

وقوله [وأعلم من الله ما لا تعلمون] یعنی  
 أنه تعالى من رحمته وإحسانه يأتي بالفرج  
 من حيث لا أحتسب وفيه إشارة إلى أنه  
 كان يعلم حياة يوسف ويتوقع رجوعه إليه.  
 ”مجھے اللہ کی طرف سے وہ باتیں معلوم ہیں جو تم نہیں جانتے اس  
 سے مراد اس کی جانب صنعت اور رحمت ہے اور میرا حسن ظن ہے  
 کہ میرے لیے کشادگی ہوگی جیسا بھی ہے اور اس کا کوئی حساب  
 نہیں ہوگا۔ اس میں اشارہ ہے کہ آپ یعقوب علیہ السلام یوسف  
 علیہ السلام کی زندگی کا علم اور اس کی واپسی کی توقع تھی۔“

## حوالہ جات

- (۱) تفسیر روح المعانی سورہ یوسف آیت: ۸۳ جلد: ۹، صفحہ: ۱۰۸۔
  - (۲) تفسیر درمستور جلال الدین سیوطی۔ سورہ یوسف آیت (۸۳) جلد: ۵، صفحہ: ۲۳۹۔
  - (۳) تفسیر الکبیر فخر الدین الرازی سورہ یوسف آیت: ۸۳، جلد (۱) صفحہ (۱)۔
  - (۴) تفسیر کشاف ذمخشری سورہ یوسف آیت: ۸۳، جلد: ۲، صفحہ: ۲۰۷۔
  - (۵) تفسیر طبری سورہ یوسف آیت: ۸۳۔ جلد: ۱۶، صفحہ: ۲۲۸۔
  - (۶) تفسیر مظہری سورہ یوسف صفحہ مترجم: ۲، جلد: ۱۲۵۔
  - (۷) تفسیر الخازن سورہ یوسف آیت: ۸۳، ۸۵، ۸۶، جلد: ۴، صفحہ: ۳۸۔
- نوٹ: مکتب اہل سنت کے مفسرین نے وہی تفسیر کی ہے جو مفسرین اہل سنت نے مراد لی ہے۔ لہذا اطوارت کے خوف سے چند حوالہ جات پر اکتفا کیا جاتا ہے۔
- (۱) تفسیر للیزان السید الطباطبائی الجزء الحادی عشر سورہ یوسف صفحہ: ۱۳۳۔
  - (۲) مجمع البیان فی تفسیر القرآن تألیف امین الاسلام اہی علی الفضل بن الحسن الطبرسی من اعلام القرن السادس الهجری الجزء الخامس سورہ یوسف آیت: ۸۳، صفحہ: ۳۹۳۔
  - (۳) التیان فی تفسیر القرآن تألیف شیخ الطائفة اہی جعفر محمد بن الحسن الطوسی تحقیق وتصحیح أحمد حبيب قصیر العاملی للمجلد السادس سورہ یوسف آیت: ۸۳، صفحہ: ۱۷۸۔

”جدانی یوسف اسی (۸۰) سال تھی جب کہ  
 ذوق زمین ہر اللہ تعالیٰ کو آپ یعقوب سے زیادہ  
 بہادر کوئی اور نہ تھا امام زین العابدین علیہ  
 السلام نے اپنے باپ حسین علیہ السلام کے غم  
 میں چالیس سال تک گریہ کیا۔“

اللہ تعالیٰ کا قانون رہا ہے کہ جس شخص کو اللہ نے اپنے لیے محبوب قرار دیا اسے سخت  
 امتحانات اور آزمائش سے گزارا گیا ہے۔ اس کا دوسرا معنی یہ ہے کہ بعض مناصب کے  
 تقاضے مشقت پر مبنی ہوتے ہیں۔ اس تک رسائی حاصل کرنے کے لیے بڑی محنت اور  
 مصائب سے گذرنا پڑتا ہے۔ جس طرح جد یعقوب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو مقام  
 امامت پر فائز کرنا تھا۔ اس کے تقاضے یہ تھے کہ آپ کو پیارے بیٹے کی قربانی دینی  
 ہوگی۔ جس وقت حضرت ابراہیم نے یہ خواب سچ ثابت کر دکھایا تو آپ کو نبوت کے ساتھ  
 مقام امامت کے منصب سے فائز فرمایا۔ اس طرح کائنات میں حضرت یعقوب کو مزید  
 مناصب سے فائز فرمانا تھا اور قوم کے لیے آپ کی سیرت طیبہ کو پیش کرنا تھا اور قیامت  
 تک ان آثار اور عمل کو بطور حجت محفوظ رکھنا تھا۔ جس سے آپ کی آزمائش کی گئی تھی تاکہ  
 آپ کے خاندان کو اللہ تعالیٰ کی تمام نعمتوں سے نوازا جاسکے۔ اس مشقت کا دورانہ اسی  
 (۸۰) سال متعین تھا۔ ان کی مثال یوں بیان کرنا افادیت سے خالی نہیں ہے کہ ایک پھل  
 دار پودے کا جوان ہونا اور پھل دینے کا عرصہ معین ہے۔ جب تک اس کا عرصہ پورا نہیں  
 ہوگا اس سے قفل پھل نہیں دے گا تو اس طرح ہر منصب کے لیے کورس معین ہے اس کے  
 تکمیل کے بعد دوسرا منصب دیا جائے گا اس لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا: اے یعقوب  
 آپ مجھے پیارے بھی ہیں اور آپ کی عزت اور اکرام روئے زمین سے مجھے زیادہ عزیز  
 بھی ہے۔ حضرت یعقوب نے اپنے بیٹے یوسف کے غم میں اسی (۸۰) سال گریہ کیا۔ جبکہ

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے اپنے باپ اور اہل خاندان پر چالیس سال گریہ کیا۔ زندگی کی تمام لذتوں سے خود کو محروم کر دیا تھا۔ بس ہر لمحہ آنکھوں میں آنسو اور دل میں شدید غم تھا۔ ان کی کیفیت یوں تھی۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا: ہمارے جد حضرت امام زین العابدین علیہ السلام اپنے باپ پر چالیس سال اس طرح روئے کہ دن کو روزہ رکھتے اور رات عبادتِ خدا میں بسر کرتے۔ جب افطاری کا وقت ہوتا اور غلام کھانا اور پانی سامنے رکھتا اور عرض کرتا مولا کھانا تناول فرمائیں تو آپ فرماتے کس طرح کھانا کھاؤں جبکہ فرزند رسول بھوکے شہید کئے گئے تھے۔ یہی جملہ بار بار کہتے۔ کھانا آنسوؤں سے خراب ہو جاتا تھا اور پانی میں آنسو مل جاتے اور یہ سلسلہ اوقات تک قائم رہا۔

### حوالہ جات متن

#### تفسیر الخازن

وقال الحسن: كان بين خروج يوسف من حجر أبيه إلى يوم التقيا ثمانون سنة لم تجف عينا يعقوب وما على وجه الأرض يومئذ أكرم على الله منه .

”حسن نے کہا: جس روز سے یوسف باپ کی گود (گھر) سے جدا ہوئے اس روز سے یوم ملاقات تک اسی (۸۰) سال گزر گئے اور اس مدت میں یعقوب کے آنسو خشک نہیں ہوئے باوجودیکہ آپ کے زمانے میں روئے زمین پر آپ سے زیادہ اللہ کے نزدیک کسی کی عزت نہ تھی اور اللہ کو آپ سے زیادہ پیارا کوئی نہیں تھا۔“

#### تفسیر الکبیر رازی

قیل: ما جفت عينا يعقوب من وقت فراق



یوسف علیہ السلام إلى حين لقائه ، وتلك  
المدة ثمانون عاماً ، وما كان على وجه  
الأرض عبداً أكرم على الله تعالى من  
يعقوب عليه السلام ترجمه ايضاً.

تفسیر مظہری

”حسن نے کہا: جس روز سے یوسف باپ کی گود سے جدا ہوئے  
اس روز سے یوم ملاقات تک اسی (۸۰) سال گزر گئے اور اس  
مدت میں یعقوب کے آنسو خشک نہیں ہوئے باوجودیکہ آپ  
کے زمانے میں روئے زمین پر آپ سے زیادہ اللہ کے نزدیک  
کسی کی عزت نہ تھی اور اللہ کو آپ سے زیادہ پیارا کوئی نہیں تھا۔“

تفسیر درمنثور سیوطی

وأخرج عبد الله بن أحمد في زوائد الزهد  
وابن جرير وأبو الشيخ ، عن الحسن رضي  
الله عنه قال : كان منذ خرج يوسف عليه  
السلام من عند يعقوب عليه السلام إلى  
يوم رجع ، ثمانون سنة لم يفارق الحزن  
قلبه ، ودموعه تجري على خديه . ولم يزل  
يبكي حتى ذهب بصره . والله ما على وجه  
الأرض يومئذ خليفة أكبر على الله من  
يعقوب .

”حسن نے کہا: جس روز سے یوسف باپ کی گود سے جدا ہوئے  
۸۰ روز سے یوم ملاقات تک اسی (۸۰) سال گزر گئے اور اس  
مدت میں یعقوب کے آنسو خشک نہیں ہوئے اور آنسو چہرے

سے (دریا کی مانند) جاری رہتے تھے۔ مسلسل آہ و بکاء سے بصارت چلی گئی۔ باوجودیکہ آپ کے زمانے میں روئے زمین پر آپ سے زیادہ اللہ کے نزدیک کسی کی عزت نہ تھی اور اللہ کو آپ سے زیادہ پیارا کوئی نہیں تھا۔“

### وسائل الشیعہ

علي بن موسى بن طاوس في كتاب  
(الملهوف على قتلي الطفوف) عن الصادق  
(عليه السلام)، أن زين العابدين بكى  
على أبيه أربعين سنة، صائماً نهاره، قائماً  
ليله، فإذا حضر الإفطار جاء غلامه  
بطعامه وشرابه فيضعه بين يديه فيقول:  
كل يا مولاي، فيقول: قتل ابن رسول الله  
صلى الله عليه وآله، جاثماً، قتل ابن رسول  
الله عطشاناً، فلا يزال يكرر ذلك ويبكي  
حتى يبيل طعامه بدموعه، ويمزج شرابه  
بدموعه، فلم يزل كذلك حتى لحق بالله  
عز وجل.

”حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا: حضرت امام زین العابدین علیہ السلام اپنے باپ پر چالیس سال اس طرح روئے کہ دن کو روزہ رکھتے اور رات عبادتِ خدا میں بسر کرتے۔ جب افطاری کا وقت ہوتا اور غلام کھانا اور پانی سامنے رکھتا اور عرض کرتا: مولا! تناول فرمائیں تو آپ فرماتے: کس طرح کھانا کھاؤں جبکہ فرزند رسول مجھ کے

شہید کئے گئے تھے یہی جملہ بار بار کہتے۔ کھانا آنسوؤں سے تر ہو جاتا تھا اور پانی میں آنسو ل جاتے اور یہ سلسلہ وفات تک قائم رہا۔“

### (حوالہ جات)

- (۱) تفسیر روح اللعانی سورہ یوسف آیت: ۸۴، جلد: ۹، صفحہ: ۱۰۸۔
- (۲) تفسیر درمثور جلال الدین سیوطی۔ سورہ یوسف آیت: ۸۴، جلد: ۵، صفحہ: ۴۳۹۔
- (۳) تفسیر الکبیر فخر الدین الرازی سورہ یوسف آیت: ۸۴، جلد: ۱، صفحہ: ۱۰۰۔
- (۴) تفسیر کشاف ذمخشری سورہ یوسف آیت: ۸۴، جلد: ۳، صفحہ: ۲۰۷۔
- (۵) تفسیر طبری سورہ یوسف آیت: ۸۴، جلد: ۱۲، صفحہ: ۲۲۸۔
- (۶) تفسیر مظہری سورہ یوسف صفحہ مترجم: ۶، جلد: ۱۲۵۔
- (۷) تفسیر الخازن سورہ یوسف آیت: ۹۶، ۸۵، ۸۴، جلد: ۴، صفحہ: ۳۵۔
- (۱) وسائل الشیعۃ الجزء الثالث مترجم جلد: ۲، باب: ۸۷، صفحہ: ۳۱۳، تألیف الفقیہ  
للخدیث الشیخ محمد بن الحسن الحر العاملی۔

## یوسفؑ کی جدائی

اور

گریہ سے حضرت یعقوبؑ کی بینائی گئی

اور

بنیامین کی صدے میں کمر کبڑی ہو گئی

قرآن حکیم کی روشنی سے اور مفسرین کی تفسیر اور تعبیر نے حضرت یعقوب علیہ السلام پر ایک صدمہ جو یوسفؑ کے کھوجانے سے تھا اس کی وجہ سے بصارت سے محروم ہوئے اس کے ساتھ جسم میں ضعف بھی پیدا ہو گیا تھا اور دوسرے صدمہ میں گرفتار ہوئے وہ دوسرے بیٹے بنیامین سے بھی محروم ہو گئے جس کی وجہ سے رہتی سہی کسر بھی نکل گئی اور کمر بھی کمان کی طرح ہو گئی اور چلنا دشوار ہو گیا تھا۔ اور تمام اثرات وحشت مصائب سے جڑے ہوئے تھے۔

### حوالہ جات متن کتب

تفسیر ابن کثیر

وقال ابن أبي حاتم: حدثنا الحسن بن  
 عرفة، حدثنا يحيى بن عبد الملك بن أبي  
 عَنِّيَّة، عن حفص بن عمر بن أبي الزبير،  
 عن أنس بن مالك، رضي الله عنه، قال:  
 قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "كان

لیعقوب النبی، علیہ السلام، أخ مؤاخ له، فقال له: ماذا يوم: ما الذي أذهب بصرک وقوس ظهرك؟ قال: الذي. أذهب بصري البكاء. علی یوسف، وأما الذي قوس ظهري فالحزن علی بنیامین.

”حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے حضرت یعقوب علیہ السلام کے بارے میں فرمایا: ایک شخص نے دریافت کیا کہ آپ کی پینا کیسے جاتی رہی؟ اور آپ کی کمر کیسے کبڑی ہوگئی؟ آپ نے فرمایا: یوسف کو رو رو کر آنکھیں کھو بیٹھا اور بنیامین کے صدمے نے کمر توڑ دی۔“

تفسیر الکبیر رازی۔، تفسیر درمثور سیوطی  
ما الذي أذهب بصرک وقوس ظهرك فقال الذي أذهب بصري البكاء علی یوسف وقوس ظهري الحزن علی بنیامین، فأوحى الله تعالى إليه أما تستحي تشكوني إلى غریق فقال: إنما أشكو بثي وحزني إلى الله، فقال يا رب أما ترحم الشيخ الكبير قوست ظهري، وأذهب بصري، فاردد عليّ ریحانتي یوسف وبنیامین.

”رسول اللہؐ نے حضرت یعقوب علیہ السلام کے بارے میں فرمایا: ایک شخص نے جب آپ سے دریافت کیا کہ آپ کی بناؤ کیسے جاتی رہی؟ اور آپ کی کمر کیسے کبڑی ہوگئی؟ آپ نے فرمایا: یوسف کو رو رو کر آنکھیں کھو بیٹھا اور بنیامین کے صدمے

نے کرتوڑ دی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے یعقوبؑ نبی کو وحی کی کہ آپ کو میری شکایت غیر سے کرنے میں حیا مانع نہیں آتا؟ تب آپ نے فرمایا: میری فریاد اور گریہ تو آپ اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لیے ہے پھر اللہ تعالیٰ سے فرمایا: آپ مجھ بوڑھے پر رحم فرمائیں چونکہ اب میری کمر کبڑی ہو چکی ہے اور بصارت چلی گئی ہے اور میرے دونوں پھول یوسفؑ اور بنیامینؑ کو پلٹادیں۔“

تفسیر الخازن، تفسیر درمنثور سیوطی

قال ابن الجوزي: روى الحاكم أبو عبد الله في صحيحه من حديث أنس بن مالك عن رسول الله صلى الله عليه وسلم أنه قال كان ليعقوب أخ مؤاخ فقال له ذات يوم يا يعقوب ما الذي أذهب بصرك وما الذي قوس ظهرك قال أما الذي أذهب بصري فالبكاء على يوسف وأما الذي قوس ظهري فالحزن على بنيامين.

”ابن جوزی کہتے ہیں کہ حاکم نے اپنی کتاب صحیح میں۔ حضرت انسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے حضرت یعقوب علیہ السلام کے بارے میں فرمایا کہ ایک شخص نے دریافت کیا کہ آپ کی پینائی کیسے جاتی رہی؟ اور آپ کی کمر کیسے کبڑی ہو گئی؟ آپ نے فرمایا: یوسفؑ کو رو رو کر آنکھیں کھو بیٹھا اور بنیامینؑ کے صدمے نے کرتوڑ دی۔“

## حوالہ جات

- (۱) تفسیر ابن کثیر حافظ ابو الفداء ابن کثیر سورہ یوسف آیت: ۸۶، ۸۳، ۸۵، صفحہ: ۳۰۶، جلد: ۴۔
- (۲) تفسیر الکبیر علامہ فخر الدین الرازی سورہ یوسف آیت: ۸۵، ۸۳، ۸۸، صفحہ: ۹۶، جلد: ۶۔
- (۳) تفسیر الخازن سورہ یوسف آیت: ۸۵، ۸۳، ۸۶، صفحہ: ۴۷، جلد: ۴۔
- (۴) تفسیر المظہری مترجم صفحہ: ۱۳۹، جلد: ۲۔
- (۵) تفسیر در مشور سیوطی جلد: ۵، صفحہ: ۴۲۲۔

www.ziaraat.com  
Sabeel-e-Sakina

## حضرت یعقوبؑ کی التجا

اے اللہ! میں بوڑھا ہو گیا ہوں

اب تو میرے دونوں پھولوں کو پلٹا دے

تفسیر الکبیر الرازی

فقال يا رب أما ترحم الشيخ الكبير قوست  
ظھري ، وأذھبت بصری ، فاردد عليّ

ریحانتي یوسف وبنیامین (۹۶،۹)

”یعقوب علیہ السلام کی عمر جب بڑھا پے میں پہنچ گئی تو اللہ تعالیٰ  
کی بارگاہ میں التجا کی: خدایا! اب مجھ بوڑھے پر رحم کر چونکہ میری  
کمر کبڑی ہو چکی ہے اور بصارت سے بھی محروم ہوں ا مجھے  
میرے دونوں پھول یوسف اور بنیامین کو پلٹا دے۔“

تفسیر در مشور

فقال یعقوب علیہ السلام [إنما أشکو بی  
وحزنی إلى الله] فقال جبریل علیہ السلام:  
الله أعلم بما تشکو یا یعقوب . ثم قال  
یعقوب: أما ترحم الشيخ الكبير؟ أذھبت  
بصری وقوست ظھري، فاردد علي ریحانتي  
أشمة شمة قبل الموت، ثم اصنع بی ما  
أردت.



”یعقوب علیہ السلام نے کہا میری فریاد اور گریہ اللہ تعالیٰ کے لیے ہے۔ اس پر جبرائیل نے کہا: اللہ تعالیٰ کو علم ہے جو آپ شکوہ کرتے ہو اے یعقوب نبی! یعقوب علیہ السلام کی عمر جب بڑھا پے میں پہنچ گئی تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اسحاق کی کہنیا! اب مجھ بوڑھے پر رحم کر چونکہ میری کمر کبڑی ہو چکی ہے اور بصارت سے بھی محروم ہوں۔ اب مجھے میرے دونوں پھول یوسف اور بنیامین کو پلٹا دے تاکہ میں موت سے قبل ان کی خوشبو محسوس کر سکوں، پھر وہ کرنا جس کا آپ نے میرے لیے ارادہ کر رکھا ہے۔“

### خلاصہ کلام

باب حضرت یعقوب علیہ السلام میں جو خلاصہ کلام اخذ ہوتا ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کو اپنے دونوں جگر گوشوں کی زندگی کا علم تھا۔ جو نبوت کا خاصہ تھا۔ اس کے باوجود ان کے فراق میں ضامن طور پر حضرت یوسف کی وجہ سے رورود کر چہرہ انور سے گوشت گل سڑ چکا تھا اور پینائی ختم ہو گئی تھی اور بنیامین کے چلے جانے سے کمر بھی خمیدہ ہو چکی تھی مگر وہ رونے کو رحمت الہی سمجھ کر اس سے باز نہیں آئے بلکہ اس عمل کو یوسف کی ملاقات تک جاری رکھا حالانکہ اپنے ہی بیٹوں نے طعن و تشنیع کا نشانہ بھی بنایا تھا لیکن یعقوب علیہ السلام رہتی دنیا کے لیے اسوہ چھوڑ گئے کہ زندہ پر رونا اور جزع و فزع کرنا سنت یعقوبی اور سنت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہے۔ مردہ پر توہر ایک گریہ کرتا ہے مگر زندہ پر گریہ کرنا عجیب ہے، لیکن یہ بھی سنت انبیاء کرام ہے۔ یہ دعوتِ فکر اہل علم کے لیے ہے۔

# بابِ نهم

نوحہ  
 نبی کریم کا حضرت حمزہ پر نوحہ اور گریہ کرنے کا حکم دینا

نوحہ، گریہ، ماتم اور تاریخ نوحہ

امام رابع اصنہانی مفرد القرآن میں لفظ ن۔ و۔ ح کی بحث میں یوں رقم ہوتے ہیں۔ لفظ نوح یہ ایک نبی کا نام ہے۔ دراصل یہ نوح بنوح کا مصدر ہے۔ جس کے معنی بلند آواز کے ساتھ گریہ کرنے کے ہیں۔ محاورہ ہے:

نَاخَتِ الْحَمَامَةُ نُوحًا

”فاختہ کا نوحہ کرنا۔“

اس طرح نوح کے اصل معنی عورتوں کے ماتم کدہ میں جمع ہونے کے ہیں۔

النوائح، نوحہ مگر عورتیں للنوح، مجلس گریہ۔ جلد: ۲، مترجم صفحہ: ۱۰۸۴ علامہ محمد حسین نجفی نے یہ نوٹ مترجم وسائل الشیخہ جلد: ۲، صفحہ: ۲۹۰، حاشیہ پر لکھا ہے سن و عن تحریر کیا جاتا ہے۔ مرثیہ اور نوحہ کیا ہے؟ مرنے والے کے محاسن اور خوبیاں نظم میں بیان کر کے اس پر گریہ و بکا کیا جاتا ہے کہ کسی عزیز کی جدائی پر رونا ایک فطری امر ہونے کی وجہ سے بلاشبہ جائز عمل ہے۔ اس طرح کلام کسی نثر میں ہو یا نظم میں اگر اس میں غلط بیانی سے کام نہ لیا جائے بلکہ صحیح حقائق کا اظہار کیا جائے تو یہ بھی بلا اشکال جائز ہے۔ ظاہر ہے ہر چیز میں اصل جواز ہے جب تک حرمت کی قطعی دلیل قائم نہ ہو جائے۔ بعض منصف مزاج علمائے اہل سنت نے بھی اس حقیقت کا اعتراف کیا ہے۔ چنانچہ علامہ وحید الزمان نے اپنی کتاب تیسیر الباری ترجمہ بخاری پ: ۵، ص: ۶۳ پر لکھتے ہیں اور اصل یہ ہے کہ فی نفسہ مرثیہ کہنا کچھ ممنوع نہیں ہے۔ لیس مرثیہ کی تالیف صحابہ سے ماثور ہے۔ حضرت فاطمہ ترماتی ہیں:

ماذا على من شم تربة احمد ان لا يشم  
مدى الزمان غواليا صبت على مصائب

لو انھا صبت علی الایام صرن لیا لیا۔  
 ”جو کوئی شخص پاک نبی کریم کی تربت سونگھ لے اس پر کیا لازم  
 ہے؟ یہ کہ پھر عمر بھر کوئی کوئی خوشبو نہ سونگھے۔“

مجھ پر ایسی مصیبتیں آپڑی ہیں کہ اگر دنوں پر پڑتیں تو وہ راتیں بن جاتے  
 پاک نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایک سخت وقت آیا جس کی وجہ سے اسلامی  
 جماعت کی کمرٹوٹ گئی اور اس کو نئی توانائی تک افواج کو بحال کرنے کے لیے ایک طویل  
 وقت کی ضرورت تھی۔ وہ غزوہ احد تھا۔ جس میں لشکر اسلام میں ابتداء سے پھوٹ پڑ گئی اور  
 وہ مفاد اور موقعہ پرست منافق کامیاب ہو گئے اور دل میں کینہ رکھنے والے وہ لوگ جو  
 بظاہر اسلامی لبادہ اوڑھے ہوئے تھے جب کہ وہ اسلام کے خلاف سازش اور مخالفین کے  
 لیے جاسوسی کا کام کر رہے تھے ان کی سازشیں جاری تھیں اور اس کا نتیجہ لینا چاہتے تھے۔  
 مکہ کے مشرکین غزوہ بدر کی شکست کو برداشت نہ کر پائے اور اس کے بدلے کے  
 لیے تمام وسائل اور رسائل میں معروف عمل تھے اور اسلامی جماعت کے اندر منافقین ان  
 کو لمحہ بہ لمحہ واقعات سے باخبر رکھے ہوئے تھے۔ اس طرح ان کا حوصلہ بلند ہوتا چلا گیا اور  
 ان کی کامیابی کے لیے منافقین اسلام تدبیر کرنے میں مصروف عمل تھے۔

بالآخر ایک وقت آیا کہ مشرکین سیکڑوں میل مسافت طے کرتے ہوئے مدینہ  
 کے اطراف کے پہاڑوں پر پہنچ گئے۔ ادھر جناب رسالت مآب کی سربراہی میں ایک  
 ہزار جنگجو کی جمیعت احد پہاڑ کے لیے روانہ ہوئی تھی تاکہ شہر کو محفوظ رکھا جائے اور اسلامی  
 تشخص جس کی آبیاری ابھی نسری میں تھی اس کو بچایا جائے۔ ابھی سفر کا آغاز ہوا تھا کہ  
 افواج میں پھوٹ پڑ گئی اور عبداللہ بن ابی کی قیادت میں تین سو کی تعداد میں افراد الگ  
 ہو گئے اور کہنے لگے کہ ہم اپنی خواتین کو بیوہ اور بچوں کو یتیم اور آئندہ نسلوں کو ختم نہیں  
 کر سکتے فوج اسلامی پر پہلی یہ چال اور وار کر کے بددل کرنا چاہتے تھے۔ تاکہ کامیابی  
 کے ذریعہ تک نہ پہنچ پائیں۔

دوسرا نقصان اس وقت ہوا جب آپ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے افواج کو

جس طرح دفاعی پوزیشن پر مامور کیا تھا اس حکمت عملی کی بنا پر اسلامی افواج کو لڑائی کے ابتدائی مرحلہ میں فتح مل چکی تھی اور دشمن عملاً شکست کھنا چکا تھا اور ان کے حوصلہ پست ہو چکے تھے۔ ادھر اسلامی افواج فتح کے نعرے بلند کرتے ہوئے دشمن کے مال و اسباب کے لیے ٹوٹ پڑے اور وہ حکمت عملی جس کی بنا پر اسلامی افواج کو فتح میں بدل دیا تھا اس بے عملی کی وجہ سے مخالف افواج نے خوب فائدہ اٹھایا اور بکھرے ہوئے لشکر پر دوبارہ حملہ آور ہو گئے اس طرح مسلمانوں کی فوج کو کامیاب فتح کے بعد شکست ہو گئی اور اس میں مالی نقصان کے ساتھ ساتھ جانوں کا بڑا ضیاع بھی ہوا۔ البتہ خیر خواہ صحابہ کرام اور بنو ہاشم کے شاہ سواروں نے خوب جم کر دشمنوں کا مقابلہ کیا اور اس گھمسان کے عالم میں آپ نبی شہید زخمی ہو گئے اور آپ کے ساتھ حضرت علی کرم اللہ وجہہ بھی اس جنگ میں شدید زخمی ہو گئے تھے۔ البتہ بنو ہاشم کے تاج، اللہ کے شیر اسلام کے محافظ سید الشہداء حضرت حمزہؓ شہید ہو گئے اور دشمن نے ان کے لاشہ کو اس طرح پا مال کیا کہ ان کے جسم کے گوشت کو بھی چبانے لگے۔ اس میں صحابہ کرام کی بڑی تعداد شہید ہو گئی۔ اور جنگ بند ہو گئی۔ اس عظیم نقصان کے بعد جب آپؐ آبائی ماندہ لشکر کے ساتھ مدینہ کی طرف واپس لوٹے تو شہداء کے درتاء نے استقبال کیا۔ ان میں حضرت حمزہؓ کی بیٹی بھی تھی۔ اس پر صاحب مدارج النبوة نے یوں تحریر کیا:

مردی ہے کہ جب مصیبت زدگان حضورؐ کے استقبال کے لیے باہر نکلے تھے تو قاطمہؓ دختر حضرت حمزہؓ راستہ کے کنارے کھڑے ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لشکر کو دیکھ رہی تھیں۔ جو جوق در جوق لوگ آتے تھے۔ حضرت قاطمہؓ اس میں اپنے والد حضرت حمزہؓ کی تلاش کرتی تھیں مگر لوگوں میں وہ نظر نہیں آئے۔ حضرت صدیقؓ سے انہوں نے دریافت کیا میرے والد کہاں ہیں۔؟ میں ان کو اس لشکر میں نہیں دیکھ رہی ہوں؟ حضرت صدیقؓ کا دل بھرا آیا اور چشم پر نم ہو گئیں۔ آپ نے فرمایا: ابھی

رسول خدا تشریف لاتے ہیں۔ جب سید عالم تشریف لائے تو اپنے والد کو حضور کے ساتھ بھی نہ دیکھا۔ سواری کی نگام تمام کر عرض کرنے لگی: یا رسول اللہ میرے والد کہاں ہیں؟ فرمایا: تمہارا والد میں ہوں! عرض کیا: یا رسول اللہ! اس کلام مبارک سے خون کی بو آ رہی ہے۔ اور ان کے آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ صحابہ کرام کے بھی آنسو نکل آئے۔ اس کے بعد قاطمہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ میرے والد کی شہادت کی کیفیت بیان فرمائیں۔ فرمایا: اے بیٹی! اگر ان کی کیفیت بیان کروں تو تمہارا دل قابو میں نہ رہے گا اس سے قاطمہ کی چیخ نکل گئی۔

ابن مسعود کہتے ہیں:

مارثینا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
باکیا اشد من بکاء علی حمزہ .

”ہم نے حضرت رسول خدا کو اتاروتے ہوئے کبھی نہیں دیکھا تھا جتنا وہ حضرت حمزہ پر روتے تھے۔“ (کنز اسیرت حلیہ)

آپ ۲۲ شوال کو روز شنبہ مدینہ کی طرف مراجعت فرما ہوئے۔ جب انصار کے محلہ سے (اوائل شب میں) گزرے تو خواتین کے رونے اور نوحہ و ماتم کی آوازیں سنیں جو احد میں شہید ہونے والے عزیزوں پر گریہ و بکا کر رہی تھیں۔ یہ سن کر پیغمبر کی آنکھوں میں آنسو آگئے تھے اس پر مولانا شبلی نعمانی لکھتے ہیں:

”غزوہ احد کے بعد جب آپ مدینہ تشریف لائے تو تمام مدینہ ماتم کدہ تھا۔ آپ جس طرف سے گزرتے تھے گھر گھر شہیدوں کا ماتم برپا تھا۔ مستورات اپنے اپنے شہیدوں پر نوحہ کر رہی تھیں۔ یہ دیکھ کر آپ کا دل بھر آیا اور فرمایا: حمزہ کا کوئی نوحہ خواں نہیں؟“

طبری لکھتے ہیں:

”رسول اللہؐ جب بنی عبد الاہمیل اور ظفر انصاری کے گھر سے گزارے۔ آپ نے وہاں نوحہ و بکا کا شور سنا تھا جو وہ اپنے مقتولوں پر کر رہے تھے۔ خود آپ کی آنکھیں اشکوں سے ڈبڈبا گئیں اور گریہ طاری ہو گیا، پھر فرمایا: لیکن حمزہؓ پر رونے والا کوئی نہیں؟ (فوراً سن کر) جب سعد بن معاذ اور اسید بن حضیر بنو عبد الاہمیل کے خاندان کے گھر آئے انہوں نے ان کی عورتوں سے کہا کہ تم چادریں اوڑھ کر چلا اور رسول اللہؐ کے چچا پر نوحہ کرو۔“

سیرت ابن ہشام کہتے ہیں:

ولکن حمزہ لا بواکی له.

”لیکن ہائے افسوس حمزہؓ پر رونے والی عورتیں نہیں۔“

جب سعد بن معاذ اور اسید بن حضیر بنو الاہمیل کے مکان کی طرف لوٹے تو انہوں نے اپنی عورتوں سے کہا کہ جائیں اور رسول اللہؐ کے چچا پر نوحہ کریں۔ ابن اسحاق نے کہا: مجھ سے حکیم بن حکیم بن حنیف نے بنو عبد الاہمیل کے ایک شخص کا ایک قول نقل کرتے ہوئے کہا: رسول اللہؐ نے حمزہؓ پر عورتوں کے رونے کی آواز سنی تو آپ باہر (گھر سے) آئے۔ وہ مسجد کے دروازے ہی پر نوحہ کر رہی تھیں۔ آپ نے فرمایا: اللہ تم پر رحم فرمائے تم واپس چلی جاؤ۔ تم نے اپنی طرف سے تسلی کا حق ادا کیا ہے۔

مولانا عبدالحق دہلوی لکھتے ہیں:

پھر حضورؐ نے دعا کی اور فرمایا:

رضی اللہ تعالیٰ عنک و عن اولادک

واولاد اولادک.

”اللہ تعالیٰ تم سے اور تمہاری اولاد کی اولاد سے راضی ہو۔“

واقدی کہتا ہے: پھر یہ مدینہ میں روایت پیدا ہو گئی کوئی اپنے پر نہ روئے جب تک

اس کا آغاز حضرت حمزہؓ کے نام سے نہ ہو۔ اس واقعہ پر جو حجیت قائم ہوئی اس کا خلاصہ بیان کیا جاتا ہے۔

### قانون

- آپ نے خواہش ظاہر کی جو حکم کا مقام رکھتا ہے کہ حضرت حمزہؓ پر روایا جائے۔
- اصحابہ کرام انصار نے اس حکم کو بجالانے کے لیے اپنی خواتین کو گھروں سے لائے۔
- خواتین نے پاک نبی کریمؐ کے گھر حضرت حمزہؓ کے نام سے محاسن بیان کرتے ہوئے ماتم اور نوحہ کیا۔
- نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول، فعل اور تقریر حجت ہے۔
- شہداء پر عزیز واقارب کی آہ بکاء اور نوحہ خوانی کرنے پر آپ نے جائز قرار دیا۔
- حضرت حمزہؓ کا نوحہ (مرثیہ، اور مناقب جو غم کے موقعہ پر کیے اور پڑھے جاتے ہیں) کی آواز نہ سنا تو حکم دیا کہ ان پر بھی نوحہ اور مرثیہ کیا جائے۔
- آپ نے حضرت حمزہؓ کے نوحہ خواں عورتوں اور ان کی اولادوں پر دعائے خیر کی۔
- مدینہ میں یہ روایت بن گئی کہ جب کبھی کوئی ایسا واقعہ ہوتا تو حضرت حمزہؓ کے نام سے آہ و بکاء اور نوحہ سے آغاز کیا جاتا تھا، جب کہ آپ بھی تبلیغ دین میں مصروف بہ عمل تھے۔

### استنباط حکم

- \* پاک نبی کے قول، فعل اور تقریر سے دین کا حکم مستنبط ہوتا ہے۔
- \* نوحہ اور گریہ کم حکم جائز ہونے کی علت ہے۔
- \* انصار کی خواتین کے عمل کو پسند کیا جو حکم تقریری ہے۔
- \* انصار کی روایت کہ جب کوئی شہید کی خبر یا لاش آتی تو اس پر نوحہ اور ماتم میں جو محاسن اور خوبیاں کی جانا مطلوب ہوئیں ان اس کا آغاز حضرت حمزہؓ سے کرتے



تھے۔

- ❁ نام لے کر گریہ اور نوحہ کرنا حضرت یعقوبؑ نبی کا حضرت یوسفؑ پر اور پاک نبیؐ کا حضرت حمزہؓ پر جائز کا حکم ہے۔ اس طرح امام حسینؑ کا نام لے کر گریہ اور نوحہ کرنا حکم استنباط کرتے ہوئے جائز اور مستحسن عمل ہے۔
- ❁ امام حسینؑ سید الشہداء کا ہر سال گریہ و بکاہ کرنا عمل تسلسل کا حصہ ہے۔
- ❁ اس میں اللہ تعالیٰ سے خیر کی توقع اور اجر و ثواب اور خیر و برکت کے موجب ہیں۔
- ❁ شہداء کی یاد کا عمل جاری رکھا جانا چاہیے تاکہ جہاد کے لیے ہر ایک کا خون گرم رہے باوقت ضرورت شوق شہادت کا جذبہ غالب رہے۔

### روایات کتب اہل سنت

سیرت ابن ہشام

[بُكَاءُ نِسَاءِ الْأَنْصَارِ عَلَى حَمْزَةَ] قَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ : وَ مَرَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِدَارِ مِنْ دُورِ الْأَنْصَارِ مِنْ بَنِي عَبْدِ الْأَشْهَلِ وَظَفَرٍ فَسَمِعَ الْبُكَاءَ وَالتَّوَائِجِعَ عَلَى قَتْلِهِمْ فَذَرَفَتْ عَيْنَا رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَكَى ، ثُمَّ قَالَ لَكِنَّ حَمْزَةَ لَا بَوَائِي لَهُ فَلَمَّا رَجَعَ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ وَأَسِيدُ بْنُ حُصَيْنٍ إِلَى دَارِ بَنِي عَبْدِ الْأَشْهَلِ أَمَرَا نِسَاءَهُمْ أَنْ يَتَحَرَّمْنَ ثُمَّ يَذْهَبْنَ فَيَبْكِينَ عَلَى عَمِّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ . قَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ : حَدَّثَنِي حَكِيمُ بْنُ حَكِيمٍ عَنْ عَبَادِ بْنِ حُتَيْفٍ عَنْ بَعْضِ رِجَالِ بَنِي

عَبْدِ الْأَشْهَلِ قَالَ لَمَّا سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُكَاءَهُنَّ عَلَى حَمْزَةَ خَرَجَ  
عَلَيْهِنَّ وَهُنَّ عَلَى بَابِ مَسْجِدِهِ يَبْكِينَ عَلَيْهِ  
فَقَالَ ارْجِعْنَ يَرْحَمَكُنَّ اللَّهُ فَقَدْ آسَيْتُنَّ  
بِأَنْفُسِكُنَّ. (صفحہ: ۹۸، جلد: ۳، خواتین کا نوحہ و بکا)

”ابن اسحق نے کہا: جب رسول اللہ بنوعبدالاشہل اور بنو ظفر سے تعلق رکھنے والے انصاریوں کے ایک مکان کے پاس سے گزرے تو آپ نے عورتوں کو اپنے شہداء پر نوحہ و بکا کرتے ہوئے سنا۔ آپ کی چشمہائے مبارک سے بھی آنسو گھل پڑے۔ پھر آپ نے فرمایا لیکن کاش کہ کوئی حمزہ پر رونے والی عورتیں بھی ہوتیں؟ جب سعد بن معاذ اور اسید بن حضیر بنوالاشہل کے مکان کی طرف لوٹے تو انھوں نے اپنی عورتوں سے کہا کہ جائیں اور رسول اللہ کے چچا پر نوحہ کریں۔ ابن اسحاق نے کہا: مجھ سے حکیم بن حکیم بن حنیف نے بنوعبدالاشہل کے ایک شخص کا ایک قول نقل کرتے ہوئے کہا: رسول اللہ نے حمزہ پر عورتوں کے رونے کی آواز سنی تو آپ باہر (گھر سے) آئے۔ وہ مسجد کے دروازے ہی پر نوحہ کر رہی تھیں۔ آپ نے فرمایا: اللہ تم پر رحم فرمائے۔ تم واپس چلی جاؤ۔ تم نے اپنی طرف سے تسلی کا حق ادا کیا ہے۔ (مترجم عبدالجلیل صدیقی صفحہ: ۸۳، جلد: ۲)

للغازي واقدي

وَأَقْبَلَ حَتَّى نَزَلَ بَيْتِي حَارِثَةَ يَبِينَا حَتَّى  
طَلَعَ عَلَى بَنِي عَبِيدِ الْأَشْهَلِ وَهُمْ يَبْكُونَ عَلَى  
فَتَلَاهُمْ فَقَالَ لَكِنَّ حَمْزَةَ لَا بَوَاكِي لَهُ.

فَخَرَجَ النِّسَاءُ يَنْظُرْنَ إِلَى سِلَاحَةِ رَسُولِ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانَتْ أُمُّ عَامِرٍ  
الْأَشْهَلِيَّةُ تَقُولُ قِيلَ لَنَا قَدْ أَقْبَلَ النَّبِيُّ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ فِي التَّوَجُّعِ عَلَى قَتْلَانَا.  
فَخَرَجْنَا فَتَنْظَرْتُ إِلَيْهِ فَإِذَا عَلَيْهِ الدَّرْعُ كَمَا  
هِيَ فَتَنْظَرْتُ إِلَيْهِ فَقُلْتُ: كُلُّ مُصِيبَةٍ بَعْدَكَ  
جَلَلٌ.

للغازي الواقدي

وَمَضَى سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ مَعَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ إِلَى بَيْتِهِ ثُمَّ رَجَعَ إِلَى نِسَائِهِ فَسَاقِهِنَّ  
وَلَمْ تَبْقُ امْرَأَةٌ إِلَّا جَاءَ بِهَا إِلَى بَيْتِ رَسُولِ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَكَيْنَ بَيْنَ  
الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ . وَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى فَرَغَ مِنَ التَّوْمِ لِغُلَّتِ  
اللَّيْلُ فَسَمِعَ الْبُكَاءَ فَقَالَ مَا هَذَا ؟ فَقِيلَ  
نِسَاءُ الْأَنْصَارِ يَبْكِينَ عَلَى حَمْزَةٍ . فَقَالَ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَضِيَ اللَّهُ  
عَنْكُنَّ وَعَنْ أَوْلَادِكُنَّ وَأَمَرْنَا أَنْ تُرَدَّ إِلَى  
مَنَازِلِنَا . قَالَتْ فَرَجَعْنَا إِلَى بُيُوتِنَا بَعْدَ لَيْلٍ  
مَعَنَا رِجَالُنَا ، فَمَا بَكَتْ مِنَّا امْرَأَةٌ قَطُّ إِلَّا  
بَدَأَتْ بِحَمْزَةٍ إِلَى يَوْمِنَا هَذَا [ص 313] جلد [1]

(باب سلام النبی واصحابہ علی الشهداء)

”(مشترکہ) پاک نبی اکرمؐ جب احد سے واپس مدینہ پہنچے تو

انصار کے مرد و خواتین اپنے مقبولوں پر نوحہ خوانی کر رہے تھے۔ آپ نبی کریمؐ نے فرمایا: ”کاش کہ میرے چچا حضرت حمزہؓ پر بھی کوئی روتا“ پس عورتیں گھروں سے نکل کر پاک نبی کریمؐ کے گھر گئیں۔ دوسری روایت میں ہے کہ سعد بن معاذ آپ کے ساتھ تھے۔ پھر سعد اپنے خاندان کی سب عورتوں لے کر نبی اکرمؐ کے گھر آئے تو خواتین نے مغرب اور عشاء کے درمیان تک نوحہ اور گریہ کیا۔ آپ جب نیمہ سے بیدار ہوئے جو رات کا تیسرا پہر تھا۔ پھر آپ نے آہ و بکاء کو سنا اور پوچھا: یہ کیا ماجرا ہے؟ بتایا گیا کہ یہ انصار کی عورتیں حضرت حمزہؓ پر آہ و بکاء کر رہی ہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ راضی ہو گیا ان خواتین پر اور ان کی اولادوں پر۔ خواتین کو حکم ہوا کہ اب آپ اپنے اپنے گھروں کی طرف جائیں پھر ہم خواتین اپنے مردوں کے ساتھ رات کے وقت گھروں کی جانب پلٹ گئیں۔ پھر یہ مدینہ میں روایت پیدا ہوئی کہ کوئی اپنے مردے پر نہ روئے جب تک اس پر رونا کا حضرت حمزہؓ کے نام سے شروع نہ کیا گیا ہو۔“

### تاریخ طبری

قال: و مر رسول الله صلى الله عليه وسلم بدار من دور الأنصار من بني عبد الأشهل وظفر، فسمع البكاء والنوائح على قتلاهم، فذرفت عينا رسول الله صلى الله عليه وسلم فبكي ثم قال: لكن حمزة لا يواكي له! فلما رجع سعد بن معاذ وأسيد بن حضير إلى دار بني عبد الأشهل أمر نساءهم أن

یتحزمن ثم یدھین فیبکین علی عم رسول  
اللہ باب غزوہ احد ص (۴۸۱) ج (۱)۔

”رسول اللہ جب بنی عبدالمہمل اور ظفر انصاری کے گھر سے  
گزرے۔ آپ نے وہاں نوحہ و بکاء کا شور جو وہ اپنے مقتولوں پر  
کر رہے تھے۔ خود آپ کی آنکھیں اٹھکوں سے ڈبڈبائیں اور  
گریہ طاری ہو گیا پھر فرمایا لیکن حمزہؓ پر رونے والا کوئی نہیں۔  
جب سعد بن معاذ اور اسید بن خفیر بنو عبدالمہمل کے خاندان  
کے گھر آئے تو انہوں نے ان کی عورتوں سے کہا کہ تم چادریں  
اڑھ کر جلاؤ اور رسول اللہ کے چچا پر نوحہ کرو۔“

(مترجم محمد ابراہیم ایم اے ندوی)

### تاریخ کامل

ومر رسول اللہ، صلی اللہ علیہ وسلم،  
بدار من دور الأنصار فسمع البکاء  
والنوائح، فذرفت عیناه فبکی وقال: لکن  
حمزة لا بواکی له! فرجع سعد بن معاذ إلی  
دار عبد الأشهل فأمر نساءهم أن یدھین  
فیبکین علی حمزة ص (۴۹۸) ج (۱)

”پاک نبی اکرمؐ جب جنگ احد کے بعد شہر مدینہ پہنچ پائے تو  
دیکھا کہ انصار کے گھروں سے (اپنے اپنے شہداء پر) نوحہ اور  
آہ بکاء کی آوازیں آرہی تھیں۔ تب بے اختیار آپ کی آنکھوں  
سے آنسو جاری ہوئے اور رو پڑے اور فرمایا: ”کاش میرے  
چچا حمزہؓ پر بھی رونے والا ہوتا۔“ تب سعد بن معاذ عبدالمہمل  
قبیلہ کی طرف لوٹے اور ان سب عورتوں کو لے کر پاک نبی اکرمؐ

کے پاس چلے آئے۔ آنہوں نے اپنی عورتوں کو حکم کیا کہ آپ پاک نبی کریم کے گھر جائیں اور حضرت حمزہؓ پر نوحہ خوانی اور آہ دہکا کریں۔“

تاریخ السلام

وقال لما سمع البكاء : لكن حمزة لا بواكي له. واستغفر له فسمع ذلك سعد بن معاذ وابن رواحة وغيرهما فجمعوا كل نائحة وبأكية بالمدينة فقالوا : والله لا تبكين قتلى الأنصار حتى تبكين عم رسول الله . فلما سمع رسول الله صلى الله عليه وسلم بالبكاء قال : ما هذا قال : فأخبر فاستغفر لهم وقال لهم خيرا (٢١٠) (١) باب غزوه احد.

”جب آپ نبیؐ جنگ کی فراغت کے بعد شہر مدینہ تشریف لائے آپ نے آہ دہکا کو سنا لیکن حضرت حمزہؓ پر کوئی گریہ دہکا نہیں کر رہا تھا۔ آپ نے ان کے لیے استغفار کیا جب یہ بات سعد بن معاذ اور ابن رواحہ نے سنی تو پھر نوحہ خواں حضرات کو جمع کیا اور حضرت حمزہؓ پر گریہ اور نوحہ کیا پھر اللہ کی قسم جب بھی کسی پر گریہ کیا جاتا تو انصار کی خواتین حضرت حمزہؓ کے نام سے شروع کرتی تھیں۔ پس جب رسول اللہؐ آہ دہکا کو تو آپ نے سنا فرمایا: یہ کیا ہے تب ان کی خبر کی تو آپ نے ان کے لیے کلمہ خیر کہا۔“

تاریخ ابن کثیر البدایہ والنہایہ

قال ابن إسحاق : و مر رسول الله صلى الله عليه وسلم بدار بني عبد الأشهل فسمع

البكاء و النوائح على قتلاهم فذرفت عينا رسول الله صلى الله عليه و سلم ثم قال: [لكن حمزة لا بواكي له] فلما رجع سعد بن معاذ و أسيد بن الحضير إلى دار بني عبد الأشهل أمرا نساءهن أن يتحزمن ثم يذهبن فيبيكين على عم رسول الله صلى الله عليه و سلم.

فحدثني حكيم بن حكيم بن عباد بن حنيف عن بعض رجال بني عبد الأشهل قال: لما سمع رسول الله صلى الله عليه و سلم بكاءهن على حمزة خرج عليهن و هن في باب المسجد يبكين فقال:

[ارجعن يدحكمن الله فقد آسيتن بأنفسكن] ص (۹۴) ج (۲)

”رسول اللہؐ جب بنی عبد الأشهل اور ظفر انصاری کے گھر سے گزرے۔ آپؐ نے وہاں نوحہ و بکاء کا شور سنا جو وہ اپنے مقتولوں پر کر رہے تھے۔ اس پر آپؐ کی آنکھیں اشکوں سے ڈبڈبائیں اور گریہ طاری ہو گیا پھر فرمایا: ”لیکن حمزہؓ پر رونے والا کوئی نہیں؟“ جب سعد بن معاذ اور اسید بن حفیر بنو عبد الأشهل کے خاندان کے گھر آئے تو انہوں نے ان کی عورتوں سے کہا کہ تم چادریں اوڑھ کر جلا اور رسول اللہؐ کے چچا پر نوحہ کرو، تب آپؐ گھر سے نکلے اور خواتین مسجد کے دروازے پر (نوحہ خوانی اور مرثیہ) آہ و بکاء کر رہی تھیں۔ آپؐ نے فرمایا: پلٹ جائیں۔ آپؐ پر اللہ تعالیٰ رحم کرے آپؐ نے تعزیت کا حق

ادا کیا ہے۔“

تاریخ ابن کثیر

زید حدثني نافع عن ابن عمر ان رسول  
الله صلى الله عليه وسلم لما رجع من أحد  
فجعل نساء الانصار يبكين على من قتل  
من أزواجهن قال فقال رسول الله صلى الله  
عليه وسلم ولكن حمزة لا بواكي له قال  
ثم نام فاستنبه وهن يبكين قال فهن اليوم  
اذا يبكين يندبن حمزة وهذا على شرط  
مسلم.

”ابن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ جب آپ نبی کریمؐ احد سے  
مدینہ پہنچے تو انصار کی خواتین اپنے مقتولین (شوہروں) پر گریہ کر  
رہی تھیں۔ تب آپ نے فرمایا: کاش کہ کوئی میرے چچا حمزہؓ پر  
بھی گریہ کرنے والا ہوتا؟ پھر آپ آرام کرنے لگے۔ جب آپ  
بیدار ہوئے اسی اثنا میں انصار کی خواتین نے آپ کے گھر آ کر  
گریہ کیا۔ اس کے بعد جب بھی یہاں گریہ ہوتا تو حضرت حمزہؓ  
سے شروع ہوتا۔“

تاریخ ابن کثیر

وقال موسى بن عقبة ولما دخل رسول الله  
صلى الله عليه وسلم أزقة المدينة اذا  
النوح والبكاء في الدور قال ما هذا قالوا  
هذه نساء الانصار يبكين قتلاهم فقال  
لكن حمزة لا بواكي له واستغفر له فسمع



ذلك سعد بن معاذ بن عبادۃ ومعاذ بن جبل وعبد الله بن رواحة فمشوا الى دورهم فجمعوا كل نائحة باكية كانت بالمدينة فقالوا والله لا تبكين قتلى الانصار حتى تبكين عم النبي صلى الله عليه و سلم فإنه قد ذكر أنه لا بواكي له بالمدينة وزعموا ان الذي جاء بالنوائح عبد الله بن رواحة فلما سمع رسول الله صلى الله عليه و سلم قال ما هذا فأخبر بما فعلت الانصار بنسائهم فاستغفر لهم وقال لهم خيرا.

”موسیٰ بن عقبہ روایت کرتے ہیں کہ پاک نبی کریمؐ غم زدہ مدینہ میں داخل ہوئے تو لوگوں (صحابہ) کے گھروں میں نوحہ اور گریہ کی آوازیں سنائی دی۔ آپ نے دریافت کیا یہ کیا عمل ہے؟ صحابہ نے کہا: یہ انصار کی خواتین ہیں جو اپنے اپنے مقتولین (شہیدوں) پر نوحہ اور گریہ کر رہی ہیں۔ تب آپ نے فرمایا کہ کاش میرے چچا حمزہؓ پر کوئی گریہ کرنے والا ہوتا؟ اور ان پر استغفار کیا جائے۔ جب یہ فرمان وحی زبانِ مصطفیٰ سے جاری ہوا تو سعد بن معاذ، معاذ بن جبل اور عبد اللہ بن رواحہ اپنے اپنے گھروں میں گئے (مقتولوں کے گھروں سمیت) تو نوحہ خواں اور گریہ کرنے والیوں کو پاک نبی کریمؐ کے گھر جمع کیا (اور نوحہ اور ماتم کیا)۔ پھر صحابہ نے کہا کہ خدا کی قسم یہ انصار کی خواتین نے اپنے مقتولین پر کبھی بھی ماتم نہیں کیا جب

تک پاک نبی کریمؐ کے چچا حمزہؓ پر ماتم سے آغاز نہ کیا ہو۔ اور جو ذکر ہوا ہے کہ لا بوا کی لہ مدینہ میں تھا جب عبد اللہ بن رواحہ کی سربراہی میں نوحہ خواں آئے اور آپ نے سماعت فرمایا: آپ نے پوچھا یہ کون؟ بتایا گیا: یہ انصار اپنی خواتین کے ساتھ ہیں جنہوں نے حضرت حمزہؓ پر نوحہ خوانی اور ماتم کیا تھا، پھر آپ نے ان کے لیے دعا استغفار اور کلمہ خیر کی دعا فرمائی۔“

### مدارج النبوت۔

جب رسول اللہؐ مدینہ منورہ تشریف لائے تو اکثر انصار کے گھر وں سے عورتوں کے رونے کی آواز سماعت فرمائی مگر حضرت حمزہؓ کے گھر سے رونے کی آواز نہ سنائی دی۔ فرمایا: لکن حمزہ لا بوا کی لہ مطلب یہ کہ حضرت حمزہؓ کے لیے کوئی عورت رونے والی نہیں ہے، انصار نے جب یہ بات سنی تو انہوں نے اپنے عورتوں سے کہا کہ پہلے حضرت حمزہؓ کے گھر جاؤ اور ان کے لیے رو اس کے بعد گھر آ کر اپنے شہیدوں کے لیے رو۔ انصار کی عورتیں شام اور سونے کے وقت کے درمیان حضرت حمزہؓ کے گھر آئیں اور آدھی رات تک ان کے لیے روتی رہیں۔ حضورؐ خواب گاہ میں تشریف لے جا چکے تھے۔ جب بیدار ہوئے تو حضرت حمزہؓ کے گھر سے عورتوں کے رونے کی آوازیں سماعت فرمائیں دریافت فرمایا: یہ کسی آوازیں ہیں؟ عرض کیا گیا یہ آپ کے چچا پر انصار کی عورتوں کے رونے کی آوازیں ہیں۔ پھر حضورؐ نے دعا کی اور فرمایا: رضی اللہ تعالیٰ عنکمن وعن اولادکمن واولادکمن واولادکمن۔ ”اللہ تعالیٰ تم سے اور تمہاری اولاد کی اولاد سے راضی ہو۔“

## طبقات الکبریٰ ابن سعد

وسمع رسول الله، صلى الله عليه وسلم،  
البكاء في بني عبد الأشهل على قتلهم،  
فقال رسول الله، صلى الله عليه وسلم:  
لكن حمزة لا بواكي له فسمع ذلك سعد بن  
معاذ فرجع إلى نساء بني عبد الأشهم  
فساقهن إلى باب رسول الله، صلى الله عليه  
وسلم، فبكين على حمزة، فسمع ذلك رسول  
الله، صلى الله عليه وسلم، فدعا هن  
وردهن، فلم تبك امرأة من الأنصار بعد  
ذلك إلى اليوم على ميت إلا بدأت بالبكاء  
على حمزة ثم بكت على ميتها.

”جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہنچ کر زمان بنی عبد الاہل کا رونا سنا جو کہ اپنے مقتولین کو رو رہی تھیں تو آپ نے فرمایا افسوس حمزہ کا کوئی رونے والا نہیں ہے؟ یہ سن کر سعد ابن معاذ صحابی زمان بن عبد الاہل کے پاس گئے اور ان کو پاک نبی کے گھر لائے۔ چنانچہ انہوں نے وہاں آ کر حضرت حمزہ پر نوحہ و بکا کیا۔ جسے سن کر پیغمبر نے ان عورتوں کے لیے دعائے خیر کی۔ ان کو ان کے گھروں کی جانب واپس فرمایا۔ پس اس کے بعد انصار کی عورتوں میں سے کوئی ایسی نہیں تھی جو پیغمبر حضرت حمزہ پر نوحہ کیے ہوئے اپنے میت کے لیے روتی۔“

## طبقات الکبریٰ ابن سعد

وقال عبد الملك بن عمرو في حديثه عن

زھیر بن محمد: وقال بارک اللہ علیکن  
وعلی اولادکن وعلی اولاد اولادکن،  
وقال عبد اللہ بن مسلمة فی حدیثہ عن  
عبد العزیز بن محمد: رحمکن اللہ ورحم  
اولادکن وأولاد اولادکن.

”پھر حضورؐ نے دعا کی اور فرمایا: رضی اللہ تعالیٰ  
عنکن و عن اولادکن واولاد اولاد کن۔  
”اللہ تعالیٰ تم سے اور تمہاری اولاد کی اولاد سے راضی ہو۔“

#### طبقات الکبریٰ

ابن سعد قال: أخبرنا محمد بن عبد الله  
الأنصاري قال: أخبرنا محمد بن عمرو قال:  
أخبرنا محمد بن إبراهيم قال: مر رسول  
الله، صلى الله عليه وسلم، حين انصرف  
من أحد، وبنو عبد الأشهل نساؤهم يبكين  
على قتلاهم، فقال رسول الله، صلى الله  
عليه وسلم: لكن حمزة لا يواكي له. فبلغ  
ذلك سعد بن معاذ، فساق نساءه حتى جاء  
بهن إلى باب المسجد يبكين على حمزة.  
قالت: عائشة: فخرجنا إليهن نبيكي معهن،  
فنام رسول الله، صلى الله عليه وسلم،  
ونحن نبيكي ثم استيقظ فضلى صلاة العشاء  
الآخرة، ثم نام ونحن نبيكي، ثم استيقظ  
فسمع الصوت فقال: ألا أراهن ها هنا إلى

الآن؟ قولوا لمن فليرجعن، ثم دعا لمن  
ولأزواجهن ولأولادهن،

”رسول اللہ جب غزوہٴ احد سے پلٹے اور بنی عبدالاشہل کے گھروں سے گزرے آپ نے وہاں نوحہ و بکاء کا شور سنا جو وہ اپنے مقتولین پر کر رہی تھیں۔ اس پر آپ کی آنکھیں اشکوں سے ڈبڈبائیں اور گریہ طاری ہو گیا پھر فرمایا: لیکن حمزہؓ پر رونے والا کوئی نہیں؟ جب یہ خبر سعد بن معاذ تک پہنچی تو وہ رونے والی خواتین کو بلے کر مسجد کے دروازے پر لے آئے، تاکہ حضرت حمزہؓ پر رویا جائے۔ حضرت عائشہؓ زوجہٴ خیمبر اسلام کہتی ہیں: ہم بھی گھروں سے نکلی تھیں تاکہ رونے والوں کے ساتھ رویا جائے۔ آپ نبی کریمؐ سو گئے جب کہ ہم حالت گریہ میں مصروف تھیں۔ پھر پاک نبی کریمؐ جاگے اور نماز عشا پڑھی اور پھر آرام کرنے لگے اور ہم بدستور حالت گریہ میں تھیں۔ جب آپ جاگے اور آوازوں کو سنا تو فرمایا کہ آپ ابھی تک حالت گریہ میں مصروف ہیں؟ پھر آپ نے ان کو پلٹ جانے کا اس دعا کے ساتھ رخصت کیا کہ صحابہ کی ازواج اور ان کی اولادوں کے لیے اللہ تعالیٰ راضی ہو۔“

طبقات الکبریٰ ابن سعد

قال: أخبرنا محمد بن إسماعيل بن أبي  
فديك قال: قال أخبرنا محمد بن أبي حميد  
عن بن المنكدر قال: أقبل رسول الله، صلى  
الله عليه وسلم، من أحد، فمر على بني  
عبد الأشهل، ونساء الأنصار يبكين على

ہلکھن یندبنہم، فقال رسول اللہ، صلی اللہ علیہ وسلم: لکن حمزة لا یوآکی لہ، قال فدخل رجال من الأنصار علی نساءہم فقالوا: حولن بکاءکن وندبکن علی حمزة.

”رسول اللہ جب غزوہ احد سے پلٹے اور نبی عبدالامہل کے گھروں سے گزرے۔ آپ نے وہاں سنا کہ نوحہ و بکاء کا شور تھا جو خواتین وہ اپنے متقولین پر گریہ اور ندبہ کر رہی تھیں اس پر آپ کی آنکھیں اشکوں سے ڈبڈبائیں اور گریہ طاری ہو گیا پھر فرمایا لیکن حمزة پر رونے والا کوئی نہیں؟ پھر انصار کے مرد اپنے عورتوں کے پاس گئے اور کہا کہ آپ جائیں اور ارد گرد کا دائرہ بنا کر حضرت حمزة پر ندبہ اور گریہ (ماتم) کریں۔“

طبقات ابن سعد

وبصکت الأنصار علی قتلاہم فسمع ذلك رسول اللہ، صلی اللہ علیہ وسلم، فقال: لکن حمزة لا یوآکی لہ. فجاء نساء الأنصار إلی باب رسول اللہ، صلی اللہ علیہ وسلم، فبکین علی حمزة فدعا لهن رسول اللہ، صلی اللہ علیہ وسلم، وأمرهن بالانصراف؛ فہن إلی الیوم إذا مات المیت من الأنصار بدأ النساء فبکین علی حمزة ثم بکین علی میتہن. (۱۶، ۲) غزوہ احد.

”پاک نبی کریم احد پہاڑ سے واپس مدینہ پہنچے تو دیکھا کہ انصار

کے مرد اپنے شہید مقتولوں پر گریہ کر رہے تھے۔ جب یہ آوازیں پاک نبی کریمؐ کے کانوں تک پہنچی تو فرمایا: کاش چچا حمزہؓ پر بھی کوئی گریہ و بکاہ کرنے والا ہوتا؟ تب انصار کی خواتین پاک نبی کریمؐ کے گھر آئیں اور حضرت حمزہؓ کے نام لے کر گریا و ماتم کیا پھر ان خواتین کو عادی اور حکم دیا کہ واپس چلی جائیں۔ اس دن سنے جب کوئی انصار کے ہاں کوئی میت ہوتی تو وہ عورتیں حضرت حمزہؓ کا نام سنے کر ماتم کرتیں اور پھر اپنی میت پر گریہ و بکاہ کرتیں تھیں۔“

### سیرت نبوی شبلی نعمانی

”آحضرتؐ مدینہ میں تشریف لائے تو تمام مدینہ ماتم کدہ تھا۔ آپ جس طرف سے گزرتے تھے گھروں سے ماتم کی آوازیں آتی تھیں۔ آپ کو عبرت ہوئی کہ سب عزیز و اقارب ماتم داری کا فرض ادا کر رہے ہیں لیکن حمزہؓ کا کوئی لوحہ خواں نہیں ہے۔ رقت کی جوش میں آپ کی زبان سے بے اختیار نکلا۔

اما حمزہ فلا بوأکی لہ؟

”لیکن حمزہ کا کوئی رونے والا نہیں۔“

انصار نے یہ لفظ سنے تو تڑپ اٹھے۔ سب نے جا کر اپنی بیویوں کو حکم دیا کہ دولت کدہ پیغمبر اسلام پر جا کر حضرت حمزہؓ کا ماتم کرو۔ آنحضرتؐ نے دیکھا تو دروازہ پر پردہ نشین انصار کی بھینٹیں۔ اور حضرت حمزہؓ کا ماتم بلند تھا۔ ان کے حق میں دعائے خیر کی اور فرمایا: تمہاری ہمدردی کا شکر گزار ہوں۔“

استیعاب

وذكر الواقدي قال لم تبك امرأة من

الأنصار على ميت بعد قول رسول الله صلى  
الله عليه وسلم: " لكن حمزة لا بواكي له  
إلى اليوم ". إلا بدأت بالبكاء على حمزة ثم  
بكت ميتها

”واقدی نے ذکر کیا ہے کہ کسی عورت نے اپنی میت پر آہ و بکاء  
نہیں کیا۔ جب سے پاک نبی کریمؐ نے فرمایا تھا کہ کاش کہ جناب  
حمزہ شہید پر کوئی گریہ کرنے والا ہوتا۔ اولاً حضرت حمزہ کے نام پر  
گریہ کیا جاتا اس کے بعد اپنے میت پر گریہ کیا جاتا تھا۔“

سنن ابن ماجہ

حدثنا هارون بن سعيد المصري . حدثنا  
عبد الله بن وهب. أنبأنا أسامة بن زيد عن  
نافع عن ابن عمر.  
أن رسول الله صلى الله عليه وسلم مر  
بنساء عبد الأشهل يبكين هلکاهن يوم  
أحد. فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم  
(لكن حمزة لا بواكي له) فجاء نساء  
الأنصار يبكين حمزة ترجمه بالا ایضاً



## حوالہ جات

- (۱) سیرت ابن ہشام عبدالملک ابن ہشام باب غزوہ احد ص: ۹۸، ج: ۳، خواتین کانوحہ و بکاء۔
- (۲) المغازی واقدی ص: ۳۱۴، جلد: ۱، باب سلام النبی واصحابہ علی الشهداء۔
- (۳) تاریخ طبری ابن جریر طبری غزوہ احد ص: ۴۸۱، ج: ۱۔
- (۴) تاریخ کامل ابن اثیر جزوی غزوہ احد صفحہ: ۲۹۸، جلد: ۱۔
- (۵) تاریخ السلام شمس الدین ذہبی ص: ۲۱۰، ج: ۱۔
- (۶) تاریخ ابن کثیر باب غزوہ احد ص: ۴۸، ج: ۴، باب خرج النبی واصحابہ (احد)۔
- (۷) مدارج النبوت شیخ عبدالحق محدث دہلوی باب غزوہ احد ص: ۲۳۰، ج: ۲، ۷۔
- طبقات ابن سعد محمد بن سعد کاتب الواقدی باب حضرت حمزہ ص: ۱۱۱، ۱۸۔  
ج: ۳۔
- (۸) سیرت النبی مولانا شبلی نعمانی غزوہ احد جلد: ۱، صفحہ: ۲۳۳۔
- (۹) استیعاب فی معرفتہ الاصحاب ابن عبد البر باب حمزہ ابن عبد المطلب ص: ۱۱۰،  
ج: ۱۔
- (۱۰) تاریخ احمدی صفحہ: ۴۵۔
- (۱۱) اسد الغابہ ص: ۲۸۶، ج: ۱۔
- (۱) باب حمزہ بن عبد المطلب۔
- (۱۲) سنن ابن ماجہ کتاب الجنائزہ باب گریہ کی رخصت۔

## مکتب اہل بیت سے نوحہ و گریہ کی جوازیت

وسائل الشیعہ

وفي (كتاب إكمال الدين): عن أبيه ، عن سعد بن عبدالله، عن أحمد بن محمد بن عيسى، عن محمد بن إسماعيل بن بزيع، عن ظريف بن ناصح ، عن الحسين بن يزيد قال: ماتت ابنة لأبي عبدالله ( عليه السلام ) ففاح عليها سنة، ثم مات له ولد آخر ففاح عليه سنة، ثم مات إسماعيل فجزع عليه جزعا شديدا فقطع النوح، قال: ففاح لأبي عبدالله ( عليه السلام ): أيناح في دارك ۱۹ فقال إن رسول الله ( صلى الله عليه وآله ) قال لما مات حمزة: لكن حمزة لا بواكي له.

”حسین بن زید یہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی ایک بیٹی فوت ہوگئی۔ آپ نے اس پر ایک ماہ تک نوحہ کیا اور پھر ایک بیٹا فوت ہو گیا اس پر ایک سال تک نوحہ کیا پھر جب اسماعیل کا انتقال ہوا تو آپ نے سخت جزع کا اظہار کیا۔ ایک عرصہ کے بعد بند کر دی۔ آپ سے سائل نے سوال کیا کہ آپ نے گھر پر نوحہ کرایا؟ فرمایا: حضرت رسول خدا نے جناب

حمزہ کی شہادت پر فرمایا تھا: کیا میرے چچا حمزہ پر رونے والی کوئی عورت نہیں ہے (یہ امر جائز ہے۔)۔“

وسائل الشیعہ

وروی الشيخ زين الدين في (مسكن  
الفيواد) أن فاطمة (عليها السلام) ناحت  
على أبيها، وأنه أمر بالنوح على حمزة  
”شہید ثانی نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ کی وفات کے موقعہ  
پر جناب سیدہ فاطمہ زہراءؑ نے ان پر نوحہ کیا تھا اور جناب حمزہ  
”کی شہادت پر آنحضرتؐ نے نوحہ کیا تھا۔“

وسائل الشیعہ

محمد بن علي بن الحسين قال: لما انصرف  
رسول الله (صلى الله عليه وآله) من وقعة  
أحد إلى المدينة سمع من كل دار قتل من  
أهلها قتيل نوحا وبكاءاً ، ولم يسمع من  
دار حمزة عمه، فقال ( صلى الله عليه  
وآله): لكن حمزة لا بواكي له، فألى أهل  
المدينة أن لا ينوحوا على ميت ولا يبكوه  
حتى يبدؤوا بحمزة فينوحوا عليه ويبكوه ،  
فهم إلى اليوم على ذلك.

”پاک نبی اکرمؐ جب جنگ احد کے بعد شہر مدینہ پہنچے تو دیکھا  
کہ انصار کے گھر سے (اپنے اپنے شہداء پر) نوحہ اور آہ بکاکی  
آوازیں آرہی تھیں۔ تب بے اختیار آپ کی آنکھوں سے آنسو  
جاری ہوئے اور رو پڑے اور فرمایا: کاش میرے چچا حمزہؑ پر بھی

رونے والا ہوتا!) (تب سعد بن معاذ عبدالاشہل قبیلہ کی طرف  
 لوٹے اور ان سب عورتوں کو لے کر پاک نبی اکرم کے پاس چلے  
 آئے۔ انہوں نے اپنی عورتوں کو حکم دیا کہ آپ پاک نبی کے  
 گھر جائیں اور حضرت حمزہ پر نوحہ خوانی اور آہ و بکاء کریں۔“

اس کے بعد اہل مدینہ نے قسم کھائی کہ وہ اپنے کسی مرنے والے پر نوحہ نہیں کریں  
 گے اور نہ گریہ جب تک پہلے جناب حمزہ پر نہیں کریں گے اور وہ آج تک وہ اپنے عہد پر  
 قائم ہیں۔

وسائل الشیعہ علامہ الشیخ محمد بن الحسن الحر العاملی: کتاب الطہارۃ باب  
 دفن: ۸۸، ۷۰۔ مرنے والے پر گریا دینا اور نوحہ کرنے کی جوازیت صفحہ: ۲۸۹، ۳۱۴،  
 مترجم جلد: ۲۔ احادیث نمبر: [3516]2[3518]4[3662]

www.ziaraat.com  
 Sabeel-e-Sakina

## عائشہ صدیقہؓ نے اپنے والد حضرت ابوبکرؓ کی وفات پر نوحہ خوانی کی مجلس کا اہتمام کیا

حضرت عائشہ صدیقہؓ کا مقام و مرتبہ کسی سے پوشیدہ نہیں ہے۔ باب دوم: ۲۰ میں ان کے فضائل باب سوم میں ان کی خدمات تحریر کی جا چکی ہیں۔ ازواج میں سے آپ تنہا خاتون ہیں جس کا پاک نبی کریمؐ سے باکرہ کی حیثیت سے عقد ہوا تھا یہ سعادت بھی آپ ہی کو حاصل تھی۔ آپ کی بلوغت تو ہو چکی تھی مگر ابھی عقل شعور میں پختگی نہیں آئی تھی کہ شادی ہو گئی تھی۔ سیدہ خدیجہ الکبریٰؓ کی وفات تو آپ کے رخصتی عقد سے پانچ سال قبل ہو چکی تھی۔ حضرت خدیجہ الکبریٰؓ کے بعد آپ نبی کریمؐ کو آپ سے بہت پیار تھا۔ دیگر خواتین سے زیادہ وقت آپ نے پاک نبی کریمؐ سے گزارا۔ اور زندگی کی تمام خوشیاں اور عنایات آپ کو حاصل تھیں۔ وہ اس لیے بھی جس کی وجہ سے ہر شخص کی نظر میں آپ کا مقام اور مرتبہ بھی بلند تھا کہ آپ آخری نبی کی زوجہ تھیں جہاں آپ پر آسانیاں تھی۔ وہاں آپ پر بھاری ذمہ داریاں بھی تھیں کہ لوگ دین کی راہنمائی کے لیے آپ سے رجوع کرتے تھے۔

آپ نے پاک نبی کریمؐ سے بہت سنا اور دیکھا۔ جس کی بنا پر اکثر واقعات کی عینی شاہد ہیں۔ غزوہ احد جب ہو تو آپ پاک نبی کی زوجہ بن چکی تھیں اور شہدائے احد کے ورثاء نے اپنے اپنے مقتول شہید پر جو دم ورنج کیا تھا آپ بھی اس واقعہ کی عینی گواہ تھیں اور پاک نبی کریمؐ نے یہ حکم دیا کہ سید الشہداء حضرت حمزہ پر نوحہ خوانی نہیں تو انصار

مردوں نے اپنی خواتین گھروں سے لا کر پاک نبیؐ کے گھر حضرت حزہؓ کا نوحہ اور ماتم کیا تھا۔

خانگی زندگی سے لے کر سفر اور حرب میں اکثر ساتھ تھیں۔ ان سے جو مسئلہ کی راہنمائی لی جاتی تھی وہ آپؐ نبی کریمؐ سے خود دین رکھا تھا جس کو آپؐ بیان فرماتی تھیں، اس لیے ان کا قول اور عمل دین میں حجت سمجھا جاتا ہے۔ چونکہ امت کے نزدیک آپؐ دین کی مفسرہ ہیں۔ خواتین کے علاوہ مرد بھی آپؐ سے مسائل جانتے تھے چونکہ نزول قرآن کی آپؐ گواہ تھیں اور اکثر آیات کا نزول آپؐ کے گھر میں ہوا ہے۔ اس لیے امت کے نزدیک آپؐ نبی آخر زمان کی زوجہ ہونے کے ناطے آپؐ دین کی مفسرہ اور نمونہ عمل سمجھی جاتی تھی۔

جب آپؐ کے والد گرامی حضرت ابو بکرؓ کا انتقال ہوا تو ان کی موت اور غم نے عرب کو بالخصوص مدینہ کے باسیوں کو سوگوار کر دیا تھا۔ چونکہ امت ان کی سرپرستی سے محروم ہو گئی تھی اور گھروالوں پر رنج و الم کا سماں تھا۔ آپؐ بی بی نے والد کے محاسن اور عظمت بیان کرنے کے لیے نوحہ خواں عورتوں کی پارٹی کو مدعو کیا تاکہ ان کے والد پر نوحہ خوانی کی جاسکے۔ اس پر مجلس نوحہ خوانی منعقد ہوئی۔ چونکہ یہ بھی عرب میں تعزیت کا ایک رواج تھا کہ مرنے والے کے محاسن اور خوبیاں بیان کی جائیں، جو کارہائے نمایاں سر انجام دیے ہوں ان کو بیان کیا جائے۔ محاسن اور خوبیاں مرثیہ اور نوحہ کی صورت میں ہوتا ہے اس لیے بی بی عائشہؓ نے نوحہ خواں جماعت طلب کر کے مامور کیا اور نوحہ خوانی کروائی۔ اس کی تکمیل کے بعد اس پر مجلس اختتام پذیر ہوئی۔

### عبارات متن

تاریخ طبری

باب قال: جعل قبر أبي بكر مثل قبر  
النبي صلى الله عليه وسلم مسطحاً؛ ورش

علیہ الماء، وأقامت علیہ عائشة النوح.  
 ”حضرت ابو بکرؓ کی قبر بھی پاک نبی کریمؐ کی قبر کی ساتھ مسطح بناتی  
 تھی اور اس پر پانی چھڑکا گیا اس کے بعد جناب عائشہ نے نوح  
 خواں کی جماعت کو دعوت دی۔“

طبری

حدثني يونس، قال: أخبرنا ابن وهب، قال:  
 أخبرنا يونس بن يزيد عن ابن شهاب؛  
 قال: حدثني سعيد بن المسيب، قال: لما  
 توفي أبو بكر رحمه الله أقامت عليه  
 عائشة النوح باب ذكر مرض أبي بكر  
 ووفاته.

”جب ابو بکرؓ کی وفات ہوئی ان پر حضرت عائشہ نے نوح  
 کرنے والیوں کا اہتمام کیا۔“

تاریخ کامل

وجعل قبره مثل قبر النبي، صلى الله عليه  
 وسلم، مسطحاً. وأقامت عائشة عليه  
 النوح باب ذكر وفا أبي بكر

”حضرت ابو بکرؓ کی قبر بھی پاک نبی کریمؐ کی قبر کی ساتھ بنائی تھی۔  
 اس کے بعد جناب عائشہ نے نوح خواں کی جماعت کو نوح کرنے  
 کی دعوت دی۔“

عقد الفرید

قال لما توفي ابو بكر اقامت عليه عائشة  
 النوح.

”راوی کہتا ہے کہ جب حضرت ابو بکرؓ نے وفات پائی تو جناب عائشہؓ نے ان پر نوحہ کرنے والی عورتوں کو نوحہ کرنے کے لیے جمع کیا۔“

کنز العمال

عن سعيد بن المسيب قال : لما توفي أبو بكر أقامت عائشة عليه النوح  
”سعيد بن المسيب روایت کرتے ہیں کہ جب ابو بکرؓ کی وفات ہوئی جناب عائشہؓ نے ان پر نوحہ خواں سے نوحہ کرایا۔“

کنز العمال

عن عائشة قالت: توفي أبو بكر بين المغرب والعشاء فأصبحنا فاجتمع نساء المهاجرين والأنصار وأقاموا النوح وأبو بكر يغسل ويكفن.

”حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ جب حضرت ابو بکرؓ کی وفات ہوئی مغرب اور عشاء کا وقت تھا۔ اس وقت ہم نے مہاجرین اور انصار عورتوں کا اجتماع پایا۔ تب نوحہ خواں نے ابو بکر پر نوحہ کیا، جب کہ آپ کو غسل اور کفن دیا جا رہا تھا۔“

### حوالہ جات کتب

- (۱) تاریخ طبری ابن جریر طبری باب وفات ابو بکر صفحہ: ۲۱۶، جلد: ۲۔
- (۲) تاریخ کامل ابن اثیر باب وفات ابو بکر صفحہ: ۳۹۵، جلد: ۱۔
- (۳) عقد الفرید مولف شہاب الدین مالکی باب وفات ابو بکر جلد: ۲، صفحہ: ۲۔
- (۴) کتاب کنز العمال مولف علی بن حسام الدین للتقی ہندی باب اللوت ابو بکر صفحہ: ۱۱۳۰، ۱۱۳۱۔ جلد: ۱۵۔



## حضرت عمرؓ پر جنات کا نوحہ اور سورج گرہن، مرثیہ

حضرت عمرؓ کا مقام و مرتبہ مسلمانوں کے نزدیک ایک ممتاز حیثیت رکھتا ہے۔ ان کی انتظامی صلاحیت تاریخ کے لیے ایک سنہری باب ہے۔ جو آج بھی عدل و انصاف کے مقام پر ان کی مثال دی جاتی ہے۔ دین پرستی سے قائم رہنا اور قائم رکھنا ان کا مانو تھا۔ لہذا انسانوں کے علاوہ جنات بھی ان کی شہادت پر غم و الم میں برابر کے شریک تھے۔ حادثہ کی خبر تو ہر ایک واقف کار تھا لیکن اہل منبر نے غیر مری قوتوں سے ان کلام کو اخذ کیا ہے کہ وہ بھی حضرت عمرؓ پر ان کے محاسن نوحہ کی صورت میں بیان کرتے تھے۔ البتہ اس حادثہ پر انسان اور جنات نے غم منایا تھا۔

﴿صواعق محرقہ مترجم باب (ششم) وفات حضرت عمر صفحہ: ۳۶۵ پر رقم﴾  
 ہے کہ صحیح روایت یہ ہے: آپ کی وفات کے روز سورج کو گرہن لگا اور جنات نے آپ پر نوحہ کیا۔ حاشیہ پر درج ہے کہ سورج گرہن کی روایت کو طبرانی نے عبدالرحمن بن یسار سے روایت کیا ہے۔ نورائیشمی نے مجمع الزوائد میں کہا ہے اس کے رجال ثقہ ہیں اور محب الدین طبری نے حسن بن ابی جعفر سے ذکر کیا ہے کہ زمین تاریک ہو گئی تھی اور بچے ماؤں سے پوچھتے تھے کہ کیا قیامت آگئی ہے؟ تو وہ کہتی تھیں۔ نہیں بیٹے عمر بن خطاب قتل ہو گے ہیں۔

ذکر رثاء الجن لعمر جنات کا حضرت عمرؓ کے غم پر نوحہ خوانی

ریاض النضرہ

عن عائشة قالت: ناحت الجن علی عمر  
 قبل أن يموت بثلاث فقالت  
 ”حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب پر

جنات نے نوح کیا تھا قبل از آپ پر موت واقع ہوئی اور فرمایا یہ  
 سنا گیا۔“

أبعد قتيل بالمدينة أظلمت له الأرض تهتز العضاة بأسوق  
 جزى الله خيراً من إمام وباركت يد الله في ذلك الأديم للمزق  
 فمن يسع أو يركب جناحي نعامة ليدرك ما قدمت بالأمس يسبق  
 قضيت أموراً ثم غادرت بعدها بوائق من أكمامها لم تفتق  
 تاريخ الخلفاء وأخرج عن سليمان بن  
 يسار أن الجن ناحت على عمر.  
 وأخرج الحاكم عن مالك بن دينار قال:  
 سمع صوت بجبل تبالة حين قتل عمر رضي  
 الله عنه:

ليك على الإسلام من كان باكباً فقد أوشكوا صرعى وما قدم العهد  
 وأدبرت الدنيا وأدبر خيرها وقد ملها من كان يوقن بالوعد  
 ”سلمان بن يسار کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کی موت واقع ہوئی تو  
 جنوں نے بھی نوح کیا۔ حاکم بن دینار سے روایت ہے کہ جب  
 آپ شہید ہو گئے تو یمن کے پہاڑوں کی طرف سے یہ اشعار  
 سنائی دیے گئے۔ جو شخص اسلام پر رونے والا ہو وہ روے کیونکہ  
 وہ بے غموش ہیں اور اب ان کا زمانہ ختم ہو گیا ہے۔ گویا دنیا ہی  
 الٹ گئی اور اس کا بہترین شخص چل بسا۔ وہ شخص جو وعدوں پر  
 یقین کئے بیٹھا تھا۔ غم زدہ ہوگا۔“

ذکر إظلام الأرض لموت عمر

”زمین پر موت عمرؓ سے اندھیرا ہو جانا۔“

رياض النضره

عن الحسن بن أبي جعفر قال: لما قتل عمر  
أظلمت الأرض، فجعل الصبي يقول يا  
أماء! أقامت القيامة؟ فتقول: لا يا بني!  
ولكن قتل عمر ابن الخطاب.

”عبد الدین طبری نے حسن بن ابی جعفر سے ذکر کیا ہے:  
زمین تاریک ہو گئی تھی اور بچے ماؤں سے پوچھتے تھے کہ کیا  
قیامت آگئی ہے؟ تو وہ کہتی تھیں: نہیں، بیٹے عمر بن خطاب قتل  
ہو گئے ہیں۔“

### حوالہ جات

- (۱) صواعق محرقة مترجم باب (ششم) وفات حضرت عمر صفحہ: ۳۶۵۔
- (۲) ریاض النضرہ عبد الدین الطبری جلد: ۱ صفحہ: ۱۹۷، ۱۹۸۔ باب وفات  
حضرت عمر بن خطاب۔
- (۳) تاریخ الخلفاء سیوطی۔

## حضرت آدم و حوا کا ہاتیل پر نوحہ کرنا

غم پر آنسو بہانا اور خوشی کے مقام پر مسکرا نہ انسان کی فطرت میں ہے۔ اولاد سے پیار اور مال سے محبت بھی انہی اصولوں میں ایک ہے کون ہوگا جو مرنے پر خوشی اور جینا پر غم مناتا ہے؟ اور یہ اصول پہلے سے موجود ہیں۔ سورج کی روشنی سے دن اور اندھیرے سے رات ہوتی ہے۔ لہذا مخلوق میں انسان اول ہو یا آخر تو اسے سردی گرمی، بھوک، پیاس، غم و خوشی کی علامتیں سب انسانوں کے لیے یکساں نوعیت پائی جاتی ہیں۔ پس حضرت آدم بھی انسان تھے اور قاتیل کا عمل ہاتیل کا مقتول ہو جانا حضرت آدم پر جو اثر ہوا وہ یہ واقعہ گواہ ہے۔

تاریخ یعقوبی جلد: ۱، صفحہ: ۳۰

و مکث آدم و حوا فیوحن علی ہا بیل دھر  
طویلا حتی یقال انه خرج من دموعہما  
کانہن۔

”آدم و حوا ایک مدت دراز تک ہاتیل پر نوحہ کرتے رہے یہاں تک کہ کہا گیا ہے کہ آنسوؤں مانند نہر جاری ہوتے تھے۔“

### بنو ہاشم کا امام حسینؑ پر گریہ و نوحہ کرنا مدینہ میں امویوں کی خوشیاں

پاک نبی اکرمؐ کا خاندان جب مدینہ سے مکہ کی جانب روانہ ہوا تھا تو بچوں اور خواتین کے علاوہ مردوں کا ایک جم غفیر تھا۔ چند ماہ مکہ کے قیام کے بعد امام حسین علیہ السلام کی قیادت میں جو قافلہ مدینہ سے چلا تھا یہ قافلہ خالصتاً ہاشمی خاندان کے افراد پر مشتمل تھا۔ یہ قافلہ مکہ سے حج کا احرام اتار کر کوفہ کی جانب اس نیت سے روانہ ہوا تاکہ اس کی یہ جگہ خون و خرابہ سے بچ جائے اور پاک نبیؐ کے دین کی تبلیغ بہتر طور پر ہو سکے اور جہاں کہیں رخنہ پیدا ہو چکا ہے اسے دور کیا جاسکے۔ مکہ سے خالی ہاتھ، کم سوار یوں اور

سامان خوردنوش کی قلت کے ساتھ روانگی ہوئی تھی۔ اس امید کے ساتھ کہ کوفہ میں یہ پریشانیاں ختم ہو جائیں گی۔ لیکن اللہ کے ہاں قضاء و قدر میں جو لکھا جا چکا تھا اور جس کی پیشگوئی پاک نبی کریمؐ کر چکے تھے ویسا ہی امر واقعہ ہوتا تھا۔ ایک وقت آیا کہ کربلا میں اللہ تعالیٰ کے دین کو جلاء مل گئی اور وہ تازہ رزق سے توانائی لینے لگا لیکن مصطفیٰ اور مرتضیٰؑ کا خاندان دشمن کے نیزوں کی خوراک بن گیا۔ اختتام روز عاشور اس قافلہ کا کوئی جوان مرد باقی نہ تھا بجز ایک بیمار، چند خواتین اور چند بچوں کا ایک ضعیف قافلہ جن کی حالت دیکھنے کے لائق نہ تھی۔ سفر جاری رہا۔ یزید کا دربار، اجنبیوں کا جھوم مگر نبی کا کلمہ پڑھنے کا دعویٰ کرنے والے ہر طرح سے محفوظ اور قیدیوں کو دیکھ کر سرور ہو رہے تھے۔ انعام و اکرام کے لیے ایک سے ایک بڑھ کر لاف زنی کرتا اور اپنی بہادری پر تمغہ لگاتے ہوئے انعام اور اکرام کا مستحق ٹھہرانے جانے لگا۔ طرفہ تماشہ کہ منہ سے کلمہ توحید و رسالت بھی جاری تھا اور ناطق قرآن، وراثت توحید و رسالت کی توہین پر جشن بھی منایا جا رہا تھا۔ الغرض مرووں کی ایک غالب تعداد پر مشتمل جو قافلہ مدینہ سے روانہ ہوا تھا کچھ عرصہ بعد بے سرو سامانی کی حالت میں خواتین کی اکثریت پر مشتمل مدینہ واپس پہنچا۔ جس کے استقبال کے لیے شہر مدینہ کو خوب جج و جج سے اراستہ کیا گیا تھا ہر طرف دمشق کے نمائندہ نے پکار کر دوائی تاکہ ہر انسان اس کی کامیابی کو اپنی آنکھوں سے ملاحظہ کرے۔

دوسری جانب بنو ہاشم کے چند افراد جو کسی وجہ سے اس قافلہ میں شامل نہ ہو سکے تھے اور مدینہ میں ہی رہ جانے کی وجہ سے موت کے منہ میں جانے سے بچ رہے یا یوں کہیے کہ کربلا کی زمین کی خوراک نہ بن پائے وہ قافلے کا استقبال ماتم اور نوحہ خوانی سے کر رہے تھے۔ ایک طرف واہ حسینا! واہ محمد! کے نام سے گریہ اور نوحہ کیے جا رہے تھے۔ دوسری جانب حکومتی کارندے شہر مدینہ میں فتح کی خوشیاں منارہے تھے۔ شہادت امام عالی مقام کی مدینہ میں سرکاری طور پر پہلے کچھ عرصہ خبر مشہر کی جا چکی تھی، البتہ سید الساجدینؑ کی قیادت میں واپسی آنے والا قافلہ کا انتظار تھا تاکہ خبر کے مطابق لوگ یہ قافلہ اور تماشہ آنکھوں سے دیکھ پائیں۔

## متن عبارات

تاریخ البدایہ والنہایہ حافظ ابن کثیر

ثم كتب ابن زياد إلى عمرو بن سعيد أمير  
الحرمين يبشره بمقتل الحسين فأمر مناديا  
فنادى بذلك فلما سمع نساء بني هاشم  
ارتفعت أصواتهن بالبكاء والنوح فجعل  
عمرو بن سعيد يقول هذا يبكاء نساء  
عثمان بن عفان

”ابن زیاد نے امام مظلوم کی شہادت کی خبر خادم الحرمین عمر بن سعید کو بھیجی۔ اس نے منادی کا حکم دیا کہ اس خوش خبری کے ساتھ مدینہ میں ندا دے۔ جب یہ خبر مستورات بنی حاشم نے سنی تو انہوں نے آنجناب پر بلند آواز سے فوجہ دگریہ کیا۔ جب خادم الحرمین اموی گورز نے خاندان نبوی کی مستورات کا گریہ سنا تو کہنے لگا: یہ گریہ اور رونا ہے اس کے بدل میں اس گریہ اور رونے کا جس روز عثمان قتل ہوئے تھے۔“

تاریخ طبری

قال هشام: حدثني عوانة بن الحكم،  
قال: لما قتل عميد الله بن زياد الحسين بن  
علي وجيء برأسه إليه، دعا عبد الملك بن  
أبي الحارث السلمي فقال: انطلق حتى تقدم  
المدينة علي عمرو بن سعيد بن العاص  
فبشره بقتل الحسين وكان عمرو بن سعيد  
بن العاص أمير المدينة يومئذ قال: فذهب

ليعتل له، فزجره وكان عبيد الله لا يصطلي بناره فقال: انطلق حتى تأتي المدينة، ولا يسبقك الخبر؛ وأعطاه دنائير، وقال: لا تعتل، وإن قامت بك راحلتك فاشتر راحلة؛ قال عبد الملك: فقدمت المدينة، فلقيني رجل من قریش، فقال: ما الخبر؟ فقلت: الخبر عند الأمير، فقال: إنا لله وأنا إليه راجعون! قتل الحسين بن علي؛ فدخلت على عمرو بن سعيد فقال: ما وراءك؟ فقلت: ما سر الأمير، قتل الحسين بن علي؛ فقال: ناد بقتله، فناديت بقتله، فلم أسمع والله واعيةً قط مثل واعية نساء بني هاشم في دورهن على الحسين، فقال عمرو بن سعيد وضحك:

عجت نساء بني زياد عجةً كعجيج نسوتنا غداة الأرنب

والأرنب: وقعة كانت لبني زياد على بني زياد من بني الحارث بن كعب، من رهط عبد المدان، وهذا البيت لعمر بن معد يكرب، ثم قال عمرو: هذه واعية بواعية عثمان بن عفان، ثم صعد المنبر فأعلم الناس قتله. (مترجم طبری سید حیدر علی طباطبائی)

”ابن زیاد نے جب امام حسین کو قتل کیا اور ان کا سر اس کے پاس آیا تو عبد الملک سلمیٰ کو بلا کر حکم دیا کہ خود مدینہ جا اور عمرو بن سعید کو قتل حسین کی خوشخبری سننا۔ اس زمانے میں عمرو بن سعید امیر مدینہ

تھا۔ عبدالملک نے اس حکم کو ٹالنا چاہا تھا مگر ابن زیاد تو ناک پر کھسی نہ بیٹھنے دیتا تھا۔ اسے جھڑک دیا اور کہا ابھی جاؤ اور مدینہ تک خود کو پہنچا اور دیکھ تجھ سے پیشتر یہ خبر وہاں نہ پہنچ پائے اور کچھ دینار بھی اس کو عطا کیے اور تاکید کی کہ سستی نہ کرنا۔ اگر تیرا ناقہ رستہ میں رہ جائے اور دوسری سواری خرید لیٹا۔ عبدالملک جب مدینہ میں پہنچا تو قریش میں سے ایک شخص اس کو ملا۔ پوچھنے لگا کہ ماںخبر اس نے جواب دیا کہ خبر امیر سے کہنے کی ہے۔ یہ سن کر قریشی نے کہا: قتل حسین انا للہ وانا الیہ راجعون۔ عبدالملک جب عمرو بن سعید کے پاس آیا دیکھتے ہی اُس سے پوچھا: وہاں کی کیا خبر لایا ہے؟ اس نے کہا: آپ کو خوش کرنے کی خبر ہے۔ اور کہا: قتل حسین بن علیؑ عبدالملک نے کہا: اس خبر کی منادی کر دے۔ جب یہ خبر زنانی بنی حاشم نے سنی تو اپنے اپنے گھروں میں جیسا نوحہ و ماتم قتل حسین پر اُنھوں نے کیا تھا میں نے کبھی نہیں سنا تھا۔ اس پر عمرو بن سعید نے ہنس کر کہا اور یہ شعر پڑھ۔ یعنی ہماری عورتیں جنگِ ارب میں جس طرح روتی پٹی تھیں آخر اس طرح عبدالمدان والی بنی زیاد کی عورتیں بھی روئیں اور بٹھیں، عمرو بن سعید نے یہ شعر پڑھ کر کہا جو عثمان بن عفان کے قتل پر جو فریاد و زاری ہوئی تھی یہ نوحہ اور ماتم اسی کے بدلہ میں ہے۔ اس کے بعد عمرو بن سعید منبر پر گیا اور لوگوں سے قتل حسین کی خبر بیان کی۔“

### حوالہ جات کتب اہلسنت

- (۱) تاریخ البدایہ و النہایہ حافظ ابن کثیر سن اکستھ: ۶۱، ہجری کے واقعات صفحہ: ۱۹۶، جلد: ۸۔
- (۲) تاریخ طبری سن اکستھ: ۶۱، ہجری کے واقعات مترجم صفحہ: ۳۱۲، صفحہ: ۵۔
- (۳) تاریخ کامل باب الحسین: ۶۱، جلد: ۳، صفحہ: ۱۸۱۔



## جنات کا امام عالی مقام پر نوحہ اور گریہ کرنا

کربلا کے شہداء پر انسانوں کے لیے گریہ اور نوحہ کرنے پر پابندی تھی، لیکن جنات جو نبی کریمؐ کی بھی غیر مری امت ہے وہ امام حق کے مقام اور منصب کو جانتے تھے لہذا وہ بنو ہاشم کے غم اور درد میں برابر کے شریک تھے۔ اس طرح وہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے طلب گار تھے۔ تو یہ ایک موقعہ تھا جو پاک نبی کریمؐ سے تعزیت بھی ہو جائے اور اللہ تعالیٰ کی رضا بھی حاصل ہو جائے، لہذا وہ نوحہ میں اپنا حق ادا کر رہے تھے اور اہل معرفت ان کے اس عمل کو ساعت کرتے تھے۔

### متن عبارات

تاریخ البدایہ والنہایہ، تاریخ دمشق، تاریخ الخلفاء سیوطی  
وقد حکى أبو الجناب الكلبي وغيره أن أهل  
كربلاء يلا زالون يسمعون نوح الجن على  
الحسين وهن يقلن ... مسح الرسول جبينه  
... فله بريق في الحدود  
”جس کی پیشانی پر رسول اللہؐ نے دست مبارک پھیرا ہے ان کی  
رخساروں پہ بہت چمک تھی۔“

أبواه ... ليا قریش جده خیر الجدود  
”ان کے خاندان قریش کے اہل خاندان سے تھے اور ان کے  
بعد تمام اجداد سے بہتر تھے۔“

تاریخ البدایہ والنہایہ، صواعق محرقة، ارجح للمطالب، تاریخ  
دمشق

وقال الامام أحمد حدثنا عبد الرحمن بن مهدي ثنا ابن مسلم عن عمار قال سمعت أم سلمة قالت سمعت الجن يبكين على الحسين وسمعت الجن تنوح على الحسين رواه الحسين بن إدريس عن هاشم بن هاشم عن أمه عن أم سلمة قالت سمعت الجن ينحن على الحسين وهن يقلن ... أيها القاتلون جهلا حسينا... أبشروا بالعذاب والتنكيل... كل أهل السماء يدعو عليكم ... ونبي ومرسل وقبيل... قد لعنتم على لسان ابن داود ... وموسى وصاحب الأنجيل (٢٠١)(٨)

”جناب ام المومنین ام سلمہؓ فرماتی ہیں: میں نے جنوں کو سنا جو امام حسینؑ پر گریہ کر رہے تھے اور ان پر نوحہ کرتے تھے۔ ایک اور روایت میں ہے۔ بی بی سلمہؓ کہتی ہیں کہ جن امام حسینؑ پر نوحہ کر رہے تھے اور یہ کہہ رہے تھے: اے جہالت سے امام حسینؑ کو قتل کرنے والو! تم کو عذاب اور خواری کی بشارت ہو، تم پر لعنت ڈالی جا چکی ہے۔ سلیمان ابن داؤد کی اور موسیٰ اور صاحب انجیل عیسیٰؑ کی زبان سے۔“

مجمع الزوائد

عن أم سلمة قالت : سمعت الجن تنوح على الحسين بن علي

(رواه الطبرانی ورجاله رجال الصحيح)

”جناب بی بی ام سلمہؓ فرماتی ہیں: میں نے جنوں کو سنا کہ وہ

حسینؑ ابن علیؑ پر نوحہ کرتے تھے۔“

مجمع الزوائد

وعن ميمونة قالت : سمعت الجن تنوح  
على الحسين بن علي

(رواه الطبراني ورجالہ رجال الصحيح)

”ام ميمونہ روایت کرتی ہیں: میں نے جنوں کو سنا کہ وہ حسینؑ  
ابن علیؑ پر نوحہ کرتے تھے۔“

مجمع الزوائد

وعن أم سلمة قالت : ما سمعت نوح الجن  
منذ قبض النبي صلى الله عليه وسلم إلا  
الليله وما أرى ابني إلا قبض تعني الحسين  
رضي الله عنه فقالت لجاريتها : اخرجي  
اسألي فأخبرت أنه قد قتل وإذا جنية تنوح

ألا يا عين فاحتفلي بجهد ومن يبكي على الشهداء بعدي

على رهط تقودهم للنايا إلى متجبر في ملك عبد

”ام المومنین حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے: میں نے نہیں سنا

جنات کو نوحہ کرتے جب سے پاک نبیؐ کی روح قبض کی گئی مگر

ایک رات اس طرح ماسوائے حسینؑ علیؑ ابن ابی طالب کے

جنات نے نوحہ کیا ہے۔ پھر فرماتی ہیں: ایک لڑکی کو کہا کہ جائیں

اور معلومات کرے کہ کون مقبول ہوا ہے؟ جس پر پھر جنات نوحہ

کر رہے ہیں اور یہ اشعار پڑ رہے تھے۔“

ألا يا عين فاحتفلي بجهد ومن يبكي على الشهداء بعدي

علی رھط تقودعم للنایا الی متجبر فی ملک عبد  
مجمع الزوائد

وعن أبي جناب الكلبي قال : حدثني  
الجصاصون قالوا : كنا إذا خرجنا إلى  
الجبان بالليل عند مقتل الحسين سمعنا  
الجن ينوحون عليه ويقولون : مسح  
الرسول جبينه... فله بريق في الحدود

ابوہ من علیا قری ش [قریش] جدہ خیر الحدود  
”ابی جناب الکلبی سے روایت ہے۔ جصاصون سے بیان ہے  
کہ فرماتے ہیں: ہم نکلے جہان کی جانب رات کے وقت جہاں  
حسین علیہ السلام مقتول ہوئے تھے ہم نے جنات سے نوحہ  
کرتے ہوئے سنا تھا اور وہ کہہ رہے تھے کہ وہ پاک نبی نے جس  
کی پیشانی کو چوما تھا اور جس کے نرم گھالیں تھیں ان کے والد  
کا نام علی اور (قبیلہ) قریشی تھا۔ ان کا نسب اعلیٰ نسب تھا۔“

### کتب حوالہ جات اہلسنت

- (۱) تاریخ البدایہ والنہایہ حافظ ابن کثیر واقعات کربلا سن ۶۱ ہجری جلد: ۸، ۲۰۱۔
- (۲) صواعق محرقة صفحہ (۰) باب (۰)
- (۳) ارجح للطالب صفحہ: ۳۷۱ باب مناقب حسین امام حسین پر جنات کا نوحہ۔
- (۴) تاریخ دمشق باب امام حسین صفحہ ۴۰، ۳۴۹، جلد: ۱۴۔
- (۵) تاریخ الخلفاء سیوطی: ۸۵، مترجم صفحہ: ۳۰۵۔
- (۶) تاریخ السلام ذہبی جلد: ۱، صفحہ: ۵۶۰۔
- (۷) مجمع الزوائد و منبع الفوائد باب امام حسین علیہ السلام جلد: ۹، صفحہ: ۳۲۱۔

## جناب سیدہ فاطمہ زہراء کا امام انبیاء پر مرثیہ اور نوحہ

مرثیہ اور نوحہ کسی شخص کی محاسن اور خوبیوں کا صحیح صحیح بیان کرنے کا نام ہے۔ جو اس شخص میں پائی جائے اور اس کا تذکرہ اس حالت میں کیا جائے۔ جب وہ کسی فرد کی جدائی پر گریہ اور حزن کر رہا ہو جو کہ ایک فطری امر ہے جیسا پاک نبی کریمؐ نے اپنے چچا حمزہؓ پر نوحہ اور گریہ کرنے حکم دیا تھا۔ اس طرح آپ کی بیٹی سیدہ فاطمہ زہراءؑ کا اپنے باپ پر جو کرب اور گریہ کرتے ہوئے کہا تھا۔ وہ تاریخ اور احادیث کی کتب میں سنہری حروف سے درج ہے۔ لہذا سیدہ کے مرثیہ کو اہل علم نے جوازیت کے ساتھ درج کیا ہے جو انہوں نے اپنے باپ امام انبیاءؑ پر پڑھے۔ اس کی قرآنی مثال سامنے ہے کہ حضرت یعقوبؑ نے اپنے بیٹے یوسفؑ پر اس طرح حالت کرب اور حزن کے وقت یا اَسْفَى عَلٰی یُوسُفَ ہائے میرے بیٹا یوسفؑ اس گریہ سے آپ کی آنکھوں سے پینائی ختم ہوگی۔ اس پر آپ نے اللہ کی رضا پر حمل کیا تھا۔

### متن عبارات

تاریخ ابن کثیر البدایہ والنہایہ

ما اصاب المسلمین من المصیبة بوفاته  
 صلی اللہ علیہ وسلم قال البخاری ثنا  
 سلیمان بن حرب ثنا حماد بن زید ثنا ثابت  
 عن أنس قال لما ثقل النبی صلی اللہ علیہ و  
 سلم جعل یتغشاہ الکرب فقالت فاطمة  
 واکرب ابتاہ فقال لها لیس علی أبیک کرب

بعد اليوم فلما مات قالت وأبتاه اجاب ربا  
دعاه يا ابتاه من جنة الفردوس مأواه يا  
ابتاه الى جبريل ننعاه فلما دفن قالت  
فاطمه يا أنس أطابت أنفسكم أن تحشوا  
على رسول الله صلى الله عليه و سلم  
التراب تفرد به البخاري رحمه الله  
صفحه (۲۷۳) جلد (۵)

”حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں کہ جب آپ نبی کا وقت  
رحلت قریب آیا تب آپ کی بیٹی سیدہ فاطمہ زہراءؑ نے  
کہا: پیارے ابا جان! آہ کیا مصیبت ہے آپ پر۔ تب پاک نبی  
کریمؐ نے جواب فرمایا: آج کے بعد آپ کے والد کو کوئی تکلیف  
نہیں ہوگئی۔ حضرت انس سے بیان کرتے ہیں کہ جب آپ  
نبی کریمؐ کی رحلت ہوئی تھی اس وقت جناب سیدہ فاطمہ زہراءؑ نے  
آپنے والد پر جو مرثیہ کہا تھا وہ یہ ہے۔

◆ آہ پیارے بابا آپ نے پروردگار کی دعوت قبول کر لی۔

◆ آہ پیارے باپ آپ نے جنت الفردوس کو ٹھکانا بنالیا۔

◆ آہ پیارے بابا ہم جبرائیل کو آپ کی وفات کی خبر سناتے ہیں۔

◆ آہ پیارے بابا اپنے پروردگار سے کس قدر قریب ہو گئے۔“

حضرت فاطمہ زہراءؑ نے انس بن مالک سے مخاطب ہو کر فرمایا: اے انس! کیا تم

نے یہ طیب خاطر قبول کر لیا کہ رسول اللہ پر مٹی ڈالو۔

تاریخ ابن کثیر البدایہ والنہایہ

وقال الامام احمد حدثنا يزيد ثنا حماد بن

زيد ثنا ثابت البناني قال أنس فلما دفن

النبي صلى الله عليه وسلم قالت فاطمة يا  
 أنس أطابت أنفسكم أن دفنتم رسول الله  
 صلى الله عليه وسلم في التراب ورجعتم  
 وهكذا رواه ابن ماجه مختصرا من حديث  
 حماد بن زيد به وعنده قال حماد فكان ثابت  
 اذا حدث بهذا الحديث بكى حتى  
 تختلف اضلاعه وهذا لا يعد نياحة بل هو  
 من باب ذكر فضائله الحق عليه أفضل  
 الصلاة والسلام صفحہ (۲۷۳) جلد (۵)

”حماد بن زيد نے جناب ثابت سے بیان کیا ہے حضرت انسؓ  
 کہتے ہیں: جب پاک نبی کریمؐ کو دفن کیا گیا تب حضرت فاطمہ  
 زہراءؑ نے انس بن مالک سے مخاطب ہو کر فرمایا: اے انسؓ! کیا  
 تم نے یہ طیب خاطر قبول کر لیا کہ رسول اللہ پر مٹی ڈالو۔“

حماد کہتے ہیں: جناب ثابت سیدہ زہراءؑ کے نبی کریمؐ پر نوحہ کو جب بیان کرتے  
 تھے تو روتے تھے اور اس طرح روتے تھے کہ ان کی پسلیاں ہٹی تھیں۔ ابن کثیر کہتے ہیں  
 کہ جس طرح سیدہ زہراءؑ نے نبی کریمؐ کی نوحہ خوانی کی۔ یہ نوحہ ممنوع نہیں ہے بلکہ یہ  
 فضائل حقہ کا ذکر ہے۔ (جو پاک نبی پر بیان ہوا تھا)۔

سنن ابن ماجہ

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ لَمَّا وَجَدَ رَسُولُ اللَّهِ  
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ كَرْبِ الْمَوْتِ مَا  
 وَجَدَ قَالَتْ فَاطِمَةُ وَأَكْرَبَ أَبْتَاةَ. فَقَالَ  
 رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا كَرْبَ  
 عَلَى أَبِيكَ بَعْدَ الْيَوْمِ إِنَّهُ قَدْ حَضَرَ مِنْ أَبِيكَ

مَا لَيْسَ بِتَارِكٍ مِنْهُ أَحَدًا الْمَوْافَاةَ يَوْمَ  
الْقِيَامَةِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَتْ لِي  
فَاطِمَةُ يَا أَنَسُ كَيْفَ سَخَّثَ أَنْفُسُكُمْ أَنْ  
تَحْتُوا التُّرَابَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ.

”حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں: جب آپ نبی کا وقت  
رحلت قریب آیا تب آپ کی بیٹی سیدہ فاطمہ زہراء نے کہا:  
پیارے ابا جان! آہ کیا مصیبت ہے آپ پر۔ تب پاک نبی کریم  
نے جواب فرمایا: آج کے بعد آپ کے والد کو کوئی تکلیف نہیں  
ہوگی جو آپ والد کے پاس حاضر ہے لیکن اس کو حضرت فاطمہ  
زہراء نے انس بن مالک سے مخاطب ہو کر فرمایا اے انس! کیا  
تم نے یہ طیب خاطر قبول کر لیا کہ رسول اللہ پر مٹی ڈالو۔“

سنن ابن ماجہ

وَحَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ فَاطِمَةَ قَالَتْ  
حِينَ قُبِضَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
وَإِبْتَاءَهُ إِلَى جِبْرَائِيلَ أَنْعَاهُ وَأَبْتَاءَهُ مِنْ رَبِّهِ  
مَا أَدْنَاهُ وَأَبْتَاءَهُ جَنَّةَ الْفِرْدَوْسِ مَأْوَاهُ وَأَبْتَاءَهُ  
أَجَابَ رَبًّا دَعَاهُ. قَالَ حَمَّادٌ قَرَأْتُ ثَابِتًا حِينَ  
حَدَّثَ بِهَذَا الْحَدِيثِ بَكَى حَتَّى رَأَيْتُ  
أَضْلَاعَهُ تَحْتَلِفُ. (٥) (٢٠٠)

”حضرت انس سے بیان کرتے ہیں کہ جب آپ نبی کریم کی  
رحلت ہوئی تھی اس وقت جناب سیدہ فاطمہ زہراء نے اپنے والد  
پر جو مرثیہ کہا تھا وہ یہ ہے:

آہ پیارے بابا آپ نے پروردگاری دعوت قبول کر لی۔



- (۲) آہ پیارے بابا آپ نے جنت القروس کو ٹھکانا بنا لیا۔  
 (۳) آہ پیارے بابا ہم جبرائیل کو آپ کی وفات کی خبر سناتے ہیں۔  
 (۴) آہ پیارے بابا اپنے پروردگار سے کس قدر قریب ہو گئے۔  
 حماد کہتے ہیں میں نے ثابت کو دیکھا جب یہ حدیث بیان کرتے  
 ہیں آپ کی پسلیاں ہلتی تھیں۔“

### حوالہ جات

- تاریخ ابن کثیر البدایہ والنہایہ جلد: ۵، صفحہ: ۲۶۳۔  
 (۲) سنن ابن ماجہ صفحہ: ۲۰۰، جلد: ۵۔  
 نوٹ: مزید حوالہ جات آگے آئیں گے۔

## نوحہ کی جوازیت مکتب اہل بیتؑ میں

علامہ محمد حسین نجفی نے یہ نوٹ مترجم وسائل الشیخہ جلد (۲) صفحہ (۲۹۰) بر حاشیہ پر لکھا ہے من وعین تحریر کیا جاتا ہے۔ مرثیہ اور نوحہ کیا ہے؟ مرنے والے کے محاسن اور خوبیوں نظم میں بیان کر کے اس پر گریا و بکا کیا جاتا ہے کہ کسی عزیز کی جدائی پر رونا ایک فطری امر ہونے کی وجہ سے بلاشبہ جائز عمل ہے اس طرح کلام کسی نثر میں ہو یا نظم میں اگر اس میں غلط بیانی سے کام نہ لیا جائے بلکہ صحیح حقائق کا اظہار کیا جائے تو یہ بھی بلا اشکال جائز ہے۔ ظاہر ہے ہر چیز میں اصل جواز ہے جب تک حرمت کی قطعی دلیل قائم نہ ہو جائے۔ بعض منصف مزاج علمائے اہل سنت نے بھی اس حقیقت کا اعتراف کیا ہے۔ چنانچہ علامہ وحید الزمان نے اپنی کتاب تیسیر الباری ترجمہ بخاری پ (۵) ص (۶۳) پر لکھتے ہیں: اصل یہ ہے کہ فی نفسہ مرثیہ کہنا کچھ ممنوع نہیں ہے۔ نفس مرثیہ کی تالیف صحابہ سے ماثور ہے۔ حضرت فاطمہؑ ترماتی ہیں:

ماذا علی من شم تربة احمد ان لا یشم

مدی الزمان غوالیا صبت علی مصائب

لوانها صبت علی الایام صرن لیا لیا۔

”جو کوئی شخص پاک نبی کریم کی تربت سونگھ لے اس پر کیا لازم

ہے؟ یہ کہ پھر عمر بھر کوئی کوئی خوشبو نہ سونگھے۔“

مجھ پر ایسی مصیبتیں آ پڑی ہیں کہ اگر دنوں پر پڑتیں تو وہ راتیں بن جاتے

(تاریخ طبری ج ۲ ص ۳۹ (حوادث ۱۳ء میں) روایت موجود ہے کہ

لما توفی ابوبکر اقامت علیہ عائشہ النوح.

”یعنی جب ابوبکر کی وفات ہوئی تو جناب عائشہؓ نے ان پر نوحہ

گر عورتوں سے نوحہ کرایا۔“

کتب سیر تواریخ میں صحابہ کرام کے مرثیٰ اور نوحے موجود ہیں (سیرت ابن ہشام، عقد فرید، اور استیعاب وغیرہ)

### وسائل الشیعه

عن الحسين بن يزيد قال : ماتت ابنة لأبي  
عبدالله ( عليه السلام ) ففاح عليها سنة ،  
ثم مات له ولد آخر ففاح عليه سنة ، ثم  
مات إسماعيل فجزع عليه جزعا شديدا  
فقطع النوح ، قال : فقيل لأبي عبدالله  
( عليه السلام ) : أيناح في دارك ؟ فقال إن  
رسول الله ( صلى الله عليه وآله ) قال لما  
مات حمزة : لكن حمزة لا بواكي له باب  
جواز النوح والبكاء على الميت والقول  
الحسن عند ذلك والدعاء ص ( ٧٥ ) ج ( ٢ )

”حسین بن زید بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی ایک بیٹی فوت ہوگئی۔ آپ نے ایک ماہ تک اس کا نوحہ کیا۔ پھر ایک بیٹا فوت ہو گیا تو ایک سال تک اس پر نوحہ کیا، پھر اسماعیل کا انتقال ہوا تو آپ نے سخت جزع کا اظہار کیا۔ ایک وقت اس کو بند کر دیا گیا آپ کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ آپ کے گھر میں نوحہ کرایا جائے؟ فرمایا: حضرت رسول خداؐ نے جناب حمزہؓ کی شہادت پر فرمایا تھا: کیا میرے چچا حمزہؓ پر رونے والی کوئی عورت نہیں ہے۔“ (تب حمزہؓ پر اہل مدینہ کی خواتین نے نوحہ کیا تھا۔)

## وسائل الشیعہ

وروی الشيخ زين الدين في ( مسكن  
 الفؤاد ) أن فاطمة ( عليها السلام ) ناحت  
 على أبيها ، وأنه أمر بالنوح على حمزة باب  
 جواز النوح والبكاء على الميت والقول  
 الحسن عند ذلك والدعاء ص ( ٧٥ ) ج ( ٢ )  
 ”شہید ثانی نے روایت کی ہے۔ کہ حضرت رسول خدا کی وفات  
 کے موقع پر جناب سیدہ نے ان پر نوحہ کیا تھا اور جناب حمزہ کی  
 شہادت پر آنحضرت نے نوحہ کرنے کا حکم دیا تھا۔“

www.ziaraat.com  
 Sabeel-e-Sakina

بابِ دهم

ماتم

حزن، بکا، ندبہ، نوحہ، مرثیہ کے عمل کو جمع کرنے کا نام ماتم ہوتا ہے۔ جب کسی گھر میں مرنے والے کے لیے تعزیتی اجلاس یا اجتماع کیا جائے جس میں اجتماعی طور سے مرحوم کے لیے کئی وحزن برپا ہو جائے۔ اس عمل اجتماعی کا نام ماتم داری ہے۔ اہل لغت کی زبان میں ماتم کا اطلاق اس مجمع پر ہوتا ہے جو رنج یا فرحت کے اظہار کے لیے کیا جائے پھر اس کا اصل استعمال صرف اس مجمع پر ہونے لگا جو رنج و غم کے اظہار کے لیے کیا گیا ہو اور آخر میں اس کا غالبہ عورتوں کے اس مجمع پر ہو گیا جو رونے کے لیے اکٹھی ہوں۔

(لغت الحدیث للنجد لغات)

وَالْمَاتَمُ عِنْدَ الْعَرَبِ: النِّسَاءُ يَجْتَمِعْنَ فِي الْخَيْرِ وَالشَّرِّ. قَالَ أَبُو عَطَاءٍ السِّنْدِيُّ: عَشِيَّةً قَامَ النَّاشِئَاتُ وَشَقَّقَتْ ... جِيُوبٌ بِأَيْدِي مَاتِمٍ وَخُدُودًا بِأَيْدِي نِسَاءٍ وَالْجَمْعُ الْمَاتِمِ وَعِنْدَ الْعَامَةِ: الْمَصِيبَةُ، يَقُولُونَ: كُنَّا مَاتِمِ فُلَانٍ، وَالصَّوَابُ أَنْ يُقَالَ: كُنَّا فِي مَنَاحَةِ فُلَانٍ (لاصصاح في لغت).

”ماتم عربوں کے نزدیک عورتوں کا خیر و شر میں جمع ہونے کا نام ہے۔ ابو عطاء السندی کے مطابق اگر رات کو عورتیں نوحہ کر اپنے کپڑے پھاڑیں اور رخساروں کو ہاتھوں سے شیشیں اور ل کر روئیں اور تعریف عام کے مطابق مصیبت کے وقت جو اجتماع ہوتا ہے اس کو کہا جاتا ہے کہ فلاں کے ماتم داری میں تھے اور صحیح یہ ہے کہ یہ کہا جائے کہ ہم مرنے والے کے گھر رونے کے لیے تھے۔“

سیرت نبی علامہ شبلی نعمانی نے غزوہٴ احد کے بعد جب آپؐ مدینہ تشریف لائے تو شہر اور گلیوں کی کیفیت اور نقشہ یوں بیان کیا۔ آنحضرتؐ مدینہ میں تشریف لائے تو تمام مدینہ ماتم کدہ تھا۔ آپؐ جس طرف سے گزرتے تھے گھروں سے ماتم کی آوازیں آتی تھیں۔ آپؐ کو عبرت ہوئی کہ سب عزیز واقارب ماتم داری کا فرض ادا کر رہے ہیں لیکن حمزہؓ کا کوئی نوحہ خوان نہیں ہے۔ رقت کی جوش میں آپؐ کی زبان سے بے اختیار نکلا۔

اما حمزہ فلا بواکی له؟

”لیکن حمزہؓ کا کوئی رونے والا نہیں۔“

انصار نے یہ لفظ سنتے تو تڑپ اٹھے۔ سب نے جا کر اپنی بیویوں کو حکم دیا کہ دولت کدہ پیغیر اسلام پر جا کر حضرت حمزہؓ کا ماتم کرو۔ آنحضرتؐ نے دیکھا تو دروازہ پر پردہ نشین انصار کی بھیڑ تھی۔ اور حضرت حمزہؓ کا ماتم بلند تھا۔ ان کے حق میں دعائے خیر کی اور فرمایا: تمہاری ہمدردی کا شکر گزار ہوں۔

انسان سے انسان کی جدائی میں یا ظلم سے مارے جانے کی بنا پر جو زندوں پر اثر مرتب ہوتا ہے اس کے رد عمل کا نام غم، جزن، پینے کی صورت میں ہے۔ اگر مرحوم کے فضائل اور محاسن پر گریہ کیا جائے تو موقع پر جو انسانی عقل کچھ کھات کھو جاتی ہے اور انسان خود کو قابو میں نہ رکھتے ہوئے جسم کے اعضا کو پیٹ لیتا ہے جتنا واقعہ بڑا اور شدید ہوگا اتنا ہی اس کا رد عمل زیادہ ہوگا۔ غیر متوقع خبر انسانی اعضاء پر اثر کرتی ہے اور انسان کی عقل زائل ہو جاتی ہے تو پھر جو عمل ہوتا ہے اگر رونے کی شکل میں ہو تو جزن کہتے ہیں اور اگر تڑپ کی صورت میں ہو تو اس کو بکا کہتے ہیں۔ اگر اس کے ساتھ خاص خاص الفاظ سے پکارا جائے جیسے واہ سیدہ واہ محمدہ واہ تو اس کو ندبہ کہتے ہیں۔ اگر مجموعی محاسن غم کی صورت میں بیان ہو جائیں ان کو غم و الم کے طور پر اور شاعری زبان میں ادا کیا جائے تو اس کو نوحہ یا مرثیہ کہتے ہیں: یہ تمام عمل اگر کسی مرحوم کے گھر ہو جائیں تو کہا جائے گا کہ فلاں گھر میں مجلس ماتم منعقد ہوئی تھی۔

جس کی تفصیلات بیان کی جاتی ہیں:

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زوجہ بی بی سارہ کا ماتم

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مقام و مرتبہ اللہ تعالیٰ نے بلند کیا ہے۔ آپ اللہ تعالیٰ کے محبوب نبی تھے۔ آپ کے اللہ تعالیٰ کی جانب سے بڑے بڑے امتحانات سے گزرے۔ جس کی بنا پر بلند مقام و مرتبہ پر فائز ہوئے۔ آپ پاک نبی اکرمؐ کے جدا جدا بھی ہیں اور آپ کا دین ہی ملت ابراہیمی ہے۔ جس کے مفسر نبی آخر الزمان ہیں۔ آپ کے قول و فعل سے دین مفسر ہے۔ آپ بڑے مہمان نواز تھے۔ جب کبھی کوئی اجنبی ان کے ہاں ملاقاتی ہوتا تو آپ اس کے لیے بڑی سطح پر اس کی خاطر و تواضع کرتے تھے۔

ایک مرتبہ فرشتے انسانی شکل میں آئے تاکہ حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کو تباہ کیا جائے۔ لیکن دوسری جانب اللہ تعالیٰ سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے کی خوشخبری تھی اس کو آپ تک پہنچانا تھا۔ اولاً حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان کے ذات کی طرف توجہ مبذول نہیں کی۔ جب ان کے سامنے کھانا رکھا تو وہ انکاری ہوئے۔ تو آپ سمجھ گے کہ یہ زمینی مخلوق نہیں ہے۔ تب فرشتوں کے قائم نے کہا کہ آپ کو اللہ تعالیٰ کے ہاں سے ایک بیٹے اسحاق کی خوشخبری ہے۔ جب یہ خبر آپ کی اپنی زوجہ نے سنی تو اس نے گھبراہٹ سی محسوس کی اور شوہر کے سامنے مقام حیرت اور تعجب سے بڑی چیخ ماری اور منہ کو دونوں ہاتھوں سے پیٹ لیا اور کہا یہ بڑھا پا اور یا نسہ کی حالت میں بچہ کی پیدائش؟ جناب ابراہیم علیہ السلام اس پر کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔ اور نہ ہی زوجہ کو منع کیا ورنہ ہی اس کو ناجائز عمل قرار دیا۔ مفسرین اور مترجمین نے اپنی تفاسیر و تراجم میں صرۃ کا معنی چیخ اور فضکت و جھما کاماتھے یا جبین پر تھپڑ اور ہاتھ مارنے کا لیا ہے۔

### قانون اور استنباط فقہ

﴿ حضرت بی بی سارہ ایک نبی کی بیوی اور دوسرے نبی کی ماں تھیں۔

﴿ حضرت سارہ کو ایک بچہ کی خوش خبری دی گئی تھی۔

﴿ حضرت سارہ تبعاؤہ عمر گزار چکی تھی جس میں بچہ جنا جاتا ہے۔



❖ مقام بشارت آپ کے لیے حیرت اور تعجب کا سبب بنا اور آپ نے چنیں مار ہی اور منہ کو پیٹ لیا۔

❖ نبی کے سامنے جب کوئی عمل کرے اس پر نبی خاموش رہے تو دین کے لیے حجت ہے۔  
❖ خاموشی نبی شریعت کی زبان میں قول اور فعل کے بعد تقریر و دین کی تفسیر کے لیے حجت ہوتا ہے۔

❖ مقام حیرت اور مصیبت میں کوئی عمل جو خلاف فطرت ہو اس کا ہو جانا شریعت میں جائز عمل اور رخصت جانا جاتا ہے۔  
اب بعض مترجمین کے ترجمے اور تفاسیر تحریر کی جاتی ہیں۔

### القرآن

(فَأَقْبَلَتِ امْرَأَتُهُ فِي صَرَءَ فَصَكَّتْ وَجْهَهَا  
وَقَالَتْ عَجُوزٌ عَقِيمٌ [الزمر: ۲۹: ۵۱])

① ”پھر ان کی بیوی (سارہ) حیرت و حسرت کی آواز نکالتے ہوئے متوجہ ہوئیں اور تعجب سے اپنے ماتھے پر ہاتھ مارا اور کہنے لگی: (کیا) بوڑھیا بانه عورت (بچے جنے کی؟)۔“

(پروفیسر محمد طاہر قادری)

② ”تو ابراہیمؑ کی بیوی چلاتی آئی اور اپنا منہ پیٹ کر کہنے لگی کہ (اے ہے ایک تو) بڑھیا اور (دوسرے) بانجھ۔“

(مولانا جالندھری)

③ ”اس پر اس کی بی بی چلاتی آئی پھر اپنا ماتھا ٹھونکا اور بولی کیا بڑھیا بانجھ۔“ (مولانا شاہ احمد رضا علی خان)

④ ”یہ سن کر اس کی بیوی چیختی ہوئی آگے بڑھی اور اس نے منہ پیٹ لیا اور کہنے لگی بوڑھی، بانجھ۔“

(تفہیم القرآن مولانا ابوالاعلیٰ مودودی)

⑤ ”پس ان کی بیوی آگے بڑھی اور حیرت میں آ کر اپنے منہ پر

ہاتھ مار کر کہا کہ میں تو بڑھیا ہوں اور ساتھ ہی ہاتھ۔“

(مولانا محمد جونا گڑھی انڈیا)

① ”اتنے میں ان کی بی بی بولتی آئیں۔ پھر ماتھے پر ہاتھ مارا اور

کہنے لگی کہ (اول) تو میں بڑھیا ہوں (پھر) ہاتھ۔“

(مولانا شرف علی تھانوی)

② اتنے میں ان کی بی بی بولتی آئیں پھر ماتھے پر ہاتھ مارا اور کہنے

لگیں اول تو بڑھیا پھر ہاتھ۔“

(تفسیر مظہری مولانا قاضی ثناء اللہ پانی پتی مترجم)

کتب اہل بیت کے مترجمیں

③ ”پس اس کی عورت حج مارتی آگے آئی پھر اس سے اپنا چہرہ

پہنچا لیا اور کہنے لگی۔ میں تو بڑھیا ہوں۔“

(سید امداد حسین کاظمی للشہدی)

④ ”تو ان کی زوجہ چلائی ہوئی آئیں اور اپنا منہ پٹنے لگیں اور

بولیں (میں تو) ایک بڑھیا (اور ساتھ) ہاتھ بھی ہوں۔“

(مولانا شیخ حسن علی نجفی)

⑤ ”پس آپ کی بیوی (سارہ) چنٹی ہوئی آئی اور اس نے اپنا منہ

پہنچا لیا اور کہا بوڑھی، ہاتھ؟ (بچہ کس طرح ہوگا)۔“

(فیضان الرحمن علامہ محمد حسین نجفی)

اس آیت پر مفسرین اسلام کی آراء

تفسیر طبری

حدثني علي، قال: ثنا أبو صالح، قال: ثني

معاوية، عن علي، عن ابن عباس، قوله)

فَصَكَّتْ وَجْهَهَا يَقُولُ: لَطَمْتُ. وَقَالَ

آخرون: بل ضربت بيدها جھتها تعجبا.

”حضرت علیؑ، ابن عباس کا قول کہ فضکت وجمھا کا مطلب منہ کو پیٹ لینا ہے اور بعض نے کہا: حیرت کے ساتھ جبین پر سخت ہاتھ مارنا ہے۔“

(۲) تفسیر ابن کثیر

وقوله: [فَأَقْبَلَتِ امْرَأَتُهُ فِي صَرَّةٍ] أي: في صرخة عظيمة ورنه، قاله ابن عباس، ومجاهد، وعكرمة، وأبو صالح، والضحاك، وزيد بن أسلم والشوري والسدي وهي قولها: [يَا وَيْلَتَا] [فَصَكَّتْ وَجْهَهَا] أي: ضربت بيدها على جبينها، قاله مجاهد وابن سابط. وقال ابن عباس: لطمت، أي تعجبا كما تتعجب النساء من الأمر الغريب، [وَقَالَتْ عَجُوزٌ عَقِيمٌ] أي: كيف ألد وأنا عجوز [عقيم]، وقد كنتُ في حال الصبا عقيما لا أحبل؟

”ترجم کے مطابق [فَأَقْبَلَتِ امْرَأَتُهُ فِي صَرَّةٍ] صرة کا مطلب ایک بڑی چیخ وپکار کرنا۔ {فَصَكَّتْ وَجْهَهَا} اور اپنے منہ پر دو ہتھڑ مارنا ابن عباس کا قول کہ فضکت وجمھا کا مطلب منہ کو پیٹ لینا ہے۔ ایسی عجیب و غریب خبر کو سن کر حیرت کے ساتھ کہنے لگیں کہ جوانی میں تو میں بانجھ رہی اب میاں بیوی دونوں پورے بوڑھے ہو گئے تو مجھے حمل ٹھہرے گا؟

تفسیر الکبیر الرازی

ثم قال تعالى: [ فَأَقْبَلَتِ امْرَأَتُهُ فِي صَرَّةٍ

فَصَكَّتْ وَجْهَهَا وَقَالَتْ عَجُوزٌ عَقِيمٌ [۔  
 أي أقبلت على أهلها ، وذلك لأنها كانت في  
 خدمتهم ، فلما تكلموا مع زوجها  
 بولادتها استحييت وأعرضت عنهم ، فذكر  
 الله تعالى ذلك بلفظ الإقبال على الأهل ،  
 ولم يقل بلفظ الإدبار عن الملائكة ،  
 وقوله تعالى: [فِي صَرَّةٍ] أي صيحة ، كما  
 جرت عادة النساء حيث يسمعن شيئاً من  
 أحوالهن يصحن صيحة معتادة لهن عند  
 الاستحياء أو التعجب ، ويحتمل أن يقال  
 تلك الصيحة كانت بقولها يا ويلتاء، تدل  
 عليه الآية التي في سورة هود ، وصك الوجه  
 أيضاً من عاداتهن ، واستبعدت ذلك  
 لوصفين من اجتماعهما. أحدهما: كبر  
 السن. والثاني: العقم، لأنها كانت لا تلد في  
 صغر سنها، وعنفوان شبابها ، ثم عجزت  
 وأيدست.

”جب مہمان گھر آئے حضرت سارہ ان کی خدمت کے لیے  
 مصروف ہو گئیں۔ انہوں نے جب ایک بچہ کی ولادت کی بات  
 کی آپ نے حیا کی بنا پر ان سے منہ موڑ لیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ  
 نے لفظ اقبال اہلہ پر کیا جبکہ ملائکہ سے لفظ ادبار کے بارے میں  
 کوئی کلام نہیں ہے۔ جہاں تک اللہ تعالیٰ کا قول (صرۃ) کا ہے۔  
 ایک چیخ کلنا ہے عورتوں کی۔ یہ ایک عادت ہے کہ جب کبھی کوئی

خبر اجنبی سنتی ہیں تو ان کی ایک چیخ سی حیا سے نکل جاتی ہے۔ یا تعجب کی بنا پر ایسا ہوتا ہے یہ بھی احتمال ہوتا ہے کہ اس چیخ کی ساتھ یہ بھی کہہ دیا ہو کہ یا ولینا جیسا کہ سورہ ہود میں بیان کیا گیا ہے۔ یہ منہ پر ایسا کرنا ایک عادت ہے جس کی دو وجہیں ہو سکتی ہیں۔ ایک بڑھاپے کی بنا پر اور دوسرا بانیٹھ پن کی بنا پر۔ فرماتی ہیں: جموٹی عمر میں جب جوانی تھی بچہ نہیں جناب جب کہ بچہ جننے سے عاجز اور پائیدہ ہو گئی ہوں تو پھر کیسے؟“

روح المعانی

[فَأَقْبَلَتِ امْرَأَتُهُ] سَارَةَ لَمَّا سَمِعَتْ بِبَشَارَتِهِمْ  
إِلَى بَيْتِهَا وَكَانَتْ فِي زَاوِيَةٍ تَنْظُرُ إِلَيْهِمْ،  
حَدَّثَنِي عَلِيُّ، قَالَ: ثَنَا أَبُو صَالِحٍ، قَالَ: ثَنَا  
مَعَاوِيَةُ، عَنْ عَلِيٍّ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ،  
قَوْلَهُ (فَصَكَّتْ وَجْهَهَا) يَقُولُ: لَطَمْتُ.  
وَقَالَ آخَرُونَ: بَلْ ضَرَبَتْ بِيَدِهَا جَبْهَتَهَا  
تَعْجِبًا.

\* ذَكَرَ مَنْ قَالَ ذَلِكَ:

”حضرت علیؓ، ابن عباسؓ کا قول کہ فصکت وجھھا کا مطلب منہ کو پیٹ لینا ہے اور بعض نے کہا: حیرت کے ساتھ جین پر سخت ہاتھ مارتا ہے۔“

حَدَّثَنِي مُوسَى بْنُ هَارُونَ، قَالَ: ثَنَا عَمْرُو  
بْنُ حَمَادٍ، قَالَ: ثَنَا أُسْبَاطُ، عَنْ السَّدِيِّ،  
قَالَ: لَمَّا بَشَّرَ جَبْرِيلُ سَارَةَ بِإِسْحَاقَ، وَمِنْ  
وَرَاءِ إِسْحَاقَ يَعْقُوبَ، ضَرَبَتْ جَبْهَتَهَا

عجبا، فذلك قوله (فَصَكَّتْ وَجْهَهَا).

”اسدی سے روایت ہے کہ جبرائیل نے سارہ کو اسحاق کی خوشخبری سنائی اور کہا: ان اسحاق کے بعد یعقوب ہو گئے تو بی بی سارہ نے حیرت کی بنا پر اپنے ماتھے کو پیٹا۔ یہی اللہ تعالیٰ کا قول ہے۔“

تفسیر الجلالین

[فَأَقْبَلَتْ امْرَأَتَهُ] سارة [فِي صَرَّةٍ] صبيحة  
حال، أي جاءت صائحة [فَصَكَّتْ وَجْهَهَا]  
لطمته [وَقَالَتْ عَجُوزٌ عَقِيمٌ] لم تلد قط  
وعمرها تسعة وتسعون سنة وعمر إبراهيم  
مائة سنة، أو عمره مائة وعشرون سنة  
وعمرها تسعون سنة.

”حضرت سارہ اس حالت میں آئی کہ چیخ دیکار کر رہی تھی اور  
تجرب سے اپنے ماتھے پر ہاتھ مارا اور کہنے لگی: بوڑھی اور بانجھ  
پن جبکہ میری عمر نائے (۹۹) سال اور ابراہیم کی سو سال یا ایک  
سو بیس (۱۲۰) سال تو بچہ کیونکر ہوگا؟“

تفسیر الخازن

[فَأَقْبَلَتْ امْرَأَتَهُ] قيل لم يكن ذلك إقبالا  
من مكان إلى مكان بل كانت في البيت فهو  
كقول القائل أقبل يفعل كذا إذا أخذ فيه  
[في صرة] أي في صبيحة والمعنى أنها أخذت  
تولول وذلك من عاد النساء إن سمعن شيئا  
[فصكت وجهها] قال ابن عباس: لطمت

وجھہا۔ وقیل: جمعت أصابعها وضربت  
جبینها تعجباً وذلك من عادة النساء أيضاً  
إذا أنكرن شيئاً [وقالت عجوز عقيم]  
معناه: اُتلد عجوز عقيم وذلك لأن سارة لم  
تلد قبل ذلك.

”ابن عباسؓ کے مطابق منہ پر تھپڑ مارا اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ  
ہاتھ کی تمام انگلیوں سمیت ماتھے پر حیرت کے ساتھ ہاتھ مارا جو  
کہ عورتوں کی عادت ہوتی ہے۔ جب کسی چیز سے انکاری ہوتی  
ہیں اس طرح ایک بوڑھی اور بانٹھ پن کیسے بچنے کی۔ جبکہ  
اس سے قبل کوئی بچہ نہیں بنا۔“

تفسیر در مشور

وأخرج ابن جرير وابن المنذر وابن أبي  
حاتم عن ابن عباس رضي الله عنهما في  
قوله [ فأقبلت امرأته في صرة ] قال : في  
صيحة [ فصكت ] قال : لطمت .

وأخرج سعيد بن منصور وابن جرير وابن  
المنذر عن مجاهد رضي الله عنه في قوله [ في  
صرة ] قال: صيحة [ فصكت وجهها ] قال:  
ضربت يديها على جبهتها وقالت : يا  
ويلتناه.

”ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ قول فأقبلت  
امرأته في صرة چیخ ہے فصکت تھپڑ ہے مجاہد کے مطابق  
في صرة چیخ ہے اور فصکت وجہا ماتھے پر ہاتھ مارا

اور کہا یا ویلتا۔“

تفسیر مظہری مترجم

”فی صرة کا معنی چینی ہوئی بعض اہل علم کا قول ہے کہ آنے سے مراد انتقال مکانی، یعنی ایک جگہ سے دوسری جگہ آنا مراد نہیں ہے، بلکہ (اقبلت کی حیثیت معاون فعل کی ہے) اس کا ترجمہ ہے، گلی چینی یا چننا شروع کیا فصکت حضرت ابن عباسؓ نے ترجمہ کیا: ”اس نے اپنے ہاتھ سے اپنا منہ کو پیٹ لیا۔“

تفسیر التبیان ج: ۹ وقال غیرہ

هو اسحاق، لانه من سارة، وهذه القصة لها لا لهاجر، سمعت البشارة امرأته سارة " فأقبلت في صرة " يعني في صيحة في قول ابن عباس ومجاهد وسفيان وقال مجاهد وسفيان أيضا في رنة " فصكت وجهها " قال ابن عباس لطمت وجهها.

وقال انسدي: ضربت وجهها تعجبا، وهو قول مجاهد وسفيان، فالصك الضرب باعتماد شديد "وقالت عجوز عقيم" فالتقدير أنا عجوز عقيم كيف ألد؟!

والعقيم الممتنعة من الولادة لكبر أو آفة

”کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ حضرت اسحاق مراد ہیں جو کہ بی بی سارہ کے بطن سے ہیں۔ یہ قصہ تھا حضرت سارہ کے بارے میں نہ کہ حضرت بی بی ہاجرہ کا تھا (جن سے حضرت اسماعیلؑ پیدا ہوئے تھے۔) جب حضرت ابراہیمؑ کی زوجہ سارہ نے بشارت



اسحاق بنی تب وہ چینی ہوئی آئی۔ اس پر قول ابن عباس و مجاہد و سفیان کا ہے اور جہاں تک فصکت وجہا کا ہے، ابن عباس کے نزدیک منہ پر تھپڑ مارنا ہے۔ سدی کہتے ہیں: منہ پر جو ضرب ماری وہ تہج کی بنا پر تھی۔ اس پر مجاہد اور سفیان کا بھی قول ہے۔ فصک کا مطلب اعتماد کے ساتھ زور سے مارنا ہے۔ حضرت سارہ کہتی ہیں: میں بانٹھ پن ہوں اور یوڑھی ہوں اور بچہ کیوں کر پیدا کروں گی؟“

مجمع البيان في تفسير القرآن

هذه القصة لها عن أكثر المفسرين و هذا كله مفسر فيما مضى فأقبلت امرأته في صرة أي فلما سمعت البشارة امرأته سارة أقبلت في ضجة عن ابن عباس و مجاهد و قتادة و قيل في جماعة عن الصادق (عليه السلام) و قيل في رفقة عن سفیان و المعنى أخذت تصيح و تولول كما قالت يا ويلتي فصكت وجهها أي جمعت أصابعها فضربت جبينها تعجبا عن مقاتل و الكلبي و قيل لطمت.

”تمام مفسرین نے اس قصہ کو ایک جیسا ہی بیان کیا ہے جہاں تک امراتہ فی صرة کا تعلق ہے اس کا مطلب یہ کہ جب سارہ نے بیٹے کی بشارت کا سنا تو اس حالت میں آئی کہ وہ چیخ رہی تھی اس پر ابن عباس، مجاہد، قتادہ نے بیان کیا ہے۔ اس طرح ایک جماعت نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے بھی اسی

طرح روایت بیان کی ہے۔ ایک روایت یہ بھی کہ نرمی کے ساتھ ہے جبکہ اس کا معنی چٹ ہے تو لول کا مطلب جیسا کہ سارہ نے کہا یا ویلتی ہے فصکت وجہها اس کا مطلب پورا ہاتھ کے ساتھ جبین پر مارا، اس حال میں کہ پریشان تھی۔ مقال اور کلبی سے ہے کہ منہ پر تھپڑ مارا۔“

تفسیر المیزان السيد الطباطبائی

قوله تعالى: "فأقبلت امرأته في صرة فصكت وجهها و قالت عجوز عقيم" في المجمع، الصرة شدة الصياح و هو من صرير الباب و يقال للجماعة صرة أيضا. قال: و الصك الضرب باعتماد شديد انتهى.

و المعنى فأقبلت امرأة إبراهيم (عليه السلام) لما سمعت البشارة في ضجة و صياح فلطمت وجهها و قالت: أنا عجوز عقيم فكيف ألد؟ أو المعنى هل عجوز عقيم تلد غلاما؟ و قيل: المراد بالصرة الجماعة و أنها جاءت إليهم في جماعة فصكت وجهها و قالت ما قالت، و المعنى الأول أوفق للسياق.

"فأقبلت امرأته في صرة فصكت وجهها و قالت عجوز عقيم" کا مجمع میں ہے سخت چٹ ماری گئی ہے جیسے دروازے کو دھکا دیا جاتا ہے۔ صک کا معنی اعتماد کے ساتھ

شدید ضرب ہے۔ فاقبلت امرأة ابراهيم عليه السلام كما معني  
جب بچہ کی بشارت سنی تو چیخ ماری اور منہ کو پیٹ لیا اور بی بی  
کہنے لگی کہ میں بوڑھی اور بانجھ پن ہوں تو پھر کیسے بچہ جنوں گی۔  
اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ صرۃ کا معنی جماعت ہے۔ اور جب ان  
کے پاس (فرشتوں) گروہ کے ساتھ آئی تو پھر اس نے منہ پر تھپڑ  
مارے وہ کہا جو کہا جاسکتا ہے لیکن پہلا معنی سیاق و سباق کے  
مطابق زیادہ درست ہے۔“

### کتب حوالہ جات تفاسیر

- (۱) تفسیر ابن کثیر حافظ ابن کثیر سورہ الذریات آیت: ۲۹، ۵۱، پارہ: ۲۶، جلد: ۷،  
صفحہ: ۴۲۱۔
- (۲) تفسیر الکبیر فخر الدین الرازی کثیر سورہ الذریات آیت: ۲۹، ۵۱، پارہ: ۲۶۔  
جلد: ۱۳، صفحہ: ۲، ۲۹۷۔
- (۳) تفسیر روح اللعانی الوسی کثیر سورہ الذریات آیت: ۲۹، ۵۱، پارہ: ۲۶، جلد: ۱۹،  
صفحہ: ۲، ۳۸۳۔
- (۴) تفسیر جلالین سورہ الذریات آیت: ۲۹، ۵۱، پارہ: ۲۶، جلد: ۱۰، صفحہ: ۲۰۲۔
- (۵) تفسیر درمثور جلال الدین سیوطی سورہ الذریات آیت: ۲۹، ۵۱، پارہ: ۲۶،  
جلد: ۹، صفحہ: ۳۰۰۔
- (۶) تفسیر طبری محمد جریر طبری سورہ الذریات آیت: ۲۹، ۵۱، پارہ: ۲۶، جلد: ۲۲،  
صفحہ: ۴۲۷۔
- (۷) تفسیر الخازن سورہ الذریات آیت: ۲۹، ۵۱، پارہ: ۲۶، جلد: ۵، صفحہ: ۳۸۳۔
- (۸) تفسیر مظہری مترجم سورہ الذریات آیت: ۲۹، ۵۱، اردو: ۲۶، جلد: ۱۱،  
صفحہ: ۶۸۔

### تفاسیر کتب اہلبیت

- (۱) تفسیر التبیان ج: ۹، التبیان فی تفسیر القرآن تألیف شیخ الطائفة أبي جعفر محمد بن  
الحسن الطوسی صفحہ: ۳۷۷، جلد: ۹۔
- (۲) مجمع البیان فی تفسیر القرآن تألیف امین الاسلام أبي علي الفضل بن الحسن  
الطبرسي من أعلام القرن السادس الهجري صفحہ: ۳۳، جلد: ۹۔
- (۳) تفسیر للیزان السيد الطباطبائي الجزء الثامن عشر صفحہ: ۱۹۹، جلد: ۱۸۔

## ازواج النبی کا امام الانبیاء پر ماتم

شریعت کی تشریح اور تعبیر کے ماخذ صحابہ کرام اور ازواج مطہرات کا مقام و مرتبہ سابقہ ابواب میں بیان ہو چکا ہے۔ اس میں حجیت اور دین کے مفسر ہونے میں قرآن حکیم اور حدیث نبوی کے بعد ان کے اقوال اور افعال عنی شریعت کی تفسیر کے لیے حجت تھے۔ امت نے دین کو سمجھنے اور اس پر چلنے کے لیے جو راہنما اصول کا انتخاب کیا ہے اور مجتہدین نے مسائل کے استدراک اور استنباط کے لیے صحابہ کرام اور ازواج مطہرات کے اقوال اور افعال کو بطور حجت مانا ہے اس میں کوئی شک نہیں ہے اللہ کی کلام اور پاک نبی کے اقوال اور افعال کے معنی گواہ آپ صحابہ کرام اور ازواج نبی اہل بیت اطہار تھے اور آپ نبی کریم کے ساتھ نماز سے لے کر میدانِ حرب تک صحابہ کرام نے ہر عمل میں شرکت اور تربیت حاصل کی۔ امت کے متفقہ اور موثر آراء کے مطابق آپ نے پاک نبی کریم سے جو دیکھا اور سیکھا اس پر عمل کیا اور بعد کے لیے من و عن پاک نبی سے بیان کیا لہذا ازواج گھر کی مالک تھیں۔ داخلی امور اور احکام کا بیان کرنا آپ کے متعلقہ تھے اور باہر کے معاملات صحابہ کرام جو میدانِ حرب کے شہسوار تھے ان کے فرضِ منصبی میں تھا، لہذا اس کلام میں وحی حجیت پائی جاتی ہے جیسے آپ نبی کے فرمان کا بیان کرنے میں ان کے کلام سے حجیت اور عدالت ہے۔

ام المؤمنین حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں: جب آپ نبی کریم کا وصال کا وقت قریب آیا تو آپ نے سب ازواج کی مشاورت کے بعد میرے گھر کا انتخاب کیا جب کہ میں تمام ازواج نبی سے کم عمر اور ناتجربہ کار بھی تھی اس کہ باوجود آپ نے میرے گھر کو اولیت اور ترجیح دی۔ میرے گھر میں قیام کے دوران آپ نے امور ریاست کے معاملات کو نمٹایا اور جو وصیت امت اور انصار اور مہاجرین کو کرنی تھیں وہ بھی کی۔ پاک نبی کریم نے

جو آخری نمازیں پڑھا میں وہ بھی میرے گھر سے مسجد میں تشریف لے جاتے رہے اور بیماری کی شدت میں اہل و عیال سے آخری ملاقاتیں اور صحابہ کرام سے وعظ و نصیحت بھی کی گئی تھی۔ بالاخر وہ وقت آ گیا جو روح قبض ہونا تھا اور بار بار فرماتے تھے:

بل الرفیق الاعلیٰ من الجنة

”بل کہ جنت کے رفیق اعلیٰ۔“

اس پر میں نے کہا قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ معبود فرمایا اور آپ کو اختیار دیا گیا کہ آپ دنیا و آخرت کا کسی ایک کا انتخاب کرنا ہے وہ بھی آپ کے اختیار میں ہے جب کہ آپ نے آخرت کو اختیار کیا۔

البتہ آغاز دو پہر تھا تو روح آمین آیا اور اجازت طلب کی تو پھر آپ کی اجازت سے آپ کی روح لے گیا جب کہ آپ کا سر مبارک میری گود میں تھا۔ اس کے بعد میں نے آپ کا سر مبارک اٹھا کر نیچے پر رکھا اور اس حالت میں گھر میں میرے علاوہ دیگر ازدواج بھی موجود تھیں اور ہمیں یہ جدائی برداشت نہ ہو سکی، لہذا اپنے سے بے قابو ہو کر قانونِ فطرت کے مطابق وہ عمل کیا جو ہر عورت کرتی تھیں۔ نہایت غم کی حالت میں اپنی چھاتیوں اور منہ کو پھینا اور کوٹنا شروع کیا۔ جس سے آپ خواتین کے چہرے شدت سے سرنخ ہو گئے تھے۔ یہ وہ عالم تھا کہ ایک جانب وحی کا منقطع ہونا اور دوسرا شوہر کی جدائی سے ہم نڈھال ہو چکی تھیں۔ اور ہوش و حواس کھو چکی تھیں اور آنکھوں میں اندھڑا سا چھا گیا تھا اور ایسا محسوس ہوتا تھا نہ جانے اب کیا ہونے والا ہے ہر طرف صحابہ کرام کے آہ و بکاہ کی پکار اور صدا میں بلند تھیں اور ہر ایک کی آنکھوں میں دریا کی طرح آنسو جاری تھے۔۔

سہمی بن عباده بن عبد اللہ بن زبیر نے اور انہوں نے اپنے باپ عباد سے روایت بیان کی: میں نے حضرت عائشہؓ کو یہ کہتے ہوئے سنا، جس وقت رسول اللہؐ کی وفات ہوئی تو آپ میرے سینے اور گلے کے درمیان تھے اور اس معاملہ میں کسی کا حق میں نے نہیں لیا بلکہ میری نادانی اور کم عمری کی وجہ تھی، میرے گھر میں تھے اور جب روح پرواز ہونے لگا

آپ کا سر میری گود میں تھا۔ وفات کے بعد میں نے آپ کا سر نیچے پر رکھ دیا اور کھڑے ہو کر عورتوں (ازواج) کے ساتھ سینہ کو ٹٹا اور ہاتھ چہرے پر مارنا شروع کر دیا۔

جناب عائشہؓ فرماتی تھیں: جناب رسالت مآبؐ نے صبح کے وقت جب کہ وہ میرے گھر میں وفات پائی تھی۔ اس معاملہ میں کسی کا حق میں نے نہیں لیا بلکہ میری کم عمری کی وجہ سے آپ نے میرے حجرے کو پسند کیا اور جب آپ کی روح پرواز ہونے لگی آپ میری گود میں تھے اور وفات ہوئی اور پھر میں نے آپ کے سر مبارک کو ہلکیے پر رکھ دیا اور پھر اٹھ کر دیگر (ازواج) کے ساتھ ماتم کیا اور اپنے چہرے پر پینٹے لگی

### تقابلی مماثلت

ازواج النبویہ کا پاک نبی کریمؐ کی رحلت پر وہ عمل جس کی بنا پر چھاتیاں اور رخساروں کو پیٹ لیا گیا تھا یہ حضرت سارہ زوجہ حضرت ابراہیم اور مادر حضرت اسماعیل علیہما السلام کا تسلسل تھا۔ جنہوں نے فرشتوں سے بیٹے کی خوش خبری سن کر طحیرت سے قابو سے باہر ہو کر منہ پر دونوں ہاتھوں سے چھو مارے تھے اور کہا تھا یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک جانب بڑھیا اور بانچھ پن ہو چکی ہوں، جب کہ یہ اعلان اور عمل جناب سارہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی موجودگی میں کیا تھا۔ جس پر آپ نبی نے کوئی برا نہیں منایا تھا اور نہ ہی ایسا عمل کرنے سے روکا تھا۔ اس طرح آپ پیغمبر اسلام کی رحلت پر تمام صحابہ کرام، ازواج مطہرات اور اہل بیت اطہار غم و الم میں سوگوار تھے اور مدینہ میں ہر جانب آہ و بکا کی صدائیں بلند تھیں اور کوئی کچھ بھی نہیں جانتا تھا کیا ہو گیا ہے۔ چونکہ ہر جانب ہر شخص کے ہوش و حواس کھو چکے تھے۔

### قانون

- ◎ ازواج پیغمبر دین کی منسرفہ ہیں۔
- ◎ ان کا عمل امت کے لیے حجت ہے۔
- ◎ ان سے مرقوم احادیث، عمل، تقریر کی عینی گواہ ہیں۔

- ان کا فرمان سچ ہے۔
- وہ پاک نبی پر افتراء نہیں کر سکتیں۔
- ان کا عمل قرآن حکیم اور فرمان نبی کریم کے مطابق تھا۔
- پاک نبی کریم پر گریہ اور ماتم ان کا حق تھا چونکہ ان پر غم و الم کے پہاڑ ٹوٹے تھے۔
- وہ ہمیشہ کے لیے بیوائیں ہو چکی تھیں۔
- ان پر عقد ثانی حرام تھا۔
- گریہ اور ماتم جائز ہونے کے ناطے ان نے پاک نبی پر کیا تھا۔
- ان کا قول، فعل بھی امت کے لیے حجت تھا۔
- ان پر جہالت اور دین سے ناتجہی کا الزام کفر ہے۔
- پاک نبی کریم پر ایک فرد گریہ اور ماتم کرنے میں تنہا نہیں تھا بلکہ ازواج کے ساتھ صحابہ کرام اور اہل بیت اطہار بھی تھے۔
- آپ کی رحلت پر پورا مدینہ سو گوار تھا اور حالت غم و الم میں تھا۔
- ازواج النبی کا ماتم اور گریہ کرنا حضرت سارہ زوجہ نبی ابراہیم کا تسلسل تھا۔
- پاک نبی کریم قبر میں زندہ امت کے امام ہیں۔

### فقہی استنباط

- پاک نبی کریم کا قول، فعل، تقریر حجت ہے۔
- شریعت کی تشریح و تعبیر کے لیے قرآن حکیم اور احادیث نبوی بنیاد ہیں۔
- صحابہ کرام، اہل بیت اطہار اور ازواج نبی کا قول اور عمل بھی دین کی تفسیر کے لیے حجت ہے۔
- فقہائے اہل علم اور مجتہدین عظام نے قیاس پر اقوال اور عمل صحابہ، اہل بیت اطہار، ازواج نبی کو ترجیح دی ہے۔
- ازواج نبی کا پاک نبی کریم پر گریہ اور ماتم کیا کسی صحابی نے اس کو روکا نہیں اور ناجائز عمل قرار نہیں دیا۔

- ازواج نبی کریم کا یہ عمل حکم شریعت کے لیے جائز ہے۔
- مدینہ نبوی مکمل سوگوار تھا۔ ہر جانب آہ و بکاہ کی صدا میں بلند تھیں۔
- پاک نبی کریم کی ازواج کا پیشنا اور ماتم کو امت کے کسی مفتی اور مجتہد نے غیر شرعی قرار نہیں دیا۔
- ازواج نبی کریم نے سنت سارہ کی اتباع کی اور اس سنت کو زندہ رکھا۔
- شریعت میں امت دسین ابراہیمی کی مکلف اور پاک نبی کریم اس دین کے مفسر ہیں۔
- باب یعقوب میں گریہ شدید کی جوازیت بیان ہو چکی ہے۔

### متن کتب

سیرت ابن کثیر، تاریخ البدایہ والنہایہ

وقال الامام أحمد: حدثنا يعقوب، حدثنا أبي، عن ابن إسحاق، حدثني يحيى ابن عباد بن عبد الله بن الزبير، عن أبيه عباد، سمعت عائشة تقول: مات رسول الله صلى الله عليه وسلم بين سحري ونحري وفي دولتي.

ولم أظلم فيه أحدا، فمن سفهي وحادثة سني أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قبض وهو في حجري ثم وضعت رأسه على وسادة وقلت ألتدم مع النساء وأضرب وجهي.

”سبحی بن عبادہ بن عبد اللہ بن زبیر نے اور انہوں نے اپنے





گھر میں تھے اور جب روح پرواز ہونے لگی آپ کا سر میری گود میں تھا۔ وفات کے بعد میں آپ کا سر ٹکے پر رکھ دیا اور کھڑے ہو کر عورتوں (ازواج) کے ساتھ سیدہ کوٹنا اور ہاتھ چہرے پر مارنا شروع کر دیا۔“

تاریخ الکامل، طبقات ابن سعد

قالت: توفي وهو بين سحري ونخري، وحداثة سني أن رسول الله، صلى الله عليه وسلم، قبض في حجري، فوضعت رأسه على وسادة وقمت ألتدم مع النساء وأضرب وجهي.

”جناب عائشہؓ فرماتی تھیں کہ جناب رسالت مآبؐ صبح کے وقت جب کہ وہ میرے گھر میں وفات پائی تھی۔ اس معاملہ میں کسی کا حق میں نے نہیں لیا بلکہ میری کم عمری کی وجہ سے آپ نے میرے حجرے کو پسند کیا اور جب آپ کی روح پرواز کرنے لگی آپ میری گود میں تھے اور وفات ہوئی اور پھر میں نے آپ کے سر مبارک کو ٹکے پر رکھ دیا اور پھر اٹھ کر دیگر (ازواج) کے ساتھ مام کیا اور اپنے چہرے پر پیٹنے لگی۔“

تاریخ طبری، تاریخ الفداء

حدثنا ابن حميد ، قال حدثنا سلمة ، عن محمد بن إسحاق، عن يحيى بن عباد بن الزبير، عن أبيه عباد ، قال : سمعت عائشة تقول: مات رسول الله صلى الله عليه وسلم بين سحري ونخري وفي دوري ؛ ولم أظلم

فيه أحداً ، فمن سفهى وحدائة سنى أن  
رسول الله قبض وهو فى حجرى، ثم  
وضعت رأسه على وسادة؛ وقمت ألتدم مع  
النساء ، وأضرب وجهى.

”جناب عبادہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ انہوں نے فرمایا کہ میں نے جناب عائشہؓ سے سنا ہے کہ وہ فرماتی تھیں کہ جناب رسالت مآبؐ نے صبح کے وقت جب کہ انہوں نے میرے گھر میں وفات پائی تھی۔ اس معاملہ میں کسی کا حق میں نے نہیں لیا بلکہ میری نادانی اور کم عمری کی وجہ سے آپ نے میری حجرے کو پسند کیا اور جب آپ کی روح پرواز ہونے لگے آپ میری گود میں تھے اور وفات ہوئی اور پھر میں نے آپ کے سر مبارک کو تکیے پر رکھ دیا اور پھر اٹھ کر دیگر (ازواج) کے ساتھ ماتم کیا اور اپنے چہرے پر پٹینے لگی۔“

تاریخ البدایہ والنہایہ

قد توفى على الفراش والنسوة حوله  
فخمرن وجوههن.

”پاک نبی کریمؐ کا جب ان کا روح مبارک قبض ہوا تو وہ خواتین جو آپ کے ارد گرد بیٹھی تھیں پس انہوں نے منہ پیٹ کر سرخ کئے ہوئے تھے۔“

مسند احمد بن حنبل

حدثنا عبد الله حدثني أبي ثنا يعقوب قال  
ثنا أبي عن ابن إسحاق قال حدثني يحيى بن  
عباد بن عبد الله بن الزبير عن أبيه عباد

قال سمعت عائشة تقول : مات رسول الله  
صلى الله عليه وسلم بين سحري ونحري  
وفي دولتي لم أظلم فيه أحدا فمن سفهي  
وحدائة سني ان رسول الله صلى الله عليه  
وسلم قبض وهو في حجري ثم وضعت  
رأسه على وسادة وقمت ألتدم مع النساء  
واضرب وجهي-تعلق شعيب الأرئوط: إسناده حسن  
من أجل ابن إسحاق ترجمه: كذا سيرت ابن كثير..

### کتاب حوالہ جات

- (۱) کتاب سیرت ابن کثیر صفحہ: ۴۶۶، جلد: ۴، باب آغا مرض وفات رسالت ماب (تاریخ البدایہ و النہایہ) حافظ ابوالفداد ابن کثیر باب وفات رسالت ماب صفحہ: ۲۳۳، ۲۴۰، جلد: ۵۔
- (۲) سیرت ابن ہشام باب وفات نبی اکرم جلد: ۲، صفحہ: ۲۵۴۔
- (۳) تاریخ کامل باب وفات نبی اکرم جلد: ۱، صفحہ: ۳۵۶۔
- (۴) تاریخ طبری باب وفات نبی اکرم جلد: ۲، صفحہ: ۱۱۵۔
- (۵) تاریخ ابوالفداء باب وفات نبی کریم صفحہ: ۲۳۲، جلد: ۱۔
- (۶) روض الانف باب وفات نبی جلد: ۴، صفحہ: ۴۴۰۔
- (۷) سیرت حلیہ باب وصال نبی کریم صفحہ
- (۸) مدارج النبوت باب وصال نبی کریم مترجم صفحہ: ۴۲۹، ۴۳۲۔ جلد: ۲، مترجم
- (۹) طبقات ابن سعد باب وصال پاک نبی کریم جلد: ۲، صفحہ: ۳۶۲۔
- (۱۰) مسند احمد بن حنبل (لفظ حضرت عائشہ باقی مسند انصار حدیث نمبر: ۲۲۳۹۱، جلد: ۶، صفحہ: ۲۶۴۔

# بابِ یازدہم

پہلی بیماری اور حلت پر صحابہ کرام کا  
عقل و حواس کھودینا اور آہ و بکا اور گریا (ماتم) کرنا۔

پاک نبی کریمؐ کو بیماری کی وجہ سے ضعف جسمانی اور لاغری پن کا یہ عالم ہو گیا تھا کہ آپ نماز کی ادائیگی سے بھی عاجز ہو گئے تھے۔ اس وجہ سے آپ کی آخری نماز پڑھانے میں تاخیر ہو گئی تو صحابہ کرام کو اس پر اتنی تشویش لاحق ہو گئی کہ آپ کی مزید زندگی کے حوالے سے مایوسی چھا گئی۔ پس صحابہ کرام کا ان لہمات میں کیا عالم تھا اس کی تفصیل صاحب مدارج نے جو بیان کی ہے۔

#### مدارج النبوت۔

”پاک نبی کریمؐ پر ایک ایسا وقت آیا کہ جسم میں لاغری کے بڑھ جانے سے اٹھنے میں اور نماز باجماعت پڑھانے میں مشکلات پیدا ہونے لگی تو ایک مرتبہ جماعت کرانے میں تاخیر واقع ہوئی تو صحابہ کرام میں مایوسی پیدا ہونے لگی۔ بے صبری میں بھی اضافہ ہونے لگا تو بعض صحابہ اس کا اشارہ موت سمجھنے لگے، اس لیے وحی کا منقطع ہونا زیارت سے محروم ہونے کا قلق بڑھنے لگا تو ہر طرف گریہ اور ماتم سا ماحول پیدا ہو گیا۔“

”دوسری جگہ تحریر کیا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت بلالؓ نے اذان دیکر حضور اکرمؐ کے دروازے پر کھڑے ہو کر عرض کیا: السلام علیک یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ آپ پر رحمت فرمائے، اس پر حضور اکرمؐ نے فرمایا: ابو بکر صدیقؓ سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ اس کے بعد حضرت بلالؓ اپنا سر پیٹتے اور فریاد کرتے ہوئے باہر آئے، چونکہ امید ٹوٹ چکی تھی اور کمر شکستہ ہو گئی تھی۔ کہنے لگے کاش کہ میری ماں مجھے نہ جنتی اور اگر جنتا تھا تو

اس دن دیکھنے سے پہلے مجھے موت آ جاتی اور میں رسول اللہ کو اس حالت میں نہ دیکھتا پھر حضرت بلالؓ مسجد میں آئے اور کہا: اے ابوبکر! رسول اللہؐ حکم فرماتے ہیں کہ آگے بڑھیے اور لوگوں کو نماز پڑھائیے، پھر جب حضرت صدیقؓ نے دیکھا کہ مسجد شریف رسول اللہؐ سے خالی ہے چونکہ حضرت صدیقؓ بہت زیادہ رقیق قلب تھے از حد غمگین ہوئے اور خود کو سنبھال نہ سکے اور منہ کے بل گر پڑے بے ہوش ہو گئے تمام صحابہ رونے لگے جب رسول اللہؐ کے گوش مبارک میں یہ آوازیں پہنچیں تو فرمایا: اے فاطمہ! یہ رونے اور فریاد کرنے کی کیسی آوازیں آرہی ہیں؟ فاطمہ علیہا السلام نے عرض کیا: یہ آوازیں مسلمانوں کے رونے اور فریاد کرنے کی ہیں کہ وہ آپ کو مسجد میں نہیں دیکھتے۔ اس کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور عبد اللہ بن عباسؓ کو بلایا اور ان کا سہارا لے کر باہر تشریف لے گئے اور مسجد مبارک میں نماز پڑھائی۔“

حیر کے دن ابھی سورج اپنے شباب تک نہیں پہنچ پایا تھا کہ پاک نبی کریمؐ کی رحلت کی خبر معروف ہو گئی تھی، چونکہ گھر اور باہر کے علاوہ مسجد نبویؐ صحابہ کرام سے بھری ہوئی تھی۔ آپ کی رحلت پر مدینہ میں صحابہ کرام پر کیا گزری اس کی تفصیل صاحب مدارج النبوت اس طرح عکس بندی کرتے ہیں۔

”ارباب سیر بیان کرتے ہیں کہ صحابہ کرام حضور اکرمؐ کے بعد سراسیہ اور پریشان ہو گئے۔ جیسے ان کی عقلیں سلب کر لی گئی ہوں۔ ان کے حواس معطل ہو گئے بعض حضرات کی زبان بند ہو گئی۔ ان کے ہوش و حواس اور قوت گویائی جاتی رہی۔ حضرت عثمان بن عفانؓ بھی انہی لوگوں میں سے تھے چنانچہ مروی ہے

کہ ان کے پاس سے حضرت عمرؓ گزرے انہیں سلام کیا۔ انہوں نے ان کے سلام کو سنا بھی مگر سلام کا جواب نہ دے سکے۔ (المحدث) بعض حضرات اپنی جگہ جے بیٹھے رہے۔ جنبش کی طاقت بھی ندرعی چنانچہ حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کا یہی حال تھا، صحابہ میں سب سے زیادہ ثابت و اجمع حضرت ابو بکرؓ تھے، حالانکہ وہ بھی آنسو بہا رہے تھے اور آہ و نالہ کر رہے تھے۔ اسی کیفیت سے حضرت ابو بکر صدیق کی شجاعت پر استدلال کیا گیا ہے۔ بعض بیمار اور لاغر ہو کر اور کھل کھل کر اس جہان سے رخصت ہو گئے۔ بعض دعا کرتے کہ اے خدا! ہمیں اندھا کر دے کہ کسی اور کو دیکھنے کی طاقت نہیں ہے۔“

محمد رسول اللہ

وروي أن بلالا رضي الله عنه كان يؤذن  
بعد وفاته صلى الله عليه وسلم وقبل دفنه  
قال: أشهد أن محمدا رسول الله ارتج  
المسجد بالبكاء والنحيب.

”روایت بیان کی گئی ہے کہ جب پاک نبی کریمؐ روح انور قبض ہوا جبکہ ذنن باقی تھا جناب بلالؓ نے اذان دینا چاہی اور کہا:  
أشهد أن محمدا رسول الله کہا تو پھر بھری مسجد میں  
بلند آوازوں کے ساتھ شدید گریہ ہوا۔“

مختصر تاریخ دمشق

تاريخ البدايه النهايه وعن أم سلمة قالت:  
نحن نبكي على رسول الله صلى الله عليه  
وسلم في بيوتنا، لم ننم ولم نسكن لرؤيته



على السرير، فسمعنا صوت الكرازين في ليلة الثلاثاء. قالت أم سلمة: فصحنا فصاح أهل المسجد، فارتجت المدينة صيحة واحدة، وأذن بلال بالفجر، فلما بلغ ذكر النبي صلى الله عليه وسلم بكى فانتحب فزادنا حزناً، وعالج الناس الدخول إلى قبره. فغلق دونهم، فيا لها مصيبة. فما أصبت بعده بمصيبة إلا هانت علي إذا ذكرت مصيبتنا به عليه السلام

”ام المومنین حضرت ام سلمہ سے روایت ہے کہ ہم نے پاک نبی کریم پر اپنے گھروں میں آہ و بکاہ کیا اور جب آپ کو چار پائی پر رکھا تب سے نہ ہمیں نیند آئی اور نہ سکون۔ جب آپ کو چار پائی پر پایا ہم نے بدھ کی رات ایک غائب سے آواز کرازین سے سنا پھر ام سلمہ کہتی ہیں کہ ہماری چیخیں نکل گئیں اور جو بھی مسجد میں تھا وہ سب چیخیں مار کر رونے لگا۔ پس اہل مدینہ نے ایک آواز کے ساتھ چیخ ماری۔ جب حضرت بلال کو صبح کی آذان کی لیے کہا گیا اور جب وہ ذکر مصطفیٰ (اشہدان محمد رسول اللہ) کہا: پس کیا تھا کہ آپ پر اور زیادہ غم اور گریہ ہو گیا۔ انسانوں کا ایک اثر وہام قبر کی جانب دوڑ پڑا جب کہ دروازہ بند تھا اور بلند آوازوں کے ساتھ پکارنے لگے کہ آج جو مصیبت ہم پر آ پڑی ہے وہ عظیم ہے یہ اس وقت ہوا جب آپ کا ذکر آذان میں ہوا تھا۔“

مختصر تاریخ دمشق صفحہ: ۳۰۴، جلد: ۱ باب کفن و دفن محمد

رسول اللہ: ۱، ۵۸۰

واجتمع حوله أصحابه يبكون قال  
القرطبي وهذا أول دليل على كمال شجاعة  
الصديق رضي الله عنه لأن الشجاعة هي  
ثبوت القلب عند حلول المصائب ولا  
مصيبة أعظم من موت رسول الله فظهرت  
شجاعة الصديق رضي الله عنه

”آپ نبی کریم پر سب صحابہ کرام نے گریہ کیا۔ قرطبی کہتا ہے کہ  
یہ اول کمال کی دلیل شجاعت ابو بکر کی ہے کیونکہ ان کی دل میں  
مصائب کے ظہر جانے کا ثبوت ہے کہ پاک نبی کریم کی موت  
سے کوئی دیگر بڑی مصیبت نہیں ہے اس سے صدیق کی شجاعت  
ظاہر ہوتی ہے۔“

تاریخ البدایہ والنہایہ

فيهم بالذي رآهم فقال يا أيهما الناس أيما  
أحد من الناس أو من المؤمنين أصيب  
بمصيبة فليتعض بمصيبته بي عن المصيبة  
التي تصيبه بغيري فإن أحدا من أمتي لن  
يصاب بمصيبة أشد عليه من مصيبتني

”جو لوگ وہاں موجود تھے ان سے پاک نبی کریم نے فرمایا:  
اے لوگو! اگر کسی کو کوئی مصیبت لاحق ہو تو اس کی میری مصیبت  
کے ساتھ تسلی دو چونکہ میری امت کو میری مصیبت سے زیادہ کسی  
طرح کی مصیبت ہرگز نہیں آئے گی۔“

الروض الانف

مَا حَدَّثَ لِلصَّحَابَةِ عَقِبَ وَفَاتِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

”پاک نبی کریم کی وفات پر جو حالات واقعات ظاہر ہوئے۔“  
 وَمِنْ ذَلِكَ مَا رُوِيَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ  
 عَنْهَا وَغَيْرِهَا مِنَ الصَّحَابَةِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى  
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 الْمَلَائِكَةُ دَهَسَ النَّاسُ وَطَاشَتْ عُقُولُهُمْ  
 وَأَفْجِحُوا ، وَاخْتَلَطُوا ، فَمِنْهُمْ مَنْ خَبِلَ  
 وَمِنْهُمْ مَنْ أَضْمِتْ وَمِنْهُمْ مَنْ أَقْعَدَ إِلَى  
 أَرْضٍ فَكَانَ عُمَرُ مِمَّنْ خَبِلَ وَجَعَلَ يَصِيحُ  
 وَيَخْلِفُ مَا مَاتَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
 وَسَلَّمَ وَكَانَ مِمَّنْ أَخْرَسَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ  
 حَتَّى جَعَلَ يُذْهَبُ بِهِ وَيُجَاءُ وَلَا يَسْتَطِيعُ  
 كَلَامًا ، وَكَانَ مِمَّنْ أَقْعَدَ عَلِيٌّ ، رَضِيَ اللَّهُ  
 عَنْهُ فَلَمْ يَسْتَطِيعْ حَرَاكًا ، وَأَمَّا عَبْدُ اللَّهِ  
 أَنَسِيُّ ، فَأَضْمِيَ حَتَّى مَاتَ كَمَدًا ، وَبَلَغَ  
 الْخَبْرُ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَهُوَ بِالسَّنَجِ  
 فَبَجَاءَ وَعَيْنَاهُ تَهْمَلَانِ وَزَقْرَانُهُ تَتَرَدَّدُ فِي  
 صَدْرِهِ وَغَضْضُهُ تَرْتَفِعُ كَقِطْعِ الْحِجْرَةِ وَهُوَ فِي  
 ذَلِكَ رِضْوَانُ اللَّهِ عَلَيْهِ جَلَدُ الْعَقْلِ وَالْمَقَالَةِ  
 حَتَّى دَخَلَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
 وَسَلَّمَ فَأَكَبَ عَلَيْهِ وَكَشَفَ وَجْهَهُ وَمَسَحَهُ

وَقَبَّلَ جَبِينَهُ وَجَعَلَ يَبْكِي ، وَيَقُولُ بِأَبِي أَنْتَ  
وَأُمِّي طِبْتَ حَيًّا وَمَيِّتًا ، وَأَنْقَطَعَ لِمَوْتِكَ مَا  
لَمْ يَنْقَطِعْ لِمَوْتِ أَحَدٍ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ مِنَ التَّبَوُّةِ  
فَعَظُمْتَ عَنِ الصَّفَةِ وَجَلَلْتَ عَنِ الْبُكَاءِ .

”ارباب سیر بیان کرتے ہیں: حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جب پاک نبی کریمؐ کی رحلت ہوئی ملائکہ لوگوں کی جانب حیران تھے کہ صحابہ کرام حضور اکرمؐ کے بعد سراسیمہ اور پریشان ہو گئے۔ جیسے ان کی عقلیں سلب کر لی گئی ہوں۔ ان کے حواس معطل ہو گئے۔ بعض حضرات کی زبان بند ہو گئی۔ ان کے ہوش و حواس اور قوت گویائی جاتی رہی۔ حضرت عمرؓ ان لوگوں میں تھے جو بدحواس ہو کر چینیں مار کر آپؐ کی موت کا انکار کر رہے تھے حضرت عثمان بن عفانؓ بھی انہی لوگوں میں سے تھے جن کے قوت گویائی نے ساتھ چھوڑ دیا تھا اور کلام کرنے سے عاری تھے۔ بعض حضرات اپنی جگہ جے بیٹھے رہے۔ جنبش کی طاقت بھی نہ رہی چنانچہ حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کا یہی حال تھا۔ عبداللہ بن انیس کی آنکھوں سے آنسو دریا کی طرح بہانے سے دل ٹوٹ چکا تھا۔

جب ابو بکرؓ کو آپؐ نبی کریمؐ کی رحلت کی خبر پہنچی اس وقت آپؐ مقام سبخ میں تھے۔ آپؐ روتے ہوئے آئے۔ ان کے سینہ میں تشویش تھی اور دل میں بد مزگی پیدا ہو چکی تھی۔ عقل پر پردہ پڑ چکا تھا اور کلام کرنے کی استطاعت نہیں تھی۔ یہاں تک کہ آپؐ پاک نبی کریمؐ کے جسد خاکی تک گئے اور ان پر جھک گئے اور منہ سے چادر کو ہٹایا اور پیشانی پر بوسہ دیا اور گریہ کیا اور کہا:

میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ آپ زندگی اور موت میں پاک ہیں۔ موت سے وہ چیز منقطع ہوگئی جو کہ آپ سے قبل انبیاء سے بھی جدا نہیں تھی۔ وہ وحی تھی آپ کے مناقب بلند ہیں اور آپ پر گریہ عظیم ہے۔“

### حوالہ جات

- (۱) مدارج النبوت مولانا عبدالحق محدث دہلوی جلد: ۲، صفحہ: ۶۳۵، ۶۱۵، باب وفات النبی ﷺ۔
- (۲) الروض الانف جلد: ۲، صفحہ: ۳۳۳۔
- (۳) محمدرسول اللہ صفحہ: ۵۸۰ جلد: ۱۔
- (۴) مختصر تاریخ دمشق صفحہ: ۳۰۴، جلد: ۱، باب کفن ودفن حد رسول اللہ: ۱، ۵۸۰۔
- (۵) تاریخ البدایہ والنہایہ باب منی واقعہ دفنہ علیہ السلام جلد: ۵، صفحہ: ۲۴۱، ۲۴۰۔

## سیدہ فاطمہ زہرا کا باپ پر ماتم

اور

## آہ و بکا کرنا، مرثیہ پڑھنا

مدارج النبوت

”حضور اکرمؐ کے دن سے فارغ ہوئے تو صحابہ کرام خاک حسرت و ندامت اپنے وقت و حال کے سر پر ڈالنے لگے اور اپنے محبوب دو جہان کے آتش فراق میں جلنے لگے اور گریہ و زاری کرنے لگے، خصوصاً حضرت سیدہ فاطمہ زہراؑ جو سب سے زیادہ مصیبت زدہ، بیکس تراور زار تالاں تر تھیں۔ سیدنا امام حسن و حسین علیہما السلام کے چہروں کی طرف دیکھتی اور اپنی قیمتی اور ان فرزندوں کی نامرادی پر روتی تھیں۔ دوسرے گوشہ میں سیدہ عائشہ صدیقہؓ اس حجرہ میں جس میں سرور کائنات سے علیہ التحیہ و التسلیمات نے وفات پائی مصروف آہ و بکا تھیں۔ یہ گھر بیت الحزن و الفراق بنا ہے خانما شدہ رات و دن آہ و بکا کی آوازیں بلند ہوتی تھیں۔ اہل بیت اطہار اور صحابہ کبار میں سے ہر ایک حضور اکرمؐ کے حزن و ملال میں منظم کر کے اشعار پڑھ رہا تھا۔ ان میں سے سب سے پہلے سیدہ فاطمہ زہراؑ تھیں جو بعد از دن قبر شریف کی زیارت کو گئیں اور اس جگہ کی مٹی اٹھا کر غمزہ آنکھوں پر رکھا اور روتے ہوئے یہ شعر منظوم فرمایا۔“

ماذا اعلى شم تربت احمد  
ان لاشم مدى الزمان غواليا

صبت على مصائب لو انها  
صبت على الايام صرن ليا ليا.

”جو کوئی شخص پاک نبی کریم کی تربت سوگم لے اس پر کیا لازم ہے؟ یہ کہ پھر عمر بھر کوئی خوشبو نہ سوگمے۔“

”مجھ پر ایسی مصیبتیں آ پڑی ہیں کہ اگر دنوں پر پڑتیں تو وہ راتیں بن جاتے۔“

طبقات ابن سعد، تاریخ البدایہ والنہایہ، للمستدرک للحاکم،  
السیرۃ النبویۃ تألیف الدكتور: علی محمد محمد الصلابی،  
ذکر الحزن علی رسول اللہ، صلی اللہ علیہ  
وسلم ومن ندبہ وبکی علیہ پاک نبی پر  
حزن اور ندبہ.

أخبرنا سليمان بن حرب، أخبرنا حماد بن  
زيد عن ثابت عن أنس قال: لما ثقل النبي،  
صلى الله عليه وسلم، جعل يتغشاها الكرب  
فقال فاطمة: وا كرب أبتاه! فقال لها  
النبي، صلى الله عليه وسلم: ليس على  
أيك كرب بعد اليوم! فلما مات رسول  
الله، صلى الله عليه وسلم، قالت فاطمة: يا  
أبتاه! أجاب ربا دعاه، يا أبتاه! جنة  
الفرديوس مأواه، يا أبتاه! إلى جبريل ننعاه، يا

ابتاہا من ربہ ما أدناہا قال: فلما دفن قالت  
فاطمۃ: یا أنس أطابت أنفسکم أن تحشوا  
علی رسول اللہ، صلی اللہ علیہ وسلم،  
التراب؟

”حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں کہ جب آپ نبی کا وقت  
رحلت قریب آیا تب آپ کی بیٹی سیدہ فاطمہ زہراء نے کہا:  
پیارے بابا جان! آہ کیا مصیبت ہے آپ پر۔ تب پاک نبی  
کریم نے جواب فرمایا آج کے بعد آپ کے والد کو کوئی تکلیف  
نہیں ہوگی۔ حضرت انس سے بیان کرتے ہیں کہ جب آپ نبی  
کریم ﷺ کی رحلت ہوئی تھی اس وقت جناب سیدہ فاطمہ زہراء  
نے اپنے والد پر جو مرثیہ کہا تھا وہ یہ ہے:

① آہ پیارے بابا آپ نے پروردگار کی دعوت قبول کر لی۔

② آہ پیارے بابا آپ نے جنت الفردوس کو ٹھکانا بنا لیا۔

③ آہ پیارے باپ! ہم جبرائیل کو آپ کی وفات کی خبر  
ساتتے ہیں۔

④ آہ پیارے باپ اپنے پروردگار سے کس قدر قریب ہو گئے

آپ والد کے پاس حاضر ہے لیکن اس کو حضرت فاطمہ زہراء نے  
انس بن مالک سے مخاطب ہو کر فرمایا: اے انس! کیا تم نے یہ

طیب خاطر قبول کر لیا کہ رسول اللہ پر مٹی ڈالو۔؟“

رسول رحمت حضرت فاطمہ کا حزن

تمام اقربا و صحابہ کی حالت ناقابل بیان تھی، لیکن حضرت فاطمہ علیہا السلام کے حزن  
واندوہ کا معاملہ سب سے الگ تھا۔ آپ کی زبان مبارک پر یہ دلدوز کلمات جاری تھے:

① آہ پیارے باپ آپ نے پروردگار کی دعوت قبول کر لی۔



آہ پیارے باپ آپ نے جنت الفردوس کو ٹھکانا بنا لیا۔

آہ پیارے باپ ہم جبرائیل کو آپ کی وفات کی خبر سنا تے ہیں۔

آہ پیارے باپ اپنے پروردگار سے کس قدر قریب ہو گئے۔

جب رسول اللہ کو ذن کیا جا چکا تو حضرت فاطمہؑ نے حضرت انسؓ بن مالک سے مخاطب ہو کر فرمایا: اے انس! کیا تم نے بہ طیب خاطر قبول کر لیا کہ رسول اللہ پر مٹی ڈالو؟ ابو جعفرؑ سے مروی ہے کہ رسول اللہ کی وفات کے بعد کسی نے حضرت فاطمہؑ کو ہنستے نہ دیکھا سوائے اس کے دین مبارک کا کنارہ کسی قدر کھا گیا ہو۔ دو شعر بھی حضرت فاطمہؑ زہراءؑ سے منسوب ہیں:

ماذا علی شمس - تربت احمد  
ان لاشم مدی الزمان غوالیا  
”جو کوئی شخص پاک نبی کریم کی تربت سونگھ لے اس پر کیا لازم ہے، یہ کہ پھر عمر بھر کوئی خوشبو نہ سونگھے۔“  
صبت علی مصائب لوانها  
صبت علی الايام صرن لیا لیا  
”مجھ پر ایسی مصیبتیں آ پڑی ہیں کہ اگر دنوں پر پڑتیں تو وہ راتیں بن جائے۔“

طبقات الکبریٰ ابن سعد، سنن النسائی  
ذکر الحزن علی رسول اللہ، صلی اللہ  
علیہ وسلم ومن ندبه وبکی علیہ  
أخبرنا سلیمان بن حرب، أخبرنا حماد بن  
زید عن ثابت عن أنس قال: لما ثقل النبي،  
صلى الله عليه وسلم، جعل يتغشاها الكرب  
فقال فاطمة: وا كرب أبتاه! فقال لها

النبي، صلى الله عليه وسلم: ليس على أبيك كرب بعد اليوم! فلما مات رسول الله، صلى الله عليه وسلم، قالت فاطمة: يا أبتاه! أجاب ربا دعاه، يا أبتاه! أجنة الفردوس مأواه، يا أبتاه! إلى جبريل ننعاه، يا أبتاه! من ربه ما أدناه! قال: فلما دفن قالت فاطمة: يا أنس أطابت أنفسكم أن تحثوا على رسول الله، صلى الله عليه وسلم، التراب؟

- ① ”آہ بیارے بابا! آپ نے پروردگار کی دعوت قبول کر لی۔
  - ② آہ بیارے بابا! آپ نے جنت الفردوس کو ٹھکانا بتالیا۔
  - ③ آہ بیارے بابا! ہم جبرائیل کو آپ کی وفات کی خبر سنا تے ہیں۔
  - ④ آہ بیارے بابا! اپنے پروردگار سے کس قدر قریب ہو گئے۔
- جب رسول اللہ ﷺ کو دفن کیا جا چکا تو فاطمہؑ نے حضرت انسؓ بن مالک سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ اے انس! کیا تم نے یہ طیب خاطر قبول کر لیا کہ رسول اللہ پر مٹی ڈالو؟“

تاریخ ابن کثیر البدایہ والنہایہ

وقال الامام احمد حدثنا يزيد ثنا حماد بن زيد ثنا ثابت البناني قال أنس فلما دفن النبي صلى الله عليه وسلم قالت فاطمة يا أنس أطابت أنفسكم أن دفنتم رسول الله صلى الله عليه وسلم في التراب ورجعتم وهكذا رواه ابن ماجه مختصرا من حديث

حماد بن زید بہ وعنده قال حماد فكان ثابت  
اذا حدث بهذا الحديث بكي حتى  
تختلف اضلاعه وهذا لا يعد نياحة بل هو  
من باب ذكر فضائله الحق عليه افضل  
الصلاة والسلام صفحہ (۲۷۳) جلد (۵)

”حماد بن زید نے جناب ثابت سے بیان کیا ہے حضرت انسؓ  
کہتے ہیں: جب پاک نبی کریمؐ کو دفن کیا گیا تب حضرت فاطمہ  
زہراءؑ نے انس بن مالک سے مخاطب ہو کر فرمایا اے انسؓ! کیا  
تم نے یہ طیب خاطر قول کر لیا کہ رسول اللہ پر مٹی ڈالو۔“

حماد کہتے ہیں: جناب ثابت سیدہ زہراءؑ کے نوحہ کی نبی کریمؐ بیان کرتے تھے تو  
روتے تھے اور اس طرح روتے تھے کہ ان کی پسلیاں ہلکتی تھیں۔ ابن کثیر کہتے ہیں: جس  
طرح سیدہ زہراءؑ نے نبی کریمؐ کی نوحہ خوانی کی یہ نوحہ منوعہ نہیں ہے، بلکہ یہ فضائل حقہ کا  
ذکر ہے۔ (جو پاک نبی پر بیان ہوا تھا)۔

سنن ابن ماجہ وَحَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ  
فَاطِمَةَ قَالَتْ حِينَ قُبِضَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأُتِيَ بِهَا إِلَى جِبْرَائِيلَ أَنْعَاةً وَ  
أَبْتَاةً مِنْ رَبِّهِ مَا أَدْنَاهُ وَأُتِيَ بِهَا جَنَّةُ الْفِرْدَوْسِ  
مَأْوَاةً وَأُتِيَ بِهَا أَجَابَ رَبًّا دَعَاةً. قَالَ حَمَّادُ  
فَرَأَيْتُ ثَابِتًا حِينَ حَدَّثَ بِهَذَا الْحَدِيثِ  
بَكَى حَتَّى رَأَيْتُ أَضْلَاعَهُ تَخْتَلِفُ. (۵) (۲۰۰)

”حضرت انسؓ سے بیان کرتے ہیں کہ جب آپ نبی کریمؐ کی  
رحلت ہوئی تھی اس وقت جناب سیدہ فاطمہ زہراءؑ نے اپنے والد  
پر جو رشتہ کہا تھا وہ یہ ہے:

- ① آہ پیارے باپ! آپ نے پروردگار کی دعوت قبول کر لی۔
- ② آہ پیارے باپ! آپ نے جنت الفردوس کو ٹھکانا بنا لیا۔
- ③ آہ پیارے باپ! ہم جبرائیل کو آپ کی وفات کی خبر سنا تے ہیں۔
- ④ آہ پیارے باپ! اپنے پروردگار سے کس قدر قریب ہو گئے۔
- حماد کہتے ہیں: میں نے ثابت کو دیکھا جب یہ حدیث بیان کرتے ہیں آپ کی پسلیاں ہلتی تھیں۔“

### (حوالہ جات)

- (۱) مدارج النبوت باب سوم غسل تمہیز و تکفین اور نماز۔ جلد: ۵، صفحہ: ۷۳۔
- (۲) طبقات ابن سعد صفحہ: ۳۱۱، جلد: ۸۔
- (۳) تاریخ البدایہ والنہایہ۔ باب رحلت پاک نبی کریم تمہیز و تکفین۔ ما اصاب المسلمین من اللصیبة بوفاته صلی اللہ علیہ وسلم جلد: ۵، صفحہ: ۲۷۳۔
- (۴) رسول رحمت مولانا ابوالکلام آزاد باب تمہیز و تکفین اور تدفین۔ صفحہ: ۶۵۸، (۵)
- (۵) مشکوٰۃ شریف مترجم باب رحلت پیغمبر السلام جلد: ۳، صفحہ: ۲۰۱۔
- (۶) بخاری باب للغازی آغاز مرض صفحہ: ۵۸۸۔ پارا: ۱۸، جلد: ۵۔
- (۷) تاریخ کامل باب آغاز مرض جلد: ۱، صفحہ: ۳۵۷۔
- (۸) السیرۃ السیرتالیف علی محمد محمد الصلابی صفحہ: ۲۸۵، جلد: ۳، باب وفات۔
- (۹) طبقات الکبریٰ ابن سعد جلد: ۲، صفحہ: ۳۱۱۔
- (۱۰) سنن النسائی کتاب الجنائزہ باب: ۱۳، باب فی البکاء علی اللیت صفحہ: ۴۲۰۔ جلد: ۶۔
- (۱۱) المستدرک للحاکم کتاب الجنائزہ: ۳۳۷-۳۔
- (۱۲) السیرۃ النبویۃ تألیف الدكتور: علی محمد محمد الصلابی صفحہ: ۲۸۱، جلد: ۱۔

## حسنین کریمین کا نانا پر گریہ کرنا

### مدارج النبوت

”پاک نبی کریمؐ نے سیدہ فاطمہ زہراءؑ سے فرمایا: اپنے بچوں کو لاؤ۔ وہ امام حسن اور امام حسین علیہم التحیۃ والرضوان کو حضور اکرمؐ کے سامنے لائے۔ جب ان صاحبزادگان نے سب کو اس میں حال میں دیکھا تو رونے لگے۔ اور اتنی گریہ و زاری کی کہ ان کے گریہ سے گھر کا ہر فرد رونے لگا۔ حضور اکرمؐ نے ان کو بوسہ دیا اور ان کی تعظیم و توقیر اور ان کے محبت کے بارے میں صحابہ کرام اور تمام امت کو وصیت فرمائی۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ وہ دونوں حضور اکرمؐ کے آغوش مبارک میں رو رہے تھے جب ان کے رونے کی آواز حضور اکرمؐ کے گوش مبارک میں پہنچی تو حضور اکرمؐ بھی رونے لگے ام سلمہؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ تو گزشتہ و آئندہ ہر حال میں مغفور ہیں۔ گریہ فرمانے کی وجہ کیا ہے؟ حضور اکرمؐ نے فرمایا: میرا رونا امت پر رحمت و شفقت کے لیے ہے“

مدارج النبوت باب رحلت پیغمبر السلام صفحہ: ۳۰، جلد: ۲

”سیدہ فاطمہ زہراءؑ کا بیت الحزن اور مقابر حضرت حمزہؓ اور پہاڑ

أحد کے دامن میں۔“

پاک نبی کریمؐ کی رحلت پر اگر کسی کو شدید صدمہ پہنچا اور آنکھوں میں نہ ٹھنسنے والے آنسو تھے اور اندر سے دل ٹوٹ چکا تھا۔ مصائب دنیا نے آپ کے گھر کو آماجگاہ بنا

لیا تھا۔ راحت و سکون مٹ چکا تھا۔ وہ پاک نبی کریم کی لخت جگر سیدہ فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا تھی۔ آپ کی حزن اور بکاؤ کا یہ عالم تھا کہ شہر مدینہ کا وہ حملہ جہاں ہاشمی آباد تھے وہاں سکون نہ رہا لہذا آپ سیدہ نے یہ فیصلہ کیا کہ مجھے جو گریہ کرنا ہے اور باپ کے فضائل کے لیے مرثیہ پڑھنا ہے اس کے لیے مناسب جگہ دامن اُحد ہے۔ آپ روزمرہ اور بعض روایات کے مطابق ہر ہفتہ میں ایک مرتبہ وہاں جاتی اور دن پھر قیام کرتی اور خوب گریہ کرتی اور اس سے دل میں سکون لاتی اور شام کے وقت حسین کریمین یا جناب علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ تشریف لے جاتے اور اپنے ہمراہ لے آتے۔ اس طرح یہ سلسلہ تاحیات رہا۔ معروف روایات کے مطابق آپ سیدہ چھ ماہ تک زندہ رہی تھیں۔

المستدرک حاکم عن علي بن الحسين ،  
عن أبيه ، أن فاطمة بنت النبي صلى الله  
عليه وسلم ، كانت تزور قبر عمها حمزة  
كل جمعة فتصلي وتبكي عنده هذا  
الحديث رواه عن آخرهم ثقات

”حضرت علی بن حسین اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ  
سیدہ فاطمہ زہراء (جدہ) جناب حمزہ (دادا) کا ہر جمعہ کے روز  
ان کے قبر کی زیارت فرماتی تھیں اور وہاں نماز پڑھتی اور گریہ  
کرتی تھیں۔“

### مدارج النبوت

”امام غزالی نے بیعت کی زیارت میں اس مسجد کا ذکر کیا ہے اور  
اس میں نماز پڑھنے کی وصیت کی ہے۔ بعض اور حضرات نے بھی  
اس مسجد شریف کا ذکر کیا ہے اور کہتے ہیں کہ وہ بیت الحزن کے  
نام سے معروف ہے۔ کیوں کہ فاطمہ زہراء سلام علیہا رسول  
مقبول کے غم و جدائی کی مصیبت کے زمانے میں لوگوں کی صحبت

سے پریشان ہو کر تہائی اختیار کر کے اس جگہ قیام پذیر ہو گئی  
تھیں۔“

وسائل الشیعہ۔ (مکتب اہل بیت)

وفي (الخصال): عن محمد بن الحسن ، عن  
الصفار، عن العباس بن معروف ، عن  
محمد بن سهل البحراني، يرفعه إلى أبي  
عبدالله ( عليه السلام ) قال البكاؤون  
خمسة: آدم، ويعقوب، ويوسف، وفاطمة  
بنت محمد ( صلى الله عليه واله )، وعلي بن  
الحسين ( عليه السلام ) ، فأما آدم فبكي  
على الجنة حتى صار في خديه أمثال  
الأودية، وأما يعقوب فبكي على يوسف حتى  
ذهب بصره، وحتى قيل له: ( تالله تفتؤ  
تذكر يوسف حتى تكون حرضاً أو  
تكون من الهالكين )، وأما يوسف فبكي  
على يعقوب حتى تأذى به أهل السجن  
فقالوا: إما أن تبكي الليل وتسكت بالنهار،  
وإما أن تبكي النهار وتسكت بالليل،  
فصالحهم على واحد منهما .

وأما فاطمة ( عليها السلام ) فبكت على  
رسول الله ( صلى الله عليه وآله ) حتى  
تأذى بها أهل المدينة ، فقالوا لها: قد آذيتنا  
بكثرتك بكائك، وكانت تخرج إلى المقابر

مقابر الشهداء فتبکی حتی تقضي حاجتها  
ثم تنصرف، وأما علي بن الحسين ( عليه  
السلام ) فبکی علی الحسين ( عليه السلام )  
عشرين سنة أو أربعين سنة، ما وضع بين  
يديه طعام إلا بكى حتى قال له مولی له  
مترجم جلد (۲) صفحہ: ۳۱۲ باب: باب  
جواز البكاء علی الميت والمصيبة،  
واستحبابه عند زیادة الحزن

”محمد بن سہل بحر وئی مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام  
سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا: دنیا میں بہت رونے والے پانچ  
افراد گزرے ہیں:

- |                                |   |
|--------------------------------|---|
| حضرت آدم                       | ① |
| حضرت یعقوب                     | ② |
| حضرت یوسف                      | ③ |
| حضرت فاطمہ زہراء               | ④ |
| امام زین العابدین علیہم السلام | ⑤ |

حضرت آدم جنت اور حوا کی جدائی پر اس قدر روئے کہ  
رخساروں پر وادی کی طرح گڑھے پڑ گئے۔ حضرت یعقوب  
فراقِ یوسف میں اس قدر روئے کہ بیٹائی جاتی رہی یہاں تک کہ  
ان سے کہا گیا بخدا اس وقت تک برابر روتے رہیں گے جب تک  
ہلاک یا موت واقع ہو جائے گی۔ جناب یوسف اپنے باپ اور  
ماں کے غم میں اتنا روئے کہ تمام قیدی ٹنگ آگئے اور ان سے کہا  
گیا تھا کہ رات یادن کو ایک وقت روئیں بالآخر آپ نے ایک  
وقت رونے پر اتفاق کر لیا۔

سیدہ فاطمہ زہراء اپنے باپ حضرت رسول خدا کی جدائی پر اس



قدر روئیں کہ اہل مدینہ تک آگئے اور صاف صاف کہہ دیا کہ  
 آپ نے رو رو کر ہمیں اذیت دی ہے۔ اس پر آپ قبرستان  
 شہدائے اُحد یا (جنت البقیع بمقام بیت الحزن) تشریف لے  
 جاتیں اور وہاں دل کھول کر روتیں اور پھر واپس آ جاتیں۔“

### حوالہ جات

- (۱) للستدرک حاکم باب الجنائز صفحہ: ۳۳۴ جلد: ۴۔
- (۲) مدارج النبوت باب سیدہ فاطمہ زہراء بنت رسول اللہ کی وفات جلد: ۲،  
 صفحہ: ۹۱۔ وسائل الشیعہ مترجم۔ جلد: ۲، صفحہ: ۳۱۲، باب: ۸۷، باب  
 جواز البكاء علی اللیت وللصیبة، واستجابہ عند زیادة الحزن۔

www.ziaraat.com  
 Sabeel-e-Sakina

## رسول خدا کی رحلت امت پر عظیم مصیبت تھی (آپ نے ماتم داری اور تعزیت کا طریقہ بیان فرمایا)

ماتم کی کیفیت اور مصیبت کا حجم تو مرنے والے کی شخصیت پر ہے لیکن پاک نبی کریمؐ نے اس غم اور الم کے موقع پر اس کی حیثیت اور حقیقت سے بھی آگاہ فرمایا اور اس مقام سے قانون کی وضاحت کی اور فرمایا کیا: امت پر مجھ سے زیادہ کوئی اور مصیبت زدہ نہیں یہ وہ الفاظ تھے جو آپؐ نے غزوہٴ احد اور حضرت حمزہؓ کی لاش مبارک کو دیکھ کر بیان فرمائے تھے اور دوسری مرتبہ آپؐ مرض کی بنا پر حالت بستر اور آرام میں تھے تو امت کو مصیبت اور تسلی کا طریقہ بیان فرمایا: اگر کوئی عظیم غم زدہ ہے تو اسے چاہیے کہ وہ میری مصیبت کو یاد کر کے تسلی کر لے چونکہ میری موت امت پر ایک عظیم حادثہ اور سانحہ ہوگا اس سے امت ہر نعمت جدید سے محروم ہو جائے گی اس لیے کہا جاتا ہے کہ امت پر یہ لازم ہے کہ اگر اسے کسی بڑے حادثہ سے گزرنا پڑے تو کر بلا کے شہداء کو یاد کر کے تسلی کرے۔ آخر پاک نبیؐ کی اولاد پر بھی عظیم سانحہ گذرا ہے۔ اس واقعہ کو صاحب مدارج النبوت نے یوں نقل کیا ہے۔ حضرت ابوسعید خدری سے منقول ہے وہ فرماتے ہیں: میں رسول اللہؐ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے حضورؐ کو قطیفہ (بڑی چادر) میں لپٹا ہوا پایا۔ میں نے قطیفہ کے اوپر سے بخاری گرمی محسوس کرتا تھا اور مجھے برداشت نہ تھی کہ میں حضور اکرمؐ کے بدن اقدس پر ہاتھ رکھوں۔ میں نے اس شدت پر تعجب کیا۔ حضور اکرمؐ نے فرمایا: کسی

کی مصیبت و اذیت انبیاء علیہم السلام کی مصیبت و اذیت سے زیادہ سخت و شدید نہیں ہے۔ بلاشبہ جس طرح ان کی مصیبتیں دوگنی ہیں اس طرح ان کا اجر بھی دوگنا ہے۔ اس طرح بہت سی کتب نے یہ جملے حدیث کے نقل کیے ہیں۔ سنن ابن ماجہ کہتے ہیں: آپ نے لوگوں کو مخاطب ہو کر فرمایا: اے مومنین! اگر کسی کو کوئی مصیبت لاحق ہو تو اس کو میری مصیبت یاد کر کے تسلی کر لینی چاہیے چونکہ اس کائنات میں امت پر میری مصیبت سے بڑھ کر کوئی اور مصیبت نہیں ہے۔

### کتب متن

سنن ابن ماجہ ۲، رحمة للعالمین: ۳، تاریخ البدایہ والہایہ: ۴،  
کنز العمال

حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ عَمْرٍو بْنِ السُّكَيْنِ  
حَدَّثَنَا أَبُو هَمَامٍ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُبَيْدَةَ  
حَدَّثَنَا مُضْعَبُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ  
عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ فَتَحَّ رَسُولُ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَابًا بَيْنَهُ وَبَيْنَ  
النَّاسِ أَوْ كَشَفَ سِتْرًا فَإِذَا النَّاسُ يُصَلُّونَ  
وَرَأَى أَبِي بَكْرٍ فَحَمِدَ اللَّهُ عَلَى مَا رَأَى مِنْ  
حُسْنِ خَالِهِمْ رَجَاءً أَنْ يَخْلُقَهُ اللَّهُ فِيهِمْ  
بِالَّذِي رَأَوْهُمْ فَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَيُّمَا أَحَدٍ  
مِنَ النَّاسِ أَوْ مِنْ الْمُؤْمِنِينَ أُصِيبَ بِمُصِيبَةٍ  
فَلْيَتَعَزَّ بِمُصِيبَتِهِ بِى عَنِ الْمُصِيبَةِ الَّتِي  
تُصِيبُهُ بِغَيْرِي فَإِنَّ أَحَدًا مِنْ أُمَّتِي لَنْ  
يُصَابَ بِمُصِيبَةٍ بَعْدِي أَشَدَّ عَلَيْهِ مِنْ

## مُصِيبَتِي.

”حضرت عائشہؓ روایت کرتی ہے کہ پاک نبی کریمؐ نے مسجد کی جانب سے کھڑکی کو کھولا یا پردہ ہٹایا تو لوگ میرے والد کی امامت میں نماز ادا کر رہے تھے۔ لوگوں نے آپ کو اچھی حالت میں دیکھا اور اللہ تعالیٰ کی حمد کی۔ اس وقت آپ نے لوگوں کو مخاطب ہو کر فرمایا: اے مومنین! اگر کسی کو کوئی مصیبت لاحق ہو تو اس کو میری مصیبت یاد کر کے تسلی کر لینی چاہیے، چونکہ اس کا نکات میں امت پر میری مصیبت سے بڑھ کر کوئی اور مصیبت نہیں ہے۔“

## مدارج النبوت

”حضرت ابوسعید خدری سے منقول ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہؐ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے حضورؐ کو قطیہ میں لپٹا ہوا پایا۔ میں قطیہ کے اوپر سے بخار کی گرمی محسوس کرتا تھا اور مجھے برداشت نہ کہ میں حضور اکرمؐ کے بدن اقدس پر ہاتھ رکھوں۔ میں نے اس شدت پر تعجب کیا۔ حضور اکرمؐ نے فرمایا: کسی کی مصیبت واذیت انبیاء علیہم السلام کی مصیبت واذیت سے زیادہ سخت و شدید نہیں ہے۔ بلاشبہ جس طرح ان کی مصیبتیں دوگنی ہیں اس طرح ان کا اجر بھی دوگنا ہے۔“

## طبقات ابن سعد الکبری

عن أبي سعيد الخدري قال: جئنا النبي،  
صلى الله عليه وسلم، فإذا عليه صالب من  
الحمى ما تكاد تقر يد أحدنا عليه من  
شدة الحمى، فجعلنا نسبح فقال لنا رسول

اللہ، صلی اللہ علیہ وسلم: ليس أحد أشد  
بلاء من الأنبياء، كما يشتد علينا البلاء  
كذلك يضاعف لنا الأجر، إن كان النبي  
من أنبياء الله ليسلط عليه القمل حتى  
يقتله، وإن كان النبي من أنبياء الله ليعرى  
ما يجد شيئاً يوارى عورته إلا العباءة  
يدرعها.

أخبرنا خالد بن خدّاش، أخبرنا عبد الله  
بن وهب عن هشام بن سعد عن يزيد بن  
أسلم عن عطاء بن يسار: أن أبا سعيد  
الخدري دخل على رسول الله، صلی اللہ  
عليه وسلم، وهو موعوك عليه قطيفة  
فوضع يده عليه فوجد حرارتها فوق  
القطيفة فقال: ما أشد حماك! فقال: إنا  
كذلك يشدد علينا البلاء ويضاعف لنا  
الأجر! قال: من أشد الناس بلاء؟ قال:  
الأنبياء!

ترجمہ مفہومی مدارج نبوت نے بیان کیا ہے۔

رحمة للعالمين

المبحث الحادي والثلاثون: مصيبة  
المسلمين بموته صلی اللہ علیہ وسلم رحمة  
للعالمين

الدكتور سعيد بن علي بن وهف القحطاني  
 بحث نمبر (۳۱) پاک نبی کریم کی رحلت پر امت پر مصیبت  
 من المعلوم يقيناً أن محبة النبي صلى الله  
 عليه وسلم محبة كاملة من أعظم درجات  
 الإيمان الصادق؛ ولهذا قال صلى الله عليه  
 وسلم: لا يؤمن أحدكم حتى أكون  
 أحب إليه من ولده، ووالده، والناس  
 أجمعين . فإذا فقد الإنسان أهله، أو والده،  
 أو ولده، لا شك أن هذه مصيبة عظيمة من  
 مصائب الدنيا، فكيف إذا فقدهم كلهم  
 جميعاً في وقت واحد؟

پاک نبی کریم کی محبت ہی سے بلند درجات کا سچا ایمان ثابت ہے۔ آپ نے فرمایا  
 تھا کہ کسی شخص کے ایمان اور محبت کی تکمیل اس وقت تک ممکن ہی نہیں جب تک وہ مجھے  
 اپنے باب، بیٹے اور دنیا بھر کے لوگوں سے محبوب تر نہ جانتا ہو۔  
 اس میں کوئی شک کی گنجائش نہیں کہ دنیا کے تمام مصائب سے آپ کی رحلت سے  
 بڑھ کر کوئی مصیبت نہیں ہے۔ کیونکہ ایک ہی وقت میں ہر چیز ضائع ہو گئی۔

ولا شك أن مصيبة موت النبي صلى الله  
 عليه وسلم أعظم المصائب على المسلمين؛  
 ولهذا جاءت الأحاديث الصحيحة بذلك.

”اس میں کوئی شک کی گنجائش نہیں کہ دنیا کے تمام مصائب سے  
 آپ کی رحلت سے بڑھ کر کوئی دیگر مصیبت نہیں ہے اور یہ تمام  
 احادیث صحیح ہیں۔“

فمن عائشة رضي الله عنها قالت: فتح

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باباً بینہ  
وبین الناس، أو كشف سترأ فإذا الناس  
یصلون وراء أبي بكر، فحمد الله على ما  
رآه من حسن حالهم ورجاء أن يخلفه الله  
فيهم بالذي رآهم\* يا أيها الناس أيما أحد  
من الناس أو من المؤمنين أصيب بمصيبة  
فليتعزَّ بمصيبته بي عن المصيبة التي  
تصيبه بغيري؛ فإن أحداً من أمي لن  
يُصاب بمصيبة أشدَّ عليه من مُصيبتي .

”حضرت عائشہؓ روایت کرتی ہے کہ پاک نبی کریمؐ نے مسجد کی  
جانب سے کھڑکی کو کھولایا پردہ ہٹایا تو لوگ میرے والد کی  
امامت میں نماز ادا کر رہے تھے۔ لوگوں نے آپ کو اچھی حالت  
میں دیکھا اور اللہ تعالیٰ کی حمد کی اور یہ امید برلائے اللہ تعالیٰ  
نے ان کو ہم پر باقی رکھا ہے۔ اس وقت آپ نے لوگوں کو  
مخاطب ہو کر فرمایا: اے مومنین! اگر کسی کو کوئی مصیبت لاحق ہو تو  
اس کو میری مصیبت یاد کر کے تسلی کر لینی چاہے، چونکہ اس کائنات  
میں امت پر میری مصیبت سے بڑھ کر کوئی اور مصیبت نہیں  
ہے۔“

وعن أنس رضي الله عنه قال: (لما كان  
اليوم الذي دخل فيه رسول الله صلي الله  
عليه وسلم المدينة أضاء منها كل شيء،  
فلما كان اليوم الذي مات فيه أظلم منها  
كل شيء، وما نقصنا عن رسول الله صلي

اللہ علیہ وسلم الأیدی وانا لفي دفنه حتی  
أنکرناقلوبنا).

”حضرت انسؓ فرماتے ہیں: جب آپؐ نبی مدینہ میں تشریف لائے تھے تو ہر چیز روشن ہو گئی تھی اور جب رخصت فرمایا تو ہر چیز میں اندھیرا چھا گیا تھا اور ہاتھوں نے گوارہ ہی نہیں کیا تھا کہ آپؐ کو دفن کریں، جب کہ دلوں نے ایسا قبول کرنے سے انکار کر دیا تھا۔“

اصبر لكل مصيبة وتجاهد واعلم بان للرب غير غلْد  
فإذا ذكرت مصيبة تسلبها فاذا ذكر مصابك بالنبي محمد  
وخلصا القول: أن الدروس والفوائد  
والعبر المستفادة هذا المبحث كثيرة، ومنها:  
موت النبي صلى الله عليه وسلم أعظم  
مصيبة أصيب بها المسلمون.  
إنكار الصحابة قلوبهم بعد موت النبي  
صلى الله عليه وسلم؛ لفراقهم نزول الوحي  
وانقطاعه من السماء.

اس تمام بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ:

- (۱) مسلمانوں پر جو عظیم مصیبت آئی تھی وہ آپؐ کی رحلت تھی
- (۲) آپؐ کی رحلت کو صحابہ کرام کی دلوں نے قبول نہیں کیا چونکہ آپؐ سے جدائی اور آسمان سے وحی کا منقطع ہونا برداشت نہ تھا۔

طبقات ابن سعد السيرة النبوية تأليف الدكتور: علي محمد محمد  
الصلابي-

أخبرنا محمد بن عبيد الطنافسي قال:



أخبرنا فطر بن خليفة عن عطاء بن أبي رباح قال: قال رسول الله، صلى الله عليه وسلم: إذا أصيب أحدكم بمصيبة فليذكر مصيبتته بي فإنها أعظم المصائب.

”عطاء بن ابی رباح روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: جب تمہیں کوئی مصیبت پیش آئے جان میں یا مال میں یا اولاد میں تو حضرت رسول خدا کے ساتھ اپنی مصیبت کو یاد کرو کیونکہ تمام مخلوقات کبھی آنحضرت جیسی مصیبت میں گرفتار نہیں ہوئی۔“

طبقات ابن سعد

أخبرنا إسحاق بن عيسى قال: أخبرنا مالك، يعني بن أنس، عن عبد الرحمن بن القاسم عن أبيه: أن رسول الله، صلى الله عليه وسلم، قال: ليعزي المسلمين في مصائبهم المصيبة بي.

”پاک نبی کریم نے فرمایا: جب کسی مسلمان کو کوئی مصیبت نازل ہو تو وہ میری مصیبت کے ساتھ تعزیت کر لیا کرے۔“

نبی کریم کی مصیبت سے بڑھ کر کوئی مصیبت نہیں ہے۔

فروع کافی، وسائل الشیعه

محمد بن يعقوب، عن عدة من أصحابنا، عن أحمد بن محمد بن عيسى، عن علي بن الحكم، عن أبي المغرا، عن زيد الشحام، عن عمرو بن سعيد بن هلال، عن أبي

عبداللہ (علیہ السلام) - فی حدیث - قال :  
 وإذا أصبت بمصيبة فاذكر مصابك  
 برسول الله (صلى الله عليه وآله) ، فإن  
 الخلق لم يصابوا بمثله قط .

”نبی کریم کی مصیبت سے بڑھ کر کوئی مصیبت نہیں ہے۔ عمر  
 و بن سعید بن بلال حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے  
 روایت کرتے ہیں آپ نے ایک حدیث کی ضمن میں فرمایا تھا:  
 جب کوئی مصیبت پیش آئے تو حضرت رسول خدا کے بارے میں  
 اپنی مصیبت کو یاد کرو کیونکہ کوئی بھی مخلوق ان جیسی مصیبت کے  
 ساتھ کبھی دوچار نہیں ہوئی۔“

الفروع کافی، وسائل الشیعه

وعنهم، عن سهل بن زياد ، عن علي بن  
 الحكم، عن سليمان بن عمر النخعي، عن  
 أبي عبد الله (عليه السلام) قال: من  
 أصيب بمصيبة فليذكر مصابه بالنبي  
 (صلى الله عليه وآله) فإنه من أعظم  
 المصائب سليمان بن عمرو النخعي

”حضرت امام جعفر صادق سے روایت کرتے ہیں کہ آپ  
 نے فرمایا: جس شخص کو کوئی مصیبت درپیش آئے اسے چاہیے کہ  
 حضرت رسول خدا کی مصیبت کو یاد کرے، کیونکہ وہ تمام مصائب  
 سے بڑی مصیبت ہے“

الفروع کافی، وسائل الشیعه

عبدالله بن جعفر في (قرب الإسناد): عن

الحسن بن ظریف، عن الحسين بن علوان ، عن جعفر بن محمد ، عن أبيه (عليهما السلام) قال: قال رسول الله (صلى الله عليه وآله): من أصيب بمصيبة فليذكر مصيبته في فإنها أعظم المصائب.

”عمرو بن سعيد ثقفي حضرت امام باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: جب تمہیں کوئی مصیبت پیش آئے جان میں یا مال میں یا اولاد میں تو حضرت رسول خدا کے ساتھ اپنی مصیبت کو یاد کرو، کیونکہ تمام مخلوقات کبھی آنحضرت جیسی مصیبت میں گرفتار نہیں ہوتی۔“

وروی الشيخ زين الدين في كتاب (مسكن الفوائد) عن ابن عباس قال : قال رسول الله (صلى الله عليه وآله) : إذا أصاب أحدكم مصيبة فليذكر مصيبته بي فإنها من أعظم المصائب.

”عمرو بن سعيد ثقفي حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: جب تمہیں کوئی مصیبت پیش آئے جان میں یا مال میں یا اولاد میں تو حضرت رسول خدا کے ساتھ اپنی مصیبت کو یاد کرو کیونکہ تمام مخلوقات کبھی آنحضرت جیسی مصیبت میں گرفتار نہیں ہوتی۔“

(۱) وسائل الشیعه جلد (۲) صفحہ (۲) مترجم (۲، ۳۰۵)

مسكن الفوائد، وسائل الشیعه

وروی الشيخ زين الدين في كتاب (

مسکن الفؤاد) عن ابن عباس قال : قال رسول الله ( صلى الله عليه واله ) : إذا أصاب أحدكم مصيبة فليذكر مصيبتته بي فإنها من أعظم المصائب.

”شہید ثانی ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت رسول خدا نے فرمایا: جب تم میں سے کسی شخص کو کوئی مصیبت درپیش آئے تو وہ میری مصیبت کو یاد کرے۔ اس پر اپنی مصیبت آسان ہو جائے گی۔“

### حوالہ جات

- (۱) سیرت ابن ہشام باب غزوہ احد جلد: ۳، صفحہ: ۹۴۔
- (۲) (علامہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی مدارج النبوت جلد: ۱، صفحہ: ۸۴۳ باب سید الشهداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ)
- (۳) تاریخ البدایہ والنہایہ باب غزوہ احد جلد: ۴، صفحہ: ۴۰۔
- (۴) الروض انق جلد: ۲، صفحہ: ۲۸۱ باب غزوہ
- (۵) استعاب جلد: ۱، صفحہ: ۱۱۰۔
- (۶) رحمة للعالمین جلد: ۳۱، صفحہ: ۱، الدكتور سعید بن علی بن وهف القحطاني
- (۷) سنن ابن ماجہ: ۵۵، باب ما جاء في الضبر على المصيبة.
- (۸) طبعات ابن سعد الكبير صفحہ: ۲۰۸، صفحہ: ۲۴۵، جلد: ۲، باب وفات پیغمبر السلام.
- (۹) الروض الانق کتاب غزوہ احد باب خزن الرسول علی حمزة وتوعد الشريكين بالمثابة جلد: ۲، صفحہ: ۲۸۱-۲۸۵۔
- (۱۰) السيرة النبوية تأليف الدكتور: علي محمد محمد الصلابي جلد: ۳، باب وفات النبي صفحہ: ۲۸۵-۲۸۶۔ (کنز العمال: ۱۵، صفحہ: ۱۰۳۳-۱۱۵۱۔ کتاب الموت باب افعال۔ علامہ علی متقی ہندی۔

مکتب اہل بیت کی کتب۔

- (۱) وسائل الشیخہ جلد: ۲، صفحہ (مترجم) ۲، ۳۰۵-۲۔ فروع کافی باب۔

# حضور نے ابوطالب

اور

خدیجہ الکبریٰ کی وفات

امت کے لیے عظیم مصیبت قرار دیا  
اس سال کا نام عام الحزن رکھا

جب تک حضرت ابوطالب زندہ تھے تو آپ مشرکین کے خوف سے محفوظ تھے۔ جب تک جناب سیدہ خدیجہ الکبریٰ زندہ تھیں رزق میں برکت اور فرداوی رہی۔ ان دونوں کے اٹھ جانے سے مصیبتوں نے جکڑ لیا، پھر آپ پر کیا گذری؟ مکہ چھوڑنا پڑا اور ہمیشہ کے لیے مدینہ آپ کا وطن بن گیا۔ آپ (نبی کریم) نے ان دونوں کے اٹھ جانے سے ایک مکمل سال غم اور سوگوار کا قرار دیا تھا۔ اس پر آپ (نبی کریم) کیا فرماتے ہیں روایات اس کی گواہ ہیں۔

متن روایات

تاریخ الکامل (۲) تاریخ یعقوبی

وقال: اجتمعت علی هذه الأمة فی هذه  
الأيام مصیبتان لا أدري بأیهما أنا أشد  
جزعا، یعنی مصیبة خدیجة وأبی طالب.

وروي عنه أنه قال: أن الله، عز وجل، وعدني في أربعة، في أبي وأمي وعمي وأخ كان لي في الجاهلية.

”امت کا ان ایام پر اجماع ہے کہ اس وقت دو عظیم مصیبتیں تھیں۔ آپ نے فرمایا کہ میں فیصلہ نہیں کر سکتا کہ دونوں میں کس پر سخت جزع کروں۔ وہ جدائی مصیبت خدیجہ الکبریٰ پر یا جناب ابوطالب کی موت پر ہے۔“

تاریخ طبری

ثم إن أبا طالب وخديجة هلكا في عام واحد وذلك فيما حدثنا ابن حميد، قال: حدثنا سلمة، عن ابن إسحاق قبل هجرته إلى المدينة بثلاث سنين، فعظمت المصيبة على رسول الله بهلاكهما؛ وذلك أن قريشاً وصلوا من أذاه بعد موت أبي طالب إلى ما لم يكونوا يصلون إليه في حياته منه؛ حتى نثر بعضهم على رأسه التراب.

”حضرت ابوطالب اور حضرت خدیجہ آپ کی ہجرت سے تین سال پہلے ایک ہی سال میں انتقال کر گئے۔ ان کے فوت ہو جانے سے آپ کے مصائب میں بہت زیادہ اضافہ ہو گیا تھا کیونکہ ابوطالب کے انتقال کے بعد اب قریش آپ کو وہ اذیتیں دینے لگے، جو ان کی زندگی میں ان کو نہیں دے سکتے تھے یہاں تک کسی نے آپ کے سر پر مٹی ڈال دی۔ اسی حالت میں آپ گھر سے تشریف لائے۔ آپ کی کوئی صاحبزادی مٹی دھولانے

کھڑی ہوئی وہ سر و حلاقی جاتی تھیں اور روتی جاتی تھیں۔“

### مدارج النبوت

”حضرت ابوطالبؑ کی وفات کے تین یا پانچ روز کے بعد ام المومنین سیدہ خدیجہ الکبریٰؓ نے وفات پائی۔ ان کی اقامت حضور اکرمؐ کے یہاں پچیس (۲۵) سال رہی حضورؐ اس سال کو عام الحزن یعنی غمی کا سال فرمایا کرتے تھے اور گھر سے جسے بیت الحزن کہنا چاہیے بہت کم نکلتے تھے۔ کفار نے پہلے سے بہت سے زیادہ ظلم و جفا کی بنیاد رکھی۔“

### کتب روایات

- (۱) تاریخ الكامل صفحہ: ۱۱۷، جلد: ۱۔
- (۲) تاریخ طبری جلد: ۱، صفحہ: ۳۰۹۔
- (۳) مدارج النبوت جلد: ۱، صفحہ: ۸۰، باب سیدہ خدیجہ الکبریٰ کی وفات۔
- (۴) تاریخ یعقوبی جلد: ۱، صفحہ: ۱۱۷۔ باب خدیجہ، ابوطالب۔ باب: ۱۲۔

## امام الانبیاء کا حضرت حمزہؓ کے لاشہ پر گریہ، ندبہ اور ماتم کرنا

امام الانبیاء نے جب حضرت حمزہؓ کا لاشہ دیکھا تو حج کھل گئی اور روتے روتے بے ہوش ہو گئے اور پھر ندبہ کیا اور فرمایا کہ میری مصیبت عظیم ہے

فروزہ احد میں حضرت حمزہؓ کی اس لحاظ سے انفرادی شہادت تھی کہ ابوسفیان اور ان کے گھروالے از حد بنو ہاشم سے دشمنی رکھتے تھے۔ اس جنگ میں حضرت حمزہؓ کی شہادت تو ہو گئی، مگر دشمن نبی علیہ السلام نے ان کی لاش کے ساتھ جس طرح بے حرمتی کی اس کے کلیجہ کو بھی چھلایا اور شہادت کے بعد ان کے جسم کو کھڑے کھڑے کر دیا اور یہ لاش ایک جسم کے ساتھ محفوظ نہیں رہی۔ جب اس حالت میں حضرت حمزہؓ کے جسم کو پاک نبیؐ نے ملاحظہ کیا تو صبر کے تمام پہلو قابو میں نہیں رہے بلکہ بے ساختہ منہ سے چیخیں کھل گئیں اور ان پر ندبہ کہنا شروع کیا اور فرمایا اے اسد اللہ، اے اسد رسول! اس پر مدارج النبوۃ نے جو تحریر کیا ہے وہ یہ ہے۔ حضرت ابن مسعودؓ سے منقول ہے کہ آپؐ نے فرمایا: ہم نے رسول اللہؐ کو حضرت حمزہؓ پر رونے کی مانند کبھی رونانا نہ دیکھا۔ آپؐ ان کے جنازہ پر کھڑے تھے اور رو رہے تھے یہاں تک کہ آپؐ بے ہوش ہو گئے اور فرمایا: اے حمزہؓ! اے عم رسول اللہؐ! اے اسد اللہؐ! اے اسد رسولؐ! اے نیکیاں کرنے والے! اے سختیوں کے چھیلنے والے! اے حمزہؓ! اے رسول اللہؐ کے رونے اور کھلانے والے! اس سے معلوم ہوا کہ ندبہ اور بے اختیار فریاد اور آہ و نالہ بھی وجود میں آیا ہے

دوسری جانب آپؐ نے امت کو اپنی مصیبت کا تذکرہ کیا اور فرمایا: میری رحلت خود ایک مصیبت ہے۔ جس کی وجہ سے وحی الہی کا منقطع ہو جانا ہے اور امت کے لیے دین کی روشنی جو جاری تھی وہ اندھیرے کی طرف لوٹ جائیں گے اور وہ کرب و بلا جو مجھے تھی وہ امت کو نہیں ہے، لہذا اگر کسی کو کوئی مصیبت نازل ہو تو وہ میری مصیبت یاد کر کے صبر



کرے، چونکہ میری مصیبت اور مصائب سے بڑھ کر کسی کو اللہ تعالیٰ آزمائش نہیں کرے گا۔ پاک نبی کریم کو اللہ تعالیٰ مستقبل کے حالات سے یوں باخبر رکھتا تھا جیسے ایک انسان کو ماضی کی تاریخ یاد رہتی ہے۔ اس کے اثرات آپ پر گہرے مرتب ہوتے تھے۔ جس طرح واقعہ کر بلا کا مستقبل کا نقشہ آپ کو (۵۷) سال قبل بتا دیا گیا تھا۔ اس نے آپ پر آپ کی صحت پر کیا اثر چھوڑا وہ آئندہ واقعات پر بیان ہوگا۔

### قانون واستنباط

واقعہ کے مطابق انسان کی کیفیت کو ماپا جاتا ہے۔

حضرت حمزہ کی شہادت پر پاک نبی کریم کا صبر بھی قابو سے باہر ہو گیا تھا۔

پاک نبی کریم کی حضرت حمزہ کی لاش کرکڑے کرکڑے پا کر اس حد صدمہ ہوا کہ

جنازہ تک مسلسل گریہ کرتے رہے اور بے ہوشی کے دورے پڑھتے تھے۔

اگر گریہ منع ہوتا تو پاک نبی دین کے مفسر کبھی ایسا عمل نہ کرتے۔

گریہ کرنا انبیاء کا طریقہ رہا ہے۔

حضرت یعقوب کا حضرت یوسف علیہم السلام پر یوں گریہ کرتے تھے یا اَسْفَى

عَلَى يُوسُفَ وَأَبْيَضَّتْ عَيْنُهُ مِنَ الْحُزْنِ۔ ہالے میرا یوسف ہاے

میرا یوسف کہتے کہتے آنکھوں کی پرنائی شدید گریہ سے ختم ہو گئی، اس طرح پاک

نبی کریم نے جب لاشہ حضرت حمزہ کو آنکھوں سے دیکھا تو جھپٹیں نکل گئیں اور

فرمایا: آپ ان کے جنازہ پر کھڑے تھے اور رو رہے تھے یہاں تک کہ آپ بے

ہوش ہو گئے اور فرمایا: اے حمزہ! اے عم رسول اللہ! اے اسد اللہ و اسد رسول!

اے نیکیاں کرنے والے! اے سختیوں کے جھیلنے والے! اے حمزہ! اے رسول

اللہ کے روئے انور کو گھلانے والے! یہ بندہ جو کیا گیا تھا وہ حضرت یعقوب نبی اور

پاک نبی محمد علیہما السلام کی ممانگت ہے۔

اس عمل سے پاک نبی کے دو عمل سامنے آتے ہیں: قول نبی، فعل نبی پس یہ

شریعت کے لیے حجت ہیں۔

دین نام ہے پاک نبی کریم کے قول، وفضل اور تقریر کا جو اس میں شامل ہے۔  
 پس گریہ اور بے قابو چہلچہلیں، گہرے غم ورنج سے جسم پر ہاتھ مارنا، منہ سے میت کے  
 محاسن کا بیان کرنا درست اور غیر مہذب کلمات جو کفر یا ہوں غیر درست ہیں۔  
 کربلا کے شہداء پر گریہ ورنج و غم پر آنسو بہانا اور ماتم کرنا شریعت محمدی میں جائز  
 ہے اور سنت انبیاء اور سنت ازواج مطہرات کے ساتھ سنت صحابہ کرام ہے۔  
 آپ پر جو مصائب اور مشکلات گذرے ہیں وہ امت کے سامنے ایک مثال ہیں۔  
 اگر کسی پر کوئی مصیبت واقع ہو جائے تو وہ آپ کی مصیبت کو یاد کر کے صبر کرے۔

### متقن کتب

#### مدارج النبوت

جب حضورؐ نے حضرت حمزہؓ کو شہید دیکھا اور ملاحظہ فرمایا کہ انہیں شکر کیا گیا ہے تو  
 حضور اکرمؐ کی چیخ نکل گئی اور فرمایا: ”میں جتنا مصیبت زدہ آج ہوں کبھی تمہاری مانند  
 مصیبت نہ ہوگی اور نہ کسی اور مقام میں اس جگہ کی مانند غضبناک کھڑا ہونگا جیسا کہ آج اس  
 جگہ کھڑا ہوں۔“

حضرت ابن مسعودؓ سے منقول ہے کہ آپؐ نے فرمایا: ہم نے رسول اللہؐ کو حضرت حمزہؓ  
 پر رونے کی مانند کبھی رونا نہ دیکھا آپ ان کے جنازہ پر کھڑے رورہے تھے یہاں تک کہ  
 آپ بے ہوش ہو گئے اور فرمایا اے حمزہ اے عم رسول اللہ! اے اسد اللہ و اسد رسول! اے  
 نیکیاں کرنے والے! اے سختیوں کے چھیلنے والے! اے حمزہ! اے رسول اللہ کے روئے انور کو  
 کھلانے والے! اس سے معلوم ہوا کہ ندب اور بے اختیار فریاد اور آہ و نالہ بھی وجود میں آیا ہے۔

[ حُزْنُ الرَّسُولِ عَلَى حَمْزَةَ وَتَوَعُّدُهُ الْمَشْرِكِينَ بِالْمَثَلَةِ ]  
 پاک نبی کا چچا حمزہ پر گریہ فرمایا اور کہا اگر فتح اور قدرت ہمیں ہوئی تو مشرکین کو بھی  
 اسی طرح شکر کریں گے۔ (جس طرح انہوں نے میرے چچا حمزہ کو کیا تھا)۔

سیرت ابن ہشام، الروض الانف، تاریخ ہوری، السیرة النبویة تألیف  
 الدكتور: علی محمد محمد الصلابی

فَلَمَّا رَأَى الْمُسْلِمُونَ حَزِينَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى  
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَيْنُهُ عَلَى مَنْ فَعَلَ بِعَمِهِ  
 مَا فَعَلَ قَالُوا : وَاللَّهِ لَئِنْ أَظْفَرْنَا اللَّهُ بِهِمْ  
 يَوْمًا مِنَ الدَّهْرِ لَنُمَثِّلَنَّ بِهِمْ مَثَلَةً لَمْ يُمَثِّلَهَا  
 أَحَدٌ مِنَ الْعَرَبِ قَالَ ابْنُ هِشَامٍ : وَلَمَّا وَقَفَ  
 رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى حَمْزَةَ  
 قَالَ لَنْ أَصَابَ بِمِثْلِكَ أَبَدًا مَا وَقَفْتُ مَوْقِفًا  
 قَطُّ أَغْيِظُ لِي مِنْ هَذَا ثُمَّ قَالَ جَاءَنِي  
 جَبْرِيلُ فَأَخْبَرَنِي أَنَّ حَمْزَةَ بَنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ  
 مَكْتُوبٌ فِي أَهْلِ السَّمَوَاتِ السَّبْعِ حَمْزَةُ بَنُ  
 عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، أَسَدُ اللَّهِ وَأَسَدُ رَسُولِهِ .

”مسلمانوں نے جو کہ حضرت حمزہ کے ساتھ اس قسم کا سلوک  
 کرنے والوں پر پاک نبی کریم کا غم، گریہ اور غصہ دیکھا تو کہا  
 ،خدا کی قسم اگر اللہ تعالیٰ نے ہم مسلمانوں کو ان کفار پر کسی زمانے  
 میں بھی فتح و نصرت نصیب کی تو ہم ان کا ایسا مثلہ کریں گے کہ  
 عرب میں کسی شخص کو بھی ایسا مثلہ نہ کیا ہوگا۔ ابن ہشام نے بیان  
 کیا ہے، جب رسول اللہ حضرت حمزہ کے پاس ٹھہرے تو فرمایا:  
 آپ کی (حضرت حمزہ کو خطاب) وجہ سے مجھے جو مصیبت پہنچی  
 ہے ایسی آئندہ کبھی نہیں پہنچے گی۔۔ میں ایسی جگہ نہیں ٹھہرا جو اس  
 سے زیادہ غصہ دلانے والی ہو۔ پھر فرمایا: جبرائیل علیہ السلام  
 میرے پاس آئے اور بتایا کہ ساتوں آسمانوں کے لوگوں میں  
 حمزہ کے متعلق لکھا گیا کہ حمزہ ابن عبدالمطلب اسد اللہ، اسد  
 رسولہ (حمزہ اللہ اور رسول اللہ کے شیر ہیں)۔“

استعاب

وروی عبد اللہ بن نمیر عن ابي حماد  
الحنفي عن عبد الله بن محمد عقيل عن  
جابر بن عبد الله لما رأى النبي صلى الله  
عليه وسلم حمزة قتيلا بكى فلما رأى ما  
مثل به شهق .

وروی صالح المري عن سليمان التميمي  
عن ابي عثمان النهدي عن ابي هريرة قال  
وقف رسول الله صلى الله عليه وسلم على  
حمزة وقد قتل ومثل به فلم يرى منظرا  
كان أوجع لقلبه منه فقال : " رحمك الله أي  
عم فلقد كنت وصولا للرحم .

"جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے جب کہ پاک نبی کریمؐ نے  
حضرت حمزہؓ کو مقتول دیکھا تو گریہ کیا۔ جب ان کو ملکہ دیکھا تو  
چچ کل گئی۔ اس طرح ایک روایت حضرت ابو ہریرہ سے ہے کہ  
جب آپ حضرت حمزہؓ کے لاشہ پر کھڑے ہوئے تو آپ سے وہ  
منظر دیکھا نہ گیا یہاں تک آپ کا دل مضرب ہو گیا اور فرمایا:  
اے چچا! اللہ تعالیٰ آپ پر رحم کرے۔"

السيرة النبوية تأليف الدكتور: علي محمد محمد الصلابي  
ولما رأى رسول الله صلى الله عليه وسلم  
حمزة بن عبد المطلب، وقد مُثِّل به حزن  
حزناً شديداً، وبكى حتى نشغ من البكاء.  
"جب پاک نبی کریمؐ نے حضرت حمزہ بن عبد المطلب کو اس

حالت میں دیکھا کہ وہ مثلہ تھے (ناک، کان، بازوؤں کاٹ دیے گئے تھے) تو آپ کا غم شدید تھا اور ان پر گریہ کیا حتیٰ آہ و بکاہ کرتے اور روتے روتے فحش کھا گئے۔“

تاریخ یعقوبی

جزع علیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جزعاً شديداً وقال: لن أصاب بمثلک،

”آپ نبیؐ نے حضرت حمزہؓ کی لاش کو جب مثلہ دیکھا تو آپ نے سخت جزع (بے اختیار ہو کر آہ و بکاہ) کیا اور فرمایا کہ مجھے آپ سے زیادہ مصیبت کی اور سے نہیں پہنچی۔“

### حوالہ جات

- (۱) سیرت ابن ہشام باب غزوه احد جلد: ۳، صفحہ: ۹۴۔
- (۲) علامہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی مدارج النبوت جلد: ۱، صفحہ: ۸۳۳۔ باب سید الشهداء حضرت حمزہؓ۔
- (۳) تاریخ البدایہ والہایہ باب غزوه احد (جلد)۔
- (۴) صفحہ: ۴۰۔ تاریخ طبری جلد (۱) صفحہ (۰)۔
- (۵) استعاب جلد: ۱، صفحہ: ۱۱۰۔
- (۶) رحمة للعالمین جلد: ۳۱، صفحہ: ۱، الدكتور سعید بن علی بن وهف القحطاني
- (۷) سنن ابن ماجہ: ۵۵ باب ما جاء في الصبر على المصيبة.
- (۸) طبقات ابن سعد الکبریٰ صفحہ: ۲۰۸، صفحہ: ۲۶۵، جلد: ۲ باب وفات پیغمبر السلام۔
- (۹) الروح والنف کتاب غزوه احد باب حزن الرسول علی حمزہؓ وتوعدہ المشرکین بالقتل۔ جلد: ۲، صفحہ: ۲۸۱، ۲۸۵۔
- (۱۰) السیرة النبویة تألیف الدكتور: علی محمد محمد الصلابیاب غزوه احد جلد: ۲، صفحہ: ۱۶۸۔
- (۱۱) تاریخ یعقوبی صفحہ: ۱۲۲ جلد: ۱ غزوه احد۔

## امام الانبیاء نے حضرت حمزہؓ پر گریہ کرنے کا حکم دیا

اور

خود بھی گریہ فرمایا

خو امین انصار نے حضرت حمزہؓ پر نوحہ اور ماتم کیا

امام الانبیاء ﷺ جب احد سے صحابہ کرام کے ساتھ غزوة ہوتے ہوئے شہر مدینہ میں داخل ہوئے تو مدینہ کی گلیوں میں عجب ماحول تھا۔ ہر جانب انصار کی خواتین اپنے اپنے شہید پر نوحہ خوانی اور ماتم میں مصروف تھیں۔ اس کا مکمل نقشہ برصغیر کے بڑے سیرت نگار علامہ شبلی نعمانی نے سیرت النبی غزوة احد کی واہسی پر یوں پیش کیا ہے۔ آنحضرت ﷺ مدینہ میں تشریف لائے تو تمام مدینہ ماتم کدہ تھا۔ آپ جس طرف سے گزرتے تھے گھروں سے ماتم کی آوازیں آتی تھیں۔ آپ کو میرت ہوئی کہ سب عزیز و اقارب ماتم داری کا فرض ادا کر رہے ہیں لیکن حمزہؓ کا کوئی نوحہ خواں نہیں ہے۔ رقت کی جوش میں آپ کی زبان سے بے اختیار نکلا۔ اما حمزہ فلا بواکی لہ؟ ”لیکن حمزہ کا کوئی رونے والا نہیں۔“ انصار نے یہ لفظ سنے تو تڑپ اٹھے۔ سب نے جا کر اپنی بیویوں کو حکم دیا کہ دولت کدہ پر جا کر حضرت حمزہؓ کا ماتم کرو۔ آنحضرت نے دیکھا تو دروازہ پر پردہ نشین انصار کی بھیڑ تھی۔ اور حضرت حمزہؓ کا ماتم بلند تھا۔ ان کے حق میں دعائے خیر کی اور فرمایا: تمہاری ہمدردی کا شکر گزار ہوں۔

(اس کے بعد پولا نامہ مباحث صحت دہلوی نے پونہ تحریر کیا ہے۔)

مدراج النبوت

جب رسول اللہ! مدینہ منورہ تشریف لائے تو اکثر انصار کے گھروں سے عورتوں

کے رونے کی آواز سماعت فرمائی مگر حضرت حمزہؓ کے گھر سے رونے کی آواز نہ سنائی دی۔ فرمایا: لیکن حمزہ لا بواکی له مطلب یہ کہ حضرت حمزہؓ کے لیے کوئی عورت رونے والی نہیں ہے۔ انصار نے جب یہ بات سنی تو انہوں نے اپنی عورتوں سے کہا کہ پہلے حضرت حمزہؓ کے گھر جاؤ اور ان کے لیے روؤ اس کے بعد گھر آ کر اپنے شہیدوں کے لیے روؤ۔ انصار کی عورتیں شام اور سونے کے وقت کے درمیان حضرت حمزہؓ کے گھر آئیں اور آدھی رات تک ان کے لیے روتی رہیں۔ حضورؐ کو اب گاہ میں تشریف لے جا چکے تھے جب بیدار ہوئے تو حضرت حمزہؓ کے گھر سے عورتوں کے رونے کی آوازیں سماعت فرمائیں۔ دریافت فرمایا: یہ کیسی آوازیں ہیں؟ عرض کیا: یہ آپ کے چچا پر انصار کی عورتوں کے رونے کی آواز ہے۔ پھر حضورؐ نے دعا کی اور فرمایا:

رضی اللہ تعالیٰ عنکم و عن اولادکم  
و اولاد اولادکم۔

”اللہ تعالیٰ تم سے اور تمہاری اولاد کی اولاد سے راضی ہو“

میں ابین ہشام

بُكَاءُ فَسَادِ الْأَنْصَارِ عَلَى حَمْزَةَ

تاریخ طبری، تاریخ کامل، تاریخ ابن کثیر (البلد والبلد والبلد) بالروایہ  
الانف

قَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ : وَ مَرَّ رَسُولُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِدَارِ بَنِي الْأَنْصَارِ مِنْ بَنِي تَمِيمٍ الْأَشْجَلِ وَ حَضَرَ فَسَمِعَ الْبُكَاءَ وَ التَّوَابِعَ عَلَى قَتْلِهِمْ فَذَرَفَتْ عَيْنَا رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَدْرِي ، ثُمَّ قَالَ لَمَسْكِنِ حَمْزَةَ لَا بَوَاكِي لَه قَلَّمَا رَجَعَ رَجْعًا مِنْ مَعَانٍ وَ أَسْمَدُ بْنُ حَضْرَمٍ إِلَى نَارِ بَنِي عَدِيٍّ الْأَشْجَلِ أَمْرًا

نِسَاءَهُمْ أَنْ يَتَحَزَّنَ مَنْ تَمَّ يَذْهَبَ فَيَبْكِينَ  
 عَلَى عَمِّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .  
 قَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ : حَدَّثَنِي حَكِيمُ بْنُ حَكِيمٍ  
 عَنْ عَبَادِ بْنِ حُنَيْفٍ عَنْ بَعْضِ رِجَالِ بَنِي  
 عَبْدِ الْأَشْهَلِ قَالَ لَمَّا سَمِعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى  
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُكَاءَهُمْ عَلَى حَمْرَةَ خَرَجَ  
 عَلَيْهِمْ وَهُمْ عَلَى بَابِ مَسْجِدِهِ يَبْكِينَ عَلَيْهِ  
 فَقَالَ ارْجِعْنَ يَرْحَمَكُنَّ اللَّهُ فَقَدْ آسَيْتُنَّ  
 بِأَنْفُسِكُنَّ . (صنفة: ۹۸، جلد: ۳، خواتین کا نوحہ و بکا)

”ابن اسحاق نے کہا جب رسول اللہ بنو عبد الاشہل اور بنو نضیر سے تعلق رکھنے والے انصاریوں کے ایک مکان کے پاس سے گزرے تو آپ نے عورتوں کو اپنے شہداء پر نوحہ و بکا کرتے ہوئے سنا۔ آپ کی چشم ہائے مبارک سے بھی آنسو نکل پڑے۔ پھر آپ نے فرمایا لیکن کاش کہ کوئی حمزہ پر رونے والی عورتیں بھی ہوتیں؟ جب سعد بن معاذ اور اسید بن حضیر بنو الاشہل کے مکان کی طرف لوٹے تو انہوں نے اپنی عورتوں سے کہا کہ جائیں اور رسول اللہ کے چچا پر نوحہ کریں۔ ابن اسحاق نے کہا مجھ حکیم بن حکیم بن حنیف نے بنو عبد الاشہل کے ایک شخص کا ایک قول نقل کرتے ہوئے کہا کہ رسول اللہ نے حمزہ پر عورتوں کے رونے کی آواز سنی تو آپ باہر (گھر سے) آئے وہ مسجد کے دروازے ہی پر نوحہ کر رہی تھیں۔ آپ نے فرمایا: اللہ تم پر رحم فرمائے تم واپس چلی جاؤ تم نے اپنی طرف سے تسلی کا حق ادا کیا ہے۔ (مترجم عبد الجلیل صدیقی صفحہ: ۸۳، جلد: ۲۔“



## (حوالہ جات)

- (۱) سیرت ابن ہشام باب غزوه احد جلد: ۳، صفحہ: ۹۴۔
- (۲) علامہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی مدارج النبوت جلد: ۲، صفحہ: ۲۳۰ باب غزوه احد: ۸۴۳ باب سید الشہداء حضرت حمزہ ۔
- (۳) تاریخ البدایہ والنبایہ باب غزوه احد (جلد: ۴، صفحہ: ۴۰۔
- (۴) الروض انف جلد: ۲، صفحہ: ۲۸۱ باب غزوه احد: ۵ استعاب جلد: ۱، صفحہ: ۱۱۰۔
- (۵) رحمة للعالمین جلد: ۳۱، صفحہ: ۱، الدكتور سعید بن علی بن وهف القحطاني۔
- (۶) سنن ابن ماجہ: ۵۵ باب ما جاء في الصَّوْرِ عَلَى الْمُصِيبَةِ.
- (۷) طبعقات ابن سعد الكبرى غزوه احد صفحہ: ۲۰۸، صفحہ: ۲۷۵، جلد: ۲، باب وفات پیغمبر السلام: ۹ الروض الانف کتاب غزوه احد جلد: ۲، صفحہ: ۲۸۱-۲۸۵۔
- (۱۰) سیرت النبی شبلی نعمانی جلد: ۱، صفحہ: ۲۳۳ باب غزوه احد۔

جعفر طیارؑ کی شہادت پر

پاک نبی کریمؐ نے سخت گریہ کیا

اور

گھر والوں کا ماتم، تین دن تک کھانے کا انتظام کرنے کا حکم

غزوہ موتہ کے واقعہ کی تفصیل رسول رحمت میں مولانا ابوالکلام آزاد نے یوں بیان کی ہے۔ رسول اللہؐ نے مختلف حاکموں اور رئیسوں کے نام اسلام کے دعوت نامے بھیجے تھے تو ایک دعوت نامہ حارث بن عمیر کے ہاتھ حاکم بصری کے نام بھی ارسال کیا تھا حضرت حارث بھٹا سے گذرتے ہوئے بصری جا رہے تھے۔ موتہ کے عامل شرجیل بن عمرو غسانی نے انہیں روک لیا اور پوچھا کون ہو؟ اور کہاں جا رہے ہو۔ حضرت حارث نے صاف صاف بتا دیا کہ میں رسول اللہؐ کا فرستادہ ہوں اور بصری جا رہا ہوں۔ خدا جانے شرجیل کے جی میں کیا آیا اس نے حضرت حارثؓ کو شہید کر دیا کسی علاقہ سے مسافر کا گزر جانا قطعاً جرم نہ تھا۔ حضرت حارثؓ نے تو بتا دیا تھا کہ میں سفیر ہوں۔ سفیر کا قتل بین الاقوامی معمولات کے مطابق مرتع ظالمانہ فعل تھا۔ چنانچہ یہ حد درجہ رنج افزا واقعہ حضورؐ کی طبع مبارک پر بڑا گراں گزرا اور شرجیل کے تادیب کے لیے فوجا لشکر کی تیاری کا حکم دیا گیا۔ راہ خدا کے مجاہد ارشاد نبوی کے مطابق جرف میں جمع ہو گئے جو مدینہ سے عین میل شمال کی جانب ہے۔

سالاروں کی نامزدگی

◇ سب کے امیر زید بن حارث ہو گئے

- ◆ اگر وہ قتل ہو جائیں تو جعفر بن ابی طالب امیر ہونگے
- ◆ اگر وہ بھی قتل ہو جائیں تو امارت لشکر عبد اللہ بن رواحہ کے حوالے کر دیا جائے
- ◆ اگر رواحہ بھی قتل سے محفوظ نہ رہے مسلمان جس کو چاہیں امیر بن لیں۔
- جعفر بن ابی طالب۔ پھر جعفر بن ابی طالب نے زید بن حارثہ کے قتل ہونے کے بعد علم سنبال لیا وہ آگے بڑھے ان کا دایاں بازو کٹ گیا تو علم ہائیں ہاتھ میں اٹھالیا۔ وہ بھی کٹ گیا تو علم کو سینہ سے لگا لیا غرض جب تک زندگی رقی باقی رہی علم کو سر بلند رکھا ایک تلوار ان کی کمر پر پڑی جس کے جسم کے دو ٹکڑے ہو گئے۔
- پاک نبی کریم کا جعفرؓ کے گھر غم زدہ حالت میں تشریف لانا اور سخت گریہ کرنا

اسابت عمیس روایت کرتی ہیں۔ جب جعفر ان کے ساتھی شہید ہو گئے تو رسول اللہؐ میرے گھر تشریف لائے جبکہ میں کام (مصروف تھی)۔ رسول اللہؐ مجھ سے کہا کہ جعفر کے بچوں کو میرے پاس لاؤ میں بچوں کو آپ کے پاس لے گئی۔ آپ نے ان کے بالوں کو سونگا اور آپ کے آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اس پر میں نے پوچھا یا رسول اللہؐ آپ پر میرے ماں و باپ قربان ہوں آپ کے رونے کی کیا وجہ ہے؟ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ جعفر اور ان کی ساتھیوں کی خبر مجھے ملی ہے۔ وہ اس جنگ میں شہید ہو گئے ہیں۔ اس بات ہی ہے: پھر میں کھڑی ہو کر رونے پینچنے لگی اور عورتیں میرے پاس جمع ہو گئیں رسول اللہؐ اپنے گھر روانہ ہو گئے آپ نے گھروالوں کو کہا کہ دیکھو جعفرؓ کے اہل خانہ کے لیے کھانا تیار کرنے میں غفلت نہ کرنا چونکہ وہ تمام جعفرؓ کے صدمہ میں (رونے رونے میں) مصروف ہیں۔ عبد اللہ بن جعفرؓ سے روایت ہے کہ مجھے یاد ہے کہ پاک نبی کریم ﷺ ہمارے گھر والدہ کے پاس تشریف لائے اور ہمارے والد کی شہادت کی خبر دی۔ اسی اثنا میں آپ نے میرے اور میرے بھائی کے سر پر (یتیمی والا) ہاتھ رکھا اور آپ اس حالت میں تھے کہ آپ کی آنکھوں میں اس قدر آنسو بہ رہے تھے کہ داڑھی مبارک پر قطرے

کرتے تھے۔

## قانون

- جب کوئی مصیبت والی خبر پاک نبی کو بھی پہنچتی تھی تو ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوتے تھے۔
- جیسا واقعہ بڑا ہو ویسے غم و الم اور آہ و بکاہ بھی شدید ہوتی۔
- حضرت جعفرؓ کے گھر والوں کے جذبات اور گریہ پاک نبیؐ کی موجودگی میں کیا آپ نے روکا نہیں بلکہ اصلاح فرمائی۔
- آپ نے حکم فرمایا کہ جو خوبی میت کی ہو وہ بیان کریں اس کے علاوہ واہیلانہ کریں۔
- میت کی خوبیاں بیان کرنا سنت انبیاء ہے اور حب ہی شعرائے اسلام نے اس کو کلام بنایا ہے۔ آنحضرتؐ کی موجودگی میں اُحد کے شہداء کے لوح اور مرثیہ بیان کیے۔
- پاک نبیؐ کا یہ فرمان کہ میت کے گھر رونے والوں کے ساتھ ہمدردی یہ ہے کہ آپ کو رونا چاہے۔
- جس کھر میں سوگ ہوان کے لیے تین دن تک کھانے کا انتظام کرنا عزیز اقارب کے ذمہ ہے۔

سیرت ابن ہشام، روض الانف

حُزْنُ الرَّسُولِ عَلَى جَعْفَرٍ وَوَصَايَتُهُ بِآلِهِ

”پاک نبی کریمؐ کا جعفر بن ابی طالبؓ کی شہادت پر رونا۔“

[قَالَتْ فَقَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ اثْنَيْبِنِي بِنِي جَعْفَرٍ؟ قَالَتْ فَأَتَيْتُهُ بِهِمْ

فَتَسَمَّيْتُهُمْ وَذَرَفْتُ عَيْنَاهُ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ

اللَّهِ. يَا أَبِي أَنْتَ وَأُمِّي مَا يُبْكِيكَ؟ أَأَبْلَعَكَ عَنْ

جَعْفَرٌ وَأَصْحَابِهِ شَيْءٌ؟ قَالَ نَعَمْ أَصِيبُوا  
هَذَا الْيَوْمَ. قَالَتْ فَكُنْتُ أَصِيحُ وَاجْتَمَعَتْ  
إِلَى النِّسَاءِ وَخَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ إِلَى أَهْلِهِ. فَقَالَ لَا تُغْفِلُوا آلَ جَعْفَرٍ  
مِنْ أَنْ تَصْنَعُوا لَهُمْ طَعَامًا، فَإِنَّهُمْ قَدْ شُغِلُوا  
بِأَمْرِ صَاحِبِهِمْ.

”اسما بنت عمیس روایت کرتی ہیں۔ جب جعفر ان کے ساتھی  
شہید ہو گئے تو رسول اللہ میرے پاس آئے۔ میں۔ رسول اللہ  
مجھ سے کہا کہ جعفر کے بچوں کو میرے پاس لاؤ۔ میں بچوں کو  
آپ کے پاس لے گئی۔ آپ نے ان کے بالوں کو سونگھا اور  
آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اس پر میں نے پوچھا: یا  
رسول اللہ! آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں آپ کے  
رونے کی کیا وجہ ہے؟ رسول اللہ نے فرمایا: جعفر اور ان کے  
ساتھیوں کی خبر مجھے ملی ہے۔ وہ اس جنگ میں شہید ہو گئے ہیں۔  
اسا کہتی ہے کہ پھر میں کھڑی ہو کر رونے چیننے لگی اور عورتیں  
میرے پاس جمع ہو گئیں رسول اللہ اپنے گھر روانہ ہو گئے۔ آپ  
نے گھر والوں کو کہا کہ دیکھو جعفر کے اہل خانہ کے لیے کھانا تیار  
کرنے میں غفلت نہ کرنا، چونکہ وہ تمام جعفر کے صدمہ  
میں (رونے رونے میں) مصروف ہیں۔“

تاریخ یعقوبی غزوہ موتہ، ص: ۱۲۹

”قالت أسماء بنت عمیس الخثعمیة،  
وكانت امرأة جعفر وأم ولده جميعاً: دخل  
على رسول الله، وبدي في عجين، فقال: يا

اسماء آئین ولدك؟ فأتيته بعبد الله ومحمد  
وعون، فأجلسهم جميعاً في حجره وضمهم  
إليه ومسح على رؤوسهم ودمعت عيناه.  
فقلت: بأبي وأمي أنت يا رسول الله لم تفعل  
بولدي كما تفعل بالأيتام لعله بلغك عن  
جعفر شيء فغلبته العبرة وقال: رحم الله  
جعفراً فصحت: وا ويلاه وا سيداه فقال:  
لا تدعي بويل ولا حرب، وكل ما قلت  
فأنت صادقة. فصحت: وا جعفراه وسمعت  
صوتي فاطمة بنت رسول الله، فجاءت وهي  
تصيح: وا بن عماء فخرج رسول الله يجر  
رداءه، ما يملك عبرته، وهو يقول: على  
جعفر فلتبك البواكي ثم قال يا فاطمة  
اصنعي لعيال جعفر طعاماً فإنهم في شغل،  
فصنعت لهم طعاماً ثلاثة أيام، فصارت  
سنة في بني هاشم.

”اسماء بن عیس سے وہ جعفر طیار کی بیوی تھی۔ تمام اولاد اس  
سے تھی وہ کہتی ہیں کہ ایک دن پاک نیا ہمارے گھر تشریف  
لائے اور میرے ہاتھ میں گوندھا آٹا لگا تھا، اور آپ نے فرمایا:  
اے اسماء! آپ کے بیٹے کہاں ہیں؟ میں نے عبد اللہ، محمد، عون کو  
بلا یا۔ آپ نے سب کو اپنی گود میں بیٹھا لیا ان کو بوسے دیے اور  
ہاتھ ان کے سروں پر رکھا اور آپ کے آنکھوں میں آنسو جاری  
ہو گئے۔ تب میں نے عرض کیا: میرے ماں باپ آپ پر قربان

ہو جائیں آپ نے میرے بچوں کے ساتھ ایسا کیا جیسا تھیم  
 بچوں کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ شاید آپ کو جعفرؑ کی شہادت کی خبر  
 آئی ہے؟ آپ سخت رنجیدہ ہوئے اور کہا: اللہ تعالیٰ جعفرؑ پر  
 رحمت کرے۔ میں میری بیٹی فاطمہؑ اور داؤد ایلاد واسیدہؑ کہا تو آپ  
 نے عرض کیا کہ وہیں، حرب نہ کہو وہ کب جو جوح ہے۔ پھر حج ماری اور  
 کہا وہ جعفرؑ میری آواز سیدہ فاطمہؑ زہراءؑ نے سن لی۔ وہ چھٹی  
 ہوئی آئی اور یہ کہتی تھی واہ عماء واہ عماء پھر پاک نبی کریمؐ آنسو کو  
 بہاتے ہوئے اور روتے ہوئے چادر کو گھسیٹ کر چلے گئے اور وہ  
 کہتے تھے: جعفرؑ پر رونے والوں کے ساتھ رکا اور تعزیت کرو۔  
 پھر فرمایا: اے فاطمہؑ! جعفرؑ کے گھر والوں کے لیے کھانے کا  
 اہتمام کرو۔ چونکہ وہ ماتم میں مصروف ہیں۔ اس طرح تین دن  
 کھانے کا انتظام کرو۔ جب بنی ہاشم میں یہ سنت بن گئی جب کوئی  
 فوتگی ہوتی تین یوم تک عزیز و اقارب کھانے کا انتظام کرتے۔“

تاریخ البدایہ والنہایہ ص: ۲۵۰-۴

قال ابن اسحاق حدثني عبد الله بن أبي  
 بكر عن أم عيسى الخزاعية عن أم جعفر  
 بنت محمد بن جعفر بن أبي طالب عن  
 جدتها أسماء بنت عميس قالت لما أصيب  
 جعفر وأصحابه دخل علي رسول الله صلى  
 الله عليه وسلم وقد دبغت أربعين مناء  
 وعجنت عجيني وغسلت بني ودھنتهم  
 ونظفتهم فقال رسول الله صلى الله عليه و  
 سلم اثنتي ببني جعفر فاتيتهم بهم فشمهم

وذرفت عیناه فقلت یا رسول اللہ بأبی أنت  
 وأمی ما یبکیک ابلغک عن جعفر  
 وأصحابه شیء قال نعم أصیبوا هذا الیوم  
 قالت فقمنا أصبح واجتمع الی النساء  
 وخرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی  
 أهله فقال لا تغفلوا عن آل جعفر أن  
 تصنعوا لهم طعاما فانهم قد شعلوا بأمر  
 صاحبهم.

”اسماء بنت عمیس کہتی ہے کہ جب جعفرؓ اور ان کے ساتھیوں کی  
 شہادت کی خبر پہنچی گئی، تو آپؐ نبی کریم ﷺ میرے گھر تشریف  
 لائے، جب کہ میں چالیس چھڑوں کی دباغت (رنکائی) کر رہی  
 تھی اور آنا کو گوند رکھا تھا اور بچوں کو نہلا کر ان پر تیل مل رکھا تھا۔  
 آپؐ نے فرمایا: میرے پاس جعفرؓ کے بچوں کو لاؤ۔ میں بچوں کو  
 لائی۔ آپؐ نے ان کو سونگھا اس اثنا میں آپؐ کی آنکھوں میں  
 آنسو آگئے۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میرے ماں باپ  
 آپؐ پر قربان ہو جائیں آپؐ کو کس چیز نے رولا یا ہے؟ کہیں  
 جعفرؓ اور ان کے ساتھیوں کی شہادت کی خبر تو نہیں آئی؟ فرمایا:  
 ہاں آج ان کی شہادت کی خبر آئی ہے۔ پھر کہتی ہیں میں چیختی ہوئی  
 اٹھی۔ اس وقت خواتین کا اجتماع ہو گیا۔ پاک نبی کریمؐ میرے  
 گھر سے نکل کر گھر کی جانب روانہ ہو گئے اور فرمایا: جعفرؓ کے گھر  
 کے کھانے تیار کرنے میں غفلت نہ کرنا چونکہ ان کے گھر والے  
 اپنے صاحب پر رونے دوونے میں مصروف ہیں۔“



## مغازي الواقدي

حَدَّثَنِي مَالِكُ بْنُ أَبِي الرَّجَالِ عَنْ عَبْدِ  
 اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ بْنِ حَزْمٍ عَنْ أُمِّ عَيْسَى بْنِ  
 الْحَزَارِ عَنْ أُمِّ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرِ  
 عَنْ جَدَّتِهَا أَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ، قَالَتْ:  
 أَصْبَحْتُ فِي الْيَوْمِ الَّذِي أُصِيبَ فِيهِ جَعْفَرُ  
 وَأَصْحَابُهُ فَأَتَانِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
 وَسَلَّمَ وَلَقَدْ هَيَّأَتْ أَرْبَعِينَ مِثًا مِنْ أَدْمِ  
 عَجْنَتِ عَجِينِي، وَأَخَذَتْ بِنِي فَعَسَلَتْ  
 وَجُوهَهُمْ وَدَهَنْتَهُمْ؟ فَدَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ  
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: "يَا أَسْمَاءُ أَيْنَ  
 بَنُو جَعْفَرٍ؟" فَجِئْتُ بِهِمْ إِلَيْهِ فَضَمَّهُمْ  
 وَشَمَّهُمْ ثُمَّ ذَرَفَتْ عَيْنَاهُ قَبْكَى، فَقُلْتُ: أَيُّ  
 رَسُولِ اللَّهِ لَعَلَّكَ بَلَغَكَ عَنْ جَعْفَرٍ شَيْءٌ؟  
 فَقَالَ: "نَعَمْ قُتِلَ الْيَوْمَ". قَالَتْ: فَكُنْتُ  
 أَصْبِيحُ وَاجْتَمَعَ إِلَيَّ النَّسَاءُ. قَالَتْ: فَجَعَلَ  
 رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "يَا  
 أَسْمَاءُ لَا تَقُولِي هُجْرًا وَلَا تَضْرِبِي صَدْرًا"  
 قَالَتْ: فَخَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
 وَسَلَّمَ حَتَّى دَخَلَ عَلَى ابْنَتِهِ فَاطِمَةَ وَهِيَ  
 تَقُولُ وَاعْمَاءُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "عَلَى مِثْلِ جَعْفَرٍ فَلْتَبْكِي  
 الْبَاكِئَةَ" ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ: "اصْنَعُوا لِآلِ جَعْفَرٍ طَعَامًا، فَقَدْ  
شَغِلُوا عَنِ أَنْفُسِهِمُ الْيَوْمَ.  
"ماتحت مدارج النبوت۔"

### مدارج النبوت

حضرت اسماء بنت عمیس سے سے منقول ہے جو حضرت جعفرؓ کی زوجہ تھی کہ جب ان کی شہادت کی خبر حضورؐ تک پہنچی تو حضورؐ میرے گھر تشریف لے آئے۔ فرمایا: ان کے بچے کہاں ہیں؟ میں ان کو لے کر حضور کے سامنے لائی۔ حضورؐ نے ان کو سونگھا اور بوسہ دیا اور گود میں لے لیا پھر حضورؐ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور گریہ کیا۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا حضور نے جعفر کے بارے میں سنا ہے؟ فرمایا: ہاں! وہ شہید ہو گئے ہیں۔ میں اُٹھی اور بے خودی میں فریاد کرنے لگی۔ عورتیں میرے پاس جمع ہو گئیں۔ اس پر حضور نے فرمایا: اے اسماء! فریاد نہ کرو اور ناکتہ کلمات نہ بولو اور سینہ پر ہاتھ نہ مارو۔ یہ فرما کر حضورؐ اٹھے باچشم پر غم سیدہ فاطمہ زہراء کے یہاں تشریف لے گئے تو مالا حظ فرمایا کہ وہ یا عمامہ یا عمامہ (اے چچا! اے چچا) کہہ کر رو رہی ہے۔ حضورؐ نے فرمایا: علی المرتضیٰ جعفرؓ کی مانند ہیں۔ فلتبک الباکیہ رونے والی کو رونا چاہیے۔ اس کے بعد حضورؐ اپنے گھر تشریف لے گئے اور فرمایا: جعفرؓ کے گھر والوں کے لیے کھانا بھیجو۔ ان کو مصیبت نے گھیر رکھا ہے جس کی وجہ سے وہ کھانے پکانے کی مہلت نہیں رکھتے۔

### الاستیعاب

وَالأول أثبت ولما أتى النبي صلى الله عليه  
وسلم نعي جعفر أتى امرأته أسماء بنت  
عميس فعزاها في زوجها جعفر ودخلت  
فاطمة رضي الله عنها وهي تبكي ونفول  
واعمام فقال رسول الله صلى الله عليه  
وسلم: "على مثل جعفر فلتبک البواکي

”پاک نبی کریمؐ کو جب حضرت جعفرؓ کی شہادت کی خبر ملی تو آپ جعفرؓ کے گھر اس کی بیوی اسماء بنت عمیس کے پاس آئے۔ پس آپ نے ان کے شوہر کی تعزیت کی۔ جناب سیدہ فاطمہؓ زہراءؓ آئی۔ وہ آہ و بکاہ کیا اور کہتی تھی: ہائے چچا! ہائے چچا۔ پھر پاک نبی کریمؐ نے فرمایا: جعفرؓ پر وہ کہو جو رونے والیاں کہتی ہیں۔“

سنن النسائي

عَنْ أَنَسِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَى زَيْدًا وَجَعْفَرًا قَبْلَ أَنْ يَجِيءَ خَبْرُهُمْ فَتَنَعَاهُمْ وَعَيْنَاهُ تَذْرِقَانِ.

”حضرت انسؓ سے روایت ہے حضور اکرمؐ نے زید اور جعفرؓ کے موت کی خبر دی۔ قبل از گھر والوں کے ان کے پاس خبر آئی تو آپ کی آنکھوں سے آنسو بہ رہے تھے۔“

مغازی الواقدي

حدثني محمد بن مسلم، عن يحيى بن أبي يعلى، قال: سمعت عبد الله ابن جعفر يقول: أنا أحفظ حين دخل رسول الله صلى الله عليه وسلم على أمي فنعى لها أبي، فأنظر إليه وهو يمسح على رأسي ورأس أخي، وعيناه تهراقان الدموع حتى تقطر لحيته

”(واقدي کی دوسری روایت کے مطابق) عبد اللہ بن جعفرؓ سے روایت ہے کہ مجھے یاد ہے کہ پاک نبی کریمؐ ہمارے گھر والدہ کے پاس تشریف لائے اور ہمارے والد کی شہادت کی خبر دی اسی اثنا میں آپ نے میرے اور میرے بھائی کے سر پر

(تیمی والا) ہاتھ رکھا۔ اور آپ اس حالت میں تھے کہ آپ کی آنکھوں میں اس قدر آنسو بہ رہے تھے کہ داڑھی مبارک پر قطرے گرتے تھے۔“

### حوالہ جات کتب اہلسنت

- (۱) سیرت ابن ہشام باب غزوہ موتہ صفحہ: ۳۸۰، جلد: ۲۔
- (۲) تاریخ یعقوبی باب غزوہ موتہ جلد: ۱، صفحہ: ۱۲۹۔
- (۳) تاریخ البدایہ و النہایہ باب غزوہ موتہ حزن پیغمبر علی جعفر جلد: ۶، صفحہ: ۳۵۰۔
- (۴) مدارج النبوت باب غزوہ موتہ تین دن سے زیادہ سوگ کی ممانعت جلد: ۲، صفحہ: ۳۶۲۔
- (۵) الاستبعاہ جلد: ۱ صفحہ: ۲۷ باب جعفر بن ابی طالب: ۱ رسول رحمت مولانا ابوالکلام آزاد باب غزوہ موتہ صفحہ: ۷۰ و ۷۱۔
- (۶) الواقدی مغازی باب غزوہ موتہ جلد: ۲ صفحہ: ۳۱۱۔
- (۸) سنن النسائی کتاب الجنائز جلد (۱) مترجم صفحہ (۶۷۱)۔

# باب دوازدہم

نبی کریمؐ نے خود گریہ فرمایا اور ماتم کا انتظام کرنے کا حکم دیا  
گریہ اور ماتم کرنے کی اجازت

اس باب میں ان روایات کا انتخاب کیا ہے جو کتب صحاح ستہ سے ہیں۔ اس میں نبی کریم کا گریہ جو آپ نے کیا ہے اور جس کا حکم دیا نقل کیا ہے۔ بلاشبہ جو عمل زمانہ جاہلیت میں کیا جاتا تھا اس کو آپ نے رد کرتے ہوئے نہیں فرمائی ہے۔ لیکن ہمارا مطلوب کلام وہ ہے جس کو آپ نے کیا اور اس کو کرنے کی اجازت فرمائی تھی اور اس گریہ کو آپ نے رحمت فرمایا ہے۔ ایک روایت میں حضرت انسؓ کا بیان ہے۔

رسول اللہؐ کے صاحبزادے حضرت ابراہیم سمرات کی حالت میں تھے۔ حضورؐ نے حالت دیکھی تو آپؐ کی دونوں آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول اللہ! آپؐ رورہے ہیں۔ اے ابن عوف! یہ دل کی رقت ہے۔ اس کے بعد ایک اور حالت ہوئی تو فرمایا:

”آنکھیں روتی ہیں دل غزدہ ہے اور ہم زبان سے کوئی بات نہیں کہتے جس سے ہمارا رب ناراض ہو، ابراہیم تیری جدائی سے غمگین ہیں۔“

دوسری روایت میں ہے حضرت ابن عمرؓ کی روایت ہے کہ سعد بن عبادہؓ بیمار ہوئے تو رسول اللہؐ ان کو دیکھنے کو آئے اور عبدالرحمنؓ، سعدؓ اور عبداللہؓ ان کے ساتھ تھے۔ پھر جب ان کے پاس آئے تو بے ہوش پایا تو آپؐ نے فرمایا کہ کیا انتقال ہو گیا ہے؟ لوگوں نے عرض کیا: نہیں، پھر آپؐ رونے لگے اور لوگوں نے جب دیکھا آپؐ کو روتے ہوئے تو سب رونے لگے۔ آپؐ نے فرمایا: سنتے ہو اللہ تعالیٰ آنکھوں کے آنسوؤں پر اور دل کے غم پر عذاب نہیں کرتا۔ رسول اللہؐ نے فرمایا ہے اللہ آنکھ سے روتے اور دل سے غمگین ہونے پر عذاب نہیں دیتا اور تیسری روایت یہ ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں: حضورؐ کی آل میں سے کوئی فوت ہو گیا۔ عورتیں جمع ہو کر بلند آواز سے رونے

گلیں (عورتوں کا اجتماع کر کے رونے کو ماتم کہتے ہیں) (فت) حضرت عمرؓ کھڑے ہو کر منع کرنے لگے اور ہانکنے لگے تو پاک نبیؐ نے حکم دیا اے عمر ان کو مت روکو اس لیے کہ آنکھیں روتی ہیں اور دل پر رنج ہے اور زمانہ مرنے کا نزدیک ہے۔ چوتھی روایت میں آپ نے فرمایا: حضرت عبد اللہ بن عمر روایت کرتے ہیں۔ پاک نبی کریمؐ جب غزوہٴ اُحد کی واپسی پر مدینہ میں قبیلہ عبد الاہصل کے گھروں سے گزر رہے تھے تو آپ نے سنا کہ خواتین اپنے شہدائے اُحد پر گریہ کر رہی تھیں لیکن آپ نے حضرت حمزہؓ کا نام اور محاسن نہ سن کر آزر وئے حیرت سے کہا کہ کاش کوئی حمزہؓ پر بھی (اجتماعی ماتم) گریہ و نوحہ کرنے والا ہوتا، پھر انصار کی خواتین آئیں تو حضرت حمزہؓ پر ماتم کیا۔ (اس روایت کو موضوع باب نوحہ میں نقل کیا جا چکا ہے) حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ آپ نبی کریمؐ نے حضرت عثمان بن مظعون کی وفات ہوئی تو آپ نے اس کو بوسہ دیا اور اس طرح گریہ فرمایا کہ آنکھوں کے آنسو نہ تھمنے والے تھے۔

### متن کتب

سنن النسائي، ٢، مرقاة المفاتيح شرح مشكاة للصايب  
 أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ  
 هُوَ ابْنُ جَعْفَرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ  
 حَلْحَلَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ عَطَاءٍ أَنَّ  
 سَلَمَةَ بْنَ الْأَزْرَقِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ  
 مَاتَ مَيِّتٌ مِنْ آلِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
 وَسَلَّمَ فَاجْتَمَعَ النِّسَاءُ بَيْنَكَيْنِ عَلَيْهِ فَقَامَ عُمَرُ  
 بَيْنَهُنَّ وَيَطْرُدُهُنَّ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِذَعْفَنَ يَا عُمَرُ فَإِنَّ الْعَيْنَ دَامِعَةٌ  
 وَالْقَلْبَ مُصَابٌ وَالْعَهْدَ قَرِيبٌ

حضرت ابو ہریرہ روایت کرتے ہیں کہ حضور کی آل میں سے کوئی فوت ہو گیا۔ عورتیں جمع ہو کر رونی لگیں (عورتوں کا اجتماع کر کے رونے کو ماتم کہتے ہیں) (فت) حضرت عمرؓ کھڑے ہو کر منع کرنے لگے اور ہانکنے لگے تو پاک نبیؐ نے حکم دیا کہ اے عمر! ان کو مت روکو، اس لیے کہ آنکھیں روتی ہیں اور دل پر رنج ہے اور زمانہ مرنے کا نزدیک ہے۔“

سنن ابن ماجہ، المستدرک للحاکم، صحیح ابن حبان، سنن

البیہقی

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَا حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ وَهَبِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ عَطَاءٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ فِي جِنَازَةِ قَرَأَى عُمَرُ امْرَأَةً فَصَاحَ بِهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعَهَا يَا عُمَرُ فَإِنَّ الْعَيْنَ دَامِعَةٌ وَالنَّفْسَ مُصَابَةٌ وَالْعَهْدَ قَرِيبٌ.

”حضرت ابو ہریرہ روایت کرتے ہیں کہ حضور ایک جنازہ میں تھے حضرت عمرؓ نے دیکھا عورتیں چیخ و پکار کر روتی ہیں (عورتوں کا اجتماع کر کے رونے کو ماتم کہتے ہیں) (فت) حضرت عمرؓ کھڑے ہو کر منع کرنے لگے اور ہانکنے لگے تو پاک نبیؐ نے حکم دیا کہ اے عمر! ان کو مت روکو اس لیے کہ آنکھیں روتی ہیں اور دل پر رنج ہے اور زمانہ مرنے کا نزدیک ہے۔“



المستدرک حاکم

عن أبي هريرة، قال: خرج النبي صلى الله عليه وسلم على جنازة ومعه عمر بن الخطاب فسمع نساء يبكين، فزبرهن عمر، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: يا عمر دعهن فإن العين دامة، والنفس مصابة، والعهد قريب هذا حديث صحيح على شرط الشيخين.

”حضرت ابوہریرہ روایت کرتے ہیں: ایک مرتبہ پاک نبی کریم ایک جنازہ کے لیے نکلے۔ حضرت عمرؓ آپ کے ہمراہ تھے۔ آپ نے خواتین کے رونے کی آواز کو سنا تو آپ نبی کریمؐ نے حضرت عمرؓ کو کہا: اے عمر! ان رونے والوں کو نہ روکیں اس لیے کہ آنکھیں روتی ہیں اور دل پر رنج ہے اور زمانہ مرنے کا نزدیک ہے (یہ روایت شیخین کی شرط کے مطابق صحیح ہے)۔“

سنن ابودود، سنن البیہقی، مرقاة المفاتیح شرح مشکاة المصابیح

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ كَثِيرٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا قُتِلَ زَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ وَجَعَفَرُ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنِ رَوَاحَةَ جَلَسَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ يُعْرِفُ فِي وَجْهِهِ الْحُزْنَ وَذَكَرَ الْقِصَّةَ.

”حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ کو جب زید بن حارثہ اور جعفر بن ابی طالب اور عبد اللہ بن رواحہ کے قتل کی خبر

پہنچی۔ تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (صحابہ کرام ساتھ تھے مجلس ماتم بنائی)، آپ کے چہرے پر حزن اور گریہ تھا اور (غزوة موتہ کا) تمام واقعہ بیان کیا۔“

(۵) سنن ابودود

حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ  
عَنْ عَاصِمِ الْأَخْوَلِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عُمَانَ  
عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ أَنَّ ابْنَةَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْسَلَتْ إِلَيْهِ وَأَنَا مَعَهُ وَسَعْدُ  
وَأَحْسِبُ أُتِيًّا أَنَّ ابْنِي أَوْ بِنْتِي قَدْ حُضِرَ  
فَأَشْهَدْنَا. فَأَرْسَلَ يُفْرِئُ السَّلَامَ فَقَالَ قُلْ  
لِلَّهِ مَا أَخَذَ وَمَا أُعْطِيَ وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهُ إِلَى  
أَجَلٍ . فَأَرْسَلَتْ تُقْسِمُ عَلَيْهِ فَأَتَاهَا فَوَضِعَ  
الصَّبِيَّ فِي حِجْرِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ وَنَفْسُهُ تَقَعَّقُ فَقَاضَتْ عَيْنَا رَسُولِ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُ سَعْدُ مَا  
هَذَا قَالَ إِنَّهَا رَحْمَةٌ وَضَعَهَا اللَّهُ فِي قُلُوبِ  
مَنْ يَشَاءُ وَإِنَّمَا يَرْحَمُ اللَّهُ مَنْ عِبَادِهِ الرَّحْمَاءُ.

(۶) صحیح البخاری، صحیح مسلم، تفسیر روح المعانی، تفسیر

مظہری، سنن ابودود، سنن ترمذی، المستدرک للحاکم۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ  
دَخَلْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
عَلَى أَبِي سَيِّفِ الْقَيْنِ وَكَانَ ظَنُورًا لِإِبْرَاهِيمَ  
عَلَيْهِ السَّلَامُ فَأَخَذَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

علیہ وسلم اِبْرَاهِيمَ فَقَبَّلَهُ وَشَمَّهُ ، ثُمَّ  
 دَخَلْنَا عَلَيْهِ بَعْدَ ذَلِكَ ، وَابْرَاهِيمُ يَجُودُ  
 بِنَفْسِهِ ، فَجَعَلْتُ عَيْنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَذْرِفَانِ . فَقَالَ لَهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ  
 بِنُ عَوْفٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَأَنْتَ يَا رَسُولَ  
 اللَّهِ فَقَالَ يَا ابْنَ عَوْفٍ إِنَّهَا رَحْمَةٌ . ثُمَّ  
 أَتْبَعَهَا بِأُخْرَى فَقَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 إِنَّ الْعَيْنَ تَذْمَعُ ، وَالْقَلْبَ يَحْزَنُ ، وَلَا  
 تَقُولُ إِلَّا مَا يَرْضَى رَبُّنَا ، وَإِنَّا بِفِرَاقِكَ يَا  
 اِبْرَاهِيمَ لَمَحْزُونُونَ

”حضرت انسؓ کا بیان ہے رسول اللہ کے صاحبزادے حضرت  
 ابراہیمؑ سمرات کی حالت میں تھے۔ حضورؐ نے حالت دیکھی تو  
 دونوں آنکھوں سے آنسو بہنے لگے حضرت عبدالرحمن بن عوف  
 نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول اللہ آپ رو رہے ہیں؟ اے  
 ابن عوف! یہ دل کی برقت ہے اس کے بعد ایک اور حالت ہوئی تو  
 فرمایا: آنکھیں روتی ہیں، دل غمزوہ ہے اور ہم زبان سے کوئی  
 بات نہیں کہتے، جس سے ہمارا رب ناراض ہو، ابراہیمؑ حیرتی  
 جدائی سے غمگین ہیں۔“

(۷) صحیح البخاری، صحیح مسلم، صحیح ابن حبان  
 عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا  
 قَالَ اشْتَكَيْتُ سَعْدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ شَكْوَى لَهُ فَأَتَاهُ  
 النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُودُهُ مَعَ عَبْدِ  
 الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ وَسَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ

وَعَبْدُ اللَّهِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ فَلَمَّا  
 دَخَلَ عَلَيْهِ فَوَجَدَهُ فِي غَائِبَةٍ أَهْلِهِ فَقَالَ  
 قَدْ قَضَى . قَالُوا لَا يَا رَسُولَ اللَّهِ . قَبَّحَى  
 النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا رَأَى  
 الْقَوْمَ بُكَاءَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 بَكَوْا فَقَالَ أَلَا تَسْمَعُونَ إِنَّ اللَّهَ لَا  
 يُعَذِّبُ بِدَمْعِ الْعَيْنِ ، وَلَا بِحُزْنِ الْقَلْبِ .

”حضرت ابن عمرؓ کی روایت ہے کہ سعد بن عبادہؓ بیمار ہوئے تو رسول اللہ ان کو دیکھنے کو آئے اور عبدالرحمنؓ اور سعدؓ، عبد اللہ ان کے ساتھ تھے۔ پھر جب ان کے پاس آئے تو بے ہوش پایا تو آپ نے فرمایا: کیا انتقال ہو گیا ہے؟ لوگوں نے عرض کیا نہیں پھر آپ رونے لگے اور لوگوں نے جب دیکھا آپ گوروتے ہوئے تو سب رونے لگے۔ آپ نے فرمایا: سنتے ہو اللہ تعالیٰ آنکھوں کے آنسوؤں پر اور دل کے غم پر عذاب نہیں کرتا۔ رسول اللہ نے فرمایا ہے اللہ آنکھ سے روتے اور دل سے غمگین ہونے پر عذاب نہیں دیتا۔ (۱) صحیح بخاری کتاب جنازہ باب البكاء عِنْدَ الْمَرِيضِ. صفحہ (۱۸۸)

(۸) سنن ابن ماجہ، المستدرک للحاکم، سنن البیہقی، سیرت ابن حبان

حدثنا هارون بن سعيد المصري . حدثنا  
 عبد الله بن وهب . أنبأنا أسامة بن زيد  
 عن نافع عن ابن عمر .

: أن رسول الله صلى الله عليه وسلم مر بنساء

عبد الأشهل یبکین ہلکاهن یوم أحد .  
 فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم )  
 لكن حمزة لا يواكي له ( فجاء نساء  
 الأنصار يبيكين حمزة.

” حضرت عبد اللہ بن عمر روایت کرتے ہیں: پاک نبی کریم  
 جب غزوہٴ أحد کی واپسی پر مدینہ میں قبیلہ عبد الأشهل سے گذر  
 رہے تھے تو آپ نے سنا کہ خواتین اپنے شہدائے أحد پر گریہ کر  
 رہی ہیں لیکن آپ نے حضرت حمزہؓ کا نام اور محاسن نہ سن کر  
 از روئے حیرت سے کہا کہ کاش کوئی حضرت حمزہؓ پر بھی (اجتماعی  
 ماتم) گریہ و لوحہ کرنے والا ہوتا پھر انصار کی خواتین آئیں تو  
 حضرت حمزہؓ پر ماتم کیا۔“

(9) المستدرک حاکم، طبقات ابن سعد

عن عائشة، أن النبي صلى الله عليه  
 وسلم قبل عثمان بن مظعون وهو ميت  
 وهو يبكي . قال : وعيناه تهرقان

” حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ آپ نبی کریمؐ نے حضرت  
 عثمان بن مظعون کی وفات ہوئی تو آپ نے اس کو بوسہ دیا اور  
 اس طرح گریا فرمایا کہ آنکھوں کے آنسو نہ تھمنے والے تھے۔“

مرقاة الفاتبع شرح مشكاة المصابيح

رواه أحمد وعن البخاري تعليقا أي بلا  
 إسناد قال لما مات الحسن بن الحسن بن  
 علي رضي الله عنهم ضربت امرأته القبة  
 أي الخيمة على قبره سنة

”حسن بن حسن بن علی علیہم السلام کی جب وفات ہوئی تو ان کی  
قبر پر قبہ بنا کر ایک سال تک گریہ کیا۔“

### حوالہ جات

- (۱) سنن النسائی کتاب الجنائزہ باب: ۱۶ باب الرُّحَصَةِ فِي الْبُكَاءِ عَلَى اللَّيْتِ  
جلد (۱) صفحہ مترجم: ۶۶۶۔
- (۲) سنن ابن ماجہ۔ کتاب الجنائزہ: ۵۳ باب ما جاء في البكاء على الميت.
- (۳) سنن ابودود ما جاء في البكاء على الميت کتاب الجنائزہ
- (۴) صحيح البخارى كتاب الجنائزہ باب قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ « إِنَّا بِكَ  
لمخزومون » صفحہ: ۱۸۵۔
- (۵) تفسير مظهرى سورة يوسف آيت قال ياسفنى على يوسف صفحہ مترجم: ۱۲۹،  
۱۳۰۔
- (۶) تفسير روح المعاني آيت مذکور۔
- (۷) ترمذى كتاب الجنائزہ باب رخصت في البكاء على الميت: ۸۔ المستدرک للحاکم  
کتاب الجنائزہ جلد: ۳، صفحہ: ۳۶-۳۳۳-۳۳۵۔
- (۹) صحيح مسلم كتاب الجنائزہ: ۱، صحيح ابن حبان. صفحہ: ۳۰۶-۳۱۰۔  
جلد: ۱۳-۱۱-۲۱۸، سنن البيهقي صفحہ: ۱۶، جلد: ۲-۱۲۔ مرقاة المفاتيح  
شرح مشکاة للصايغ كتاب الجنائزہ باب البكاء جلد: ۵، صفحہ: ۱۲، ۶، ۹۔

## ماہی گھر میں تین دن تک سوگ

اور

کھانے کا انتظام کرنے کا حکم

مکتب اہل بیت سے منقول احادیث شہادت جعفر طیار  
واقعد کی تفصیل بیان ہو چکی ہے:

جامع الترمذی۔ ①① باب ما جاء في الطعام يصنع لأهل الميت  
حدثنا أحمد بن منيع و علي بن حجر قال  
حدثنا سفیان بن عیینة عن جعفر بن  
خالد عن أبيه عن عبد الله بن جعفر قال :  
لما جاء نعي جعفر قال النبي صلى الله عليه  
و سلم إصنعوا لأهل جعفر طعاما فإنه قد  
جاءهم ما يشغلهم.

قال أبو عيسى هذا حديث حسن صحيح  
وقد كان بعض أهل العلم يستحب أن  
يوجه إلى أهل الميت شيء لشغلهم بالمصيبة  
وهو قول الشافعي.

”عبد اللہ بن جعفر سے روایت ہے کہ جب حضرت جعفر کی  
(غزوة موتہ سے) شہادت کی خبر آئی تو پاک نبی کریم نے حکم دیا

کہ جعفرؑ کے گھر والوں کے لیے کھانے کا انتظام کیا جائے، چونکہ ان کے پاس ایسی خبر مصیبت کی ہے کہ وہ ماتم داری میں مصروف ہیں۔“

سنن ابن ماجہ

حدثنا هشام بن عمار و محمد بن الصباح .  
قالا حدثنا سفيان بن عيينة عن جعفر بن  
خالد عن أبيه عن عبد الله بن جعفر قال  
لما جاء نعي جعفر قال رسول الله صلى الله  
عليه و سلم ( اصنعوا لآل جعفر طعاما .  
فقد أتاهم ما يشغلهم أو أمر يشغلهم).

”عبد اللہ بن جعفر سے روایت ہے کہ جب حضرت جعفرؑ کی (غزوہ موتہ سے) شہادت کی خبر آئی۔ پاک نبی کریمؐ نے حکم دیا کہ جعفرؑ کے گھر والوں کے لیے کھانے کا انتظام کیا جائے، چونکہ ان کے پاس ایسی خبر مصیبت کی ہے کہ وہ ماتم داری میں مصروف ہیں۔“

سنن ابن ماجہ، کنز العمال

حدثنا يحيى بن خلف أبو سلمة . قال  
حدثنا عبد الأعلى عن محمد بن إسحاق .  
حدثني عبد الله بن أبي بكر عن أم  
عيسى الجزار قالت حدثتني أم عون ابنة  
محمد بن جعفر عن جدتها أسماء بنت  
عميس قالت

لما أصيب جعفر رجع رسول الله صلى الله



علیہ و سلم إلى أهله فقال ( إن آل جعفر  
قد شغلوا بشأن ميتهم فاصنعوا لهم  
طعاما).

”اسابت ہمیں سے روایت ہے کہ جب حضرت جعفر کی (غزوہ  
موتہ سے) شہادت کی خبر آئی۔ پاک نبی کریم حضرت جعفر کے  
گھر سے اپنے گھر کی جانب لوٹے اور گھر والوں کو حکم دیا کہ جعفر  
کے گھر والوں کے لیے کھانے کا انتظام کیا جائے، چونکہ ان کے  
پاس ایسی خبر مصیبت کی ہے کہ وہ ماتم داری میں مصروف ہیں۔“

### حوالہ جات

- (۱) سنن ترمذی کتاب الجنائزہ۔ باب: ۲۱ ما جاء في الطعام يوضع لأهل البيت جلد: ۴،  
صفحہ: ۲۱۱۔
- (۲) سنن ابن ماجہ کتاب الجنائزہ: ۵۹۔ باب ما جاء في الطعام يبعث إلى أهل البيت  
جلد: ۱، صفحہ: ۱۵، ۵۱۳۔
- (۳) سنن البيهقي كتاب الجنائزہ باب باب ما يهيأ لأهل البيت من الطعام  
جلد: ۲، صفحہ: ۳۲۲، ۳۲۳۔
- (۴) سنن دار القطنی کتاب الجنائزہ صفحہ: ۵، جلد: ۱۳۳۔
- (۵) کنز العمال باب جلد: ۱۵، صفحہ: ۱۰۳۰۔

### وسائل الشيعه

محمد بن يعقوب ، عن علي بن إبراهيم ،  
عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حفص  
بن البختری وهشام بن سالم ، عن أبي  
عبدالله ( عليها السلام ) قال : لما قتل  
جعفر بن أبي طالب أمر رسول الله ( صلی  
الله عليه واله ) فاطمة ( عليها السلام ) أن

تتخذ طعاماً لأسماء بنت عمیس ثلاثة أيام ، وتأتيها ونساءها وتقيم عندها ( ثلاثة أيام ) ، فجرت بذلك السنة أن يصنع لأهل المصيبة طعاماً ثلاثاً.

”حضرت بن الخثعمی اور ہشام بن سالم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں: جب حضرت جعفر طیار غزوہ موتہ میں شہید ہوئے تو حضرت رسول خدا نے سیدہ فاطمہ زہراء کو حکم دیا کہ اسماء بنت عمیس (زوجہ جعفرؑ) کے گھر تین دن تک کھانے کا انتظام کر کے بھیجیں۔ اور خود بنو ہاشم کی خواتین کے ساتھ ان کے ہاں جائیں اور تین دن تک وہاں قیام کریں۔ پس اس طرح یہ سنت جاری ہو گئی۔ اہل مصیبت کے لیے تین دن تک کھانا کا انتظام کیا جائے۔“

وعن علي ، عن أبيه ، عن حماد ، عن حريز ، عن زرارة ، عن أبي جعفر ( عليه السلام ) قال : يصنع لأهل الميت ماتم ثلاثة أيام من يوم مات [ - ورواه البرقي في ( المحاسن ) عن أبيه ، عن حماد بن عيسى ، عن حريز ، عن زرارة ، عن أبي جعفر ( عليه السلام ) قال : يصنع للميت الطعام للماتم ثلاثة أيام بيوم مات فيه.

”امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جس دن آدمی کا انتقال ہوا، اس سے لے کر تین دن تک میت والوں کے لیے ماتم

کا اہتمام کیا جائے اور کھانے کا انتظام کیا جائے۔“  
 ورواہ الصدوق مرسلا إلا أنه قال : یصنع  
 للمیم ماتم ثلاثة أيام من یوم مات. ترجمہ  
 ایضا۔

أحمد بن أبي عبدالله البرقي في ( المحاسن )  
 عن أبيه، عن حماد بن عيسى ، عن مرزم  
 قال: سمعت أبا عبدالله ( عليه السلام )  
 يقول: لما قتل جعفر بن أبي طالب دخل  
 رسول الله ( صلى الله عليه وآله ) على أسماء  
 بنت عميس - إلى أن قال : - فقال : اجعلوا  
 لأهل جعفر طعاما فجرت السنة إلى اليوم۔

بالاحديث (۳۳۹۹) میں ہو گیا۔

وعن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حفص  
 بن البختري ، عن أبي عبدالله ( عليه  
 السلام ) قال : لما قتل جعفر بن أبي طالب  
 أمر رسول الله ( صلى الله عليه وآله )  
 فاطمة ( عليها السلام ) أن تأتي أسماء  
 بنت عميس هي ونسائها وتقيم عندها  
 وتصنع لها طعاما ثلاثة أيام۔

بالاحديث (۳۳۹۹) میں ہو گیا۔

کتاب

وسائل الشيعة الجزء الثالث مترجم جلد دوم صفحہ: ۲۸۸ باب: ۶۹۔

عورتوں کا اسلامی حقوق کی ادائیگی اور ندرت کی نیت سے ماتم کے لیے جانا جائز ہے۔

تألیف الفقیه المحدث الشیخ محمد بن

الحسن الحر العاملي.

امام الانبیا، کا اپنی والدہ کی قبر پر بلند آواز سے گریہ (باتم) کیا اور

صحابہ کرام نے گریہ کیا۔

تفسیر در مشور

وأخرج الطبرانی وابن مردويه من طريق  
عكرمة عن ابن عباس أن النبي صلى  
الله عليه وسلم لما أقبل من غزوة تبوك  
اعتمر ، فلما هبط من ثنية عسفان أمر  
أصحابه أن يستندوا إلى العقبة حتى أرجع  
إليكم ، فذهب فنزل على قبر أمه آمنة ،  
فناجى ربه طويلاً ، ثم انه بكى فاشتد  
بكاؤه ، فبكى هؤلاء البكائه

”حضرت ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ آپ نبی کریمؐ جب  
غزوہ تبوک سے واپس پلٹے تھے اور مقام عسفان پر قیام کیا۔  
آپ نے صحابہ کرام کو حکم دیا کہ عقبہ پہاڑی کی جانب سے اُترا  
جائے۔ آپ نبی کریمؐ اس جگہ پر اترے جہاں آپ کی والدہ  
حضرت آمنہؓ کی قبر مبارک تھی۔ آپ نے طویل مناجات کیں  
پھر آپ نے شدید گریہ (باتم) کیا، اور آپ کے صحابہ کرام نے  
بھی شدید گریہ کیا۔ صفحہ (۱۷۶) جلد (۵) سورہ توبہ  
آیت (۱۱۴)۔“

## تفسیر در مشور

وأخرج ابن مردويه عن بريدة قال كنت مع النبي صلى الله عليه وسلم إذ وقف على عسفان ، فنظر يمينا وشمالاً فأبصر قبر أمه آمنة ، ورد الماء فتوضأ ثم صلى ركعتين ودعا فلم يفجأنا إلا وقد علا بكأوه فعلا بكأونا لبكائه.

”جناب بریدہ روایت کرتے ہیں کہ میں پاک نبی کریم کے ساتھ مسفر تھا۔ جب آپ نے مقام عسفان میں پڑاؤ ڈالا۔ آپ نے وہاں دائیں اور بائیں نظر فرمائی۔ تب آپ نے اپنی ماں کی قبر کو دیکھ لیا۔ اس کے بعد آپ نے وضو فرمایا اور دو رکعت نماز ادا کی اور ماں کے لیے دعا فرمائی، پھر کیا تھا کہ دل پر قابو نہ رہا تو بلند آواز سے آہ و بکاہ (ماتم) کیا اور آپ کے ساتھ صحابہ کرام نے بھی بلند آواز کے ساتھ گریہ کیا۔“

باب سیزدهم

www.ziaraat.com  
سرور انبیاء و مرقد کربلا

فطرت یہ ہے کہ اگر انسانوں کے عاودہ جانوروں پر بھی کوئی حادثہ رونما ہو جائے تو وہ مرنے والوں پر آنسو بہاتے ہیں۔ اسلام نے اس عمل اور فعل پر کوئی پابندی نہیں لگائی، جو انسان کی فطرت میں موجود تھیں۔ اس کا ہونا انسان کے بس سے باہر تھا لہذا رونا، گریہ کرنا، مرثیہ کرنا، اور نوح کرنا، میت پر ندبہ کرنا یہ اصناف عرب کی کلام اور عمل میں موجود تھا اور اس پر شعرائے اسلام بھی اپنا کلام پڑھا کرتے تھے۔ ان محافل میں پاک نبی ختم و الم کے موقعہ پر ایسے کلام کے لیے حکم کرتے تھے۔ حسان بن ثابت شاعر اسلام کے لقب سے معروف تھے۔ ان کا کلام مرثیہ اور نوحہ موجود ہے۔ (جو باب مرثیہ میں بیان ہوگا) اور یہ کلام پاک نبی کریم کی موجودگی پڑھ جاتا تھا اور غم و الم میں زیادتی واقعہ ہوتی تھی۔ بعض الفاظ مختلف ہیں لیکن معنی مترادف ہیں، یا بعض کا معنی میں عام و خاص مطلق کی طرح ہیں۔ لفظ بکا، ندبہ، جزان، مٹی کے لحاظ۔ مترادف ہیں۔ جس کا مطلب رونا اور پھر میت پر رونا کے ہیں۔ اس طرح نوحہ اور مرثیہ بھی میت کی خوبیاں بیان کر کے رونا کے ہیں۔ اس میں میت کی تعریف جو اس میں پائی جاتی ہے اس کا تذکرہ کرنا ہے۔ البتہ کلام میں نوحہ میں شدت ہے جو بین کر کے آہ و بکا کرنے کے ہوتے ہیں، جبکہ مرثیہ کے کلام میں شدت غم میں انسان آنسو بہاتا ہے۔ اس طرح ماتم لفت میں ایک میت پر اجتماعی طور پر ماحول کا سوگوار ہونا ہے۔ جس میں رونے کے ساتھ ساتھ میت پر آہ و بکا بھی کی جاتی ہے۔ اس اجتماعی عمل کا نام ماتم ہے۔

جزع و فزع کیا ہے؟

زیر کی ساتھ بے صبری درست بدون عذر درست نہیں ہے۔

مدارج النبوت

جزع و فزع کیا ہے؟ حدیث مبارک الاشل فالاشل اس میں مشہور و معروف ہے۔ لیکن بلا میں جزع فزع اور مرض میں آہ و بکاہ کا کیا حکم ہے؟ اس میں کلام ہے۔ اگر بے صبری اور بے طاقتی کے لحاظ سے جزع و فزع کرنا بلا کو ناگوار اور اس سے فرار چاہتا ہے تو یہ بلا اختلاف حرام ہے۔

اور آہ و نالہ جو بقصد اظہار غربت و بے چارگی ہو جو بندگی کے حال کے لیے لازم ہے اور شدت مرض اور اس کی سختی سے جو اضطراب و بے چینی عارض ہو یہ اور بات ہے۔ یہ چیز جزع و فزع اور بلا سے ناگواری و فراری اور شکوہ و شکایت میں داخل نہیں ہے۔ حضرت عائشہؓ صدیقہ کی حدیث جو حضور اکرمؐ کی حالت بیان میں مذکور ہوئی اس کے اثبات میں کافی ہے، البتہ آہ و نالہ اگر عدم رضا و تسلیم سے ہو تو مکروہ اور داخل شکوہ و شکایت ہے اور علماء و مشائخ نے جو کراہت و نکایت کا اس پر اطلاق فرمایا ہے۔ مطلق نہیں ہے بلکہ وہ بے صبری و بے رضائی سے مقبہ ہے۔ جلد: ۲ صفحہ: ۶۰۵ رحلت پیغمبر اسلام کا ماہ صفر کا آخری ہفتہ۔

## عمل کی اجازت

وہ کلام جو زمانہ جاہلیت میں پڑھا جاتا تھا اس میں بتوں کی تعریف اور غیر فطری انسان سوز و کلام کی نہی بیان کی گئی ہے۔ جس میں خلاف اخلاقیات کلام ہوتا تھا البتہ میت کے وہ محاسن اور خوبیاں جس کا حامل تھا اس کو بیان کرنا جائز عمل تھا۔ جس کا حضرت ابو بکرؓ نے پاک نبیؐ پر ندبہ کرتے ہوئے کہا تھا و انبیاء و اصفیاء وغیرہ یہ محاسن ہیں جو بیان ہوئے اس طرح ایک موقع پر حضرت جعفر بن ابی طالب کی غزوہ موتہ پر شہادت کی خبر آئی تو خود آپؐ نبیؐ کو غم، الم میں گریہ کیا اور جب اس بنت عمیس زوجہ حضرت جعفرؓ نے کچھ کلام کہا (واہ دیلا) تو آپؐ نے روک لیا۔ اور فرمایا: اے اسماء! آپ جعفر کے محاسن بیان کر کے ماتم اور گریہ کر میں، لہذا کلام کی پاک نبی کریمؐ نے اصلاح کی اور غزوہ احد میں تو پاک نبی کریمؐ اتنا رنج اور اٹھا کہ جب ان کو نوحوہ والیوں سے حضرت حمزہؓ کا نام نہ لیتے ہوئے سنا تو حکم کیا۔ لے، حمزہ لا البواکی لکاش چچا حمزہؓ پر بھی کوئی رونے



والا ہوتا؟ اور آپ نے بذات خود اپنے چچا حمزہؓ پر اس طرح ندبہ کیا۔ حضرت ابن مسعودؓ سے منقول ہے۔ فرمایا: ہم نے رسول اللہؐ کو حضرت حمزہؓ پر رونے کی مانند کبھی روتا نہ دیکھا۔ آپ ان کے جنازہ پر کھڑے تھے اور رو رہے تھے یہاں تک کہ آپ بے ہوش ہو گئے اور فرمایا: اے حمزہ! اے عم رسول اللہ! اے اسد اللہ و اسد رسولہ! اے نیکیاں کرنے والے! اے سختیوں کے پھیلنے والے! اے حمزہ! اے عم رسول اللہ کے روئے انور کو کھلانے والے! اس سے معلوم ہوا کہ ندبہ اور بے اختیار فریاد اور آہ و نالہ بھی وجود میں آیا ہے۔ لہذا عمل جائز اور ناجائز کا فرق موجود ہے۔ اس طرح حضرت عائشہؓ کا پاک نبی کریمؐ پر گریہ اور ماتم اور اپنے والد ابو بکرؓ پر نوحہ خوان کا اہتمام کرنا عمل جائز ہی تھا تو ایسا کیا گیا تھا۔

اس باب میں پاک نبی کریمؐ پر حضرت ابو بکرؓ کا ندبہ حضرت فاطمہ زہراءؓ اور حضرت عائشہؓ کا ندبہ نذرکارمین کیا جاتا ہے۔

حضرت ابو بکرؓ کا پاک نبی کریمؐ کی رحلت پر گریہ اور ندبہ

(۱) مدارج النبوت

حضرت ابو بکرؓ اپنے گھر مقام سخ حوالی مدینہ طیبہ میں تھے۔ جب انہیں اس واقعہ کی اطلاع ملی۔ وہ فوراً سوار ہو کر تیزی کے ساتھ حضرت عائشہؓ کے حجرے کی طرف روانہ ہو گئے وہ راستہ بھر روتے رہے اور (واحمراہ) و انقطاع ظہراہ پکارتے رہے یہاں تک کہ مسجد شریف آئے۔ دیکھا کہ لوگ پریشان حال ہیں۔ آپ نے کسی طرف توجہ نہیں دی اور نہ کسی سے بات کی۔ سیدھا حجرہ عائشہؓ میں داخل ہو گئے۔ اور حضورؐ کے چہرہ انور سے چادر مبارک اٹھائی اور نورانی پیشانی کو بوسہ دیا۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ نے منہ کو حضور اکرمؐ کے دہن اقدس پر رکھا۔ بوسہ دیا اور بوسے مرگ (منہ) کو سونگھا اور فرمایا: (وانعیاء) اس کے بعد سر اٹھایا اور رونے لگے۔ دوسری مرتبہ بوسہ دیا اور کہا (واصفیاء) پھر سر اٹھایا اور رونے لگے۔ تیسری مرتبہ پھر بوسہ دیا اور کہا: (واخلیلاء) اور کہا:

بابی انت امی طبت حیا ومیتا

”میرے ماں و باپ آپ پر قربان ہوں آپ ہر حال میں خوش  
و پاکیزہ رہے۔“

(۲) رسول رحمت

حضرت عائشہؓ کی روایت ہے جناب ابو بکر نے اندر آتے ہی چہرہ مبارک سے  
چادر ہٹائی اور ان اللہ وانا اللہ الیراجون پڑھا، پھر کہا واللہ رسول اللہ کی وقات ہو گئی ہے، پھر وہ  
آپ کے سر کی طرف ہٹ گئے اور کہا (ہائے نبی) منہ جھکایا اور آپ کے چہرے کو بوسہ  
دیا، پھر کہا: (وائے ظلیل) منہ کو جھکایا اور پیشانی کو بوسہ دیا اور پھر کہا (وائے صغی) منہ  
جھکایا اور پیشانی کو بوسہ دیا پھر چادر اڑھا کر باہر چلے گئے۔

(۳) رحمة للعالمین

ابو بکر صدیق گھر میں گئے۔ جسم اطہر دیکھا۔ منہ سے منہ لگایا پیشانی کو چوما۔ آنسو  
بہائے پھر زبان سے کہا میرے پدر اور مادر حضور پر فرما ہوں واللہ اللہ تعالیٰ آپ پر دو  
موتیں وار نہیں کرے گا یہی ایک موت تھی جو آپ پر لکھی گئی تھی۔

(۴) فتح الباری شرح صحیح البخاری

حَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ وَعَائِشَةَ " أَنَّ أَبَا بَكْرٍ  
قَبَّلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ مَا مَاتَ  
" فَتَقَدَّمَ فِي الْحَدِيثِ الَّذِي قَبَلَهُ أَنَّهُ كَشَفَ  
عَنْ وَجْهِهِ ثُمَّ أَكَبَّ عَلَيْهِ فَقَبَّلَهُ ، وَفِي رِوَايَةِ  
يَزِيدِ بْنِ بَابْنُوسَ عَنْهَا " أَنَّهُ مِنْ قِبَلِ رَأْسِهِ  
فَحَدَرَ فَاةً فَقَبَّلَ جَبْهَتَهُ ثُمَّ قَالَ : وَانْبِيَاءَ ، ثُمَّ  
رَفَعَ رَأْسَهُ فَحَدَرَ فَاةً وَقَبَّلَ جَبْهَتَهُ ثُمَّ قَالَ :  
وَاصْفِيَاءَ ، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ وَحَدَرَ فَاةً وَقَبَّلَ  
جَبْهَتَهُ ثُمَّ قَالَ : وَاخْلِيلَاءَ " وَابْنِ أَبِي شَيْبَةَ  
عَنْ ابْنِ عُمَرَ : فَوَضَعَ فَاةً عَلَى جَبِينِ رَسُولِ

اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلَ يُقْبَلُهُ  
 وَيَبْكِي وَيَقُولُ " يَا أَبِي وَأُمِّي طِبْتَ حَيًّا وَمَيِّتًا  
 ” حضرت ابو بکرؓ نے پاک نبی کریمؐ کو اس کی وفات کے بعد  
 بوسہ دیا۔ (حدیث گذر چکی کہ آپ نے کپڑے کو ہٹا کر بوسہ دیا  
 پھر جھک کر بوسہ دیا) ایک اور روایت کے مطابق ابو بکر آئے اور  
 سر کو چوما۔ پھر پیچھے ہٹ کر منہ اور ماتھے کو بوسہ دیا اور کہا (وائے  
 نبی) پھر سر اٹھایا اور پھر منہ انور اور جبین کو بوسہ دیا اور کہا: (وائے  
 صبی) اور پھر سر اٹھایا اور ہٹ کر ماتھے کو چوم کر کہا: (وائے ظلیل)  
 اس کے بعد حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ آپ نے منہ کو  
 پاک نبی کریمؐ کے ماتھے پر رکھ کر چوما اور گریہ کیا اور کہا۔ میرے  
 ماں و باپ آپ پر قربان ہوں، آپ ہر حال میں خوش و پاکیزہ  
 رہے حیات اور وفات میں بھی۔“

#### (۵) تاریخ البدایہ والنہایہ

قالت ثم جاء أبو بكر فرفعت الحجاب  
 فنظر اليه فقال إنا لله وإنا إليه راجعون  
 مات رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم  
 أتاه من قبل رأسه فحدر واه فقبل جبهته  
 ثم قال وانبياه ثم رفع رأسه فحدر فاه وقبل  
 جبهته ثم قال واصفياه ثم رفع رأسه  
 وحدر فاه وقبل جبهته وقال واخليلاه مات  
 رسول الله صلى الله عليه وسلم.

”حضرت عائشہؓ کی روایت ہے کہ: ”ابو بکر نے اندر آتے  
 ہی چہرہ مبارک سے چار ہٹائی اور اللہ وانا الیہ راجعون پڑھا،

پھر کہا: واللہ رسول اللہ کی وفات ہو گئی ہے پھر وہ آپ کے سر کی طرف ہٹ گئے اور کہا: (ہائے نبی) منہ جھکایا اور آپ کے چہرے کو بوسہ دیا، پھر کہا: (وائے اصفیا) منہ کو جھکایا اور پیشانی کو بوسہ دیا اور پھر کہا: (واہ خلیلاہ) منہ جھکایا اور پیشانی کو بوسہ دیا اور کہا کہ آپ وفات پا چکے ہیں۔“

(۲) مسند احمد بن حنبل

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ حَدَّثَنِي أَبِي حَدَّثَنَا مَرْحُومُ  
بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو عِمْرَانَ  
الْجَوْزِيُّ عَنْ يَزِيدَ بْنِ بَابُوَسَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ  
أَبَا بَكْرٍ دَخَلَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ بَعْدَ وَقَاتِهِ فَوَضَعَ قَمَهُ بَيْنَ عَيْنَيْهِ  
وَوَضَعَ يَدَيْهِ عَلَى صُدْغَيْهِ وَقَالَ وَائِيَّاهُ  
وَإِخْلِيلَاهُ وَاصْفِيَّاهُ.

”حضرت عائشہ کی روایت ہے کہ جناب ابو بکر نے اندر آتے ہی چہرہ مبارک سے چادر ہٹائی اور انا اللہ وانا الیہ راجعون پڑھا، پھر کہا: واللہ رسول اللہ کی وفات ہو گئی ہے، پھر آپ نے اپنے منہ کو آنکھوں کے درمیان رکھا اور ہاتھ کو کپٹی پر رکھا اور کہا  
وَائِيَّاهُ وَإِخْلِيلَاهُ وَاصْفِيَّاهُ.“

(۷) مسند احمد

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ حَدَّثَنِي أَبِي حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ  
إِسْحَاقَ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ هَمَّالُ أَنْبَاءَنَا  
يُونُسُ وَمَعْمَرٌ عَنِ الرَّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو  
سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ

صلى الله عليه وسلم أَخْبَرْتَهُ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ  
الصَّدِيقَ دَخَلَ عَلَيْهَا فَتَيَّمَمَ التَّيِّبِ صَلَّى اللهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُسَجَّى بِبُرْدٍ حَبْرَةٍ فَكَشَفَ  
عَنْ وَجْهِهِ ثُمَّ أَكْبَبَ عَلَيْهِ فَقَبَّلَهُ وَبَكَى ثُمَّ  
قَالَ يَا أَبِي أَنْتَ وَأُمِّي وَاللَّهِ لَا يَجْمَعُ اللهُ عَزَّ  
وَجَلَّ عَلَيْكَ مَوْتَتَيْنِ أَبَدًا أَمَا الْمَوْتَةُ الَّتِي قَدْ  
كُتِبَتْ عَلَيْكَ فَقَدْ مُتَّهَا.

”حضرت عائشہ زوجہ پاک نبیؐ نے خبر دی ہے کہ ابو بکر داخل ہو گئے اور حضورؐ کے چہرہ انور سے چادر مبارک اٹھائی اور نورانی پیشانی کو بوسہ دیا۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ نے منہ کو حضور اکرمؐ کے وہن اقدس پر رکھا بوسہ دیا اور گریہ کیا۔ بولے کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ ہر حال میں خوش و پاکیزہ رہے۔ اللہ تعالیٰ آپ پر دو موتیں اکٹھا نہیں کر سکتا اور جو کچھ لکھ دیا گیا ہے وہ کافی ہے۔“

### روض الانف

بلغ الخبر أبا بكر رضي الله عنه وهو  
بالسنح فجاء وعيناه نهملان وزفراته تتردد  
في صدره وغصصه ترتفع كقطع الجرة وهو  
في ذلك رضوان الله عليه جلد العقل  
والمقالة حتى دخل على رسول الله صلى الله  
عليه و سلم فأكب عليه وكشف وجهه  
ومسحه وقبل جبينه وجعل يبكي ويقول :  
يا أبي أنت وأمي طبت حيا وميتا وانقطع

لموتك ما لم ينقطع لموت أحد من الأنبياء  
من النبوة فعظمت عن الصفة وجللت عن  
البكاء.

”جب ابو بکرؓ کو آپ نبی کریمؐ کی رحلت کی خبر پہنچی تو اس وقت  
آپ مقامِ رخ میں تھے۔ آپ روتے ہوئے آئے اس سینہ میں  
تشویش تھی، یہاں تک کہ آپ پاک نبی کریمؐ کے جسد پاک تک  
گئے اور ان پر جھک گئے اور منہ سے چادر کو ہٹایا اور پیشانی پر  
بوسہ دیا اور گریہ کیا اور کہا کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان  
ہوں۔ آپ زندگی اور موت میں پاک ہیں۔ موت سے وہ چیز  
منقطع ہوگئی جو کہ آپ سے قبل انبیاء سے بھی جدا نہیں تھی۔ وہ وحی  
تھی آپ کے مناقب بلند ہیں اور آپ پر گریہ جائز ہے۔

سیرت ابن ہشام

قَالَ وَأَقْبَلَ أَبُو بَكْرٍ حَتَّى نَزَلَ عَلَى بَابِ  
الْمَسْجِدِ حِينَ بَلَغَهُ الْخَبْرُ ، وَعَمَرَ يُكَلِّمُ  
النَّاسَ فَلَمْ يَلْتَفِتْ إِلَى شَيْءٍ حَتَّى دَخَلَ عَلَى  
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَيْتِ  
عَائِشَةَ ، وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
مُسْتَجِي فِي نَاحِيَةِ الْبَيْتِ عَلَيْهِ بُرْدٌ جَبْرَةٌ  
فَأَقْبَلَ حَتَّى كَشَفَ عَنْ وَجْهِ رَسُولِ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ . قَالَ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْهِ  
فَقَبَلَهُ ثُمَّ قَالَ يَا بِي أَنْتَ وَأُمِّي ، أَمَا الْمَوْتَةُ  
الَّتِي كَتَبَ اللَّهُ عَلَيْكَ فَقَدْ دُقَّتْهَا ، ثُمَّ لَنْ  
تُصِيبَكَ بَعْدَهَا مَوْتَةٌ أَبَدًا (۲۱۶۰۰)

”حضرت ابو بکرؓ مقامِ سخ سے آئے جب ان کو خبر ہوئی۔ حضرت عمرؓ لوگوں سے بات چیت میں مصروف تھے۔ آپ اس جانب متوجہ نہیں ہوئے یہاں تک کہ آپ حضرت عائشہؓ کے حجرے میں داخل ہوئے۔ پاک پیغمبر اسلام کے جسد پاک کو گھر کی ایک جانب رکھا گیا تھا۔ اور ان پر یعنی چادر پڑی ہوئی تھی۔ آپ نے اس کو ایک جانب کیا اور بوسہ دیا اور کہا کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ موت وہ جو لکھی جا چکی ہے اس نے ایک مرتبہ ضروری آتا ہے۔“

طبقات ابن سعد

أخبرنا يزيد بن هارون، أخبرنا حماد بن أبي سلمة عن أبي عمران الجوني عن يزيد بن بابنوس عن عائشة قالت: لما توفي رسول الله، صلى الله عليه وسلم، جاء أبو بكر فدخل عليه، فرفعت الحجاب فكشف الشوب عن وجهه فاسترجع فقال: مات والله رسول الله! ثم تحول قبل رأسه فقال: وانبياء! ثم حدر فمه فقبل وجهه ثم رفع رأسه فقال: واخليلاء! ثم حدر فمه فقبل جبهته ثم رفع رأسه فقال: واصفيا! ثم حدر فمه فقبل جبهته ثم سجاه بالشوب ثم خرج.

”حضرت عائشہؓ کی روایت ہے کہ جناب ابو بکرؓ نے اندر آتے ہی چہرہ مبارک سے چادر ہٹائی اور انا للہ وانا الیہ راجعون

پڑھا، پھر کہا: واللہ رسول اللہ! کی وفات ہوگئی ہے۔ پھر وہ آپ کے سر کی طرف ہٹ گئے اور کہا: (ہائے نبی) منہ جھکایا اور آپ کے چہرے کو بوسہ دیا، پھر کہا: (وائے ظلیل) منہ کو جھکایا اور پیشانی کو بوسہ دیا اور پھر کہا: (وائے صفی) منہ جھکایا اور پیشانی کو بوسہ دیا پھر چادر اڑھا کر باہر چلے گئے۔“

طبقات ابن سعد

وأخبرني أبو سلمة بن عبد الرحمن بن عوف أن عائشة زوج النبي، صلى الله عليه وسلم، أخبرته أن أبا بكر أقبل على فرس من مسكنه بالسنع حتى نزل فدخل المسجد، فلم يكلم الناس حتى دخل على عائشة فتميم رسول الله، صلى الله عليه وسلم، وهو مسجى فكشف عن وجهه ثم أكب عليه فقبله وبكى ثم قال: بأبي أنت! والله لا يجمع الله عليك موتتين أبدا، ”حضرت ابو بکرؓ مقامِ رخ سے سوار ہو کر آئے۔ جب ان کو خبر ہوئی اور آپ اترے مسجد میں داخل ہوئے اور آپ اس جانب متوجہ نہیں ہوئے یہاں تک کہ آپ حضرت عائشہؓ کے حجرے میں داخل ہوئے۔ پاک پیغمبر اسلام کے جسدِ پاک کو گھر کی ایک جانب رکھا گیا تھا۔ اور ان پر یعنی چادر پڑی ہوئی تھی۔ آپ نے اس کو ایک جانب کیا اور جھک گئے اور بوسہ دیا اور پھر بوسہ دیا اور گریہ کیا اور کہا کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ موت وہ جو کبھی جا چکی ہے اس نے ایک مرتبہ ضروری آنا ہے۔“



البخاری

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ  
عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ  
أَنَّ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ  
عَنْهُ أَقْبَلَ عَلَى فَرَسٍ مِنْ مَسْكِنِهِ بِالسُّنْحِ  
حَتَّى نَزَلَ ، فَدَخَلَ الْمَسْجِدَ فَلَمْ يُكَلِّمْ  
النَّاسَ حَتَّى دَخَلَ عَلَى عَائِشَةَ ، فَتَيَمَّمَ رَسُولُ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُعَشَى  
بِقُوبِ حَبْرَةَ ، فَكَشَفَ عَنْ وَجْهِهِ ثُمَّ أَكَبَّ  
عَلَيْهِ فَقَبَّلَهُ وَبَكَى .

”حضرت ابو بکرؓ مقام رخ سے سوار ہو کر آئے۔ جب ان کو خبر  
ہوئی اور آپ اترے مسجد میں داخل ہوئے اور آپ اس جانب  
متوجہ نہیں ہوئے یہاں تک آپ حضرت عائشہؓ کے حجرے میں  
داخل ہوئے۔ پاک پیغمبر اسلام کے جسد پاک کو گھر کی ایک  
جانب رکھا گیا تھا۔ اور ان پر یعنی چادر پڑی ہوئی تھی۔ آپ نے  
اس کو ایک جانب کیا اور جھک گئے اور بوسہ دیا اور پھر گریہ کیا۔“

## حوالہ جات

- (۱) مدارج النبوت عبدالحق محدث دہلوی باب (حضرت عبدالرحمن اور ابو بکرؓ کی اقتداء میں نماز پڑھنا) صفحہ: ۷۳۵، جلد: ۲۔
- (۲) رسول رحمت مولانا ابوالکلام آزاد باب تمجید و تکفین اور تدفین صفحہ: ۲۵۹۔
- (۳) رحمة للعالمین قاضی محمد سلیمان منصور پوری باب آغاز مرض جلد: ۱، صفحہ: ۳۴۷۔
- (۴) فتح الباری شرح البخاری کتاب للغازی (وفات) جلد: ۱۲۔ صفحہ: ۲۹۷۔ مستند احمد بن حنبل صفحہ (۱ جلد)
- (۵) روض الانف صفحہ: ۲۳۲، جلد: ۲۔ باب وفات پیغمبر ﷺ
- (۶) طبقات ابن سعد باب وفات جلد: ۸، صفحہ: ۲۶۵، ۲۷۰۔
- (۷) سیرت ابن ہشام باب وفات پیغمبر اسلام صفحہ: ۶۵۵، جلد: ۲ (بخاری باب للغازی پارہ: ۱۸، جلد: ۱۴، صفحہ: ۳۹۳۔) تاریخ البدایہ والنہایہ جلد: ۵، صفحہ: ۲۴۲۔

## حضرت عائشہؓ کا پاک نبیؐ پر ندبہ کرنا

### رسول رحمت حضرت عائشہؓ کی زار حالی

حضرت عائشہؓ یا دوسری ازواج مطہرات کے اندوہ و قلق کی کیفیت الفاظ میں نہیں  
سما سکتی۔ حضرت محمودہ کی زبان مبارک صرف خصائص نبوت کی ترجمانی کے لیے وقف  
تھی۔

① آہ وہ نبی جس نے تمول پر فقیری کو ترجیح دی۔ جس نے تو گری کو ٹھکرایا اور مسکینی  
قبول کی۔

② آہ وہ دین پرور رسول جو امت عاصی کے غم میں پوری ایک رات بھی آرام سے نہ  
سویا۔

③ آہ وہ صاحب خلق عظیم جو مسلسل نفس سے جنگ آزار رہا۔

④ آہ وہ رحمۃ للعالمین جس کا باپ فیض فقیروں اور حاجت مندوں کے لیے ہر وقت  
کھلا رہتا تھا۔ جس کا رحیم دل اور پاک ضمیر دشمنوں کی ایذا رسانی سے کبھی غبار  
آلودہ نہ ہوا۔

⑤ آہ وہ نبی جس کے موتی جیسے دانت توڑے گئے مگر اس نے پھر بھی صبر سے کام لیا  
جس کی نورانی پیشانی کو زخمی کیا گیا ہے مگر اس نے دامن غصو ہاتھ سے نہ جانے دیا۔

### حوالہ جات

(۱) کتاب رسول رحمت مولانا ابوالکلام آزاد باب تمہیز و تکفین اور تدفین  
صفحہ: ۶۵۹۔

(۲) مدارج النبوت باب دوم آغاز مرض موت جلد: ۲۔ صفحہ: ۲۳۲۔

(۳) رحمة للعالمین قاضی محمد سلیمان منصور پوری باب آغاز مرض، وفات۔ صفحہ:  
۲۳۶۔

باب چہارہم

صحابہ رسول اللہؐ،  
ازواج عثمانؓ،

اور صحابیہ کلماتم

### حضرت ابو بکرؓ پر اہل مدینہ کا گریہ

حضرت ابو بکرؓ کا شمار بزرگ صحابہ کرام میں ہوتا تھا اور جب ان پر موت واقع ہوئی تو وہ دوستوں کے علاوہ اہل شہر سمیت گھروں والوں پر سخت صدمہ ہوا تو پھر ان کی محبت اور عقیدت کے علاوہ قومی نقصان تو ہر کسی کو تھا لہذا ہر آنکھ ان کی جدائی پر اٹکبار تھی۔

#### ریاض النضرہ

(عن أسيد بن صفوان وكان قد أدرك النبي  
صلى الله عليه وسلم قال لما قبض أبو بكر  
فسجى عليه وارتجت المدينة بالبكاء عليه  
كيوم قبض رسول الله صلى الله عليه  
وسلم). (۱۲۸)

”اسید بن صفوان سے روایت ہے کہ جب ابو بکرؓ کی وفات ہوئی تمام مدینہ نے آہ و بکا کے ساتھ گریہ کیا۔ ایسا جس طرح پاک نبی کریم ﷺ پر آہ و بکا کا گریہ کا طوفان تھا۔“

#### تاریخ الكامل

فلما مات بعثته إلى عمر، فلما رآه بكى  
حتى سالت دموعه إلى الأرض وجعل  
يقول: رحم الله أبا بكر (۳۹۷،۱)

”جب حضرت ابو بکرؓ کی وفات ہوئی تو حضرت عمرؓ کو خبر ہوئی تو  
پس کیا تھا کہ آپؓ کی آنکھوں سے آنسو زمین پر بہہ نکلے اور کہا

کہ خدا ابو بکر پر رحم کرے۔“

تاریخ خمیس قال لما توفي أبو بكر  
وارتجت المدينة بالبكاء عليه دهش كيوم  
قبض فيه رسول الله صلى الله عليه وسلم  
”جب ابو بکرؓ کی وفات ہوئی تمام مدینہ میں آہ و بکاہ کے ساتھ  
گریہ ہوا۔ اس طرح جس طرح پاک نبی کریمؐ پر آہ و بکاہ اور گریہ کا  
ہجوم تھا۔“

ابو بکر شخصیت اور عصرہ فبعثنا بهما  
إلى عمر، فبکی عمر وقال: رحمة الله على أبي  
بكر لقد أتعب من بعده تعباً شديداً  
”جب حضرت ابو بکرؓ مسجد کی جانب نماز کے لیے نہ نکل سکے تو  
پیغام بھیجا حضرت عمرؓ کی جانب تو وہ رو پڑے اور کہا اللہ تعالیٰ  
ابو بکرؓ پر رحم کرے۔ ان کے بعد ہم سخت مشکلات میں مبتلا  
ہوئے۔“

### حوالہ جات

- (۱) ریاض النضرہ بحب الدین طبری باب وفات ابو بکر صفحہ: ۱۲۸۔
- (۲) تاریخ کامل باب وفات ابو بکر صفحہ: ۳۹۷ جلد ۱۔
- (۳) تاریخ خمیس جلد: ۲، صفحہ: ۲۳۷۔
- (۴) ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ شخصیتہ و عصرہ تألیف الدكتور علی محمد الصلابی  
جلد: ۵، صفحہ: ۱۲۵-۱۲۲۲-۲۰۰۱ (م)۔

## ازواج اور بنات کا حضرت عثمانؓ پر ماتم

حکومتی مشینری کی کمزوری اور مسلسل ناکامیوں کی وجہ سے بعض صوبوں میں احساس محرومی بڑھ گیا اور اموی گورنرمن مانیوں پر اتر آئے۔ جب ظلم حد سے تجاوز کرنے لگا تو عوام مصر اس کے ازالہ کے لیے مرکزی حکومت سے شکایت کے لیے پہنچ گئی۔ مرکزی حکومت نے ان کی شکایت کو سن کر بزرگ صحابہ کرام کی مشاورت سے مصر کے گورنر کو تبدیل کر دیا گیا اور وہاں کانیا گورنر محمد بن ابی بکرؓ کو تعینات کر دیا گیا۔ اس طرح بڑا جھگڑا اور فساد اٹل گیا۔ عمائدین مصر کے نئے گورنر کو لے کر خوشی خوشی واپس پلٹ گئے تو دفعا کسی مشیر نے جو اس فیصلہ سے متعلق نہ تھا ان سے پہلے گورنر کو بحال اور نئے گورنر سمیت عمائدین مصر کو قتل کرنے کی خفیہ رپورٹ ارسال کر دی۔ ابھی نئے گورنر کا سفر جاری تھا تو یہ سازش بے نقاب ہو گئی۔ پیغام رساں پکڑا گیا اور خفیہ خط ہاتھ لگ گیا۔ پس پھر کیا تھا مصری عمائدین غصہ سے بھر گئے اور واپس مدینہ پلٹ آئے اور انکو اڑی کے ساتھ ساتھ اور سازشی کو حوالے کرنے کا مطالبہ کیا۔ اس وقت سازشی کا جان بچانا مشکل ہو گیا لیکن سارا نزلہ مرکزی حکومت پر پڑا بلاشبہ مرکزی حکومت کے سربراہ حضرت عثمانؓ غنیؓ بری الزمہ تھے لیکن بروقت کاروائی نہ ہونے کی بنا پر مصری نے تمام ترمذہ داری مرکزی حکومت پر عائد کر ڈالی۔ ایک مرتبہ پھر مصریوں نے تمام تر سفارتی اقدامات کو بردے کار لائے تاکہ سازشی ٹولہ پر ہاتھ ڈالا جائے لیکن ناکامی کی بنا پر جناب عثمانؓ غنیؓ جو خلیفہ وقت تھے ان پر چڑھائی کر دی حالانکہ خلیفہ ذاتی حیثیت سے اس سازش میں ملوث نہیں تھے لیکن مصریوں نے خلیفہ وقت کی خاموشی کو بنیاد پر آپ پر حملہ کر دیا۔ جب آپ خلیفہ کو ذبح کرنا چاہا تو آپ کی بیویاں اور بیٹیاں نے مدافعت کی۔ اس طرح وہ زخمی ہو گئیں۔ جب آپ کو قتل کر دیا گیا۔ اس واقعہ پر بیویاں اور بیٹیاں وہ بھی بے صبر ہو گئیں تو پھر کیا تھا وہ چیخیں

نکل گئیں اور خود کو پھینا شروع کیا چونکہ وہ اس عظیم حادثہ کو برداشت کرنے کے لیے تیار نہ تھیں۔

### مقن کتب

تاریخ الكاملوآرادوا قطع رأسه فووقت  
نائلة عليه وأم البنين فصحن وضرين  
الوجوه (۱)

”جب حضرت عثمانؓ کو قتل کرنے کا ارادہ کیا اور قاتلوں نے ان کے سر قلم کرنا چاہا تو انکی زوجہ نائلہ اور ام البنین ان پر گر پڑیں اور چھین ماریں اور منہ کو پیٹ لیا۔“

### تاریخ طبری

ودخل آخرون فلما رأوه مغشياً عليه  
جرّوا برجله؛ فصاحت نائلة وبناته؛ وجاء  
التجيبى مخترطاً سيفه ليضعه في بطنه،  
فوقته نائلة، فقطع يدها، (۴۹۶) (۳)

### (ترجمہ ذیل)

تاریخ البدایہ والنہایہ و ذکر ابن جریر  
أنهم أرادوا حز رأسه بعد قتله فصاح  
النساء وضرين وجوهن فيهن أمرأتاه نائلة  
وأم البنين وبناته

”ابن جریر نے ذکر کیا ہے کہ جب قاتلوں نے حضرت عثمانؓ کے سر قلم کرنے کا ارادہ کیا تو عورتوں نے چیخ و پکار کی اور اپنے منہ پیٹے جبکہ منہ پٹینے والی عورتوں میں وہ حضرت عثمانؓ کی بیویاں نائلہ اور ام البنین تھیں اور ان کے ساتھ بیٹیاں بھی تھیں۔“



## تاریخ الاسلام

ثم صرخت المرأة فلم يسمع صراخها لما في  
الدار من الجلبة وجاء من رواية الواقدي :  
أن نائلة خرجت وقد شقت جيبها وهي  
تصرخ ومعها سراج

”جب حضرت عثمانؓ کو قتل کیا جا رہا تھا تو آپ کی زوجہ کی چیخیں  
نکل گئیں مگر کوئی شخص اس چیخ کو سننے کے لیے تیار نہ تھا جب کہ گھر  
میں بہت شور تھا۔ ایک دوسری روایت میں واقدی کہتا ہے کہ  
جب حضرت عثمان کی زوجہ نائلہ گھر سے نکلی تو وہ کپڑے پھاڑ رہی  
تھی اور بلند آواز کے ساتھ چیخ رہی تھی اور اس کے ہاتھ میں  
چراغ تھا۔“

## حوالہ جات

- (۱) تاریخ کامل ابن اثیر باب خلافت اور شہادت عثمان جلد (۳) صفحہ (۸۹)۔
- (۲) تاریخ طبری ابن جریر طبری باب خلافت، شہادت عثمان جلد: ۳، صفحہ: ۳۳۲۔
- (۳) تاریخ البدایہ والہایہ حافظ ابن کثیر کتاب خلافت و شہادت عثمان غنی \* جلد: ۴،  
صفحہ: ۱۸۸۔
- (۴) تاریخ اعتم کوفی و صفحہ: ۱۵۹ باب خلافت عثمان غنی \*
- (۵) تاریخ السلام ذہبی جلد: ۱ صفحہ: ۳۴۹، ۳۵۳۔

## حضرت یوسف علیہ السلام کا ماتم

حضرت یوسف علیہ السلام کی جدائی پر جو غم ان کے والد حضرت یعقوب علیہ السلام نے کیا تھا اس کی وجہ سے ان کی بیٹائی ختم ہو گئی تھی۔ جب یہ خبر حضرت جبرائیل آمین نے ان کو جیل میں قیدی کی حیثیت سے سنائی تھی تو اس پر حضرت یوسف کے جذبات بے قابو ہو گئے اور سر کو پیٹ کر فرمایا کہ کاش مجھے ماں نہ جنتی جس کی وجہ سے میرے باپ کو یہ تکلیف اٹھانی پڑے حالانکہ آپ بھی اللہ تعالیٰ کے نبی مقرب تھے اور باپ بھی اللہ تعالیٰ کے مقرب نبیوں میں سے تھے۔ ادھر جناب یوسف کو آپ ہی نے اس کے خواب کی تعبیر سنائی تھی کہ آپ کو اللہ تعالیٰ برگزیدہ لوگوں میں شمار کرے گا۔ اس طرح آل یعقوب پر ایک مرتبہ پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسحاق علیہ السلام کی طرح فضل سے نوازے گا۔ یہ خواب اور اس کی تعبیر سے ثابت تھا کہ حضرت یوسف سے باپ کی ملاقات یقینی ہے لیکن محبت اور جدائی میں گریہ شدید کی وجہ آپ بیٹائی سے محروم ہو گئے تھے اور اس کے ساتھ ساتھ جسمانی صحت بھی قابل ذکر نہیں رہی تھی۔

تفسیر کبیر فخر الدین الرازی

قیل إن جبریل علیہ السلام دخل علی  
یوسف علیہ السلام حينما كان في السجن  
فقال إن بصر أبيك ذهب من الحزن عليك  
فوضع يده على رأسه وقال : ليت أمي لم  
تلدني ولم أك حزناً على أبي.

”ایک دن جبرائیل جناب یوسف علیہ السلام کے پاس جیل میں گئے اور یہ خبر دی کہ آپ کے غم میں آپ کے والد کی بیٹائی ختم

ہو گئی ہے۔ یہ سن، حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنا ہاتھ سر پر مارا اور کہا: کاش میری ماں مجھے نہ جنتی اور میں باپ کے غم کا سبب نہ بنتا۔“

(تفسیر کبیر فخر الدین الرازی سورہ یوسف، جلد: ۹، صفحہ: ۹۸)

حضرت یعقوبؑ نے یوسفؑ کی قمیض کو دیکھ کر بلند آواز سے چیخ ماری اور گریہ کیا پھر آنکھوں سے خون بہہ نکلا۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد جو دوسری خواتین سے تھیں وہ یوسفؑ کو مقام و مرتبہ کے علاوہ باپ کی زیادہ توجہ کو پسند نہیں کرتی تھیں۔ ایک مرتبہ یوسفؑ کو قتل کرنے کا منصوبہ تیار کیا اور باپ سے دھوکہ ظاہر کر کے لے جانا چاہا تو آپ نے فرمایا کہ یوسفؑ کو بھیڑیا کھا جائے گا۔ بالآخر یوسفؑ کے بھائی باپ سے یوسفؑ کو لے جانے میں کامیاب ہو گئے۔ شام کو جب کھیل کود کر کے واپس آئے تو باپ کو یہ کہہ کر مطمئن کرنے کی کوشش کی کہ یوسفؑ کو بھیڑیا اٹھا کر لے گیا، البتہ باپ کے لیے محفوظ قمیض چھوڑ گیا۔ جب آپ سے یہ جھوٹا واقعہ سنایا تو روایت ہے کہ جب حضرت یعقوب علیہ السلام کو حضرت یوسف علیہ السلام کے بھڑیے کے کھا جانے کی خبر سے آگاہ کیا گیا تو آپ نے بلند آواز کے ساتھ چیخ ماری اور کہا: یوسفؑ کی قمیض کہاں ہے؟ پس آپ نے یوسفؑ کی قمیض کو چہرے پر ڈالا اور شدید گریہ کیا، یہاں تک کہ آنسو کے خون سے چہرہ رنگین ہو گیا۔

سورہ یوسف کی آیت: ۱۸

وَجَاءُوا عَلَى قَوْمِيهِ بِدَمٍ كَلْبٍ ۚ قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ  
لَكُمْ أَنفُسُكُمْ أَمْرًا ۚ فَصَبُّوا جَمِيلًا ۚ وَاللَّهُ الْمُسْتَعَانُ  
عَلَىٰ مَا تَصِفُونَ ﴿۱۸﴾ (یوسف)

”اور وہ اس کی قمیض پر جھوٹا خون (بھی) لگا کر لے آئے،  
(یعقوب علیہ السلام نے) کہا: (حقیقت یہ نہیں ہے) بلکہ  
تمہارے (حاسد) نفسوں نے ایک (بہت بڑا) کام تمہارے

لئے آسان اور خوشگوار بنادیا (جو تم نے کر ڈالا)، پس (اس حادثہ پر) صبر ہی بہتر ہے، اور اللہ ہی سے مدد چاہتا ہوں اس پر جو کچھ تم بیان کر رہے ہو۔“

تفسیر الزمخشری۔ سورہ یوسف آیت: ۱۸

وروي أن يعقوب لما سمع بخبر يوسف  
صاح بأعلى صوته وقال: أين القميص؟  
فأخذه وألقاه على وجهه وبكى حتى  
خضب وجهه بدم

”روایت کی گئی ہے کہ جب حضرت یعقوب علیہ السلام کو حضرت یوسف علیہ السلام کے بھیڑیے کے کھا جانے کی خبر سے آگاہ کیا گیا تو آپ نے بلند آواز کے ساتھ چیخ ماری اور کہا کہ یوسف کی قمیص کہاں ہے؟ پس آپ نے یوسف کی قمیص کو چہرے پر ڈالا اور شدید گریہ کیا، یہاں تک کہ آنسوؤں کے خون سے چہرہ رنگین ہو گیا۔“

متن روایات کتب اہل سنت

تفسیر البیضاوی

روي: أنه لما سمع بخبر يوسف صاح وسأل  
عن قميصه فأخذه وألقاه على وجهه  
وبكى حتى خضب وجهه بدم القميص  
”روایت کی گئی ہے کہ جب حضرت یعقوب علیہ السلام کو حضرت یوسف علیہ السلام کے بھیڑیے کے کھا جانے کی خبر سے آگاہ کیا گیا تو آپ نے بلند آواز کے ساتھ چیخ ماری اور کہا کہ

یوسف کی قمیض کہاں ہے؟ پس آپ نے یوسف کی قمیض کو  
چہرے پر ڈالا اور شدید گریہ کیا، یہاں تک کہ قمیض کے خون سے  
چہرہ رنگین ہو گیا۔“

روح المعانی الوسی

وفي رواية أنه أخذ القميص وألقاه على  
وجهه وبكى حتى خضب وجهه بدم  
القميص كذا  
ترجمہ (البیضاوی)

### حوالہ کتب

- (۱) تفسیر کشاف زخشری سورہ یوسف آیت: ۱۸، صفحہ: ۱۵۳، جلد: ۳۔
- (۲) تفسیر البیضاوی آیت: ۱۸، صفحہ: ۱۳۷، جلد: ۳۔
- (۳) تفسیر روح المعانی الوسی سورہ یوسف آیت: ۱۸، جلد: ۸، صفحہ: ۳۶۱۔

حضرت عمرؓ سخت گیر انسان تھے۔ وہ کسی عمل کو شریعت کے خلاف ہونے پر برداشت نہیں کرتے تھے، البتہ وہ کام جو شریعت نے جائز قرار دے رکھے تھے جس کو وہ درست سمجھتے تھے خود بھی سرانجام دیتے تھے اور دوسروں کو بھی کوئی پابندی عائد نہیں کرتے تھے۔ ایک مرتبہ جب نعمان بن مقرن کی موت کی خبر آپ کو سنائی گئی تو آپ اپنے جذبات پر قابو نہ پاسکے اور فرط محبت سے پر ہاتھ رکھا اور چھین نکل گئیں بعض غم اور محبت ایسی بھی ہوتی ہیں جس پر قدرت حاصل ہونے کے باوجود بھی قابو میں رہا نہیں جاسکتا۔ ابو عثمان روایت کرتے ہیں: میں نے حضرت عمرؓ کو دیکھا کہ جب ان کے پاس نعمان بن مقرن کی موت کی خبر آئی تو وہ سر پر ہاتھ رکھ کر چیخے

### حوالہ متن

شرح ابن بطلال، کنز العمال

وقال أبو عثمان: ورأيت عمر بن الخطاب

لما جاءه نعي النعمان بن مقرن وضع يده

على رأسه وجعل يبكي

”ابو عثمان روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عمرؓ کو دیکھا کہ

جب ان کے پاس نعمان بن مقرن کی موت کی خبر آئی

انہوں نے سر پر ہاتھ رکھا اور چیخے۔“

(۲) سیرت ابن حبان

فما فعل النعمان ابن مقرن ؟ قال :

استشهد يا أمير المؤمنين فبكي عمر ثم قال:

یرحم الله النعمان - ثلاثاً ثم قال: مه ا قال:  
لا و الذي أكرمك بالخلافة و ساقها إليك !  
ما قتل بعد النعمان أحد نعرفه فبکی عمر  
بکاء شديدا.

”جب آپ کو نعمان بن مقرن کی شہادت کی خبر سنائی گئی تو پھر  
آپ نے اس پر گریہ کیا اور تین مرتبہ کہا کہ نعمان پر اللہ تعالیٰ رحم  
کرے۔ دوسری روایت کے مطابق آپ نے نعمان کی جدائی پر  
شدید گریہ کیا۔“

### حوالہ جات

- (۱) شرح ابن بطلال کتاب اللیت جلد: ۵، صفحہ: ۳۱۴۔
- (۲) کتاب عقد الفرید جلد: ۲، صفحہ: ۵، مولف شہاب الدین مالکی۔
- (۳) کتاب کنز العمال علی بن حسام الدین متقی ہندی جلد: ۶، صفحہ: ۱۱۶ کتاب  
للوت۔
- (۴) سیرت عماد ابن حبان بن احمد تمیمی باب خلافت، عمال حضرت عمر جلد: ۱،  
صفحہ: ۴۷۶۔

## حضرت عمرؓ پر جنات کا ماتم

ریاض النضرہ

وعن المطلب بن زیاد قال: رثت الجن عمر  
فكان فيما قالوا: ستبكيك نساء الجن ...  
تبكين منتحبات وتخمشن وجوهاً ...  
كالدنابر النقيات ويلبس ثياب السود ...  
بعد القصصيات جلد (۱) صفحہ (۱۹۸) ذکر  
رثاء الجن لحر

”مطلب بن زیاد کہتے ہیں کہ جب حضرت عمرؓ فوت ہوئے تو  
جنوں نے ان کا مرثیہ کہا۔ اے عمر! جنات کی عورتیں آپ پر بلند  
آواز سے رورہی ہیں۔ جس طرح سفید دیناروں کی طرح اپنے  
چہرے کو پیٹ رہی ہیں۔ انہوں نے اس مصیبت پر سیاہ لباس  
پہن لیے ہیں۔“



## حضرت خالد بن ولید پر سات دن تک ماتم

حضرت خالد بن ولید اور ان کے باپ کی جب وفات ہوئی تو ان کے خاندان کے لوگوں نے ان کی جدائی پر ماتم کیا اور جناب عمرؓ نے نہیں روکا، بلکہ اس پر حوصلہ افزائی کی۔ اس حد تک رونا اور ماتم داری کرنا جائز ہے جس کی شریعت نے اجازت دے رکھی ہے۔ عبد اللہ بن عکرمہ فرماتے ہیں کہ لوگوں پر تجھے کہ نوہ خوانی سے منع کرنے کی نسبت حضرت عمرؓ کی طرف دیتے ہیں۔ حالانکہ جب خالد بن ولید کی وفات ہوئی تب بنی مغیرہ کی عورتوں نے مکہ اور مدینہ میں سات (۷) روز تک ماتم کیا اور انہوں نے اپنے گریبان چاک ہے اور چہرے پیٹے، نذر اور نیاز بھی تقسیم ہوئی۔ اس نوہ خوانی اور ماتم کرنے پر حضرت عمرؓ نے منع نہیں کیا۔ حضرت عمرؓ معاشرے کی اصلاح و احوال کے بعض کام جس کو وہ غیر ضروری سمجھتے تھے روکنے کا حکم کرتے تھے لیکن جہاں وہ درست قرار دیتے تھے اس کو بحال رکھتے تھے۔ اس جگہ اعتدال کا راستہ اختیار کرتے تھے۔

### قانون

- حضرت عمرؓ شریعت کے معاملہ میں بڑے حساس اور جاہر تھے۔ جب کوئی ایسا کام دیکھتے جو شریعت کے خلاف ہوتا تو اس کو پہلے زبان پھر درے سے نوازتے۔
  - خالد کے ماتم پر حضرت عمرؓ کا خواتین کو نہ روکنا اس سے استدلال یہ کیا کہ حضرت عمرؓ بھی اس کو جائز عمل سمجھتے تھے۔
  - خالد کے موت پر سات روز تک گریہ ہوا، اور خواتین نے چہروں کو بیٹھا اور گریبان چاک کیے۔
- کنز العمال

عن عبد الله بن عكرمة قال : عجباً

لقول الناس إن عمر بن الخطاب نهي عن  
النوح لقد بكى على خالد بن الوليد بمكة  
والمدينة نساء بني المغيرة سبعا يشققن  
الجيوب ويضرين الوجوه وأطعموا الطعام  
تلك الأيام حتى مضت ما ينهان عمر )  
ابن سعد (باب الموت النياها) جلد (۱۵)  
صفحہ (۱۱۳۰)

”عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں کہ لوگوں پر تعجب کہ نوح خوانی سے  
منع کرنے کی نسبت حضرت عمرؓ کی طرف دیتے ہیں، حالانکہ  
جب خالد بن ولید کی وفات ہوئی تب بنی مغیرہ کی عورتوں نے مکہ  
اور مدینہ میں سات (۷) روز تک ماتم کیا اور انہوں نے اپنے  
گر بیان چاک کیے اور چہرے پیئے۔ نذر اور نیاز بھی تقسیم ہوئی  
اس نوح خوانی اور ماتم کرنے پر حضرت عمرؓ نے منع نہیں کیا۔“

#### مدارج النبوت

حضرت عمرؓ حضرت خالدؓ کے جنازے پر آئے جب حضرت عمرؓ وہاں پہنچے تو دیکھا  
کہ ان کے گھر بنی مغیرہ کی عورتیں جمع ہیں اور حضرت خالد بن ولید پر روروی ہیں۔ حضرت  
عمرؓ نے کہا: کوئی مضائقہ نہیں ہے ان پر کہ وہ حضرت خالدؓ پر رورویں

طبقات ابن سعد باب ولید بن ولید جلد: ۱۳۳، صفحہ: ۴

قال: أخبرنا محمد بن عمر قال: حدثني  
يحيى بن المنذر من ولد أبي دجاجة قال:  
قالت أم سلمة بنت أبي أمية: جزعت حين  
مات الوليد بن الوليد جزعا لم أجزعه على  
ميت فقلت لأبكين عليه بكاء تحدث

به نساء الأوس والخزرج، وقلت غريب  
توفي في بلاد غربة، فاستأذنت رسول الله،  
صلى الله عليه وسلم، فأذن لي في البكاء،  
فصنعت طعاما وجمعت النساء، فكان مما  
ظهر من بكائها

”ام سلمہ بنت ابی امیہ روایت کرتی ہیں کہ جب پخالہ بن ولید فوت ہوا، اس پر جو گریہ ہوا اس کے علاوہ کسی دوسرے پر ایسا نہیں کیا گیا۔ میں نے بھی گریہ کرتے وقت وہی کچھ کہا جو اوس اور خزرج کی عورتیں کہتی تھیں۔ اور میں نے کہا: اے غریب! جو تو اجنبی شہر میں فوت ہوا ہے۔ میں نے پاک نبی کریم سے رونے کی اجازت چاہی تو آپ نے مجھے آہ و بکاہ کی اجازت دے رکھی تھی اور جو خواتین اس ماتم داری میں شریک تھیں ان کے کھانے کا بھی اہتمام کیا گیا تھا۔“

استيعاب، كنز العمال، صحيح البخارى، عمدة البخارى شرح  
صحيح البخارى

وروى يحيى بن سعيد القطان عن سفیان  
عن حبيب بن أبي ثابت عن أبي وائل، قال:  
بلغ عمر بن الخطاب أن نسوة من نساء بني  
المغيرة اجتمعن في دار يبيكن على خالد  
بن الوليد، فقال عمر: وما عليهن أن  
يبيكن أبا سليمان ما لم يكن نفع أو  
لقلقة.

وذكر محمد بن سلام قال: لم تبق امرأة من

بنی المغیرہ إلا وضعت لمتھا علی قبر خالد  
بن الولید، یقول: حلقت رأسھا.

”ابی وائل بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب کو یہ خبر دی  
گئی کہ بنو مغیرہ کی خواتین ایک گھر میں جمع ہیں اور خالد بن ولید پر  
گریہ و ماتم کر رہی ہیں۔ جناب عمرؓ نے کہا: ان کو ابا سلمان پر  
گریہ کرنے سے نہ روکیں جب تک سر پر مٹی نہ ڈالیں اور بلند  
آواز سے آہ و بکاہ (غیر فطری عمل نہ کریں) چونکہ یہ مضر نہیں  
ہے (جاہلیت والاعمل نہ کریں)۔ جناب محمد بن سلام کہتے کہ بنی  
مغیرہ کے تمام خواتین خالد بن ولید کی قبر پر سر کے بال تراشے  
اور (ماتم کیا)۔“

مجمع الزوائد

وعن أم سلمة أنها قالت: يا رسول الله إن  
نساء بني مخزوم قد أقمن مآتمهن على  
الوليد بن الوليد بن المغيرة فأذن لها فقالت  
وهي تبكيه: أبكي الوليد بن [الوليد بن]  
المغيرة . . . أبكي الوليد بن الوليد أخت  
العشيرة.

”حضرت ام سلمہ ام المومنین فرماتی ہیں: میں نے کہا: یا رسول  
اللہ! مئی مخزوم کی خواتین ولید بن ولید بن المغیرہ پر ماتم کے  
لیے سوگاری پر جمع ہیں۔ پس اجازت دی اور وہ کہتی ہیں کہ  
خواتین ولید ابن ولید پر گریہ کیا تو میں نے ولید بن ولید پر ان کی  
برادری کے ساتھ گریہ کیا۔“

عمدة القاری شرح صحیح البخاری  
 عن محمد بن سلام قال لم تبق امرأة من  
 نساء بني المغيرة إلا وضعت لمتها على قبر  
 خالد أي حلقن رأسها وشققن الجيوب  
 ولطنن الخدود وأطعنن الطعام ما نهاهن  
 عمر.

”محمد بن سلام سے روایت ہے کہ بنی المغیرہ کی تمام خواتین  
 نے جب خالد کو قبر میں رکھا تو انہوں نے سر کے بال کاٹے،  
 کپڑے پھاڑے اور رخسار پیٹے اور ان کو کھانا کھلایا لیکن  
 حضرت عمرؓ نے ان کو نہیں روکا۔“

### حوالہ جات

- (۱) کنز العمال باب اللوت النياحة جلد: ۱۵، صفحہ: ۱۱۳۰۔
- (۲) مدارج النبوت جلد: ۲، صفحہ: ۹۴۰۔ باب (حضرت خالد بن ولید۔
- (۳) طبقات ابن سعد جلد: ۴، صفحہ: ۱۳۳۔
- (۴) استيعاب في معرفة الاصحاب ابن عبد البر باب وليدين وليد جلد: ۱ صفحہ: ۱۲۸۔
- (۵) مجمع الزوائد صفحہ: ۱۰۳، جلد: ۳، باب اللیت فیما یقال فی اللیت بما فیہ۔
- (۶) عمدة القاری شرح صحیح البخاری باب الجنائزہ ما یکرہ من النیة للیت  
 جلد: ۱۲، صفحہ: ۳۰۹۔
- (۷) سنن البیہقی کتاب الجنائزہ صفحہ: ۴۱۹، جلد: ۲، عمدة القاری جلد: ۱۲،  
 صفحہ: ۳۰۷۔

## امام احمد بن حنبل پر ماتم

امام احمد بن حنبل کا اہل سنت کے ہاں بلند مقام اور مرتبہ ہے۔ وہ محدث کے علاوہ فقہ کے امام بھی تھے اور ان کا شمار چار مذاہب کے ائمہ میں سے ہے۔ ان کی خدمات اسلام کے لیے نمایاں ہیں، یہاں تک کہ انہوں نے بے بہا احادیث کا خزانہ بھی جمع کیا تھا، آج ان کے مقلدین کی عرب و عجم میں کثیر تعداد پائی جاتی ہے۔ ان کو یہ سعادت بھی حاصل تھی کہ ہر مکتب فکر کے لوگ اور علماء ان سے استفادہ کرتے تھے اور ان کی علمی شخصیت سے متاثر تھے لہذا ان کی علمی خدمات سے امت مسلمہ کو بہت فائدہ ہوا تھا۔

یہ حسن اتفاق کے علاوہ حسن اخلاق بھی ہے کہ ان سے جو لوگ علمی استفادہ کرتے تھے ان کے جنازہ میں شریک ہوئے تھے اور اپنے اپنے طریقہ کار کے مطابق انہوں نے عمل کیا۔ جنازہ پڑھا یہاں تک کہ مسلمان علماء کے ساتھ اہل یہود، نصاریٰ، اور مجوسی بھی جنازہ میں موجود تھے۔ امام احمد بن حنبل کے غم اور جدائی میں ماتم اور نوحہ کا اہتمام کیا تھا، تاکہ ایک عظیم عالم کی وفات پر ان کی تعزیت اور غم میں شرکت ہو سکے۔

### تاریخ بغداد

وسمعت الوركاني يقول يوم مات احمد بن  
حنبل وقع الماتم والنوح في أربعة أصناف  
من الناس المسلمين واليهود والنصارى  
والمجوس جلد (۴) صفحہ (۴۲۲) باب احمد بن محمد بن حنبل  
”جب امام احمد بن حنبل فوت ہوئے تو چار مکاتب فکر اہل  
اسلام، یہود، نصاریٰ اور مجوسی نے ان پر ماتم اور نوحہ کیا تھا۔“

حُتمت بنت جحش کا شوہر کی شہادت پر چینیوں مار کر روٹا  
حضرت حتمہ ہاشمی خاتون تھیں۔ غزوہ احد میں پاک نبی کریم کے خاندان کو بھی

بہت مصائب اٹھانے پڑے ان میں حزنہ بنت جحش بھی تھی۔ جس کا ایک بھائی، ماموں اور شوہر شہید ہوئے۔ آپ صبر اور ضبط کا ایک پہاڑ تھیں ہر شہید کی خبر پر کلمہ استرجاء پڑتی جاتی تھیں، لیکن ایک مرحلہ آیا جہاں عقل جواب دے گئی اور شوہر کی شہادت پر صبر اور ضبط کا پیمانہ لبریز ہو گیا اور چیخیں مار کر پاک نبی کریم کی موجودگی میں رونائے شروع کیا۔ آپ (پیغمبر اسلام) نے اس کے اس عمل کو یوں تعبیر کیا کہ عورت کا بھی ایک دل اور صبر ہے۔ اس سے آگے جب اس کے مصائب بڑھ جائیں تو پھر صبر اور ہوش میں ہونا مشکل ہو جاتا ہے شدید صدمہ میں صبر نہیں ہوتا۔

### قانون اور حکم استنباط

- حزنہ ایک صابر اور ضبط کرنے والی خاتون تھی۔
- بھائی اور ماموں کی شہادت پر اللہ تعالیٰ کی رضا پر صبر کیا اور آنسو نہ بہائے۔
- حزنہ نے جس وقت اپنے شوہر مصعب بن عمیر کی خبر شہادت سنی تو پاک نبی کی موجودگی میں ڈھاڑیں اور چیخیں مار کر گریہ کیا۔
- پاک نبی کریم نے اس گریہ کو سماعت کیا اور اس کو بے صبری قرار نہیں دیا۔
- پاک نبی کریم نے گریہ اور آہ و بکاہ کو شوہر کی انتہائی محبت کا مقام دیا
- اگر یہ گریہ چیخ و پکار شریعت میں ممنون ہوتی تو آپ اس خاتون کو روک لیتے۔
- اگر گریہ جائز نہ ہوتا تو آپ اس کے عمل کے بعد اس کو ایسا کرنے کی آئندہ تہیہ کرتے۔

● آپ نے حزنہ کے اس فعل پر تعریف کی۔

● تقریر نبی شریعت میں حجت ہے، لہذا حزنہ کا فعل شریعت میں جائز تھا۔

سیرت ابن ہشام، تاریخ طبری، تاریخ کامل، تاریخ البدایہ والنہایہ، الروض الانف، السیرة النبویة تألیف الدكتور: علی محمد

محمد الصلابی

قال ابنُ إسحاقَ : ثُمَّ انصَرَفَ رَسُولُ

اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاجِعًا إِلَى الْمَدِينَةِ  
 ، فَلَقِيَتْهُ حَمْنَةُ بِنْتُ جَحْشٍ ، كَمَا ذَكَرَ لِي ،  
 فَلَمَّا لَقِيَتْ النَّاسَ نُبِيَّ إِلَيْهَا أَحْوَهَا عَبْدُ  
 اللَّهِ بْنِ جَحْشٍ ، فَاسْتَرْجَعَتْ وَاسْتَفْقَرَتْ لَهُ  
 ثُمَّ نُبِيَّ لَهَا خَالَهَا حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ  
 فَاسْتَرْجَعَتْ وَاسْتَفْقَرَتْ لَهُ ثُمَّ نُبِيَّ لَهَا  
 زَوْجُهَا مُضْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ ، فَصَاحَتْ  
 وَوَلَوْتُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
 وَسَلَّمَ إِنَّ زَوْجَ الْمَرْأَةِ مِنْهَا لَيْمَكَانَ لِمَا رَأَى  
 مِنْ تَثَبُّتِهَا عِنْدَ أَخِيهَا وَخَالَهَا ، وَصِيَاحِهَا  
 عَلَى زَوْجِهَا.

”ابن اسحق کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ مدینہ کی طرف واپس  
 ہوئے تو آپ سے حمزہ بنت جحش ملی۔ لوگوں نے انہیں ان کے  
 بھائی عبد اللہ کی خبر مرگ سنا لی تو ان اللہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور  
 دعائے مغفرت کی۔ اس کے بعد انہیں ان کے ماموں حمزہ کی  
 خبر سنا لی تو بھی ان اللہ وانا الیہ راجعون پڑھ کر دعائے مغفرت  
 کی۔ پھر ان کے شوہر مصعب بن عمیر کی وفات کی خبر ملی تو رونا چیننا  
 شروع کیا۔ اس پر رسول اللہ نے فرمایا: عورت کے نزدیک  
 شوہر کا دراصل مقام ہوتا ہے کیونکہ حمزہ بھائی اور ماموں کی خبر پر تو  
 ضبط کر گئیں، مگر شوہر کی موت پر چیخ اٹھیں۔“

سنن ابن ماجہ

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ  
 مُحَمَّدٍ الْقُرَوِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ



عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَحْشٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ حَمْنَةَ بِنْتِ جَحْشٍ أَنَّ قَيْلَ لَهَا قُتِلَ أَخُوكَ. فَقَالَتْ رَحِمَهُ اللَّهُ وَإِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ. قَالُوا قُتِلَ زَوْجُكَ. قَالَتْ وَاحْزَنَاهُ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ لِلزَّوْجِ مِنَ الْمَرْأَةِ لَشُعْبَةً مَا هِيَ لِشَيْءٍ

”حمند بنت جحش کو لوگوں نے ان کے بھائی عبد اللہ کی خبر مرگ سنائی تو اتنا اللہ و اتنا الیہ راجعون پڑھا اور دعائے مغفرت کی (اس کے بعد انھیں ان کے ماموں حمزہ کی خبر سنائی گئی تو بھی تو اتنا اللہ و اتنا الیہ راجعون پڑھ کر دعائے مغفرت کی) پھر ان کے شوہر مصعب بن عمیر کی شہادت کی خبر ملی تو روٹا چیخنا شروع کیا۔ اس پر رسول اللہ نے فرمایا: عورت کے نزدیک شوہر کا دراصل مقام ہوتا ہے۔“

### حوالہ جات

- (۱) سیرت ابن ہشام باب (غزوہ احد) جلد: ۳، صفحہ: ۹۸۔
- (۲) تاریخ طبری باب غزوہ احد جلد: ۱، صفحہ: ۴۸۱۔
- (۳) تاریخ الکامل باب غزوہ احد صفحہ: ۲۹۸، جلد: ۱۔
- (۴) تاریخ البدایہ والنہایہ باب غزوہ احد الصلوۃ حمزہ جلد: ۴، صفحہ: ۳۶۔
- (۵) سنن ابن ماجہ کتاب الجنائزہ باب: ۵۳ باب مَا جَاءَ فِي الْبَيْكَاةِ عَلَى النَّبِيِّ - ۶۔
- (۶) سنن البيهقي كتاب الجنائزہ جلد: ۳، صفحہ: ۳۸۶۔
- (۷) الروض الانف غزوہ احد جلد: ۲، صفحہ: ۲۸۵۔
- (۸) السيرة النبوية تأليف الدكتور: علي محمد محمد الصلابي باب غزوہ احد جلد: ۳، صفحہ: ۱۹۳۔

بابِ پانزدہم

سرزمینِ کربلا پر

پیدہ زینب بنت فاطمہ زہراء کا اضطراب اور ماتم

کوفہ کے مسلمانوں نے امام عالی مقام سے استدعا کی تھی کہ ہماری دینی راہنمائی کے لیے کوفہ تشریف لائیں تاکہ ہم دینی معاملات میں آپ سے استفادہ کر سکیں، جب کہ ملک شام میں حکومت بدل چکی۔ امام علیہ السلام کے پاس کثرت سے خطوط اور وفد مل چکے تھے۔ آپ نے لوگوں کی اس استدعا کے مطابق اپنے سفیر حضرت امیر مسلمؓ کو ارسال کر دیا تھا کہ وہ جائزہ لے کر رپورٹ کریں ابتدائی رپورٹ تسلی بخش تھی اور حضرت امیر مسلمؓ نے حالات کی نشاندہی ٹھیک ٹھیک کی تھی، لیکن اس اثنا میں حکومت شام نے اپنے نئے گورنر ابن زیاد کا تقرر کر دیا جو اپنے سخت گیر اور ظالم ہونے میں شہرت رکھتا تھا۔ امام عالی مقام مکہ ترک کر کے کوفہ کی جانب روانہ ہو چکے تھے مگر تازہ خبر اور حالات سے باخبری کے عالم میں دو (۲) محرم کو مقام کربلا پہنچ گئے اور آپ کے قافلے کا استقبال جنرل حرّ نے کیا تھا اور کوفہ کی جانب داخل ہونے سے روک دیا تھا۔ بالآخر امام عالی مقام کو صورت کی آگاہی اور سفیر امیر مسلمؓ کی شہادت سے تمام حالات کا بخوبی علم ہو گیا تھا اور تانا کی وہ پیشین گوئی یاد آگئی اور وقت شہادت اور مقام شہادت کی سر زمین یہی ہے جہاں ریت خون حسینؑ سے رنگین ہوگی۔

تمثیل اور جوازیت ماتم

حضرت سارہ زوجہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب فرشتوں کا کلام اور یہ خوش خبری سنی کہ وہ بچہ جننے والی ہے وہ از روئے تعجب و حیرت سے کہنے لگی: یہ کیسے ممکن ہے؟ کہ ایک بوڑھی عورت جب کہ یانسہ ہو چکی ہے تو پھر ایک بچہ جنے گی، چونکہ یہ ایک امر توقع میں نہیں تھا لہذا مقام حیرت سے کہنے لگی: جسے حافظ ابن کثیر نے بیان کیا ہے۔

تفسیر ابن کثیر

وقوله: [فَأَقْبَلَتِ امْرَأَتُهُ فِي صَرَوةٍ] أي: في

صرخة عظيمة ورنه، قاله ابن عباس،  
 ومجاهد، وعكرمة، وأبو صالح، والضحاك،  
 وزيد بن أسلم والعمري والسدي وهي  
 قولها: [ يَا وَيْلَتَا ] [ فَصَكَّتْ وَجْهَهَا ] أي:  
 ضربت بيدها على جبينها، قاله مجاهد وابن  
 سابط. وقال ابن عباس: لطمت، أي تعجبا  
 كما تتعجب النساء من الأمر الغريب،  
 [ وَقَالَتْ عَجُوزٌ عَقِيمٌ ] أي: كيف ألد وأنا  
 عجوز [عقيم]، وقد كنت في حال الصبا  
 عقيما لا أحبل؟

”[فَأَقْبَلَتِ امْرَأَتُهُ فِي صَرَخَةٍ] صرّة کا مطلب ایک  
 بڑی چیخ وپکار کرنا۔ [فَصَكَّتْ وَجْهَهَا] اور اپنے منہ پر دو  
 ہاتھ مار کر ایسی عجیب و غریب خبر کون کر حیرت کے ساتھ کہنے  
 لگیں کہ جوانی میں تو میں ہاتھ رہی۔ اب میاں بیوی دونوں  
 پورے بوڑھے ہو گئے تو مجھے حمل ٹھہرے گا؟ اس صاحب مفسر  
 نے لفظ صرّة کا معنی بڑی چیخ وپکار لیا ہے اور لفظ فصکت کا  
 ضربت اور ابن عباس کے مطابق لطمت منہ پر تھپڑ کے  
 لیے ہیں۔“

سیدہ زینب سلام اللہ علیہا اور خاندان کی دوسری خواتین کو اس حد تک امت محمدی  
 سے توقع نہیں تھی کہ وہ کرب و بلا کے مقام پر آ کر پاک نبی اکرم کی اولاد پر یہ عظیم ظلم  
 ڈھائیں گے، لہذا ہر لمحہ اور ہر مقام ان کے لیے مقام حیرت اور کرب تھا۔ اس پر وہ سنت  
 حضرت سارہ کی طرح اپنے جذبات پر قابو نہ رکھتے ہوئے اپنے منہ اور جسم کو پیشیں یہ ویسے  
 ہی ہے کہ جب انسان جب اپنے ہوش واہواں کھو بیٹھے تو پھر ایسا ممکن ہے جو سیدہ زینب

علیہا السلام سے بھی سرزمین کربلا میں ہوئے تھے۔ چونکہ وہ اس اجنبی سرزمین پر امت کی مہمان تھے۔ امت مسلمہ ان کی میزبان تھی۔

### مماثلت

- حضرت سارہ نبی ابراہیم کی زوجہ اور ایک نبی اسماعیل کی ماں ہے۔ حضرت زینبؓ پاک نبی کی بیٹی (نواسی) ہیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ، حضرت فاطمہ زہراء سلام علیہا کی بیٹی اور امام حسن اور امام حسین سلام علیہما السلام کی بہن ہے۔
- حضرت سارہ دین ابراہیم کی مفسرہ ہیں اور حضرت زینبؓ دین پیغمبر اسلام کی مفسرہ ہیں۔
- حضرت بی بی سارہ عالمہ، حافظہ اور معصوم نبیوں کی زوجہ اور ماں ہیں اور حضرت بی بی زینبؓ عالمہ، حافظہ اور معصوم نبی کریم، فاطمہ زہراء، علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی بیٹی ہیں۔
- بیٹے کی پیدائش خوش خبری تھی لیکن عمر پیرانی کی بنا پر حیرت تھی لہذا حضرت بی بی سارہ نے خود کو پیٹ لیا سیدہ زینبؓ تو لمحہ بہ لمحہ موت کو قریب سے ملاحظہ کر رہی تھی جب بھائی اور اولاد کے ساتھ جانثاروں کی شہادت تھیں ہو گئی تو خود کو قابو میں نہ رکھ سکی تو منہ اور جسم کو پیٹ لیا۔

### تمثیل

سیدہ زینبؓ اور اہل بیت اطہار کی دیگر خواتین عاشور سے قبل اور انواج کی مذہبیٹھ سے یہ جان چکی تھیں جنگ تھیں ہے۔ دشمن اسلام حتی جنگ کے لیے فیصلہ کر چکا ہے۔ ہر طرف خوف ہی خوف ہے۔ آئندہ کے لیے نسلیں ختم ہونے والی ہیں اور فاطمہ زہراء کی بہو دینییاں قیدی بن جانے والی ہیں تو اس خوف سے خود پر قابو میں نہ رکھ کر منہ اور جسم کو پیٹ لیا تھا۔ ان کے مقابل پاک نبی کریم کی ازدواج کی صورت مختلف تھی لیکن پاک نبی کی رحلت ان کی برداشت سے باہر تھی لہذا خود کو قابو میں نہ رکھتے ہوئے چہرے اور سینہ کو

پیٹ لیا گیا تھا

## قانون

● انسان جب ہوش و ہواس کھو جائے تو قانون قدرت کے قلم کی سے تبدیلی آ جاتی ہے۔

● قانون اختیاری صورت میں حرکت میں آتا ہے۔ اضطراری صورت میں اختیار سلب ہو جاتا ہے۔

● خوف اور جبر قانون کی زبان سے محفوظ ہے۔ اس پر کوئی فیصلہ مرتب نہیں ہوتا۔  
● حضرت بی بی سارہ اور پاک نبی کریم کی ازدواج دین کی مفسرہ اور امت کے لیے نمونہ ہیں۔ ان سے بے دین عمل ہونا ممکن نہیں، لہذا خود کو بے قابو ہو کر پیٹ لینا مقام اضطرار بھی تھا اور عمل جائز بھی تھا اور صحابہ کرام بھی پاک نبی کی رحلت کو برداشت نہ کر سکے۔ وہ بھی اس موقع پر ہوش و حواس کھو بیٹھے تھے۔ اس طرح کربلا میں سیدہ فاطمہ زہراء کی بہو و بیٹیاں بھی دین سے باخبر تھیں لیکن مقام خوف اور اضطرار تھا جہاں عمل ناپسندیدہ بھی رخصت اور مباح کے تابع ہو جاتا ہے۔

## مقن روایات

تاریخ طبری، تاریخ کامل، تاریخ البدایہ والنہایہ  
قال: ثم إن عمر بن سعد نادى: يا خيل  
الله اركبي وأبشري. فركب في الناس، ثم  
زحف نحوهم بعد صلاة العصر، وحسين  
جالس أمام بيته محتبياً بسيفه، إذ خفق  
برأسه على ركبتيه وسمعت أخته زينب  
الصبيحة فندت من أخيها، فقالت: يا أخي،  
أما تسمع الأصوات قد اقتربت! قال: فرفع

الحسین رأسه فقال: إني رأيت رسول الله  
صلى الله عليه وسلم في المنام فقال لي: إنك  
تروح إلينا؛ فلطمت أخته وجهها

”ابن سعد نے آواز بلند کی اور کہا: افواج خدا سوار ہو جاؤ اور  
خوش ہو جاؤ نماز عصر کے بعد اپنے لوگوں کو لے کر سوار ہو اور ان  
لوگوں پر چڑھائی کر دی۔ اس وقت امام حسین علیہ السلام اپنے  
خیمے کے سامنے اس طرح بیٹھے ہوئے تھے کہ دونوں گھنٹے بلند  
تھے اور تلوار پر ٹیک لگائے ہوئے تھے۔ آپ نے گھنٹوں پر سر  
رکھ دیا۔ امام عالی مقام کی بہن (زینبؓ) نے جب گھوڑوں کے  
ناپوں کے شور کی آواز سنی تو بھائی کے پاس آئیں اور عرض  
کیا: بھائی کچھ آپ نے قریب سے آوازیں سنی امام نے زانو  
سے سر اٹھایا اور کہا: میں نے جناب (انا رسول اللہ) کو خواب  
میں دیکھا ہے کہ مجھے فرماتے ہیں: تم ہمارے پاس جلد آ جاؤ  
گے۔ بہن نے جب یہ سنا تو منہ پیٹ لیا۔“

### حوالہ جات

- (۱) تاریخ طبری سن اکسٹھ ۶۱ ہجری واقعہ کربلا صفحہ: ۲۶۷، جلد: ۵۔
- (۲) تاریخ الکامل۔ سن اکسٹھ ۶۱ ہجری واقعہ کربلا صفحہ: ۱۳۸، جلد: ۳۔
- (۳) تاریخ البدایہ والنہایہ سن اکسٹھ ۶۱ ہجری واقعہ کربلا جلد: ۸، ص ۱۷۶۔

## سیدہ زینب سلام اللہ علیہا کا ماتم

کربلا کی دھرتی پر ماہ محرم کے آغاز سے روز بروز افواج کی تعداد میں اضافہ ہوتا گیا۔ ایک وقت آیا کہ افواج اور ان کے گھوڑے حسینی خیموں تک پہنچ گئے اور گھوڑوں کے ٹاپوں کی آوازیں پردہ نشین خواتین تک آ پہنچیں منظر ایسا تھا کہ ہر جانب مٹی اور ریت کے غبار نے گھیر لیا تو پھر پردہ نشین خواتین کا غم اور اضطراب بڑھ گیا اور چیخ و پکار کی آوازیں آسمان کی جانب بڑھنے لگیں۔

### کتب متن

تاریخ طبری، تاریخ کامل، تاریخ البدایہ والنہایہ، تاریخ یعقوبی  
 قالت: بأبي أنت وأمي يا أبا عبد الله!  
 استقتلت نفسي فداك؛ فرد غصته،  
 وترقرقت عيناه، وقال: لو ترك القطا ليلاً  
 لنام؛ قالت: يا وبلتي، أفتغضب نفسك  
 اغتصاباً، فذلك أقرح لقلبي، وأشد على  
 نفسي! ولطمت وجهها، وأهوت إلى جيبها  
 وشقتها، وخرت مغشياً عليها، فقام إليها  
 الحسين فصب على وجهها الماء بقدرته

”بہن زینب نے کہا: (بھائی! امام عالی مقام امام حسین) یا  
 عبد اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، تم نے قتل ہونا گوارا  
 کر لیا۔ یہ سن کر آپ نے طہیتا کو سنبھالا اور آنکھوں میں آنسو پھر  
 لائے اور کہا: موت نے چین سے نہ بیٹھنے دیا کہا: ہائے بھائی! کیا



آپ کو مجبور کر کے قتل کریں گے؟ اس سے تو میرا دل گلڑے ہوا جاتا ہے۔ اور میرے دل میں سخت قلق گذر رہا ہے۔ یہ کہہ کر منہ کو پیٹا۔ گریبان کو چاک کیا اور غش کھا کر گر پڑیں۔ اور آپ کھڑے ہو کر ان کے پاس جا کر ان کے چہرے پر پانی چھڑکا۔“

تاریخ یعقوبی

فہمت ما قال: وعرفت ما أراد، وخنقتني  
عبرتي، ورددت دمعي، وعرفت أن البلاء  
قد نزل بنا، فأما عمي زينب، فإنها لما  
سمعت ما سمعت، والنساء من شأنهن  
الرقعة والجزع، لم تملك إن وثبت تجر ثوبها  
حاسرة، وهي تقول: ووا ثكلا! ليت  
الموت أعدمني الحياة اليوم! ماتت فاطمة  
وعلي والحسن بن علي أخي، فنظر إليها فردد  
غصته، ثم قال: يا أختي اتقي الله، فإن  
الموت نازل لا محالة! فلطمت وجهها،  
وشقت جيبها، وخرت مغشياً عليها،  
وصاحت: واويلاه! وواثكلا! فتقدم  
إليها، فصب علي وجهها الماء،

خلاصہ کلام وترجمہ تاریخ طبری ایضاً۔

کتب حوالہ جات اہل سنت

- (۱) تاریخ طبری سن ۶۱ ہجری واقعہ کربلا صفحہ: ۲۷۰، جلد: ۵۔
- (۲) تاریخ الکامل۔ سن ۶۱ ہجری واقعہ کربلا صفحہ: ۱۲۹، جلد: ۳۔
- (۳) تاریخ البدایہ والنہایہ سن ۶۱ ہجری واقعہ کربلا جلد (۸) صفحہ: ۱۷۷۔
- (۴) تاریخ یعقوبی جلد: ۲، واقعات کربلا۔ صفحہ: ۲۴۴ باب مقتل الحسين بن علی۔

## پیغمبرؐ کی بیٹیوں کا لاشہ حسینؑ پر ماتم

کر بلا کی زمین جب امام حسین علیہ السلام اور ان کی اولاد اور صحابہ کرام کے خون سے رنگین ہو گئی تو افواج یزید نے دودن ابن زیاد کے جواب کے انتظار میں قیام کیا۔ جب کاروائی مکمل ہوئی تو پیغمبرؐ کی اولاد، بہو، بیٹیاں سمیت قیدی بنا لیے گئے۔ عمر بن سعد نے روانگی کے وقت ان قیدیوں کو قتل گاہ سے گزارا، تاکہ ان کو معلوم ہو جائے کہ یزید کی افواج نے کیا کیا کارنامے کیے ہیں۔ جب یہ قافلہ قتل گاہ سے گزر رہا تھا ان کی نظریں عریان لاشوں پر پڑیں۔ تو صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا تو پھر منہ اور سر پیٹ لیے اور کہا اے نانا جان! یہ آپ کی امت کی کارنامے ہیں۔ آپ کا چٹا گرم ریت پر حالت عریانی میں پڑا ہے اور جسم سلامت نہیں ہے اور آپ کے بیٹے اور بیٹیاں امت کے ہاتھوں قیدی ہیں۔ یہ ہمارا حال ہے۔ اے نانا جان! ہم قیدی آپ کو کر بلا کے حال کی خبر دیتے جا رہے ہیں، اور منزل نامعلوم ہے۔

تاریخ الکامل، تاریخ طبری، تاریخ البدایہ والنہایہ  
 ، فأقام عمر بعد قتله يومين ثم ارتحل إلى  
 الكوفة وحمل معه بنات الحسين وأخواته  
 ومن كان معه من الصبيان، وعلي بن  
 الحسين مريض، فاجتازوا بهم على الحسين  
 وأصحابه صرعى، فصاح النساء ولطن  
 خدودهن، وصاحت زينب أخته: يا محمداه  
 صلي عليك ملائكة السماء! هذا الحسين  
 بالعراء، مرمل بالدماء، مقطع الأعضاء،

وبناتك سبايا، وذريتك مقتلة تسفي عليها  
 الصبا! فأبكت كل عدو وصديق  
 ”امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے بعد عمر بن سعد نے دودن  
 کر بلا میں قیام کیا اور پھر کوفہ کی جانب کوچ کیا۔ اس کے ساتھ  
 امام پاک کی بنات اور بہنوں کے علاوہ بچے ساتھ تھے۔ آپؑ  
 کے صاحبزادے علی بن حسین بیمار تھے۔ جب انہوں نے امام  
 حسینؑ اور ان کے صحابہ کے لاشوں سے گزر کیا تو خواتین نے  
 چیخیں ماریں اور انہوں نے اپنے رخسار پیٹے۔ تو جناب زینبؑ  
 آپؑ کی بہن نے چیختے ہوئے کہا: واہ محمد اہ ملائکہ نے آپؑ پر  
 صلوات پڑھی، جب کہ یہ حسینؑ ہے اب ان کی لاش عریان پڑی  
 ہے۔ ان کے خون سے ریت رنگین ہے، اعضاء منقطع ہیں، اسے  
 پیغمبرؐ آپؑ کی بیٹیاں قیدی ہیں۔ اور اولاد قتل ہو چکی ہے۔  
 بربریت کی انتہاء ہو گئی ہے۔ اس فریاد پر دوست اور دشمن سب  
 نے گریہ کیا۔“

تاریخ طبری

قال أبو مخنف: فحدثني أبو زهير العباسي،  
 عن قرّة بن قيس التميمي، قال: نظرت إلى  
 تلك النسوة لما مررن بحسين وأهله وولده  
 صحن ولطمن وجوههن. قال: فاعترضتهن  
 على فرس، فما رأيت منظرأ من نسوة قط  
 كان أحسن من منظر رأيت منهن ذلك  
 اليوم، والله لهن أحسن من مها يبرين. قال:  
 فما نسيت من الأشياء لا أنس قول زينب

ابنة فاطمة حين مرت بأخيها الحسين  
 صريعاً وهي تقول: يا محمداه، يا محمداه!  
 صلي عليك ملائكة السماء، هذا الحسين  
 بالعراء، مرمل بالدماء، مقطع الأعضاء، يا  
 محمداه! وبناتك سبايا، وذريتك مقتلة،  
 تسفي عليها الصبا. قال: فأبكت والله كل  
 عدو وصديق؛

نوٹ: ترجمہ اور خلاصہ تاریخ کامل میں تحریر ہوا ہے۔

### حوالہ جات کتب اہل سنت

- (۱) تاریخ طبری واقعات اکسٹھ ۶۱ ہجری صفحہ: ۲۸۷، جلد: ۵۔
- (۲) تاریخ الکامل ابن اثیر واقعات اکسٹھ ۶۱ ہجری صفحہ: ۴۲، جلد: ۴۔
- (۳) تاریخ البدایہ والنہایہ حافظ ابن کثیر صفحہ: ۹۳، جلد: ۸-۱۹۶۱۔

قال ولما بلغ اهل المدينة مقتل الحسين  
بكي عليه نساء بني هاشم  
”جب مدینہ میں امام عالی مقام کی قتل کی خبر پہنچی تو مستورات بنی  
ہاشم نے اس پر گریہ کیا۔“

بنو امیہ کی خواتین کا دمشق میں امام عالی مقام کا نوحہ خوانی اور ماتم کرنا  
شام کی عوام کے سامنے یہ مسئلہ رکھا گیا تھا کہ عرب میں چند قبائل ایسے ہیں کہ جو  
دمشق کی حکومت کو تسلیم کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں، لہذا وہ حکومتی عمل داری کو قبول نہیں کر  
رہے تو اب ضروری ہو گیا ہے کہ ان کو باغی قرار دے کر ان کے خلاف سخت ایکشن لیا  
جائے اور عرب میں جو بھی دمشق کے حکومت کے خلاف میلی آنکھ اٹھا کر دیکھتا تھا ان کو  
نشانِ عبرت بنا دیا جاتا تھا

شام کی حکومت کو کوفہ کے لوگوں کے خلاف شکایت اور ناراضگی  
کوفہ کے لوگوں سے حکومت کو یہ شکایت تھی کہ وہ دمشق کی حکومت کو تسلیم کرنے کے  
لیے تیار نہیں تھے۔ اس کی وجہ بھی عیاں تھی۔ معاہدہ امیر شام اور امام حسن علیہ السلام میں  
ایک نقطہ یہ بھی تھا کہ امیر شام کی وفات کے بعد عوام جسے چاہیں گے اپنا امیر حکومت بنا  
لیں گے۔ اس کا علم شام کے لوگوں کو تھا اور اس کے خلاف عرب کی سر زمین پر رد عمل کے  
بارے میں بھی شام کے سیاست دانوں کو علم تھا۔ الغرض بغاوت عام ہو گئی تو مدینہ میں امام  
حسین علیہ السلام انکار کرنے والوں سے حکومت میں پیش پیش تھے ایک وقت آیا کہ کربلا  
کی زمین خون سے رنگین ہو گئی تھی۔ عبید اللہ بن زیاد کی سربراہی میں پیغمبر اسلام کی بہو،  
بیٹیاں اور بچوں کا قیدی بنا کر قافلہ حسینی کو حضرت امام زین العابدین کی قیادت میں دمشق  
کی جانب روانہ کیا گیا تھا۔

شام میں جشن  
شام میں ایک جشن کا سماں تھا اور ہر ایک کو کھلے عام اجازت دے رکھی تھی کہ

حکومت کی شان اور کارکردگی اپنی آنکھوں سے دیکھے کہ جو بھی حکومت دمشق سے ٹکرے گا ان کا انجام کیا ہوتا ہے۔ حکومت کے خلاف ہر قسم کی بغاوت کو کچل ڈالا ہے لہذا قیدیوں کو دارالحکومت میں سرے باز رکھا جائے۔

شام میں معصوم خواتین کو دھوکا

عرب کی خواتین کو اقتدار حکومت سے دور اور حساس معاملات سے بے خبر رکھا جاتا تھا کہ کون کیا ہے اور کیا کرتا ہے؟ اس لحاظ سے شام کی خواتین کو کیا معلوم کہ باغی لوگ کون ہیں؟ جن کا آج دارالحکومت میں پتھروں اور نفرتوں سے استقبال کیا جائے گا۔ جب پوشیدہ راز خطبات ابن حسین اور سیدہ زینب، سیدہ ام کلثوم علیہم السلام سے کھل گئے۔ امام عالی مقام کے بیٹے اور بہنوں نے ہزاروں افراد کو دارالحکومت میں نمائش کراتے وقت جب یہ تعارف کرایا کہ ہم اولادِ مصطفیٰ علی اور فاطمہ علیہم السلام سے ہیں۔ تو پھر کیا تھا بادشاہ شام سے اپنے اور پرانے سب حیران اور پریشان ہو گئے۔ بجائے امیر شام سے اس واقعہ کی بنا پر محبت اور شاباش دینے کے نفرت اور ناراضگی کرنے لگے۔

شام کی خواتین کو پاک نبی کریم ﷺ کے گھرانے سے جو محبت تھی اس کا اظہار اور افسوس کرنے لگیں۔

شام کی خواتین پر جب یہ راز کھل گیا کہ یہ قیدی باغی نہیں بلکہ پاک نبی کریم کی اولاد ہیں تو پھر کیا تھا ان کی ملاقات اور محبت کا تانتا باندھ گیا، افسوس اور غم امام عالی مقام کا سیدہ زینب، سیدہ ام کلثوم سے کرنے لگیں اور ایک سال بندہ گیا کہ شہر شام میں اموی خاندان کی خواتین سمیت ہر جانب آہ و بکاہ کے ساتھ نوحہ پڑھتی ہوئیں پیغمبر کی بیٹیوں کے ساتھ ماتم داری میں شامل ہو گئیں۔

متن کتب

تاریخ البدایہ والنہایہ (۸۱) ۱۹۵

ثم امر یزید النعمان بن بشیر أن یبعث

معهم إلى المدينة رجلا أمينا معه رجال  
 وخيل ويكون علي بن الحسين معهن ثم  
 أنزل النساء عند حريمه في دار الخلافة  
 فاستقبلهن نساء آل معاوية يبكين وينحن  
 على الحسين ثم أقمن المناحة ثلاثة أيام  
 ”یزید نے نعمان بن بشیر کو حکم دیا کہ تمہاری قیادت میں ان  
 سب کو مدینہ منورہ لے جایا جائے۔ ان کے ساتھ ایک امین شخص  
 اور سواریاں بھی ساتھ ارسال کی جائیں۔ البتہ ان کے بچے  
 ، خواتین اور علی بن الحسینؑ بھی ان کے ساتھ ہوں۔ اس کے بعد  
 ان کو دار الحکومت میں محفوظ جگہ میں رکھا جائے۔“

بنی اموی کی عورتیں ان کے پاس آئیں اور انہوں نے ان خواتین سے مل کر امام  
 حسینؑ پر گریہ اور نوحہ خوانی کی اور تین دن تک ماتم داری کرتی رہیں۔ اور پھر یہ قافلہ مدینہ  
 کے لیے روانہ ہو گیا۔

تاریخ طبری

ثم أخرجن فأدخلن دار يزيد بن معاوية،  
 فلم تبق امرأة من آل يزيد إلا أتتهن،  
 وأقمن الماتم،

”جب سب لوگ نکلے اور یزید بن معاویہ کے گھر میں گئے تو  
 آل یزید میں سے کوئی عورت ایسی نہ ہوگی جو حسینؑ کے لیے روتی  
 ہوئی اور نوحہ و زاری کرتی ہوئی ان کے پاس نہ آئی۔ غرض سب  
 نے صف ماتم وہاں بچائی۔“

تاریخ کامل

ثم أخرجن وأدخلن دار يزيد، فلم تبق

امراة من آل یزید إلا أقتهن وأقمن الماتم  
 ”جب سب لوگ نکلے اور یزید بن معاویہ کے گھر میں گئے تو  
 آل یزید میں سے کوئی عورت ایسی نہ ہوگی جو حسین کے لیے روتی  
 ہوئی اور نوحہ و زاری کرتی ہوئی ان کے پاس نہ آئی ہو، الغرض  
 سب نے صف ماتم وہاں بچھائی۔“

### حوالہ جات

- (۱) تاریخ البدایہ والنہایہ: ۸، ۱۹۵-۵۔
- (۲) طبری جلد: ۵، صفحہ: ۲۹۱- مترجم صفحہ: ۳۰۸۔
- (۳) تاریخ الکامل جلد: ۲، صفحہ: ۱۸۰ واقعات اکستھ ہجری۔



## بنو ہاشم کا امام حسینؑ پر گریہ اور ماتم امویوں کی خوشیاں

پاک نبی اکرمؐ کا خاندان جب مدینہ سے مکہ کی جانب روانہ ہوا تھا تو قافلہ بچوں اور خواتین کے علاوہ مردوں کے ایک جم غفیر پر مشتمل تھا۔ چند ماہ مکہ کے قیام کے بعد امام حسین علیہ السلام کی قیادت میں جو قافلہ مدینہ سے چلا تھا یہ قافلہ خالصتاً ہاشمی خاندان کے افراد پر مشتمل تھا۔ یہ قافلہ مکہ سے حج کا احرام اتار کر کوفہ کی جانب اس نیت سے روانہ ہوا تاکہ امن کی یہ جگہ خون و خرابہ سے بچ جائے اور پاک نبیؐ کے دین کی تبلیغ بہتر طور پر ہو سکے اور جہاں کہیں رخنے پیدا ہو چکا ہے اسے دور کیا جاسکے۔ مکہ سے خالی ہاتھ، کم سوار یوں اور سامان خورد و نوش کی قلت کے ساتھ روانگی ہوئی تھی۔ اس امید کے ساتھ کہ کوفہ میں یہ پریشانیاں ختم ہو جائیں گی۔ لیکن اللہ کے ہاں قضا و قدر میں جو لکھا جا چکا تھا اور جس کی پیشگوئی پاک نبی کریمؐ کر چکے تھے ویسا ہی امر واقعہ ہونا تھا۔ ایک وقت آیا کہ کربلا میں اللہ تعالیٰ کے دین کو جلال کی اور وہ تازہ رزق سے تو انائی لینے لگا، لیکن مصطفیٰ اور مرتضیٰ کا خاندان دشمن کے نیزوں کی خوراک بن گیا۔ اختتام روز عاشور اس قافلہ کا کوئی جوان مرد باقی نہ تھا، جزو ایک بیمار، چند خواتین اور چند بچوں کے ایک ضعیف قافلہ جن کی حالت دیکھنے کے لائق نہ تھی۔ سفر جاری رہا۔ یزید کا دربار، اجنبیوں کا ہجوم مگر نبیؐ کا کلمہ پڑھنے کا دعویٰ کرنے والے ہر طرح سے محفوظ اور قیدیوں کو دیکھ دیکھ کر مسرور ہو رہے تھے۔ انعام و اکرام کے لیے ایک سے ایک بڑھ کر لاف زنی کرتا اور اپنی بہادری پر فخر لگاتے ہوئے انعام اور اکرام کا مستحق ٹھہراتا تھا۔ طرفہ تماشہ کہ منہ سے کلمہ توحید و رسالت بھی جاری تھا اور ناطق قرآن، وارث توحید و رسالت کی توہین پر جشن بھی منایا جا رہا تھا۔ الغرض مردوں کی ایک غالب تعداد پر مشتمل جو قافلہ مدینہ سے روانہ ہوا تھا کچھ عرصہ بعد بے سرو سامانی کی حالت میں خواتین کی اکثریت پر مشتمل مدینہ واپس پہنچا۔ جس کے استقبال کے لیے شہر

مدینہ کو خوب سچ و سچ سے آراستہ کیا گیا تھا۔ ہر طرف دمشق کے نمائندے نے پکار کر وائی تاکہ ہر انسان اس کی کامیابی کو اپنی آنکھوں سے ملاحظہ کرے۔ دوسری جانب بنو ہاشم کے چند افراد جو کسی وجہ سے اس قافلہ میں شامل نہ ہو سکے تھے اور مدینہ میں ہی رہ جانے کی وجہ سے موت کے منہ میں جانے سے بچے رہے یا یوں کہیے کہ کربلا کی زمین کی خوراک نہ بن پائے وہ قافلے کا استقبال ماتم اور نوحہ خوانی سے کر رہے تھے۔ ایک طرف واہ حسینا! واہ محمد! کے نام سے گریہ اور نوحہ کیا جا رہا تھا اور دوسری جانب حکومتی کارندے شہر مدینہ میں فتح کی خوشیاں منا رہے تھے۔

### متن عبارات

تاریخ البدایہ والہایہ حافظ ابن کثیر

ثم كتب ابن زياد إلى عمرو بن سعيد أمير  
الحرمين يبشره بمقتل الحسين فأمر مناديا  
فنادى بذلك فلما سمع نساء بني هاشم  
ارتفعت أصواتهن بالبكاء والنوح فجعل  
عمرو بن سعيد يقول هذا بيكاء نساء  
عثمان بن عفان.

”ابن زیاد نے امام مظلوم کی شہادت کی خبر خادم الحرمین عمر بن سعید کو بھیجی۔ اس نے منادی کو حکم دیا کہ اس خوش خبری کے ساتھ مدینہ میں ندا دے۔ جب یہ خبر مستورات بنی ہاشم نے سنی تو انہوں نے آنجناب پر بلند آواز سے نوحہ و گریہ کیا۔ جب خادم الحرمین اموی گورنر نے خاندان نبوی کی مستورات کا گریہ سنا تو کہنے لگا: یہ گریہ اور رونا ہے اس کے بدل میں اس گریہ اور رونا کا جس روز قتل عثمان ہوئے تھے۔“

تاريخ طبري  
قال هشام: حدثني عوانة بن الحكم،  
قال: لما قتل عبيد الله بن زياد الحسين بن  
علي وجيء برأسه إليه، دعا عبد الملك بن  
أبي الحارث السلمي فقال: انطلق حتى تقدم  
المدينة على عمرو بن سعيد بن العاص  
فبشره بقتل الحسين وكان عمرو بن سعيد  
بن العاص أمير المدينة يومئذ قال: فذهب  
ليعتل له، فزجره وكان عبيد الله لا يصطلي  
بناره فقال: انطلق حتى تأتي المدينة، ولا  
يسبقك الخبر؛ وأعطاه دنانير، وقال: لا  
تعتل، وإن قامت بك راحلتك فاشتر  
راحلة؛ قال عبد الملك: فقدمت المدينة،  
فلقيني رجل من قرينش، فقال: ما الخبر؟  
فقلت: الخبر عند الأمير، فقال: إنا لله وإنا  
إليه راجعون! قتل الحسين بن علي؛  
فدخلت على عمرو بن سعيد فقال: ما  
وراءك؟ فقلت: ما سر الأمير، قتل الحسين  
بن علي؛ فقال: ناد بقتله، فناديت بقتله،  
فلم أسمع والله واعية قط مثل واعية نساء  
بني هاشم في دورهن على الحسين، فقال  
عمرو بن سعيد وضحك:

عجت نساء بنی زیاد عجة ... کعجیح  
 نسوتنا غداة الأرنب  
 والأرنب: وقعة كانت لبني زبيد على بني  
 زياد من بني الحارث بن كعب، من رهط  
 عبد المدان، وهذا البيت لعمر بن معد  
 يكرب، ثم قال عمرو: هذه واعية بواعية  
 عثمان بن عفان، ثم صعد المنبر فأعلم  
 الناس قتله

(مترجم طبری سید حیدر علی طباطبائی)

”ابن زیاد نے جب امام حسین کو قتل کیا اور ان کا سر اس کے پاس آیا تو عبدالملک سلئی کو بلا کر حکم دیا کہ خود مدینہ جا اور عمرو بن سعید کو قتل حسین کی خوش خبری سنا۔ اس زمانے میں عمرو بن سعید امیر مدینہ تھا عبدالملک نے اس حکم کو ٹالنا چاہا مگر ابن زیاد تو تاک پر کبھی نہ بیٹھے دیتا تھا۔ اسے جھڑک دیا اور کہا: ابھی جاؤ اور مدینہ تک خود کو پہنچا اور دیکھ تجھ سے پیشتر یہ خبر وہاں نہ پہنچ پائے اور کچھ دینار بھی اس کو عطا کیے اور تاکید کی سستی نہ کرنا۔ اگر تیرا ناقہ راستے میں رہ جائے تو دوسری سواری خرید لیا۔ عبدالملک جب مدینہ میں پہنچا تو قریش میں سے ایک شخص اس کو ملا۔ پوچھنے لگا: ما الخبر؟ اس نے جواب دیا کہ خبر امیر سے کہنے کی ہے۔ یہ سن کر قریشی نے کہا: قتل الحسین انا للہ وانا الیہ راجعون۔ عبدالملک جب عمرو بن سعید کے پاس آیا دیکھتے ہی اس سے پوچھا وہاں کی کیا خبر لایا ہے؟ اس نے کہا: آپ کو خوش ہونے کی خبر ہے۔ اور کہا: قتل حسین بن علی عبدالملک نے کہا: اس خبر کی منادی کر

دے۔ جب یہ خبر زنان بنی حاشم نے سن لی اور وہ اپنے اپنے گھروں میں نوحہ و ماتم قتل حسینؑ پر ایسا کیا تھا۔ میں نے کبھی نہیں سنا تھا اس پر عمرو بن سعید نے ہنس کر کہا اور یہ شعر پڑھ۔

”یعنی ہماری عورتیں جنگِ اربب میں جس طرح روتی پھینکتی تھیں

آخر اس طرح عبدالمدان والے بنی زار کی عورتیں بھی روئیں اور

پھینکیں۔“

عمرو بن سعید نے یہ شعر پڑھ کر کہا جو عثمان بن عفان کے قتل پر

فریاد و زاری ہوئی تھی یہ نوحہ اور ماتم اسی کے بدلہ میں ہے۔ اس

کے بعد عمرو بن سعید منبر پر گیا اور لوگوں کو قتل حسینؑ کی خبر بیان

کی۔“

### حوالہ جات کتب اہل سنت

- (۱) تاریخ البدایہ والہبایہ سن اکسٹھ ۶۱ ہجری کے واقعات صفحہ: ۱۹۶، جلد: ۸۔
- (۲) تاریخ طبری سن اکسٹھ ۶۱ ہجری کے واقعات مترجم صفحہ: ۳۱۲، صفحہ: ۵، تاریخ کامل جلد: ۲ صفحہ: ۱۸۱۔

## مدینہ میں ام سلمہؓ زوجہ پیغمبر کا ماتم

ام المومنین حضرت ام سلمہؓ پاک نبی کریمؐ کے حرم میں بڑھاپے کی عمر میں آئی تھی، لیکن ایک طویل عمر پائی اور اسٹھ (۶۱) ہجری تک زندہ رہیں۔ آپ (نبی کریمؐ) کو بالوحی علم تھا کہ واقعہ کربلا تک محترمہ زندہ ہوں گی لہذا کربلا کے تبرکات کا آپ کو محافظ بنایا گیا تھا۔ مورخین نے کربلا کی شہادتوں کا مکمل نقشہ پیش کیا ہے۔ جو آپ نبیؐ کو جبریل نے دیکھا یا تھا۔ اس کی ایک نشانی کربلا کی مٹی تھی جو باوقت شہادت یہ مٹی خون بن گئی۔ جب یہ واقعہ ہوا تو آپ اس کو برداشت نہ کر سکی اور بلند آواز کے ساتھ چیخ مار کر گرے گیا۔

### کتب متن

تاریخ یعقوبی، تاریخ احمدی

وكان أول صارخة صرخت في المدينة أم سلمة زوج رسول الله، كان دفع إليها قارورة فيها تربة، وقال لها: إن جبريل أعلمني أن أمي تقتل الحسين وأعطاني هذه التربة، وقال لي: إذا صارت دما عبيطا فاعلمي أن الحسين قد قتل، وكانت عندها، فلما حضر ذلك الوقت جعلت تنظر إلى القارورة في كل ساعة، فلما رأتها قد صارت دما صاحت: وا حسيناها! وابن رسول الله! وتصارخت النساء من كل

ناحیة، حتی ارتفعت المدينة بالرجة التي ما  
سمع بمثلها قط

”تاریخ ابن واضح کے مطابق امام حسین علیہ السلام کے واقعہ شہادت پر مدینہ میں سب سے پہلے حضرت ام سلمہؓ نے نوحہ و بکاء کیا تھا، کیوں کہ رسول مقبولؐ نے ان کو شیشہ پر از خاک کر بلا دے کر فرمایا تھا کہ جس وقت یہ مٹی خون تازہ ہو جائے تو سمجھ لینا کہ حسین شہید ہو گئے ہیں چنانچہ جب یہ مٹی خون ہو گئی تو حضرت ام سلمہؓ نے واحسیناہ کی صدا بلند کی اور ان کے واویلا سن کر مدینہ کی خواتین نے ایسا کہرام برپا کیا تھا جو اس سے قبل کبھی نہیں سنا گیا تھا۔“

تاریخ البدیہ والنہایہ ابن کثیر، تاریخ دمشق  
وقال محمد بن سعد أخبرنا محمد بن عبد  
الله الأنصاري أنبأنا قرّة بن خالد أخبرني  
عامر بن عبد الواحد عن شهر بن حوشب  
قال إنا لعند أم سلمة زوج النبي ص  
فسمعنا صارخة فأقبلت حتى انتهت إلى أم  
سلمة فقالت قتل الحسين فقالت قد  
فعلوها ملأ الله قبورهم أو بيوتهم عليهم  
نارا ووقعت مغشيا عليها وقمنا.

”راوی کہتا ہے کہ ہم ام المومنین جناب ام سلمہؓ کے پاس موجود تھے۔ ہم نے ان سے ایک چیخ سنی۔ جب ان کے پاس گئے تو آپ نے کہا: امام حسینؑ کو قتل کر دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ ان کے قاتلوں کی قبروں اور گھروں کو آگ سے بھر دے اور پھر آپ بے ہوش ہو گئیں اور ہم اٹھ کر چلے گئے۔“

## حوالہ جات

- (۱) تاریخ یعقوبی باب سن ۱۶۱ اکستھ ہجری واقعہ کربلا صفحہ: ۲۳۶، جلد: ۲،  
تاریخ احمدی صفحہ: ۲۹۵ واقعہ کربلا کا تسلسل
- (۲) تاریخ البدایہ والنبایہ واقعات کربلا اکستھ ہجری: ۶۱، جلد: ۸، صفحہ: ۳۰۱۔
- (۳) تاریخ دمشق باب امام حسین صفحہ (جلد: ۱۲)۔
- (۴) تاریخ الخلفاء سیوطی صفحہ: ۸۵ مترجم صفحہ: ۳۰۲۔



# باب شانزدہم

امام الانبیاءؑ عاشورہ کے دن کربلا میں موجود تھے

آپ کا

سزاوریش مبارک مٹی سے اُنی تھی

کر بلا کے واقعات نبی کریمؐ کی زبان اطہر اور عاشورہ کے دن آپؐ کی موجودگی سے ہیں۔ اس واقعہ کی تفصیلات نبی کریمؐ سے صحابہ کرام اور اہل بیت اطہر کی زبان مبارک سے جو بیان ہوئے ہیں ان کا خلاصہ یوں ہے: حضرت امام عالی مقام کی پیدائش کے وقت ایک جانب بنی ہاشم اور جناب ابوطالبؓ کے گھر میں خوشیاں اور جشن تھا۔ اور دوسری جانب نبی کریمؐ کا اضطراب اور غم تھا۔ جناب سیدہ آج خوش تھی کہ والد صاحب مجھے اپنے بیٹے حسینؑ کی پیدائش پر مبارک باد دیں گے، لیکن شومی قسمت نبی کریمؐ فاطمہ سیدہ کے گھر تو آئے مگر غم اور حزن کے ساتھ تشریف لائے، جب بات آگے بڑھی تو آپؐ (نبی کریمؐ) نے فرمایا: بیٹی ایک جانب جبرئیلؑ امین نے خوش خبری سے آگاہ کیا تھا اور دوسری جانب واقعہ کہ بلا کا نقشہ سامنے پیش کر دیا تو پھر کیا ممکن ہو سکتا تھا؟ آپؐ نے جب تمام واقعہ سیدہ اور بنو ہاشم کے سامنے رکھا تو پھر کیا تھا ہر طرف حزن اور پریشانی کا عالم تھا۔

امام عالی مقام کی پیدائش کے وقت جبرئیلؑ کہ بلا سے مٹی لائے تھے۔ آپؐ پیغمبرؐ نے اس مٹی کی محافظ اپنی زوجہ ام سلمہؓ کو بنایا تھا چونکہ یہ خبر اور عمل علم وحی اور امت کے لیے علم غیب سے تھی کہ ازواج میں ام المومنین حضرت ام سلمہؓ لمبی عمر پانے والوں میں سے ہوگی۔ لہذا کہ بلا کی تمام روداد اور نشانیوں کا فریضہ اور ذمے داری اس محترمہ کو سونپی اور فرمایا: جب تک مٹی کی شکل و صورت اصلی ہے تب حسینؑ باقی اور زندہ ہے۔ جب یہ مٹی خون بن جائے تو جان لینا کہ میرا بیٹا حسینؑ عراق میں شہر کوفہ کے اطراف اور دریائے فرات کے کنارے شہید ہو گیا ہے۔

عاشورہ کا دن تھا کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور ام المومنین حضرت ام سلمہؓ کو دن کے وقت حالت نیند میں پاک نبی کریمؐ کی زیارت ہوئی آپؐ کو سخت حال پایا۔ سر اور ریش

مبارک مٹی سے اُٹی ہوئی تھی۔ اور پریشانی اور غم سے شدید بڑا حال تھا۔ جب آپ سے دریافت کیا گیا کہ یا رسول اللہ! یہ کیا حال ہے؟ ارشاد ہوا کہ میں کربلا میں حسین اور ان کی اہل و عیال کے علاوہ اصحابِ حسین کی شہادت کا گواہ ہوں اور تمام مظہر شہادت آنکھوں سے ملاحظہ کیا ہے۔ اور ان کے خون کے قطرات مٹی اور ریت سے صاف کر کے چن چن کر شیشی میں سمو کر تھام رکھا ہے، لہذا وجہ پریشانی عیاں ہے۔ اس واقعہ کے بعد جب مدینہ منورہ میں شہادتِ حسین کی خبر آئی تو وہ وقت اور تاریخ وہی تھی جو خواب میں پاک نبی کریم نے بیان فرمائی تھی۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں۔ میں نے خواب میں ایک دن دوپہر کے وقت رسول اللہؐ کو دیکھا کہ آپؐ کی پراگندہ اور غبار آلودہ صورت تھی (بال کھلے مٹی سے آلودہ تھے اور ریش مبارک پر خاک تھی) آپ کے ہاتھ میں ایک خون کی شیشی ہے۔ میں نے کہا: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں یہ کیا ماجرہ ہے؟ فرمایا: یہ حسین اور ان کے ساتھیوں کا خون ہے۔ میں آج پورا دن وہاں موجود تھا۔ ان قطرات کو اکٹھا کرتا رہا ہوں۔ عمار کہتے ہیں: (ابن عباس) کہتے ہیں: میں نے اس وقت کو یاد رکھا کہ حسین اس دن اور اسی وقت شہید ہوئے۔

جناب ام سلمہؓ پاک نبی اکرمؐ سے روایت بیان کرتی ہیں۔ کہ آپ نے جناب ام سلمہؓ کو امام حسین علیہ السلام کی وہ مٹی دے رکھی تھی جو جبرئیل امین نے کربلا سے لا کر پاک نبیؐ کے حوالے کی تھی اور آپ نے وہ مٹی جناب ام سلمہؓ کو دے کر کہا کہ جب یہ مٹی خون بن جائے تو سمجھ لینا کہ حسین شہید ہو گئے ہیں۔ میں نے یہ مٹی شیشی میں ڈال کر حفاظت میں رکھی۔ جب امام حسینؑ کا قتل کیا گیا تو یہ مٹی خون بن گئی اور پھر میں سمجھ گئی حسین شہید ہو گئے ہیں۔

## حضرت ابن عباس کا خواب پاک نبی کریم کا اضطراب

اور

کربلا کے واقعہ میں عینی گواہ ہونا

متن روایات

البدایہ والنہایہ، مشکوٰۃ شریف، ترمذی، تاریخ الکامل، تاریخ

دمشق، صواعق محرقة، تاریخ الخلفاء سیوطی

وقال الامام أحمد حدثنا عبد الرحمن

وعفان ثنا حماد بن سلمة عن عمار بن أبي

عمار عن ابن عباس قال رأيت رسول الله

ص في المنام نصف النهار أشعث أغبر معه

قارورة فيها دم فقلت بأبي وأمي يا رسول

الله ما هذا قال هذا دم الحسين وأصحابه

لم أزل ألتقطه منذ اليوم قال عمار

فأحصينا ذلك اليوم فوجدناه قد قتل في

ذلك اليوم تفرد به أحمد وإسناده قوى

”ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ میں نے خواب میں ایک دن

دوپہر کے وقت رسول اللہؐ کو دیکھا کہ آپؐ کی پرانگندہ اور غبار

آلودہ صورت تھی۔ (بال کھلے مٹی سے آلودہ تھے اور ریش

مبارک پر خاک تھی) آپ کے ہاتھ میں ایک خون کی شیشی ہے۔  
میں نے کہا: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں؟ یہ کیا ماجرا  
ہے؟ فرمایا: یہ حسینؑ اور ان کے ساتھیوں کا خون ہے۔ میں آج  
پورا دن وہاں موجود تھا۔ ان قطرات کو اکٹھا کرتا رہا ہوں۔ عمار  
کہتے ہیں: (ابن عباس) کہتے ہیں میں نے اس وقت کو یاد رکھا  
کہ حسینؑ اس دن اور اسی وقت شہید ہوئے۔“

البدایہ والنہایہ، مشکوٰۃ شریف، ترمذی، تاریخ دمشق، تاریخ  
الخلفاء سیوطی

وقال ابن الدنيا حدثنا عبد الله بن  
محمد بن هانيء أبو عبد الرحمن النحوي ثنا  
مهدي ابن سليمان ثنا علي بن زيد بن  
جدعان قال استيقظ ابن عباس من نومه  
فاسترجع وقال قتل الحسين والله فقال له  
أصحابه لم يا ابن عباس فقال رأيت رسول  
الله ص ومعه زجاجة من دم فقال أتعلم ما  
صنعت أمتي من بعدى قتلوا الحسين وهذا  
دمه ودم أصحابه أرفعهما إلى الله فكتب  
ذلك اليوم الذي قال فيه وتلك الساعة فما  
لبثوا إلا أربعة وعشرين يوما حتى جاءهم  
الخبر بالمدينة أنه قتل في ذلك اليوم وتلك  
الساعة.

”ابن عباس“ سے روایت ہے کہ میں نے خواب میں ایک دن  
دوپہر کے وقت رسول اللہؐ کو دیکھا کہ آپ کے بال بکھرے اور

ریش مبارک مٹی سے آلودہ تھی اور آپ کے ہاتھ میں ایک خون کی شیشی ہے۔ میں نے کہا کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں یہ کیا ماجرا ہے؟ فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ میری امت نے میرے بعد کیا کیا ہے؟ انہوں نے حسینؑ کو قتل کیا ہے۔ یہ حسینؑ اور ان کے ساتھیوں کا خون ہے میں آج پورا دن اس کو اکٹھا کرتا رہا ہوں۔ ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ میں نے اس وقت کو یاد رکھا کہ حسینؑ اس دن اور وقت شہید ہوئے تھے۔ اور پھر چوبیس دن بعد یہ خبر مدینہ میں آئی کہ آپ شہید ہو گئے ہیں۔“

### حوالہ جات

- (۱) تاریخ البدایہ والنہایہ واقعات اکسٹھ ۶۱ ہجری صفحہ: ۸، جلد: ۲۰۰۔
- (۲) مشکوٰۃ شریف باب جلد: ۳ مترجم مناقب اہلبیت صفحہ: ۲۵۹۔
- (۳) تاریخ الکامل واقعات سن اکسٹھ ہجری: ۶۱، جلد۔
- (۳) صفحہ: ۱۸۳۔
- (۴) تاریخ احمدی صفحہ: ۲۹۶۔
- (۵) تاریخ دمشق باب امام حسین علیہ السلام صفحہ: ۳۳۷، جلد: ۱۴۔
- (۶) صواعق محرقة باب حضرت فاطمہ اور امام حسین علیہما السلام کی مناقب احادیث مترجم صفحہ: ۵۳۳۔
- (۷) تاریخ الخلفاء جلال الدین سیوطی باب یزید بن معاویہ صفحہ: ۸۵ مترجم صفحہ: ۳۰۴، تاریخ اسلام باب جلد: ۱، صفحہ: ۵۶۰۔

## نبی کریمؐ کا کربلا کی زمین پر سر اور ریش مبارک غبار آلود ہونے پر ام المومنین حضرت ام سلمہؓ کا اضطراب اور پریشانی

جامع ترمذی و مشکوٰۃ شریف، تاریخ دمشق  
وروي أن النبي صلى الله عليه وسلم،  
أعطى أم سلمة تراباً من تربة الحسين حمله  
إليه جبرائيل، فقال النبي صلى الله عليه  
وسلم، لأم سلمة: إذا صار هذا التراب دماً  
فقد قتل الحسين. فحفظت أم سلمة ذلك  
التراب في قارورة عندها، فلما قتل الحسين  
صار التراب دماً، فأعلمت الناس بقتله  
أيضاً.

”نبی اکرمؐ سے روایت کی گئی ہے کہ آپ نے جناب ام سلمہؓ کو  
امام حسین علیہ السلام کی وہ مٹی دی۔ رکھے تھی جو جبرائیل امین نے  
کربلا سے لا کر پاک نبیؐ کے حوالے کی تھی اور آپ نے وہ مٹی  
جناب ام سلمہؓ کو دے کر کہا کہ جب یہ مٹی خون بن جائے تو سمجھ  
لینا کہ حسینؑ شہید ہو گئے ہیں۔ میں نے یہ مٹی شیشی میں ڈال کر  
حفاظت میں رکھی جب امام حسینؑ قتل ہوئے تو یہ مٹی خون بن گئی  
اور میں سمجھ گئی حسینؑ شہید ہو گئے ہیں۔“

# بابِ ہفتدہم

آسمان اور زمین پر خون

امام حسین علیہ السلام کے اثرات



زمین پر جب ظلم اور نا انصافی حد سے تجاوز کرنے لگتی ہے تو اللہ تعالیٰ انسان کی عبرت اور خوف کے لیے اپنی نشانوں کا اظہار کرتا ہے۔ اس کے کئی طریقے ہیں۔ کبھی وہ قوموں کا تباہ و برباد کر کے آئندہ نسل کے لیے ایک عبرت کا سامان چھوڑتا ہے یا ان پر کبھی بیماریوں کی صورت میں اصلاح کے لیے موقعہ فراہم کرتا ہے۔ یہ عجیب مقام ہے کہ ابھی کربلا (۵۷) برس آگے ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے واقعہ کربلا کی تمام صورت حال سے پاک نبی کریم کو آگاہ کر دیا تھا اور آپ نے اس واقعہ کو راز میں نہیں رکھا تھا بلکہ اہل خانہ کے علاوہ عام و خاص بھی اس واقعہ سے باخبر ہو چکے تھے۔

پاک نبی کو اس واقعہ سے قبل از وقت آگاہ کرنے کے کئی پوشیدہ راز بھی تھے۔ ایک یہ جس امت کے لیے پاک نبی کریم ہمیشہ دعا کے لیے ہاتھ بلند کیے رکھتے تھے اور ان کی بخشش کے لیے تمام طریقوں سے اللہ تعالیٰ کے حضور التجا میں رہتے تھے ان کی حقیقت آپ پر واضح کر دی جائے اور دوسری صورت یہ بھی تھی اکثر قبائل خوف اور کمزور ہونے کے باعث دارالسلام میں جبر سے داخل تو ہو گئے تھے مگر اندر سے دیے تھے جیسے آئے تھے۔ اس کا تجربہ غزوہ احد میں ہو چکا تھا۔ آپ کا کلمہ بھی پڑھتے تھے اور آپ سے بغض بھی رکھتے تھے اور عبد اللہ بن ابی جیسے لوگ مشکل وقت میں آپ کے ساتھی نہیں تھے۔ اس طرح اکثر وہ لوگ جنہوں نے فتح مکہ کے بعد مسلمان ہونے کا دعویٰ کیا تھا ان میں مومن کم اور منافق زیادہ تھے۔ اس کا اعتراف حضرت عمرؓ نے بھی کر چکے تھے کہ عرب میں مسلمان اور مومن کم اور منافقین کی تعداد زیادہ ہے تب ہی ملک عرب میں نمانہ جنگی کا ماحول بھی پیدا ہوتا رہا، البتہ واقعہ کربلا کے مفسر پاک نبی کریم خود ہیں۔ آپ نے وقت سے پیشگی تمام حالات سے باخبر کر دیا تھا۔ اور اس میں حق اور باطل کا بھی تعین کر دیا تھا۔ اور آپ عاشورہ کے دن کربلا میں خود موجود تھے اور ایک ایک شہید کے خون کو لے کر

محفوظ کرتے جاتے تھے

واقعہ گر بلا کے بعد اللہ تعالیٰ کی رحمت کو یوں جوش اور غصہ تھا کہ ہر شی غم حسین سے سو گوار تھی۔ آسمان سے خون برسا اور زمین کی ہر چیز خون آلودہ ہو گئی تھی۔ اس پر سیرت نگار اور صاحبانِ مقاتل کیا لکھتے ہیں تحریر کیا جاتا ہے۔

### مقن کتب

صواعق محرقة، ارجح للمطالب، ینابیع اللودة

قال ابو سعید مارفع حجر من الدینا الا و  
تحتہ دم عیبط ولقد مطرت السماء و  
ما بقی اثرہ فی الشیاب مد حتی تقطعت و  
اخرج الشعلی زاد و ابو نعیم فاصبحنا  
وجباننا وجرارنا میلو دما.

”ابو سعید کہتا ہے کہ روزِ قتل حسین جو پتھر بھی اٹھایا جاتا اس کے نیچے تازہ خون ہوتا تھا۔ اور آسمان نے بھی خون برسایا۔ جس کا اثر مدت تک کپڑوں پر رہا یہاں تک کپڑے پھٹ گئے۔ ابو نعیم فرماتے ہیں کہ روزِ قتل حسین ہمارے منگے خون سے پڑتے۔“

صواعق محرقة، ینابیع اللودة، ارجح للمطالب، تاریخ الاسلام ذہبی

عن بصر الازود قالت لما قتل الحسین  
مطرت السماء فاصبحنا حبا بنا و جوارنا  
و کلشٹی لنا املان دما

”بصرہ زوایہ کہتے ہیں کہ جناب امام حسین علیہ السلام شہید ہو گئے تو آسمان سے خون کی بارش برسی تو صبح ہمارے ڈول اور ہمارے منگے اور اس کے علاوہ ہر شی خون سے لبالب تھی۔“

لبیہقی، الطبرانی، ابو نعیم، ارجح اللطالب، تاریخ اسلام  
عن الزہری قال بلغنی انه یوم قتل  
الحسین لم یقلب حجر من احجار بیت  
المقدس الا وجد تحته دم عیبط.

”حضرت زہری کہتے ہیں کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ امام حسین  
کربلا میں شہید ہو گئے ہیں۔ اسی روز بیت المقدس کا جو بھی پتھر  
اٹھایا جاتا تھا اس میں تازہ خون پایا جاتا تھا۔“

تاریخ دمشق، البیہقی، ارجح اللطالب

عن ام حبان قالت یوم قتل الحسین  
اظلمت علینا ثلاثہ و لم یمس منا احد  
من ذعفرانہم شثیا یجعلہ علی وجہہ الا  
احترق و لم یقلب حجر بیت المقدس الا  
وجہ تحته دم عیبط.

”ام حبان کہتی ہیں: جناب امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے  
دن سے تین دن ہم پر اندھیرا چھا گیا اور ان کے زعفران کو ہم  
سے کسی نے نہیں چھوا اور نہ منہ پر ملا جب کہ وہ منہ جل گیا۔ اس  
وقت کوئی بھی بیت المقدس کا پتھر ایسا نہیں تھا جس میں تازہ خون  
نہ پایا گیا ہو۔“

صواعق محرقہ، ارجح اللطالب

ینابیع المود اخرج عثمان بن ابی شیبہ ان  
السماء بکت بعد قتل سبعہ ایام تری علی  
الحیطان کانہا ملاحف معصفر و ان الدنیا  
اظلمت ثلاثہ ایام ثم ظہرت الحمر فی السماء.

”عثمان بن ابی شیبہ اپنی مسند میں لکھتے ہیں: جناب امام حسین علیہ السلام کی شہادت پر سات دن تک برابر آسمان روتارہا اس پر گواہ مکان کی دیواریں جو چادروں کی طرح رنگین تھیں اور دنیا میں تین دن اندھیرا چھا گیا اور آسمان پر سرفی نمودار ہو گئی۔“

صواعق محرقہ، ارجح المطالب، ینابیع المودة  
لما جئی براس الحسين الى دار زياد سالت  
حيط انها دما.

”جب جناب حسین علیہ السلام کا سراقدس زیاد کے گھر میں آیا تو دیوروں سے بھی خون جاری ہو گیا۔“

صواعق محرقہ ارجح المطالب، ینابیع المودة، تاریخ الخلفاء، تاریخ  
ذہبی

ذكر بن سعد ان هذا الحمر ليرقى السماء  
قبل قتله.

”ابن سعد اپنی طبقات میں لکھتے ہیں: یہ سرفی آسمان پر جناب امام حسین علیہ السلام کی شہادت سے پہلے نہیں دیکھی تھی۔“

تاریخ دمشق، ارجح المطالب، تاریخ الخلفاء، تاریخ السلام ذہبی  
قالوا أنا محمد بن الحسين بن الفضل أنا  
عبد الله بن جعفر نا يعقوب نا سليمان بن  
حرب نا حماد بن زيد حدثني جميل بن مرة  
قال أصابوا إبلا في عسكر الحسين يوم قتل  
فنحروها وطبخوها قال فصارت مثل  
العلقم فما استطاعوا أن يسيغوا منها شيئا.  
”جميل بن مره کہتا ہے کہ جناب امام حسین علیہ السلام کے

شہادت کے دن اس لوگوں نے ایک اونٹ پایا اور اس کو ذبح کر کے پکا یا وہ (نمار کندل) کی طرح کڑوا ہو گیا اور کھانے کے قابل نہ رہا کسی نہ کھایا۔“

تاریخ دمشق، صواعق محرقہ، ینابیع المودۃ۔ مجمع الزوائد  
أبي قبيل قال نصف النهار حتى ظننا أنها  
هي.

”کہا گیا ہے کہ جب امام پاک کی شہادت ہوئی تو سورج کو گڑھن لگ گیا اور ستارے نصف دن کے وقت نظر آنے لگے یہاں تک ہم نے خیال کیا کہ کوئی بڑی آفت ہے۔“

تاریخ دمشق، تاریخ الخلفاء، تاریخ السلام ذہبی  
قال وأنا علي بن محمد عن علي بن مدرك  
عن جده الأسود بن قيس قال أحرمت آفاق  
السماء بعد قتل الحسين ستة أشهر يرى  
ذلك في آفاق السماء كأنها الدم  
”کہتے ہیں کہ آسمان کی ہر جانب سرخی آگئی تھی۔ امام پاک کی  
شہادت کے بعد یہ سلسلہ چھ ماہ تک قائم رہا۔ گویا نظر آتا تھا  
آسمان کے اُفق پر خون ہے۔“  
لما قتل الحسين بن علي كسفت الشمس  
كسفة بدت الكواكب.

تاریخ دمشق، العبدیۃ قالت حدثني نصرۃ  
الأزدية قالت لما أن قتل الحسين بن علي  
مطرت السماء دما فأصبحت وكل شيء لنا  
ملاّن دماء وفي حديث البيهقي ملاّن دم.

”امام عالی مقام کے قتل کے بعد آسمان سے خون برسا اس طرح  
ہم نے ہر چیز کو خون سے بھرا ہوا پایا۔“

مجمع الزوائد

عن الزهري قال : ما رفع بالشام حجر يوم  
قتل الحسين بن علي إلا عن دم.

(رواه الطبراني ورجاله رجال الصحيح)

”زہری کہتے ہیں: شام میں قتل امام حسینؑ کے دن جس پتھر کو  
اٹھایا جاتا اس میں خون تھا۔“

مجمع الزوائد

وعن أم حكيم قالت : قتل الحسين وأنا  
يومئذ جويرية فمكثت السماء أياما مثل  
العلقة.

(رواه الطبراني ورجاله إلى أم حكيم رجال الصحيح)

”ام حکیم کہتی ہیں کہ امام عالی مقام کے قتل کے دن آسمان سے  
خون پتھر کی مانند برسا۔“

تاریخ دمشق، مجمع الزوائد، تاریخ السلام ذہبی

وعن عيسى بن الحارث الكندي قال : لما  
قتل الحسين مكثنا سبعة أيام إذا صلينا  
العصر نظرنا إلى السماء على أطراف  
الحيطان كأنها الملاحف المعصفرة . ونظرنا  
إلى الكواكب يضرب بعضها بعضا.

”عیسیٰ بن حارث الکندی بیان کرتے ہیں۔ جب امام عالی  
مقام کو قتل کیا گیا اور ہم نے نماز عصر پڑھی تو آسمان کی طرف دیکھا

تو آسمان سات دن تک ٹھہرا رہا۔ دیواریں سرخی کی شدت سے  
سرخ چادر کی طرح نظر آنے لگیں اور ستارے ایک دوسرے  
سے ٹکرانے لگے۔“

مجمع الزوائد، تاریخ الاسلام

وعن محمد بن سيرين قال : لم تكن في  
السماء حمرة حتى قتل الحسين  
”محمد بن سيرين کہتے ہیں: آسمان پر قتل حسین کی وجہ سے سرخی  
تھی۔“ (۳۱۶۹)

### حوالہ جات

- (۱) صواعق محرقہ باب فصل سوم حضرت فاطمہ زہراء اور امام حسین کے بارے میں  
احادیث مترجم صفحہ: ۶۳۳، ۶۳۵۔
- (۲) تاریخ دمشق باب امام حسین جلد: ۱۳، صفحہ: ۲۲۶، ۲۲۸۔
- (۳) مجمع الزوائد منبع الفوائد باب امام حسین جلد: ۹ صفحہ: ۳۱۲۔
- (۴) ارجع للطالب صفحہ: ۳۷۸، ۳۷۷ باب (امام حسین کی شہادت کے بعد قدرتی  
آثار۔
- (۵) ینابیع اللوۃ باب وہ احادیث جو صواعق محرقہ میں درج ہیں صفحہ مترجم: ۵۱۶،  
۵۱۷۔
- (۶) تاریخ الخلفاء سیوطی باب یزید بن معاویہ صفحہ (۸۵) مترجم صفحہ: ۳۰۳۔
- (۷) تاریخ اسلام ذہبی جلد: ۱، صفحہ: ۶۰۔

# کربلا کی سرخ مٹی، نبی کریمؐ کا گریہ کرنا،

امام حسین کی پیدائش

اور

## شہادت کی خبر واقعہ سے (۵۷) سال قبل تھی

اس باب میں کسی وضاحت کی اس لیے بھی ضرورف نہیں ہے کہ روایات خود اس واقعہ کی مفسر ہیں لہذا امام حسین کی پیدائش پر جبرئیل کا ان کی شہادت سے آگاہ کرنا اور آپ کا حزن اور غم کا بڑھ جانا اس میں شامل ہے اور اس واقعہ کی مزید تعبیر یوں ہے کہ ایک مرتبہ جب جناب امیر مقام صفین عراق کی جانب جا رہے تھے تو راستہ میں نہر فرات کا ہونا ہوا جب انہیں معلوم ہوا کہ یہ وہ جگہ ہے جہاں امام عالی مقام حسینؑ نے شہید ہونا ہے جو پاک نبی کریمؐ نے بالوحی خبر دی تھی تو آپ سخت رنجیدہ خاطر ہوئے اور آنسو غم سے نہ تھے جاتے تھے، یہاں تک تمام واقعہ یاد آ گیا جو سرکار خاتم المرثبت نے بتایا تھا اور تفصیل بھی بیان کی تھی۔

تاریخ دمشق، ارجح المطالب، عن عبد الله بن نجی

عن أبيه أنه سافر مع علي بن أبي طالب  
وكان صاحب مطهرته فلما حاذوا نينوى  
وهو منطلق إلى صفين نادى علي صبرا أبا  
عبد الله صبرا أبا عبد الله بشط الفرات



قلت ومن ذا أبو عبد الله قال دخلت علی رسول الله (صلی الله علیہ وسلم) وعیناه تفیضان فقلت یا نبی الله أغضبك أحد ما شأن عینیک تفیضان قال بل قام من عندی جبریل فحدثنی أن الحسین یقتل بشط الفرات وقال هل لك أن أشمک من تربته فقال قلت نعم فمد یدہ فقبض قبضة فأعطانیها فلم یعنی أملك عینی أن فاضتا).

”سچی حضری حضرت امیر المومنین کے ساتھ صفین کی جانب سفر کر رہے تھے۔ جب قافلہ نبوی کے مقام پر پہنچا تو آپ نے بلند آواز سے کہا: عبد اللہ فرات کے کنارے صبر کرو۔ میں نے عرض کیا: یہ کیا بات ہے؟ جناب امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: میں ایک دن با تحقیق پاک نبی کریم کے پاس داخل ہوا۔ ان کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ کو کس چیز نے رنجیدہ کیا ہے جس کی وجہ سے آپ کی آنکھوں سے آنسو بہ رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا: میرے پاس جبرئیل آئے اور کہا کہ مجھے جبرائیل نے آگاہ کیا تھا کہ بے شک بیٹا حسین فرات کے کنارے شہید ہوں گے اور میں نے کہا کہ کیا اس جگہ کی مٹی تمہارے پاس ہے۔ پس اس نے اس جگہ کی مٹی مجھے دکھائی تھی۔ اور میرے حوالے کر دی۔ اس کے بعد میں اپنے آنسو کو قابو نہیں رکھ سکا۔“

تاریخ دمشق، مستدرک حاکم، البیہقی،

ارجع المطالب، أخبرنا أبو بكر محمد بن عبد الباقي أنا الحسن بن علي أنا أبو الحسين بن المظفر أنا محمد بن محمد بن سليمان نا شيبان نا عمارة بن زاذان نا ثابت عن أنس قال استأذن ملك القطر على النبي (صلى الله عليه وسلم) فأذن له وكان في يوم أم سلمة فقال النبي (صلى الله عليه وسلم) يا أم سلمة احفظي علينا الباب لا يدخل علينا أحد قال فبينما هي على الباب إذ جاء الحسين بن علي فاقتحم يفتح الباب فدخل فجعل يتوثب على ظهر رسول الله (صلى الله عليه وسلم) فجعل النبي (صلى الله عليه وسلم) يلشمه ويقبله فقال الملك تحبه قال نعم قال إن أمتك ستقتله إن شئت أريتك المكان الذي يقتل فيه قال نعم.

”حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ بارش کے فرشتے نے اللہ تعالیٰ سے پاک نبی کریمؐ کی زیارت کے لیے اجازت مانگی تو اللہ تعالیٰ نے ان کو اجازت دے دی۔ اس دن نبی کریمؐ ام المومنین حضرت ام سلمہؓ کے گھر تشریف فرما تھے۔ آپ نے جناب ام سلمہؓ کو حکم دیا کہ دروازہ بند کر دو کوئی بھی ملاقاتی اندر نہ آئے۔ اس اثنا میں امام حسین علیہ السلام تشریف لائے۔ دروازے کو دھکیل کر آنحضرتؐ کی گود میں کود پڑے اور آپ اسکو چومنے

گئے۔ پہلے سے موجود فرشتے نے لب کشائی کی اور عرض کیا: آپ اس سے محبت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ہاں۔ فرشتے نے کہا: اس کو آپ کی امت قتل کر دے گی۔ اگر آپ پسند کریں تو وہ مکان آپ کو دکھا دیا جائے جہاں ان کی شہادت ہوگی فرمایا: ہاں۔ (کربلا کا مقام دیکھا گیا)۔“

تاریخ دمشق، تاریخ البدایہ والنہایہ

وأخبرنا أبو غالب بن البنا أنا أبو الغنائم عبد الصمد بن علي قال أنا عبید الله بن محمد بن إسحاق أنا عبد الله بن محمد أنا أبو محمد شيبان بن أبي شيبة الحنظلي نا عمارة بن زاذان نا ثابت عن أنس قال استأذن ملك القبط ربه عز وجل أن يزور النبي (صلى الله عليه وسلم) فأذن له وكان يوم وقال أبو الغنائم في يوم أم سلمة فقال النبي (صلى الله عليه وسلم) يا أم سلمة احفظي علينا الباب ألا يدخل علينا أحد قال فبينما هي على الباب إذ دخل الحسين زاد أبو الغنائم ابن علي فطاف فافتحم فدخل يتوئب على رسول الله (صلى الله عليه وسلم) فجعل رسول الله (صلى الله عليه وسلم) يلمه ويقله فقال له الملك أتجبه قال نعم قال أما إن أمتك ستقتله وإن شئت أريتك المكان الذي يقتل

فیه فأراه إياه فجاءه بسهولة أو تراب أحمر  
فأخذته أم سلمة فجعلته في ثوبها قال  
ثابت كنا نقول إنها كربلا.

”حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ بارش کے فرشتے نے اللہ  
تعالیٰ سے پاک نبی کریمؐ کی زیارت کے لیے اجازت مانگی تو اللہ  
تعالیٰ نے ان کو اجازت دے دی۔ اس دن نبی کریمؐ ام المومنین  
ام سلمہؓ کے گھر تشریف فرما تھے۔ آپ نے جناب ام سلمہؓ کو حکم  
دیا کہ دروازہ بند کر دو کوئی بھی ملاقاتی اندر نہ آئے۔ اس اثنا میں  
امام حسین علیہ السلام تشریف لائے دروازے کو دھکیل کر  
آنحضرتؐ کی گود پڑے اور آپ اس کو چومنے لگے۔ پہلے سے  
موجود فرشتے نے لب کشائی کی اور عرض کیا: کیا آپ اس سے  
محبت کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ فرشتے نے کہا: اس کو  
آپ کی امت قتل کر دے گی اگر آپ پسند کریں تو وہ مکان آپ  
کو دکھا دیا جائے جہاں ان کی شہادت ہوگی۔ پس اس نے آپ کو  
وہ جگہ دکھائی اور آپ کو وہاں سے نرم مٹی یا خاک لا کر دی۔ پس  
اس مٹی کو حضرت ام سلمہؓ نے اپنے کپڑوں میں محفوظ کر لیا۔ جناب  
ثابت کہتے تھے کہ ہم کہا کرتے تھے یہ وہی جگہ ہے جو کہ کربلا  
ہے۔“

تاریخ دمشق

أخبرنا أبو نبي الحداد وذيره إجازة قالوا  
أنا أبو بكر بن ربيعة نا سليمان بن أحمد نا  
عبد الله بن أحمد بن حنبل حدثني عبادة  
بن زياد السدي نا عمرو بن ثابت عن

الأعمش عن أبي وائل شقيق بن سلمة عن أم سلمة قالت كان الحسن والحسين يلعبان بين يدي النبي (صلى الله عليه وسلم) في بيتي فنزل جبريل فقال يا محمد إن أمتك تقتل ابنك هذا من بعدك وأوماً بيده إلى الحسين فبكى رسول الله (صلى الله عليه وسلم) وضمه إلى صدره ثم قال رسول الله (صلى الله عليه وسلم) وديعة عندك هذه التربة فشمها رسول الله (صلى الله عليه وسلم) وقال ریح کرب ویلاء قالت وقال رسول الله (صلى الله عليه وسلم) يا أم سلمة إذا تحولت هذه التربة دما فاعلمي أن ابني قد قتل قال فجعلتها أم سلمة في قارورة ثم جعلت تنظر إليها كل يوم تعني وتقول إن يوماً تحولين دما ليوم عظيم.

”حضرت ام المومنین ام سلمہؓ فرماتی ہیں: ایک دن حسن و حسین علیہما السلام میرے گھر میں پاک نبیؐ کے پاس کھیل رہے تھے۔ پس جبرئیل کا نزول ہوا تو اس نے کہا: اے نبیؐ اللہ آپ کے بعد آپ کی امت اس بیٹے کو قتل کر دے گی۔ اور ہاتھ سے حسین کی جانب اشارہ کیا۔ پھر آپؐ پیغمبرؐ اس پر آہ و بکاء کی اور اپنے چھاتی پر لٹا دیا اور اس کے بعد آپؐ کو وہ مٹی عطا کی اور آپؐ نے اس مٹی کو سونگھا اور کہا: اس میں کرب و بلا کی بو ہے۔ پھر آپؐ نے حضرت ام سلمہؓ کو کہا: یہ مٹی جب خون میں تبدیل ہو جائے تو سمجھ لینا

کہ میرا بیٹا شہید ہو گیا ہے، پھر وہ شیشی مٹی کو لیتے ہوئے ہر روز اس کو دیکھا کرتی تھی۔ وہ کہتی ہیں کہ پھر ایک دن وہ خون بن گئی۔“

تاریخ دمشق

أخبرنا أبو بكر محمد بن الحسين نا أبو الحسين بن المهدي أنا أبو الحسن علي بن عمر الحرابي نا أحمد بن الحسن بن عبد الجبار نا عبد الرحمن يعني ابن صالح الأزدي نا أبو بكر بن عياش عن موسى بن عقبة عن داود قال قالت أم سلمة دخل الحسين على رسول الله ( صلى الله عليه و سلم ) ففرغ فقالت أم سلمة ما لك يا رسول الله قال إن جبريل أخبرني أن ابني هذا يقتل وأنه اشتد غضب الله على من يقتله.

”ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ حسین علیہ السلام پاک نبی کریمؐ کے پاس گئے اور آپؐ غمگین ہو گئے۔ جناب ام سلمہؓ کہتی ہیں: یا رسول اللہ! آپ کو کیا ہوا ہے؟ فرمایا: جبریلؑ امین نے خبر دی ہے یہ میرا بیٹا قتل ہو جائے گا اللہ تعالیٰ سخت غضبناک ہے اس پر جو اسے قتل کرے گا۔“

تاریخ دمشق

وأخبرنا أبو نصر بن رضوان وأبو غالب أحمد بن الحسن وأبو محمد عبد الله بن

محمد قالوا أنا أبو محمد الحسن بن علي أنا  
 أبو بكر بن مالك أنا إبراهيم بن عبد الله  
 نا حجاج نا حماد عن أبان عن شهر بن  
 حوشب عن أم سلمة قالت كان جبريل  
 عند النبي (صلى الله عليه و سلم)  
 والحسين معي فبركته فدنا من النبي  
 (صلى الله عليه و سلم) فقال جبريل أتجبه  
 يا محمد فقال نعم قال جبرائيل إن أمتك  
 ستقتله وإن شئت أريتك من تربة الأرض  
 التي يقتل بها فأراه إياه فإذا الأرض يقال  
 لها كربلاء.

”حضرت ام المومنین روایت کرتی ہیں کہ ایک مرتبہ جبرئیل  
 پاک نبی کریم کے پاس موجود تھے جب کہ امام حسینؑ بھی میرے  
 پاس موجود تھے۔ پس آپ نے گریہ کیا اور میں نے اپنے سے  
 جدا کیا۔ وہ پاک نبی کریم ﷺ کے پاس ہوئے۔ جبرئیل نے  
 کہا: اے محمد! کیا آپ اس سے محبت کرتے ہیں؟ تب آپ نبی  
 کریم نے فرمایا: ہاں جبرئیل امین اس پر بریکل نے کہا:  
 عنقریب آپ کی امت اس کو قتل کر دے گا۔ اگر آپ پسند  
 کریں تو آپ کو اس جگہ کی مٹی دیکھاؤں جو اس حسین کو قتل کیا  
 جائے گا۔ پس اس زمین کو کر بلا کہا جاتا ہے۔“

تاریخ دمشق، تاریخ البدایہ والنہایہ، ام محمد بن حنبل  
 حدثني أبي نا وكيع حدثني : . د الله بن  
 سعيد عن أبيه عن عائشة أ أ سلمة قال

وكيع شك هو يعني عبد الله بن سعيد أن النبي (صلى الله عليه و سلم) قال لأحدهما لقد دخل علي البيت ملك لم يدخل علي قبلها فقال لي إن ابنك هذا حسين مقتول وإن شئت أريتك من تربة الأرض التي يقتل بها قالت فأخرج زاد الجوهري إلي النبي وقالوا تربة حمراء وقال.

”حضرت عائشہ یا حضرت ام سلمہؓ میں ایک سے روایت کرتی ہے کہ پاک نبی کریمؐ سے کسی نے ارشاد کیا کہ ایک فرشتہ ہمارے گھر میں اس سے قتل وہ نہیں آیا تھا۔ اس نے مجھ سے کہا کہ یہ آپ کا بیٹا حسینؑ مقتول ہوگا۔ اگر آپ چاہیں تو میں آپ کو اس جگہ کی مٹی لادوں؟ وہ کہتی ہیں: جوہری نے پاک نبیؐ زیادہ کہا وہ سرخ مٹی تھی۔“

صواعق محرقہ

ابن سعد اور طبرانی نے حضرت عائشہؓ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: مجھے جبرئیل نے خبر دی ہے کہ میرا بیٹا حسینؑ میرے بعد ارضِ طرف میں مارا جائے گا اور وہ میرے پاس اس جگہ کی مٹی بھی لایا اور بتایا کہ اس جا وہ قتل ہو کر پڑا ہوگا۔“

تاریخ دمشق، صواعق محرقہ، طبقات ابن سعد

أخبرنا أبو بكر محمد بن عبد الباقي أنبأنا الحسن بن علي أن محمد بن العباس أنبأنا أحمد بن معروف أن الحسين بن الفهم أنبأنا محمد بن سعد أن محمد بن عمرو أنبأنا محمد بن إبراهيم عن أبي سلمة



عن عائشة قالت كانت له مشربة فكان النبي (صلى الله عليه وسلم) إذا أراد لقي جبريل لقيه فيها فلقيه رسول الله (صلى الله عليه وسلم) مرة من ذلك فيها وأمر عائشة أن لا يصعد إليه أحد فدخل حسين بن علي ولم تعلم حتى غشيها فقال جبريل من هذا فقال رسول الله (صلى الله عليه وسلم) ابني فأخذه النبي (صلى الله عليه وسلم) فجعله على فخذه فقال أما أنه سيقتل فقال رسول الله (صلى الله عليه وسلم) ومن يقتله قال أمتك فقال رسول الله (صلى الله عليه وسلم) أمي تقتله قال نعم فإن شئت أخبرتك الأرض التي يقتل بها فأشار له جبريل إلى الطف بالعراق وأخذ قرية حمراء فأراه إياها فقال هذه من تربة مصرعه.

”ابن سعد نے یہ بیان کیا ہے کہ آنحضرتؐ کا ایک کرہ تھا جس کی سیڑھی حضرت عائشہؓ کے حجرے میں تھی۔ جس سے آپؐ چڑھ کر وہاں جایا کرتے تھے۔ جب آپؐ جرائیل علیہ السلام سے ملاقات کا ارادہ کرتے تو وہاں چڑھ جاتے اور حضرت عائشہؓ کو حکم دے دیا کرتے تھے کہ وہ کوئی آدمی اوپر نہ آئے۔ حضرت حسینؑ حضرت عائشہؓ کی لاعلمی میں اوپر چڑھ گئے۔ جبرئیل نے کہا: یہ کون ہے؟ آپ نے فرمایا: یہ میرا بیٹا ہے۔ آپ نے حضرت

حسین کو پکڑ کر اپنی ران پر بٹھالیا۔ جبرئیل نے آپ سے کہا: عنقریب آپ کی امت اسے قتل کرے گی۔ رسول کریم نے فرمایا: میرے بیٹے کو؟ جبرئیل نے کہا: ہاں۔ اگر آپ چاہیں تو میں آپ اس علاقے کے متعلق بتا دوں جس میں اس کو قتل کیا جائے گا تو۔ جبرئیل نے علاقہ طلف کی طرف اشارہ کیا اور وہاں سے سرخ مٹی اٹھا کر آپ کو دکھائی اور کہا: یہ اس جگہ کی مٹی ہے جہاں حضرت حسین قتل ہو کر گریں گے۔“

مشکوٰۃ شریفہ، تاریخ دمشق

عن أم الفضل بنت الحارث اسمها لبابة العامرية امرأة العباس بن عبد المطلب وأم أكثر بنیه وهي أخت ميمونة أم المؤمنین ويقال إنها أول امرأة أسلمت بعد خديجة روت عن النبي صلى الله عليه وسلم أحاديث كثيرة فعنها أنها دخلت على رسول الله صلى الله عليه وسلم فقالت يا رسول الله إني رأيت حلما بضم فسكون وبضمان ففي النهاية الحلم بضميتين وبضم فسكون ما يراه النائم منكرا بفتح الكاف المخففة أي مهولا الليلة أي البارحة قال وما هو قالت إنه شديد أي صعب سماعه قال وما هو قالت رأيت كأن قطعة من جسدك قطعت بصيغة المجهول وكذا قوله فوضعت في حجري بالكسر ويفتح وتقدم أن الحجر

بالكسر أشهر في الحضن وبالفتح في التربية  
 فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم رأيت  
 خيرا تلد فاطمة إن شاء الله غلاما يكون  
 في حرك فولدت فاطمة الحسين فكان في  
 حجري كما قال رسول الله صلى الله عليه  
 وسلم فدخلت يوما على رسول الله صلى  
 الله عليه وسلم فوضعت في حجره وفي  
 نسخة في حجري ثم كانت مني التفاتة أي  
 وقعت مني ملاحظة إلى غيره فنظرت إلى  
 جانبه فإذا عينا رسول الله صلى الله عليه  
 وسلم تهريقان الدموع بفتح الهاء وسكن  
 أي تسيلان ماء العين للبكاء قالت فقلت  
 يا نبي الله بأبي أنت وأمي ما لك أي ما  
 الحال الذي يبكيك قال أتاني جبريل وفي  
 نسخة عليه السلام فأخبرني أن أمي أي  
 أمة الإجابة ستقتل ابني هذا أي ظلما  
 فقلت أي لجبريل هذا أي ابني هذا لزيادة  
 التأكيد قال نعم وأتاني بتربة من تربته أي  
 من ترابه الذي يقتل به حمراء بالفتح صفة  
 لتربة حمراء مناقب اهلبيت كتاب مرعاة  
 المفاتيح شرح مشكاة المصابيح للملا علي  
 القاري صفحة: ٤٥، جلد: ١٨.

”ام الفضل بنت حارث سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ کے پاس داخل ہوئی اور کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے آج رات ایک برا خواب دیکھا ہے۔ ایک دن میں رسول اللہ کے ہاں گئی، میں نے حسینؑ کو اٹھا کر اپنی گود میں لے لیا ہے۔ میں کسی اور طرف دیکھنے لگی۔ اچانک رسول اللہؐ کی آنکھیں آنسوؤں سے ڈبڈبا گئیں۔ میں نے کہا اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ کیوں روتے ہیں؟ فرمایا: حضرت جبرئیل میرے پاس آئے ہیں انہوں نے مجھے خبر دی ہے کہ میری امت میرے اس بیٹے کو قتل کر دے گی۔ میں نے کہا: اس کو جبرئیل نے کہا ہاں اور پھر جبرئیل نے مجھے اس جگہ کی سرخ مٹی لاکر دکھلائی ہے۔“

تاریخ دمشق

وأخبرنا أبو تمام الواسطي إجازة أنبأ أحمد بن عبيد قراءة نا محمد بن الحسين نا ابن أبي هيثمة خالد بن خراش نا حماد بن زيد عن جمهان أن جبريل أتى النبي (صلى الله عليه وسلم) بتراب من تربة القرية التي قتل فيها الحسين وقيل اسمها كربلاء فقال رسول الله (صلى الله عليه وسلم) كرب وبلاء.

”جبرئیل امین پاک نبی کریمؐ کے پاس آئے اور اس علاقے (بستی) کی مٹی لائے جہاں امام عالی مقام نے شہید ہونا تھا۔ کہا جاتا ہے اس کا نام کر بلا ہے۔ پاک نبیؐ اس کو یوں کہا مصیبت اور

بلا نام تھا۔“

تاریخ دمشق

قال قالت جرداء وما تنكر من هذا هو  
أعلم بما قال منك نادى بذلك وهي في  
جوف البيت قال وأنا ابن سعد أنا عبید  
الله بن موسى أنا إسرائيل عن أبي إسحاق  
عن هانئ بن هانئ عن علي قال ليقتل  
الحسين بن علي قتلا وإني لأعرف تربة  
الأرض التي يقتل بها يقتل بقرية قريب  
من النهرين.

”علی علیہ السلام سے روایت ہے حسین بن علی قتل ہوں گے میں  
اس جگہ کی مٹی کو جانتا ہوں جہاں ان کو قتل کیا جائے گا۔ وہ دریا  
کے قریب قتل ہوئے۔“

تاریخ البدایہ والنہایہ

وروی محمد بن سعد عن علی بن محمد  
عن یحییٰ بن زکریا عن رجل عن عامر  
الشعبي عن علی مثله وقد روی محمد بن  
سعد وغيره من غیر وجه عن علی بن أبی  
طالب أنه مر بکربلاء عند أشجار  
الحنظل وهو ذاهب إلى صفین فسأل عن  
أسمها فقيل کربلاء فقال کرب وبلاء فنزل  
فصلی عند شجرة هناك ثم قال یقتل ههنا  
شهداء هم خیر الشهداء غیر الصحابة

یدخلون الجنة بغیر حساب.

”بعض لوگوں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کی ہے کہ آپؑ جب صفین کی جانب کربلا سے گزرے تو آپ نے لوگوں سے دریافت کیا کہ اس جگہ کا نام کیا ہے؟ بتایا گیا کہ اس کا نام کربلا ہے۔ آپ نے فرمایا: کرب و بلا آپ سواری سے اترے۔ ایک درخت کے نیچے نماز ادا کی، پھر فرمایا: یہ وہ مقام ہے جہاں شہداء میں سے افضل شہداء جو غیر صحابہ میں ہوں گے وہ جنت میں بغیر حساب جائیں گے۔“

صواعقِ محرقہ

ابن سعد اور طبرانی نے حضرت عائشہؓ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا ہے کہ مجھے جبرئیل نے خبر دی ہے کہ میرا بیٹا حسین میرے بعد ارضِ طیف میں مارا جائے گا اور وہ میرے پاس اس جگہ کی مٹی بھی لایا اور بتایا کہ اس جگہ وہ قتل ہو کر پڑا ہو۔“

بابِ ہجدم

نتیجہ

حسان بن ثابتؓ کے نبی کریمؐ کی شان میں مائے اشعار

## مرثیہ قدیمی

ادب عرب کی وراثت تھی۔ عرب شعراء جنگ و جدل میں شاعری کو اپنے انساب کے مطابق پڑھا کرتے تھے اور جنگ کو بھڑکانے کے لیے طرفین جب بہادروں کا انتخاب کرتے تھے تو وہ مقابل اپنی نسی اور قبائلی بہادری کو فخر سے بیان کر کے جنگ کا طبل بجایا کرتے تھے اور اس کے اختتام پر مقتولوں کی شان پر جو بہادری اور اس کی نسی، قبائلی اور ذاتی شان ہوتی تھی اس کو بیان کر کے آنکھوں میں آنسو بہائے جاتے تھے، اس لیے جن قبائل کے کلام میں فصاحت و بلاغت پر قدرت تھی اہل علم کی نظر میں ان کو عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا، بلکہ کلام کا نبی کا درجہ حاصل تھا اس لیے قرآن حکیم کا بھی دعویٰ ہے کہ اگر آپ کا کلام اس مقام پر فائز ہے جس پر تمہیں اپنے کلام میں فخر اور گمنڈ ہے تو پھر کسی ایک سورہ کے ساتھ اس کا مقابلہ کیجیے۔ یہ کلام کہیں طرح سے درجہ بندی میں تھا۔ اگر کسی کی تعریف اور شجاعت بیان کرنا ہوتا تو اس خاندان کی قدیمی شجاعت کے لیے قصائد بیان کیے جاتے تھے۔ اگر اللہ تعالیٰ کی تعریف کرنا مقصود تھی تو پھر کلام حمد اور نعت کے ساتھ بیان ہوتا تھا۔ اگر کسی کی مذمت بیان کرنا ضروری تھی تو پھر جھوکی زبان استعمال کی جاتی تھی۔ اسی طرح اگر مقتولوں کی بہادری اور قربانی کا تذکرہ کیا جاتا تو پھر اس کلام کو مرثیہ اور نوحہ کی زبان میں بیان کیا جاتا تھا۔ یہ کلام کا حسن تھا جو آج بھی علم و ادب نے ہر زبان میں زندہ رکھا ہوا ہے۔ پس دنیا میں زبانوں کی تبدیلی آئی ہیں۔ مگر فن کلام اور شاعری کی اصناف قدیمی ہیں۔

پاک نبی کریم کی بارگاہ میں شعرائے اسلام کو خاص مقام و مرتبہ حاصل تھا اور آپ پاک نبی کریم ان سے کلام سنتے تھے اور پسند فرماتے تھے۔ ان میں حسان بن ثابت کا نام



نمایاں ہے۔ شاعر قوم کا ترجمان ہوتا ہے، لہذا شاعر اسلام حسان بن ثابت نے پاک نبیؐ پر مانتی مرثیہ پڑھا۔ ان سے چند اشعار کا انتخاب کیا جاتا ہے۔ مرثیہ وہ شعاری کلام ہے جس کو پڑھ کر آہ و بکاؤ کیا جاتا ہے۔ اس میں مرخوم یا شہید کے محاسن اور خوبیاں بیان ہوتی ہیں۔ اس سے انسان کو تسکین قلب نصیب ہوتی ہے۔ اگر دل کو خوش کرنا ہو تو نعت، قصائد کی صورت میں مدح بیان کی جاتی ہے اور اگر غم کی محفل ہو وہاں مرثیہ یا نوحہ پڑھا جاتا ہے۔ لہذا یہاں اس مقام پر شعراء نے جو کلام مرثیہ پیغمبر اسلام پر دیگر شہدائے احد اور موتہ پر پڑھا ہے اس کو تحریر کیا جاتا ہے۔

[شِعْرُ حَسَّانَ بْنِ ثَابِتٍ فِي مَرَثِيَّتِهِ الرَّسُولِ.]

سیرت ابن ہشام، طبقات ابن سعد، روض الانف تاریخ البدایہ  
والنہایہ

وَقَالَ حَسَّانُ بْنُ ثَابِتٍ يَبْكِي رَسُولَ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيمَا حَدَّثَنَا ابْنُ  
هَشَامٍ، عَنْ أَبِي زَيْدِ الْأَنْصَارِيِّ

”حسان بن ثابت نے یہ اشعار کہے جن میں وہ رسول اللہؐ پر  
آہ و بکا کرتے ہیں۔“

ظَلِلْتُ بِهَا أَبْكِي الرَّسُولَ فَأَسْعَدَتْ ...  
عُيُونٌ وَمِثْلَهَا مِنَ الْجَفْنِ تُسْعِدُ.

”اب میں اس مقام سے رسول اللہؐ کو رو رہا ہوں اور آنکھوں  
نے میری اعانت کی ہے اور ان آنکھوں سے بھی دو میری پلکیں  
میرا ساتھ دے رہی ہیں۔“

يُذَكِّرُنَ آلَاءَ الرَّسُولِ وَمَا أَرَى ... لَهَا مَخْصِيًا  
نَفْسِي فَتَفْسِي تَبَلَّدُ

”مورتیں رسول اللہؐ کی نعمتوں اور برکتوں کی یاد دلا رہی ہیں اور

میرا حال یہ ہے کہ میں دیکھتا ہوں میری ذات تو آپ کی نعمتوں اور برکتوں کو شمار کرنے سے قاصر ہے۔“

﴿مَفْجَعَةٌ قَدْ شَقَّهَا فَقَدْ أَحْمَدُ ... فَظَلَّتْ  
لِأَلَاءِ الرَّسُولِ تُعَدُّ﴾

”اور میں تو بالکل ششدر اور حیران ہو رہا ہوں، سخت درد مند ہو رہا ہوں اور مجھے تو احمد مجتبیٰ کے کھوجانے نے بالکل نڈھال کر دیا ہے۔ میں ان نعمتوں اور برکتوں کو شمار کر رہا ہوں۔“

﴿وَمَا بَلَغَتْ مِنْ كُلِّ أَمْرٍ عَشِيرَةٌ ... وَلَكِنْ  
لِيَتَفَسَّرَ بَعْدَ مَا قَدْ تَوَجَّدُ﴾

”ورنہ میری ذات کسی ایک معاملہ کی نعمتوں سے عشرِ شیر کو بھی نہیں پہنچ سکتی۔“

﴿ظَالَتْ وَفُوقًا تَذْرِفُ الْعَيْنُ جُهْدَهَا ... عَلَى  
ظَلَلِ الْقَبْرِ الَّذِي فِيهِ أَحْمَدُ﴾

”مگر آپ کے بعد مجھے تو سخت حزن و ملال لاحق ہو گیا ہے میرا دل طویل مدت سے کھڑا میری آنکھوں سے پوری طاقت اس قبر کے نشان پر جس میں احمد مصطفیٰ دفن کر دیے گئے ہیں، یہاں آنسو بہا رہا ہوں۔“

﴿قَبُورِكُمْ يَا قَبْرَ الرَّسُولِ وَبُورِكُمْ ... بِبِلَادِ  
تَوَى فِيهَا الرَّشِيدُ الْمُسَدَّدُ﴾

”اے قبر رسول! تجھے برکت حاصل ہو گئی ہے اور اس بلاد کو برکت حاصل ہو گئی ہے جن میں ہادی مہدی رسول اللہ نے ٹھکانا لیا ہے۔“

﴿وَبُورِكَ لِحُدِّ مِنْكَ ضَمَّنَ طَيِّبًا ... عَلَيْهِ بِنَاءُ﴾

مِنْ صَفِيحٍ مُنْتَضِدٍ

”اور اے قبر رسول! تیری لحد با برکت ہو گئی ہے۔ جس نے ایک پاک و طیب ہستی کو اپنے اندر لے لیا ہے اور جسے اوپر چوڑے پتھروں کو تہہ بہہ تہہ بنا دیا گیا ہے۔“

تَهْمِيلٌ عَلَيْهِ التَّرْبُ أَيْدٍ وَأَعْيُنٍ ... عَلَيْهِ وَقَدْ غَارَتْ بِذَلِكَ أَسْعَدُ ﴿١﴾

”اور جس پر لوگوں کے ہاتھ مٹی ڈال رہے تھے اور آنکھیں اس پر لگی ہوئی تھیں۔ جب اس طور سے نیک بختیاں اندر دفن ہو رہی تھیں۔“

لَقَدْ غَيْبُوا حُلْمًا وَعِلْمًا وَرَحْمَةً ... عَشِيَّةَ عَلَوَةِ الثَّرَى لَا يُوسَدُ. ﴿٢﴾

”لوگوں نے علم و برد باری کو علم و معرفت کو رحمت و برکت کو اس رات میں غائب کر دیا۔ جب لوگ آپ کے اوپر وہ مٹی کا ڈھیر چڑھا رہے تھے جس میں کوئی فرش تک نہ بچھایا گیا تھا۔“

وَرَاخُوا بِمُحْزِنٍ لَيْسَ فِيهِمْ نَبِيَّهُمْ ... وَقَدْ وَهَنْتَ مِنْهُمْ ظَهُورٌ وَأَعْضُدُ. ﴿٣﴾

”اور یہ غم زدہ لوگ اس حالت میں ہو گئے کہ اب ان میں ان کے نبی نہیں اور اب ان کی کمریں اور بازو بالکل کمزور ہو گئے۔“

يُبْكُونَ مَنْ تَبَّكِي السَّمَوَاتِ يَوْمَهُ . وَمَنْ قَدْ بَكَتَهُ الْأَرْضُ فَالْتَأَسُ أَكْمَدُ. ﴿٤﴾

”یہ لوگ اس ہستی پر رورہے تھے جس پر اس کی وفات کے دن آسمان اور زمین رورہی تھی اور لوگ بہت غم زدہ تھے۔“

وَهَلْ عَدَلَتْ يَوْمًا رَزِيَّةً هَالِكٍ ... رَزِيَّةً يَوْمٍ ﴿٥﴾

مَاتَ فِيهِ مُحَمَّدٌ ؟

”اور کیا کسی مرنے والے مصیبت کا دن اس دن کی مصیبت کے برابر ہو سکتا ہے جس میں محمدؐ کی وفات ہوئی۔“

تَقَطُّعُ فِيهِ مَنَزِلُ الْوَحْيِ عَنْهُمْ ... وَقَدْ كَانَ  
ذَا نُورٌ يَغُورُ وَيُنْجِدُ

”یہ وہ دن ہے جس میں لوگوں سے وہ شخص منقطع ہو گیا جس پر وحی کا نزول ہوتا اور اس کا نور پست و بالا مقامات کو منور کرتا تھا۔“

فَبَيَّنِّي رَسُولَ اللَّهِ يَا عَيْنَ عَبْرَةٍ ... وَلَا  
أَعْرِفَنَّكَ الدَّهْرُ دَمْعُكَ يُجْمَدُ

”پس اے آنکھ! تجھے کیا ہو گیا ہے کہ تو ایسی نعمت کے مالک پر خوب روا اور بڑے بڑے آنسو بہا اور میں کبھی نہ دیکھوں کہ تیرے آنسو خشک ہو گئے ہیں۔“

وَمَا لِكَ لَا تَبْكِينَ ذَا التَّعْمَةِ الَّتِي ... عَلَى  
التَّائِسِ مِنْهَا سَابِغٌ يَتَّعَمِدُ

”پس اے آنکھ! تجھے کیا ہو گیا ہے کہ تو ایسی نعمت کے مالک پر نہیں روتی جس کا ایک حصہ بھی لوگوں کے لیے پورا ہوتا ہے اس نعمت کے مالک پر جواب مستور و مخفی ہے۔“

جُودِي عَلَيْهِ بِالدَّمُوعِ وَأَعْيُولِي ... لِفَقْدِ  
الَّذِي لَا مِثْلَهُ الدَّهْرُ يُوجَدُ

”پس تو ان پر آنسوؤں کے ساتھ اچھی طرح سخاوت کر اور اس ہستی کے فقدان پر چہیں مار مار کر رو، جس کی مثال زمانہ بھر میں نہیں پائی جاسکتی۔“

وَمَا فَقَدَ الْمَاضُونَ مِثْلَ مُحَمَّدٍ ... وَلَا مِثْلَهُ

حَتَّى الْقِيَامَةِ يُفْقَدُ

”اور گزری ہوئی امتوں نے محمدؐ جیسی شخصیت گم نہیں کی اور نہ

قیامت تک ان کا مثل گم کیا جاسکتا ہے۔“

وَقَالَ حَسَّانُ بْنُ ثَابِتٍ أَيْضًا ، يَبْكِي رَسُولَ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

”حسان بن ثابت کا دوسرا مرثیہ جو آپ نے پاک نبی کریم

ﷺ پر آہ و بکاؤ کیا تھا۔“

مَا بَالَ عَيْنِكَ لَا تَنَامُ كَأَنَّمَا ... كَجِلَّتْ  
مَا قِيَهَا بِكُخْلِ الْأَرْمَدِ .

”تیری آنکھ کو کیا ہو گیا ہے کہ اس سے نیند نہیں آتی گویا اس

آنکھ کے کناروں میں نکلوں کا سرمہ لگا دیا گیا ہے۔“

جَزَعًا عَلَى الْمَهْدِيِّ أَضْبَحَ ثَاوِيًا ... يَا خَيْرَ  
مَنْ وَطِئَ الْحَصَى لَا تَبْعُدُ .

”اس ہادی و مہدی پر آہ و بکاؤ کرنے کی وجہ سے جو اپنے ٹھکانے

لگ گیا ہے۔ اے وہ ہستی! جس نے اس زمین کو چل کر بار بار

رودنا ہے مجھ سے دور نہ ہو۔“

بِوَجْهِ يَقِيكَ التُّرْبُ لَهْفِي لَيْتَنِي ... عُيْبَتْ  
قَبْلَكَ فِي بَيْعِ الْعَرْقَدِ .

”میرا چہرہ آپ کو مٹی سے بچائے افسوس کاش میں آپ سے

پہلے مدینہ منقرہ بقیع العرقد میں دفن کر دیا جاتا۔“

أَبِي وَأُمِّي مَنْ شَهِدْتُ وَقَاتَهُ ... فِي يَوْمِ  
الْإِثْنَيْنِ النَّبِيِّ الْمُهْتَدِيِّ .

”اس نبی مہدی پر میرے ماں باپ تریبان جس کی وفات دو شنبہ

کو میرے سامنے ہی ہوگئی۔“

﴿۱﴾ فَظَلِمْتُ بَعْدَ وَقَاتِهِ مُتَبَلِّدًا ... مُتَلَدًّا يَا لَيْتَنِي لَمْ أُولَدْ.

”اس لیے اب میں آپ کی وفات کے بعد حیران و ششدر ہوں اور ادھر ادھر دیکھتا پھرتا ہوں۔ اے کاش! میں پیدا ہی نہ

ہوتا۔“

﴿۲﴾ أَأَقِيمُ بَعْدَكَ بِالْمَدِينَةِ بَيْنَهُمْ ... يَا لَيْتَنِي صُبِّحْتَ سَمَ الْأَسْوَدِ.

”کیا میں آپ کے بغیر مدینہ میں لوگوں کے درمیان رہ سکوں

۱۲ اے کاش! صبح مجھے کالے ناگوں کا زہر پلا دیا جاتا۔“

﴿۳﴾ أَوْ حَلَّ أَمْرُ اللَّهِ فِينَا عَاجِلًا ... فِي رَوْحَةٍ مِنْ يَوْمِنَا أَوْ مِنْ غَدٍ

”یا آج کی شام یا کل کی شام میں جلدی سے اللہ کا امر ہمارے لیے نازل ہو جائے۔“

### حوالہ جات

- (۱) سیرت ابن ہشام باب جلد: ۲، صفحہ: ۲۶۶ تا ۲۶۹۔
- (۲) طبقات ابن سعد باب وفات نبی کریم ان پر مرتبہ جات جلد: ۲، صفحہ: ۳۲۲۔
- (۳) روض الانف باب وفات نبی صفحہ: ۴۵۸، جلد: ۴۔ تاریخ البدایہ والنہایہ باب وفات پیغمبر جلد: ۵، صفحہ: ۲۸۰۔

## استیعاب، سیرت ابن ہشام، تاریخ البدایہ والنہایہ، الروض الانف

ابن اسحق نے کہا: عبد اللہ بن رواحہ ان اشعار میں حمزہ بن عبد المطلب پر آہ و بکاء کرتے ہیں:

بکت عینی وحق لها بکاکھا ... وما یغنی  
البکاء والعیول

”میری آنکھوں سے آنسو نکل پڑے اور ایسا ہونا ابھی چاہیے تھا  
لیکن آہ و بکاء اور شور شیون سے کیا فائدہ؟“

علی أسد الإله غداة قالوا ... لحمزة ذاکم  
الرجل القتیل

”میرے آنسو شیر خدا حمزہ پر اس وقت نکل پڑے جب لوگوں  
نے کہا یہ مقتول آدمی حمزہ ہے۔“

أصیب المسلمون به جمیعا ... هناك وقد  
أصیب به الرسول

”حضرت حمزہ کے قتل سے تمام مسلمانوں کو تکلیف پہنچی ہے اور تو  
اور خود رسول اللہ کو اس کا سخت صدمہ ہوا ہے۔“

أبا بعلي لك الأركان هدت ... وأنت الماجد  
البر الوصول

”اے ابو بعلی (کنیت حمزہ) تمہارے تمام اعضاء کا ڈالے

گئے، حالانکہ تم ایک شریف، نیک اور سب کے کام آنے والے  
فرد تھے۔“

عليك سلام ربك في جنان ... بخالطها  
نعيم لا يزول

”اے حزنہ! آپ پر سلام تیرے رب کی جانب سے اور جنت  
میں لازوال عیش و آرام ملتا رہے گا۔“

ألا يا هاشم الأخيار صبرا ... فكل  
فعالكم حسن جميل

”اے ہاشمی! جو صبر میں سب سے زیادہ بہتر ہے، تمہارا ہر کام  
نہایت حسین و جمیل تھا۔“

رسول الله مصطبر كريم ... بأمر الله  
ينطق إذ يقول

”اللہ کے رسول صابر اور کریم آدمی ہیں۔ وہ جب کچھ فرماتے  
ہیں اللہ ہی کی بات وہن مبارک سے نکالتے ہیں۔“

### حوالہ جات

- (۱) تاریخ البدایہ والہیابہ باب غزوہ احد جلد: ۴، صفحہ: ۵۹۔
- (۲) سیرت ابن ہشام ۱۶۲ جلد: ۲، باب غزوہ احد۔
- (۳) روض الانف جلد: ۲، صفحہ: ۲۴۲، باب احد۔



## شہدائے احد پر مرثیہ

سیرت ابن ہشام جلد: ۲، صفحہ: ۱۵۱ [ شِعْرُ حَسَّانٍ فِي قَتْلِ  
يَوْمِ أُحُدٍ ] باب احد

قَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ : وَقَالَ حَسَّانُ بْنُ ثَابِتٍ  
بِنَبِيِّ حَمْزَةَ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَمَنْ أُصِيبَ  
مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ يَوْمَ أُحُدٍ

”ابن اسحاق کہتے ہیں اور حسان بن ثابت نے اس وقت اشعار  
کہے جس وقت حضرت حمزہؓ اور دیگر شہدائے احد پر آہ و بکاء  
کرتے ہیں۔“

غزوہ احد مسلمانوں کے لیے ایک تکلیف دہ جنگ تھی۔ جس میں فاتح لشکر اسلام کو  
خفت اٹھانی پڑی۔ جتنی جنگ بد نظمی کی بنا پر سخت اور بڑا نقصان اٹھانا پڑھا۔ البتہ بعض  
بہادر شہسواروں نے غضب کی جنگ کی اور شہادت کا رتبہ پایا ان میں حضرت حمزہؓ نمایاں  
ہیں، اگرچہ آپ کی شہادت پاک نبی کریمؐ کے لیے بڑی تکلیف کا باعث بنی مگر آپ کے  
بہت سے جانثاروں نے تاریخ بھی رقم کی۔ حضرت حمزہؓ اس جنگ کے ہیرو قرار پائے۔  
آپ کو تغمہ حسن یہ ملا کہ سید الشہداء، اسد اللہ، اسد رسول اللہ بن گئے۔ اس سے حضرت  
حمزہؓ کا مقام و مرتبہ کا تعین ہو گیا مگر پاک نبی کریمؐ کا ایک بازو کٹ گیا اور یہ واقعہ  
کے بنو ہاشم کے غم و گریہ کا سامان فراہم کر گیا۔ اب شعراء کس نظر سے دیکھتے ہیں اس جانب  
ایک نظر کرتے ہیں۔

يَا حَيُّ قُوِي قَانِدُ بِنٍ ... بِسُحْبِرَةِ شَجْوِ التَّوَائِحِ

”اے میری ماں! اٹھ کھڑی جو اور نوحہ کرنے والیوں کا ساقم  
واندوہ لے کر مقام سمیرہ فریادوں سے لبریز نوحہ کر۔“

كَالْحَامِلَاتِ الْوَقْرِ بِأَلٍ ... ثَقِيلِ الْمَلِحَاتِ  
التَّوَالِجِ

”ان عورتوں کی طرح نوحہ کر جو زبردست بوجھ کو پوری مشقت  
کے ساتھ اٹھا رہی ہیں۔“

الْمُعْوَلَاتِ الْحَامِشَاتِ وَجُوهَ حُرَاتِ  
صَحَائِحِ

”جو عورتیں منہ نوحہ نوحہ کر رہی ہیں ان کے چہرے آزاد اور شریف عورتوں کے چہرے ہیں۔“

وَكَأَنَّ سَيْلَ دُمُوعِهَا أَلٍ ... أَنْصَابُ خُضْبٍ  
بِالذَّبَائِحِ

”ان کے آنسوؤں کا سیلاب گویا سنگ انصاب ہے، جو قربانی  
کے جانور کے خون سے رنگا ہوا ہے۔“

يَنْقُضْنَ أَشْعَارًا لَهْنٌ ... هُنَاكَ بَادِيَةَ الْمَسَائِحِ  
”یہ نوحہ خوان عورتیں اس جگہ اپنے بال کھولے ہوئے تھیں۔ ان

کی میٹریاں صاف نظر آ رہی تھیں۔“

وَقَالَ كَغَبٍّ أَيْضًا يَبْكِي حَمْرَةَ

”کب حضرت حمزہؑ پر آہ بکاء کرتے ہیں۔“

صَفِيَّةَ قُومِي وَلَا تَعْجِزِي ... وَبِكَتِي النِّسَاءِ  
عَلَى حَمْرَةَ

”اے صفیہ! اٹھ کھڑی ہو، عاجزی و مجبوری نہ دیکھ اور حضرت  
حمزہؑ پر آہ بکاء کرنے کے لیے عورتوں کو آمادہ کر۔“

وَلَا تَسْأَلِي أَنْ نُطِيلِي الْبُكَاءَ ... عَلَى أَسَدِ  
اللَّهِفِي الْهَزَّةِ

”اگر اللہ کے اس شیر پر جو میدانِ جنگ کے اندر حرکت میں  
آجاتا تھا تو طویل سے طویل مدت تک آہ و بکاہ کی نوبت آئے تو  
اکٹانہ چانا۔“

فَقَدْ كَانَ عِزًّا لِأَيَّتَامِنَا ... وَلَيْتَ الْمَلَاحِمِ فِي  
الْبِرَّةِ

”وہ ہمارے یتیموں کے لیے دوسروں پر غالب آجاتا ہے اور  
بڑے بڑے معرکوں میں اسلحہ جنگ کے ساتھ گود جانے والا شیر  
ہے۔“

يُرِيدُ بِذَلِكَ رِضًا أَحْمَدٍ ... وَرِضْوَانَ ذِي  
الْعَرْشِ وَالْعِزَّةِ

”اس سے اس کا مقصد بجز اس کے کچھ نہیں تھا وہ رسول اللہ اور  
وہ مالکِ ارض و سماء اور صاحبِ قوتِ خدا کی خوشنودی حاصل  
کریں۔“

حضرت جعفر طیار پر حسان بن ثابت کا ماتم اور مرثیہ

سيرت ابن ہشام، تاریخ البدایہ والنہایہ، الروض الانف

[شِعْرُ حَسَّانٍ فِي بُكَاءِ جَعْفَرِ بْنِ أَبِي

طَالِبٍ] وَقَالَ حَسَّانُ بْنُ ثَابِتٍ يَبْكِي جَعْفَرَ

بَنَ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

وَلَقَدْ بَكَيتُ وَعَزَّ مُهْلِكُ جَعْفَرٍ ... حَبِ

التَّبِي عَلَى النَّبِيَّةِ كُلِّهَا

”دنیا میں رسول اللہ کے سب سے زیادہ محبوب جعفر کی ہلاکت

وشہادت مجھ پر بہت گراں گذری ہے اس لیے میں رو پڑا۔“  
 وَلَقَدْ جَزَعْتَ وَقُلْتَ حِينَ نُعِيْتِ لِي . مَنْ  
 لِلْجَلَادِ لَدَى الْعُقَابِ وَظَلَمَهَا  
 بِالْبَيْضِ حِينَ تُسَلُّ مِنْ أَعْمَادِهَا ... ضَرْبًا  
 وَإِنْهَالِ الرَّمَا حِ وَعَلَمَهَا

”اے جعفرؑ جس وقت آپ کی شہادت کی خبر ہمیں دی گئی ہے میں غمگین ہو کر کہا  
 جس وقت تلواروں کو ان کے نیاموں سے مارنے کے لیے نکالا جائے گا اور جس  
 وقت نیزے کے بعد دیگر متواتر اپنی پیاس بجھائیں گے اس وقت اور نیزوں کو  
 لے کر کون کون ہوگا جو رسول اللہؐ کے چھندے عقاب نامی اور اس کے سائے کے  
 نیچے آ کر حضرت جعفرؑ کے بعد دشمنوں کا مقابلہ کرے گا۔“

بَعْدَ ابْنِ قَاطِمَةَ الْمُبَارِكِ جَعْفَرَ خَيْرِ الْبَرِيَّةِ  
 كُلَّهَا وَأَجَلَهَا.

”وہ جعفر جو قاطمہ بنت اسد بن ہاشم کے مبارک بیٹے اور ساری  
 دنیا میں بہترین انسان ہیں۔“

### (حوالہ جات)

- (۱) سیرت ابن ہشام سریہ موتہ صفحہ: ۳۸۶، جلد: ۲۔
- (۲) تاریخ البدایہ والنہایہ غزوہ موتہ جلد: ۴، صفحہ: ۲۵۷۔

## شِعْرُ حَسَّانٍ فِي بُكَاءِ ابْنِ حَارِثَةَ وَابْنِ رَوَاحَةَ

سرات ابن ہشام باب سریہ موتہ صفحہ: ۳۸۶، جلد: ۲:  
قَالَ حَسَّانُ بْنُ ثَابِتٍ فِي يَوْمِ مُوتَةِ بِنْتِي  
زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ وَعَبْدَ اللَّهِ بْنِ رَوَاحَةَ  
(زید بن حارثہ و عبد اللہ بن رواحہ پر ماتم و مرثیہ)۔

عَيْنِ جُودِي بِدَمْعِكَ الْمَنْزُورِ ... وَادْكُرِي  
فِي الرَّحَاءِ أَهْلَ الْقُبُورِ

”اے چشم پرئم! روتے روتے خشک ہو جانے کے باعث  
تیرے آنسو جو تھوڑے رہ گئے ہیں۔ کافی نہیں ان میں کسی نہ کسی  
طرح آنسوؤں کا اور اضافہ کر اور خوب خوب رو فرصت کے  
اوقات میں قبروں کے اندر پہنچ جانے والوں کو خوب یاد کرو۔“

وَادْكُرِي مُوتَةَ وَمَا كَانَ فِيهَا ... يَوْمَ رَاحُوا  
فِي وَقْعَةِ التَّغْوِيرِ

”اے چشم پرئم! موتہ کو یاد کر اور موتہ میں جو ہوا وہ یاد کر جب  
مسلم افواج کا فرار اختیار کرنے کا واقعہ پیش آیا تھا۔“  
حِينَ رَاحُوا وَعَادَرُوا تَمَّ زَيْدًا ... نِعْمَ مَا وَى  
الضَّرِيكَ وَالْمَأْسُورِ

”جس وقت وہ واپس آئیں اور وہ زید بن حارثہ کو وہی چھوڑ

آئیں حالانکہ اس غریب قیدی کا یہاں چھاٹھا کانا ہو گیا ہے۔“  
 حَبَّ خَيْرِ الْأَنْفَامِ طَرًّا جَمِيعًا ... سَيِّدَ النَّاسِ  
 حُبَّهُ فِي الصَّدُورِ

”ساری دنیا میں جو کل مخلوق سے اعلیٰ و ارفع ہستی ہیں زید بن  
 حارثہ ان کے محبوب تھے۔ لوگوں کے سردار تھے، ان کی محبت  
 آج ہمارے سینوں میں پوشیدہ ہے۔“

ذَاكُمْ أَحْمَدُ الَّذِي لَا سِوَاهُ ... ذَلِكَ حُزْنِي لَهُ  
 مَعًا وَسُرُورِي

”یہ صرف احمدؓ جتنی کی ہستی ہے۔ اس کے سوائے اور کوئی ہستی  
 ہے جن کے حزن و ملال اور جن کے سرور و انبساط میں ہم برابر  
 کے شریک ہیں۔“

إِنْ زَيْدًا قَدْ كَانَ مِنَّا بِأَمْرِ ... لَيْسَ أَمْرُ  
 الْمُكَذَّبِ الْمَغْرُورِ

”یہ وہ زید ہیں جو سب کی طرف سے ایک امارت کے کام پر  
 مقرر کیے گئے تھے اور یہ کام کوئی جھٹلائے فریب خوردہ لوگوں کا  
 منہ نہ تھا۔“

وَقَالَ شَاعِرٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ مِمَّنْ رَجَعَ مِنْ  
 غَزْوَةِ مُوتَةَ :

كَفَى حَزْنًا أَنِّي رَجَعْتُ وَجَعْفَرٌ ... وَزَيْدٌ  
 وَعَبْدُ اللَّهِفِي رَمْسٍ أَقْبَرُ  
 قَضَوْا نَحْبَهُمْ لَمَّا مَضَوْا لِسَبِيلِهِمْ ... وَخَلَّفْتُ  
 لِلْبَلَوَى مَعَ الْمُتَعَبِّرِ

ثَلَاثَةٌ رَهْطٍ قَدَّمُوا فَتَقَدَّمُوا ... إِلَى وَرْدِ

## مَكْرُوهُ مِنَ الْمَوْتِ اٰخِرٍ

”میرے لیے یہ غم کیا کم تھا میں ایسی حالت میں لوٹ کر آیا  
کہ زید بن حارثہ اور عبد اللہ بن رواحہ کی سرزمین موت میں قبروں  
کی مٹی کے نیچے دب کر رہ گئے۔ ان اکابر نے اپنی شہادت کے  
رستے پر چل کر اپنا مقصد پورا کر لیا ہے۔ میں امتحان و آزمائش  
کے لیے زندہ رہ گیا۔ یہ تینوں گروہ تھے جو آگے بڑھائے اور یہ  
موت کے اس ناپسندیدہ اور سرخ گھاٹ کی طرف بڑھ بھی  
گئے۔“

## طف کر بلا کے مقتولوں کا مرثیہ

تاریخ مسعودی، تاریخ الیادایہ والنہایہ، سیرت ابن ہشام، تاریخ  
الخلفاء استعیاب

## رثاء قتیل الطف

وفي قتيل الطف يقول سليمان بن قتة  
يرثيه على ما ذكره الزبير بن بكار في  
كتاب أنساب قريش من أبيات:

”طف کے مقتولوں کے متعلق سلمان بن قتہ اس کے مرثیہ میں  
کہتا ہے جسے زبیر بن بکار اپنی کتاب انساب قریش میں کرتا  
ہے۔“

فإن قتيل الطف من آل هاشم ... أذل  
رقاباً من قریش فذلت.

”اور آل ہاشم میں سے طف کے مقتولوں نے قریش کی گردنیں  
جھکا دی ہیں۔“

فإن يُتبعوه عائد البيت يُصبحوا ... كعَادِ

تعمت عن هَذَاهَا فَضَفَّتِ

”پس اگر انہوں نے اُسے بیتِ اللہ میں پناہ لینے والے کے پیچھے لگا تو وہ عادی کی طرح ہو جائیں گے جو اپنے راستے سے ہٹ کر گمراہ ہو گئی تھیں۔“

أَلَمْ تَرَ أَنَّ الْأَرْضَ أَضْحَتْ مَرِيضَةً ... بِقَتْلِ  
حُسَيْنٍ وَالْبِلَادِ أَفْشَعْرَتْ

”کیا تو نہیں دیکھ رہا کہ حسینؑ قتل ہونے سے زمین بیمار ہو گئی ہے اور ملکوں کے رونگٹے گمڑے ہو گئے ہیں۔“

فَلَا يُبْعَدُ اللَّهُ الدِّيَارَ وَأَهْلَهَا ... وَإِنْ  
أَصْبَحَتْ مِنْهُمْ بَرَعْمِي تَخَلَّتِ

”پس اللہ تعالیٰ مکانوں اور کینوں کو تباہ کرے اگرچہ وہ مرے خیال کے برعکس خالی ہو گئے ہیں۔“

### کتاب حوالہ جات

- (۱) السیرة النبویة لابن ہشام باب غزوه اجد صفحہ: ۹۱، جلد: ۲۔
- (۲) ہشام باب سریہ موتہ صفحہ: ۳۸۶، جلد: ۲۔
- (۳) وفات نبی۔ صفحہ: ۶۰، ۶۱، ۶۲، جلد: ۳۔ استیعاب صفحہ: ۱۱۱، جلد: ۱، حضرت حمزہ بن عبدالمطلب: ۳ تاریخ مسعودی باب جلد: ۱ صفحہ: ۳۶۲۔
- (۴) تاریخ الخلفاء سیوطی: ۵۹۔
- (۵) تاریخ البدایہ والنہایہ سن اکثو ہجری باب مرثیہ امام عالی مقام جلد: ۸، صفحہ: ۲۱۱۔



بابِ نونزدهم

شعائر الاسلام

## شعائر اللہ کیا ہے؟

ہر شیء جو اللہ تعالیٰ نے پیدا کی ہے وہ شعائر ہے لیکن جس کی وضاحت اللہ تعالیٰ نے یا پاک نبی کریم نے کلام میں کرتے ہوئے حرام اور حلال میں تعین کر دی گئی ہے وہ شعائرِ اسلام ہیں۔

تفسیر الکبیر الرازی

وأما [ شعائر اللہ ] فهي أعلام طاعته ،  
وكل شيء جعل علماً من أعلام طاعة اللہ  
فهو من شعائر اللہ ،  
”شعائر اللہ وہ ہیں جس کی نشانیوں میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت  
پائی جائے اس کو شعائر اللہ کہتے ہیں۔“

## پہاڑ شعائر اللہ ہیں

جناب ہاجرہ کا پانی کی تلاش کے لیے نکلنا ان کی پریشانی بڑھتی گئی کہ بیٹے حضرت اسماعیل کی پیاس کی شدت نے اسے مجبور کر کے رکھ دیا تھا اور بالآخر پانی کی تلاش کے لیے نکل پڑی، پھر ایک پہاڑ صفا سے دوسرے پہاڑ مروہ پر جا کر رک جاتی تھی اس خیال سے کہیں کوئی درندہ اس کے بیٹے کو اٹھانہ لے جائے، پھر اس کی محبت میں پلٹ آتی تھی اور پیار اور حوصلہ دے کر چل پڑتی تھی۔ لیکن بیٹے کا آنکھوں سے اوجھل ہونے سے دل میں تسلی اور سکون نہ ہونے کی بنا پر لوٹ آتی تھی۔ ہاجرہ کا یہ بار بار ایسا عمل کرنے کی بنا پر اللہ تعالیٰ نے ان کو شعائرِ ابراہیم قرار دیا تھا۔ اور ملتِ اسلامی کو حج کے مناسک سے جوڑ دیا ہے۔ قرآن حکیم نے یوں ارشاد فرمایا تھا:

إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِن شَعَائِرِ اللَّهِ، فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ  
أَوْ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا، وَمَنْ  
تَكَوَّفَ حَوْلَهُمَا فَان لِّلَّهِ شَاكِرٌ عَلَيْهِمْ ۖ (البقرة)

”بیک صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں، چنانچہ جو شخص  
بیت اللہ کا حج یا عمرہ کرے تو اس پر کوئی گناہ نہیں کہ ان دونوں  
کے (درمیان) چکر لگائے، اور جو شخص اپنی خوشی سے کوئی نیکی  
کرے تو یقیناً اللہ (بڑا) قدر شناس (بڑا) خبردار ہے۔“

قربانی کے جانوروں کو جن کے گلے میں پٹے، جموٹے باندھ دیے جائیں یا اونٹ  
کی کوبان کو زخمی کر دیا جائے اس علامت سے ان جانوروں کو شعائر اللہ کہتے ہیں۔  
جانور کا احترام کرنا اور اس کی ضرورت پوری کرنا ایک انسان پر لازم ہے۔ اس کو  
قید کر رکھا ہو یا اس سے خدمت حاصل کر رہا ہو۔ قربانی کے لیے وہ حلال جانور جس کا  
گوشت کھایا جانے کا حکم ہے۔ اس کے لیے بھی اللہ تعالیٰ نے قانون سازی کر رکھی ہے۔  
لیکن وہ حلال جانور جن کو اللہ تعالیٰ کے حکم سے قربانی کے لیے مختص کر دیا گیا ہو یا اس کو  
بیت اللہ کی جانب لے جانے کے لیے گلے میں پٹے یا کوئی زخم لگا دیا گیا ہو ایسی چیز جو  
عرف میں علامت کے طور پر اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ یہ جانور بیت اللہ کی جانب  
قربانی کے لیے مختص ہے۔ اس کا احترام لازم ہو جاتا ہے۔ اور اس جانور کی بے حرمتی حرام  
ہو جاتی ہے۔

چار ماہ ذوالقعدہ، ذوالحجہ، محرم اور رجب بھی شعائر اللہ ہیں

ان چار مہینوں میں کسی مسلمان کو حق نہیں ہے کہ کوئی بھی شخص یا قوم جو مسلمان بھی نہ  
ہو مگر بیت اللہ کے احترام کے لیے کوئی علامت بطورے نذرانہ، ہدی، جانور لے کر  
آئیں۔ ان کو اس عرصہ میں مت روکو اور زیادتی نہ کرو، بلکہ ان کو بھی اعمال ادا کرنے دو۔  
اس پر قرآن حکیم نے اس طرح انسان کے لیے رہنمائی فرمائی ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَحْلُوا شَعَائِرَ اللَّهِ وَلَا الشَّهْرَ  
 الْحَرَامَ وَلَا الْهَدْيَ وَلَا الْقَلَائِدَ وَلَا آمِنِينَ الْبَيْتِ  
 الْحَرَامَ يَنْتَفِعُونَ فَضْلًا مِمَّن رَزَقَهُمْ وَرَضُوا إِنَّا وَآذًا  
 حَلَّلْنَاهُ فَأَصْطَلِحُوا وَلَا تَجْرِمَكُمْ شَتَانُ قَوْمٍ أَنْ  
 صَدَّقْتُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ أَنْ تَعْتَدُوا  
 وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبُغْزِ وَالتَّقْوَىٰ وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى  
 الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَأَقْبُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ  
 الْعِقَابِ ﴿١٠﴾ [المائدة]

”اے ایمان والو! اللہ کی نشانیوں کی بے حرمتی نہ کرو اور نہ  
 حرمت (وادب) والے مہینے کی (یعنی ذوالقعدہ، ذوالحجہ، محرم اور  
 رجب میں سے کسی ماہ کی) اور نہ حرم کعبہ کو بھیجے ہوئے قربانی کے  
 جانوروں کی اور نہ مکہ لائے جانے والے ان جانوروں کی جن  
 کے گلے میں علامتی پٹے ہوں اور نہ حرمت والے گھر (یعنی خانہ  
 کعبہ) کا قصد کر کے آنے والوں (کے جان و مال اور عزت و  
 آبرو) کی (بے حرمتی کرو کیونکہ یہ وہ لوگ ہیں) جو اپنے رب کا  
 فضل اور رضا ناس کر رہے ہیں، اور جب تم حالت احرام سے  
 باہر نکل آؤ تو تم شکار کر سکتے ہو، اور تمہیں کسی قوم کی (یہ) دشمنی کہ  
 انہوں نے تم کو مسجد حرام (یعنی خانہ کعبہ کی حاضری) سے روکا تھا  
 اس بات پر ہرگز نہ ابھارے کہ تم (ان کے ساتھ) زیادتی کرو،  
 اور نیکی اور پرہیزگاری (کے کاموں) پر ایک دوسرے کی مدد کیا  
 کرو اور گناہ اور ظلم (کے کاموں) پر ایک دوسرے کی مدد نہ کرو  
 اور اللہ سے ڈرتے رہو۔ بیشک اللہ (نافرمانی کرنے والوں کو)

خت سزا دینے والا ہے،“

قربانی کے بڑے حلال جانور شعائر اللہ ہیں

وَالْبَدَنَ جَعَلْنَاهَا لَكُمْ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ لَكُمْ فِيهَا  
حَيَوتُهَا فَإِذَا كُورُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهَا صَوَافٍ، فَإِذَا وَجَمْتُمْ  
جُنُوبَهَا فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطِيعُوا الْقَائِعَ وَالْمُعْتَرَّ  
كَذَلِكَ سَخَّرْنَاهَا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴿٥﴾ [الحج]

”اور قربانی کے بڑے جانوروں (یعنی اونٹ اور گائے وغیرہ) کو ہم نے تمہارے لئے اللہ کی نشانیوں میں سے بنا دیا ہے۔ ان میں تمہارے لئے بھلائی ہے۔ پس تم (انہیں) قتل میں کھڑا کر کے (نیزہ مار کر شکر کے وقت) ان پر اللہ کا نام لو، پھر جب وہ اپنے پہلو کے بل گر جائیں تو تم خود (بھی) اس میں سے کھاؤ اور قناعت سے بیٹھے رہنے والوں کو اور سوال کرنے والے (محتاجوں) کو (بھی) کھلاؤ۔ اس طرح ہم نے انہیں تمہارے تابع کر دیا ہے تاکہ تم شکر بجالاؤ۔“

(پروفیسر طاہر القادری)

اللَّهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتِ الْحَرَامِ قِيَامًا لِلنَّاسِ وَالشُّهُرِ  
الْحَرَامِ وَالْهُدًى وَالْقَلَائِدَ ذَلِكَ لِتَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ  
يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَأَنَّ اللَّهَ بِكُلِّ  
شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴿٥﴾ [المائدة]

اللہ نے ادب والے گھر کعبہ کو لوگوں کے قیام کا باعث کیا اور حرمت و اطاعتیہ اور حرم کی قربانی اور گلے میں علامت آویزاں جانوروں کو یہ اس لیے کہ تم یقین کرو کہ اللہ جانتا ہے جو کچھ

①

آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں اور یہ کہ اللہ سب کچھ جانتا ہے، (ترجمہ احمد رضا خاں بہر یلوی)

② ”اللہ نے عزت (و ادب) والے گھر کعبہ کو لوگوں کے (دینی و دنیوی امور میں) قیام (امن) کا باعث بنا دیا ہے اور حرمت والے مہینے کو اور کعبہ کی قربانی کو اور گلے میں علامتی پٹے والے جانوروں کو بھی (جو حرم مکہ میں لائے گئے ہوں سب کو اسی نسبت سے عزت و احترام عطا کر دیا گیا ہے)، یہ اس لئے کہ تمہیں علم ہو جائے کہ جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اللہ خوب جانتا ہے اور اللہ ہر چیز سے بہت واقف ہے۔“

(ترجمہ پروفیسر طاہر القادری)

③ ”خدا نے عزت کے گھر (یعنی) کعبے کو لوگوں کے لیے موجب امن مقرر فرمایا ہے اور عزت کے مہینوں کو اور قربانی کو اور ان جانوروں کو جن کے گلے میں پٹے بندھے ہوں یہ اس لیے کہ تم جان لو کہ جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے خدا سب کو جانتا ہے اور یہ کہ خدا کو ہر چیز کا علم ہے۔“ (مولانا جالندھری)

### مساجد، شعائر اسلام ہیں

مساجد مٹی، پتھر، لوہا، سمٹ وغیرہ کا نام ہے۔ جس طرح انسان اپنے گھر کی تعمیر کرتا ہے اس طرح یہ گھر بھی تعمیر ہوتا ہے ان وسائل کے ساتھ جو اپنے یا پرانے چندہ وغیرہ سے تعمیر ہونے والے گھر کو جب یہ نیت باندھ کر لی جاتی ہے اس گھر میں خالصتاً اللہ تعالیٰ کی عبادت اور دین کی ترویج کرنا ہوگی تو عمارت جو مٹی اور پتھر سے وجود میں آئی تھی مقدس حیثیت اختیار کر جاتی ہے چونکہ اس کے بنانے میں یا وقف کرنے میں عمارت یا جگہ کا مکان و مرتبہ بڑھ جاتا ہے پس اس کی بے حرمتی کرنا ناجائز ہو جائے گی، اس طرح جانوروں میں جس جانور کو اللہ کے نام پر وقف کر دیا جائے اور خاص علامت دے دی

جائے وہ بھی اللہ تعالیٰ کا شعار بن گیا ہے۔ اس کی توہین کرنا حرام ہو جاتا ہے۔ پس انسان کی نیت عبادت کی ہے تو ہر شی مقدس بن جائے گی۔ اگر کوئی عبادت کے نام اداروں کا قیام، عید گاہیں، امام بارگاہیں، حرم الانبیاء، حرم ائمہ علیہم السلام، اور علاقوں میں قرار دیتا ہے تو یہ شعارِ اللہ ہوں گی اس شرط کے ساتھ اس میں عبادت الہی مراد ہو۔ ورنہ شعارِ مسلک بن جائیں گے۔

وَأَنَّ الْمَسْجِدَ لِلَّهِ فَلَا تَدْعُوا مَعَ اللَّهِ أَحَدًا ﴿[جن]

”اور یہ کہ مسجد گاہیں اللہ کے لئے (مخصوص) ہیں، سو اللہ کے ساتھ کسی اور کی پرستش مت کیا کرو۔“

يَتَخَلَّفُونَ ﴿۱۰﴾ وَمَنْ أظَلَمَ مِنْ مَّنْ مَّتَعَ مَسْجِدَ اللَّهِ أَنْ يُذْكَرَ فِيهَا اسْمُهُ وَسَعَىٰ فِي خَرَابِهَا ۗ أُولَٰئِكَ مَا كَانَ لَهُمْ أَنْ يَدْخُلُوهَا إِلَّا خَائِبِينَ ۗ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا جِزْيٌ وَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿[البقرة]

”اور اس شخص سے بڑھ کر کون عالم ہوگا جو اللہ کی مسجدوں میں اس کے نام کا ذکر کیے جانے سے روک دے اور انہیں ویران کرنے کی کوشش کرے! انہیں ایسا کرنا مناسب نہ تھا کہ مسجدوں میں داخل ہوتے مگر ڈرتے ہوئے، ان کے لئے دنیا میں (بھی) ذلت ہے اور ان کے لئے آخرت میں (بھی) بڑا عذاب ہے۔“ (پروفیسر طاہر قادری)

بیت اللہ میں حج کے موقع پر کسی شے کو مارنا اور ڈرانا حرام ہے  
حلال جانور کا استعمال اور حرام جانور سے فوائد حاصل کرنا اور انسان کے دشمن  
جہانور و درندوں کو مارنے کا حکم ہے لیکن ایک حاجی جب حج کے لیے نیت کر کے سرزمین  
مقدس مکہ کے حرم کعبہ کے اندر حالتِ احرام میں قیام پذیر ہوتا ہے تو ہر قسم کے جانور سے

زیادتی کرنا حرام ہے اور قابلِ مؤخذہ ہے چونکہ اللہ تعالیٰ نے انسان اور ہر مخلوق کو اس دھرتی پر محفوظ بنایا ہے۔

لیکن اگر کوئی یہ کہہ کہ حلال مال حرام ہو گیا اور حلال ہو گیا ہے تو یہ درست نہیں ہے۔ جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مکہ مکرمہ کو ہر ظلم و ستم سے محفوظ بنایا (بشرطیکہ دشمن اس پر قبضہ نہ کرے) اس طرح شی کو یہ رعایت دی ہے کہ اس سر زمین پر خود کو مامون سمجھے۔

مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ بھی شعائر اللہ ہیں

مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے شہر اور زمین شعائر اللہ ہیں۔ اس زمین کی توہین کرنا اس پر قتل اور فساد کرنا یا اس کو پامال کرنا اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں ہے اگر کوئی ایسی نیت سے کرتا ہے تو واجب القتل ہونے کے علاوہ وہ مرتد بھی ہے۔ جس کی بخشش ناممکن ہے۔ یہ حدود حرم ہیں جو احادیث سے بھی ثابت ہیں۔

کتاب اللہ اور انبیاء کرام بھی شعائر اللہ ہیں۔ کتاب اللہ اور انبیاء کرام بھی شعائر اللہ ہیں۔ ان کی توہین کرنا متوجہ سزا ہے۔ اور ایک مسلمان پر ان کا احترام کرنا فرض ہے۔ اس طرح غیر مسلم کو بھی ان کا احترام کرنا لازم ہے۔ اگر بے حرمتی کی نیت کرتے ہوئے کوئی ایسا عمل کرے جس سے توہین کا پہلو نکلا ہو تو وہ بھی مستحق سزا ہے اس طرح ازواج مطہرات اور ائمہ اطہار اور مومن صحابہ کرام پر بے حیا تنقید اور خلاف واقعہ بیان کرنا بھی ناجائز ہے۔

نوٹ: شعائر اسلام کی فہرست طویل ہے لہذا چند مثالیں دینا مطلوب تھیں۔

شعائر مسلک

بعض علامات ایسی ہیں جن کی مسلک عزت اور احترام کرتا ہے، جیسے مسلمانوں کی مساجد اور دیگر عبادت گاہیں غیر مسلم کو احترام کرنے کا حق دیتا ہے اور ان کی توہین کو شعائر اللہ کی توہین جانی جاتی ہے۔ اسی طرح ایک مسلمان پر غیر مسلم عبادت گاہوں کا احترام بھی لازم ہے۔ جس کی توہین کے پہلو میں ہر ریاست نے قانون سازی اور سزا قائم کر رکھی



ہے۔ یا اس کی بے حرمتی میں فساد کی بنیاد ہو ایسا کرنا بھی حرام ہے۔ اس طرح اگر کوئی طبقہ کسی عملِ مباح کو عبادت کا درجہ دیتا ہے جیسے انبیاء کرام، صحابہ کرام، آئمہ اطہار، آئمہ فقہ، آئمہ احادیث، اولیاء کرام کے مزار اور مقابر کو دینی خدمات کے سبب جانتا ہے اور زیارت کو باعثِ ثواب جانتا ہے تو اس کی بے حرمتی ناجائز ہے اور توہینِ باعشِ فساد ہے۔ چونکہ یہ ان کے مسلک کے پہچان کی علامات ہیں۔ اس طرح ایک کالا یا سبز جھنڈا اور ذوالجناح یا وہ تیرکات جو آپ (نبی کریم) سے ثابت ہیں جو یہ واقعہ، تاریخ، قوم کی پہچان کی علامات بن چکے ہیں کہ یہ پاک نبی کریم ﷺ کے نشانوں میں سے اس طرح کہ جھنڈا اسلامی شعائر کا ایک ذریعہ ہے کہ پاک نبی کریم نے کوئی جنگ ایسی نہ تھی جو علم (جھنڈا) سے خالی تھی، بلکہ یہ اسلام اور کفر کے فرق میں نمایاں کردار ادا کرتا تھا جو کہ غزوہ خندق اور غزوہ خیبر میں اس کی اہمیت اس لیے بڑھ گئی تھی کہ آپ نے مقام خیبر میں ہر شخص کو جھنڈا فراہم کیا جس نے بھی لشکرِ اسلام کے قیادت کی خواہش فرمائی، لیکن فتح کا سہرا کسی اور کے سر پر سجا تھا۔ آپ نے افواج کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا: کل یہ جھنڈا اس شخص کے حوالے کروں گا جو اللہ و رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور رسول بھی اس سے محبت کرتے ہیں، وہ بڑے بڑے حملہ کرنے والا ہے، مگر راہ فرار اختیار نہیں کرتا۔ بالآخر یہ سعادت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو نصیب ہوئی تھی۔

(خصائص نسائی، طبری، کامل، بخاری، مسلم کتب بسیار میں ہے)

آج بھی اگر جہادِ اسلامی ہو تو کہا جاسکتا ہے کہ دین کی بقا کے لیے جو آج موت ہے وہ بھی شہادت ہے چونکہ اس دین کی بقا کے لیے پاک نبی کریم کے اقوال اور عمل افواج، وہ علامات جو آپ رسول اللہ اپنایا کرتے تھے جیسے یہ جھنڈے، لباس، تلوار، یا موجودہ زمانہ کا جدید اسلحہ تو سنتِ نبوی ہے کہ اس جدید ماحول کے ساتھ دشمنِ اسلام سے دفاع کریں۔ اس طرح زمانہ قدیم میں سفروہ حضر کے علاوہ سوازی اونٹ، گھوڑا ہی زیادہ استعمال ہوتے تھے اگر ان کو آج بھی استعمال کیا جانا مطلوب ہو تو وہ اس زمانے کی عکاسی ہوگا۔

آج ایک ریاست کے اندر جہاں کثیر المذہب موجود ہوں۔ ان کے مذہب کے

مطابق اپنے اپنے شعائر ہیں اور وہ ہر مسلک کی پہچان ہیں، مثلاً ہر سیاسی اور مذہبی پارٹیوں نے اپنی اپنی پہچان کے لیے اپنا پرچم تیار کر رکھا ہے اور یہ پرچم اس مسلک یا پارٹی کی پہچان ہے۔ کوئی طبقہ یہ پسند نہیں کرتا کہ کوئی میری پہچان کی توہین کرے، لہذا ذوالجناح، تعزیہ اور علم بھی ایک علاماتی نشان ہیں، جو وہ اس زمانے کے حالات اور مصطفوی سنت اور تاریخ کربلا کی نشاندہی کرتے ہیں اسی طرح زمانہ تبدیل ہو گیا وسائل اور حالت تبدیل ہو گئے، مگر حج کی جانب جاتے وقت قربانیاں انہی جانوروں کی دی جاتی ہیں جو پاک نبی کریم کے زمانے میں تھے زمانہ ترقی کرنے کے باوجود قربانی میں تبدیلی نہیں آئی اگر حج کے مناسک میں سے ایک بھی ٹوٹ جائے تو حج نہیں ہوگا۔ اس طرح جہاں پیدل سفر کرنا ہے طواف کعبہ اور صفاد مرہ پر دوڑنا ہے۔ جس سے اعمال وابستہ ہیں وہ پیدل ہوگا۔ آج سر کے بالوں کو حلق کرنا ہے۔ کیا یہ دین کی بنیادیں نہیں ہیں اور وہ قربانیاں جو حاجی خاص علامات کے ساتھ لاتا ہے جس کا احترام لازم ہو گیا ہے تا قیامت علامات اور شعائر زندہ رہیں گے تو ایک مسلمان پر من و عن اتہار کرنا فرض ہے۔ اور کسی غیر مسلم کو اور مسلمان کو بھی حق نہیں دیا جاسکتا کہ وہ ان اسلامی شعائر اللہ شعائر مسلک میں مداخلت کریں۔ اور ان کی بے حرمتی کرے۔ شعائر مسلک کی چند مثالیں قارئین کی نظر کی جاتی ہیں۔

### تقلید مذہب

امت نے دین کی راہنمائی کے لیے تقلید کا راستہ اختیار کیا ہے۔ آج کروڑوں انسان کسی نہ کسی مجتہد اعلم کے ساتھ مسلک ہے، اگرچہ ایک طبقہ زندہ مجتہد اور دوسرا طبقہ مردہ مجتہدین کو اپنا دینی پیشوا قرار دیتا ہے، مگر ہر زمانہ میں ان کے احکام اور فتاویٰ تمام اسلامی ممالک قبول کرتے ہیں۔ اگر ان پر بے جا تنقید کی جائے تو اس مسلک کے افراد کی دل شکنی ہوتی ہے۔ اس طرح کشیدگی بڑھتی ہے۔ ہر مسلک کے فتویٰ کی حجت اس کے ماننے والے مقلدین پر ہے مگر دوسروں کے لیے اس کا احترام کرنا لازمی ہے۔

## رمضان کے نوافل

رمضان میں نوافل پاک نبی کریمؐ سے ثابت ہیں۔ لیکن ان نوافل کی تعداد میں اختلاف ہے۔ اس طرح رمضان میں پاک نبی کریمؐ سے جماعت ثابت نہیں لیکن اہل سنت کے مطابق حضرت عمرؓ نے اس نوافل کو جماعت سے ادا کرنے کا حکم دیا ہے اور صدیوں سے مسلمان رمضان میں اس کو جماعت سے ادا کرتے ہیں جب کہ مکتب اہل بیتؑ ان نوافل کو انفرادی طور پر ادا کرنے کا حکم دیتا ہے لہذا یہ بھی شعاثر المسلک ہے۔ اس کا احترام دوسروں کے لیے لازمی ہے جو اس کو جماعت قرار نہیں دیتے۔ اس پر احترام لازمی ہے۔

## تین طلاق

اسلام کے تمام طبقوں میں ایک مرتبہ تین طلاق دینے اور واقعہ ہونے میں اختلاف ہے۔ مذاہب اربعہ ایک نشست میں دی گئی تین طلاق کو تین طلاق موثر قرار دیتے ہیں۔ اس کے مقابل مکتب غیر مقلد اور اہل بیت اطہار کے مفسر اور مجتہدین ایک نشست میں دی گئی تین طلاق کو ایک طلاق کہتے ہیں۔ اس کو قرآن حکیم اور احادیث سے اپنے اپنے نقطہ نظر سے حکم کا استنباط کرتے ہیں، البتہ جس مسلک میں تین طلاق ایک نشست میں حجت ہیں تو یہ ان کے لیے حجت ہیں اور جس کے نزدیک تین یا زیادہ ایک وقت میں دی جانے والی طلاق ایک رجعی واقعہ ہوگی تو ان کے لیے حجت ہیں۔ اس طرح کثیر التعداد مثالیں شعاثر مسلک کی موجود ہیں جو جس کا مسلک ہوگا اس پر حجت ہوگا دوسروں کو بلا ضرورت تنقید کرنا کا حق نہیں ہے۔

## تقریبات میلاد، محرم، تنظیمی، احتجاجی، جلسے اور جلسوس

ہر مسلک کی ترویج اور اشاعت دین کے طریقے عرف میں معروف ہو جاتے ہیں تو پھر اس کے پیروکار اس پر عمل و درآمد کرتے ہیں۔ اس کی مثال ربیع الاول کے ماہ میں مختلف ایام میں پاک نبی اکرمؐ کی ولادت باسعادت کے موقع پر ملک پاکستان کے کونے

کوٹنے سے ہر بڑے اور چھوٹے شہر میں اس ولادت باسعادت کی خوشی میں تبلیغی تقریبات کے علاوہ جلسے، جلوس اور ریلیوں کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ اس طرح سیاسی اور مذہبی تنظیمیں اپنے پروگرام کی نشر و اشاعت کے علاوہ اپنے قائدین کے استقبال کرتے وقت یا جلسے کا کامیاب کے لیے ریلیوں کا بھی خصوصی انتظام کیا جاتا ہے۔ بنا بر ملک کے اندر اور باہر جب مسلمانوں کے خلاف اور اللہ تعالیٰ کے دین کے ساتھ جب مذاق یا توہین کی جاتی ہے تو ہر مسلک اپنے عقیدے کے مطابق مزاحمتی جلسے اور جاسوس کے علاوہ اجتماعی تقریبات انعقاد کرتے ہیں۔ اس طرح محرم میں پاک نبی کریمؐ کے لخت جگر اور سید الشہداء امام حسین علیہ السلام کے ساتھیوں کے یاد میں عزاداری کا انتظام ہوتا ہے۔ اقوام عالم میں جہاں کہیں مسلمان آباد ہیں تقریبات کے علاوہ اپنے مسلک کے مطابق جلسہ اور جلوس نکالتے ہیں۔ اس کے علاوہ تمام مسالک اپنے اپنے مخصوص مقامات پر سالانہ تبلیغی و تربیتی اجتماعات کا اہتمام کرتے ہیں۔

یہ تمام عمل اور کوشش مباح ہے۔ جو جو اذیت پر دلالت ہے ملکی آئین میں مذہبی آزادی ہے اس بنا پر یہ تمام اقدامات شعائر مسلک ہیں۔

”حج کے لیے وہ قربانی کا جانور جس کو زخم یا گلے میں جو تاپہ ڈال دیا جائے اس کا احترام لازم اور بے حرمتی حرام ہے۔ اس طرح جب ذوالجنح، علم اور تعزیے امام حسین علیہ السلام اور شہدائے کربلا کی یاد میں خاص کر دیا جائے تو ان شعائر کا احترام لازم اور بے حرمتی حرام ہو جاتی ہے۔“

سورہ المائدہ کی آیت (۲، ۹۷) میں ان جانوروں کا ذکر کیا گیا جو مسلمان حج کے ارادے سے قربانیاں کو ساتھ لے کر کعبۃ اللہ کی جانب جاتے ہیں اور ان کے گلے میں پتہ یا کوئی علامت ڈال دی جاتی ہے یا اس کی کوہان کو زخمی کیا جاتا ہے، تو ایسے قربانی والے جانور کی بے حرمتی کرنا شریعت مقدس میں حرام قرار دیا گیا ہے، چونکہ ان کی نسبت کعبۃ اللہ کی جانب ہے اس طرح اگر کوئی اتباع سنت کرتا ہے تو مسلمانوں پر اس کا احترام لازم

ہو جاتا ہے لہذا جو ایک مکتبہ فکر اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے کربلا کے شہداء کی یاد میں غم مناتے ہیں اور وہ اس واقعہ کو ایک ذوالجناح اور اسلامی جھنڈے کو بطور واقعہ کی عظمت کی بلندی اور واقعہ نگاری پیش کرتے ہیں تو ان اونٹوں کی مانند ان کا احترام بھی لازمی ہو جاتا ہے اور یہ شعائر المسکک ہیں۔ اس پر قربانیوں کے جانوروں کی عزت اور احترام پر مترجمین اور مفسرین کی آراء بیان کی جاتی ہے ہیں:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَحْلُوا شَعَائِرَ اللَّهِ وَلَا الشَّهْرَ  
الْحَرَامَ وَلَا الْهَدْيَ وَلَا الْقَلَائِدَ وَلَا آمِنِينَ الْبَيْتِ  
الْحَرَامِ يَنْتَفِعُونَ فَضْلًا مِمَّن رَزَقَهُمُ اللَّهُ وَرَضُوا إِنَّكَ

[المائدہ]

① ”اے ایمان والو! اللہ کی نشانیوں کی بے حرمتی نہ کرو اور نہ حرمت (وادب) والے مہینے کی (یعنی ذوالقعدہ، ذوالحجہ، محرم اور رجب میں سے کسی ماہ کی) اور نہ حرم کعبہ کو بھیجے ہوئے قربانی کے جانوروں کی اور نہ مکہ لائے جانے والے ان جانوروں کی جن کے گلے میں علامتی پٹے ہوں اور نہ حرمت والے گھر (یعنی خانہ کعبہ) کا قصد کر کے آنے والوں (کے جان و مال اور عزت و آبرو) کی (بے حرمتی کرو کیونکہ یہ وہ لوگ ہیں) جو اپنے رب کا فضل اور رضا تلاش کر رہے ہیں۔“

(ترجمہ پروفیسر طاہر قادری)

② ”مومنو! خدا کے نام کی چیزوں کی بے حرمتی نہ کرنا اور نہ ادب کے مہینے کی اور نہ قربانی کے جانوروں کی اور نہ ان جانوروں کی (جو خدا کی نذر کر دیئے گئے ہوں اور) جن کے گلوں میں پٹے بندھے ہوں اور نشان لوگوں کی جو عزت کے گھر (یعنی بیت اللہ) کو جا رہے ہیں (اور) اپنے پروردگار کے فضل اور اس کی

خوشنودی کے طلبگار ہوں۔ (ترجمہ مولانا جالنہری)

”اے ایمان والو! حلال نہ ٹھہرا اللہ کے نشان (ف ۵) اور نہ ادب والے مہینے اور نہ حرم کو بھیجی ہوئی قربانیاں اور نہ جن کے گلے میں علامتیں آویزاں اور نہ ان کا مال و آبرو جو عزت والے گھر کا قصد کر کے آئیں۔ اپنے رب کا فضل اور اس کی خوشی چاہتے۔“ (ترجمہ مولانا احمد رضا خان بیلوی)

مفسر تفسیر مظہری تحریر کرتے ہیں:

”ابو عبیدہ نے کہا: شعائر اللہ سے مراد ہیں قربانی کے وہ جانور جو حاجی کعبہ کو بھیجتا ہے۔ شعائر علامت بنا دینا (یہ لغوی معنی ہے۔) اونٹ کے کوہان کے ایک پہلو کو کسی قدر چیر دیا جاتا تھا کہ اس سے خون بہنے لگتا تھا۔ یہ خصوصی علامت تھی اس امر کی کہ یہ اونٹ قربانی کے لیے بھیجا ہوا ہے۔ زخم کر دینے کو شعائر اسی مناسبت سے کہا جاتا ہے۔ اے ایمان والو! حلال نہ سمجھو اللہ کی نشانیاں کو اور نہ ادب والے ماہ کو اور نہ اس جانور کو جو نیاز کعبہ کی ہو اور جس کے گلے میں پٹا ڈال کر پہچان کر دی گئی ہے۔ اور نہ آنے والوں کو حرمت والے گھر کی طرف جوڑھوٹھتے ہیں فضل اپنے رب کا۔“

مفسر معارف القرآن لکھتے ہیں:

”اے ایمان والو! حلال نہ سمجھو اللہ کی نشانوں کو اور نہ ادب والے ماہ کو اور نہ اس جانور کو جو نیاز کعبہ کی ہو اور جس کے گلے میں پٹا ڈال کر پہچان کر دی گئی ہے۔ اور نہ آنے والوں کو حرمت والے گھر کی طرف جوڑھوٹھتے ہیں فضل اپنے رب کا۔“

مفسر تفسیر نمبر تحریر کرتے ہیں:

”اور ان جانور کی بے حرمتی نہ کرو جو مکہ مکرمہ ذبح کے واسطے بطور

ہدی لے جایا جا رہا ہو اور نہ ہدی جانوروں کے ہاروں کی بے  
 حرمتی کرد جو ان کے گلے میں ڈالے گئے ہیں۔ بطور علامت کے  
 نہ ان لوگوں کو حلال ٹمبر اور جو بیت اللہ شریف کے ارادے حج و  
 عمر کرنے ساتھ ہی تجارت کے ذریعہ نفع کے لیے لے جا رہے  
 ہیں۔“

### شعائر ریاست

ہر ریاست ملکی نظام چلانے کے لیے چند چیزیں متعارف کرواتی ہے۔ جس سے  
 اس کی پہچان ہے۔ جیسے دار حکومت، ملکی سرحد، کرنسی، جھنڈا، آرمی کی وردی، حکومتی  
 دستور، یا مذہبی علامت وغیرہ تو ریاست جب ان کو شعائر ریاست کا خطاب دیتی ہے تو  
 پھر اس کی مخالفت کے انتظام اور انصرام کے لیے قانون سازی بھی کرتی ہے اور اگر اس  
 کی کوئی شہری، ملکی اور غیر ملکی خلاف ورزی کرے تو سزا کا تعین بھی کرتی ہے۔ اسے شعائر  
 ریاست بھی کہتے ہیں۔ اس کی توہین ریاست کی توہین سمجھی جاتی ہے۔ اور اس کی مخالفت  
 کرنے والوں کو باغی کہا جاتا ہے۔

### شعائر حکومت

ہر ریاست ملکی نظام چلانے کے لیے ایک قانونی حکومت تشکیل دیتی ہے۔ حکومت  
 اپنی خاص اکائیوں کے ساتھ مکمل ہوتی ہے۔ ریاست کے باسی نظام حکومت کے لیے  
 قانون سازی کرتے ہیں تو اس قانون سازی میں اقتدار حکومت، پارلیمنٹ، عدلیہ اور دیگر  
 اداروں کا قیام عمل میں لایا جاتا ہے۔ ان کو چلانے کے لیے قانون واضح کیا جاتا ہے۔ اگر  
 کوئی شخص اس کا احترام نہ کرے یا حکم عدولی کرے تو سزا کا مستحق ٹمبر لایا جاتا ہے۔

### سفیر ریاست

قانون بین الاقوامی میں سفیر کو قدیمی روایات نے یہ حقوق دے رکھے تھے کہ اس  
 کا احترام فرض ہے اور اس کی عزت و احترام وہی ہوگا جو اس کے ملک کا ہے اسلام نے تو

ایک سفیر کے قتل میں ایک بڑی جنگ موتہ کے نام کی تھی تو واقعہ نگاری غزوہ موتہ میں بیان کی چکی ہے کہ ایک سفیر کا قتل اور توہین کی بنا پر پاک نبی کریم نے زید بن حارث کی قیادت میں ایک کھل جنگ کی اور اس کے مزید بدلہ میں دوسری جنگ اسامہ بن زید کی سربراہی میں لشکر ارسال کیا تھا جس کی تکمیل جہاد حضرت ابو بکرؓ کے آغاز حکومت میں ہوا تھا لہذا ایک سفیر کی توہین ایک ملک کی توہین سمجھی جاتی ہے۔ اس کا احترام اقوام عالم کے قانون میں موجود ہے۔

### شعائر تنظیم پارٹی

دنیا کا ہر فرد یا قوم جب تنظیم یا پارٹی تشکیل دیتی ہے تو اپنی پہچان کے لیے چند علامات کا انتخاب کرتی ہے۔ کچھ ظاہری علامات ہوتی ہیں اور کچھ پوشیدہ۔ جو ظاہری علامات ہوتی ہیں ان میں جھنڈا نمایاں حیثیت رکھتا ہے اور ہر ملک اور تنظیم کی پہچان اسی سے ہے۔ اگر کوئی شخص جو اس ملک کا ہے یا اس تنظیم کے ساتھ واسطہ ہے تو اس کو تمام منشور کو ماننا ہوگا۔ اگر کوئی خلاف ورزی کرتا ہے تو اس کے لیے رکھی گئی سزا سے اسے گذرنا پڑے گا۔ تنظیم مذہبی ہو یا جہادی جھنڈا اس کا خاص رنگ یا خاص علامت اس کی پہچان ہوتی ہے۔ اگر تنظیم حکومتی رجسٹری ادارہ میں درج ہے تو پھر اس کا نام اور منشور کے خاص خاص اہداف اس کے محفوظ ہو جاتے ہیں اور یہ نام اور منشور اور خاص علامات اس تنظیم کی پہچان بن جاتے ہیں یہ قانونی حیثیت قرار پاتے ہیں اس کے مطابق کوئی دوسری جماعت سیاسی یا مذہبی پر یہ پابندی ہو جاتی ہے کہ اس نام سے ریاست کوئی جماعت، تنظیم رجسٹر نہ کرے۔۔۔



## مفسرین اسلام کی شعائر اللہ، شعائر اسلام پر آراء

### شعائر اللہ کی تفسیر

تفہیم القرآن مولانا مودودی

### شعائر کیا ہے؟

ہر وہ جو کسی مسلک یا عقیدہ یا طرز فکر یا کسی نظام کی نمائندگی کرتی ہے۔ وہ اس کا شعائر کہلائے گی، کیونکہ وہ اس کے لیے علامت یا نشانی کا کام دیتی ہے۔ سرکاری جھنڈے فوج، پولیس وغیرہ کی یونیفارم، سگے، ٹوٹ، اور اسٹامپ حکومتوں کے شعائر ہیں۔ اور وہ اپنے ٹھکوموں سے بلکہ جن جن پر ان کا زور چلے سب سے ان کے احترام کا مطالبہ کرتی ہیں۔ گرجا اور قربان گاہ اور صلیب اور مسیحیت کے شعائر ہیں۔ چوٹی اور زغار اور مندر برہمنیت کے شعائر ہیں۔ کیس، کڑا، کرپان وغیرہ سکھ مذہب کے شعائر ہیں۔ ہتھوڑا اور درانتی اشتراکیت کا شعائر ہے۔ سواستیکار آریہ نسل پرستی کا شعائر ہے۔ یہ سب مسلک اپنے اپنے پیروں کا روں سے اپنے ان شعائر کے احترام کا مطالبہ کرتے ہیں۔ اگر کوئی شخص کسی نظام کے شعائر میں سے کسی شعائر کی توہین کرتا ہے تو یہ بات اس کی علامت ہے کہ وہ دراصل اُس نظام کے خلاف دشمنی رکھتا ہے اگر وہ توہین کرنے والا خود اسی نظام سے تعلق رکھتا ہے۔ تو اس کا یہ فعل اپنے نظام سے ارتداد اور بغاوت کا ہم معنی ہے۔

### شعائر اسلام

شعائر اللہ سے مراد وہ تمام علامات یا نشانیاں ہیں جو شرک اور کفر دہریت کے

بالقابل خالص خدا پرستی خالص خدا پرستی کے مسلک کی نمائندگی کرتی ہوں۔ ایسی علامات جہاں جس مسلک اور جس نظام میں پائی جائیں مسلمان ان کے احترام پر مامور ہیں بشرطیکہ ان کا نفسانی پس منظر خاص خدا پرستانہ ہو۔ کسی مشرکانہ یا کافرانہ تخیل کی آلودگی سے انہیں ناپاک نہ کر دیا گیا ہو۔ کوئی شخص خواہ وہ غیر مسلم کیوں نہ ہو اگر اپنے عقیدے اور عمل میں خدائے واحد کی بندگی و عبادت کا کوئی جز رکھتا ہے تو اس جز کی حد تک مسلمان اس سے موافقت کریں گے اور ان شعائر کا بھی پورا احترام کریں گے جو اس کے مذہب میں خالص خدا پرستی کی علامت ہوں۔ اس چیز میں ہمارے اور اس کے درمیان نزاع نہیں بلکہ موافقت ہے۔ نزاع اگر ہے تو اس امر میں ہے کہ وہ خدا کی بندگی کیوں کرتا ہے، بلکہ اس امر میں ہے کہ وہ خدا کی بندگی کے ساتھ دوسری بندگیوں کی آمیزش کیوں کرتا ہے۔

یاد رکھنا چاہیے کہ شعائر کے احترام کا یہ حکم اُس زمانہ میں دیا گیا تھا جبکہ مسلمانوں اور مشرکین عرب کے درمیان جنگ برپا تھی۔ مکہ پر مشرکین قابض تھے۔ عرب کے ہر حصے سے مشرک قبائل کے لوگ حج و زیارات کے لیے کعبہ کی طرف جاتے تھے اور بہت سے قبیلوں کے راستے مسلمانوں کی زد میں تھے۔ اس وقت حکم دیا گیا تھا کہ یہ لوگ مشرک ہی سہی تمہارے اور ان کے درمیان جنگ ہی سہی مگر جب یہ خدا کے گھر کی طرف جاتے ہیں تو انہیں نہ چھیڑو، حج کے مہینوں میں ان پر حملہ نہ کرو۔ خدا کے دربار میں نذر کرنے کے لیے جو جانور یہ لیے جا رہے ہیں ان پر ہاتھ نہ ڈالو کیونکہ ان کے گلے ہوئے مذہب میں خدا پرستی میں جتنا حصہ باقی ہے وہ بجائے خود احترام کا مستحق ہے اور نہ کہ بے احترامی کا۔

شعائر اللہ کے احترام کا عام حکم دینے کے بعد چند شعائر کا نام لے کر ان کے احترام کا خاص طور پر حکم دیا گیا ہے۔ کیونکہ اس وقت جنگی حالات کی وجہ سے یہ اندیشہ پیدا ہو گیا تھا۔ کہ جنگ کے جوش میں کہیں مسلمانوں کے ہاتھوں ان کی توہین نہ ہو جائے ان چند شعائر کو نام بنام بیان کرنے سے یہ مقصود نہیں ہے۔ کہ صرف یہی احترام کے مستحق ہیں۔ احرام بھی من جملہ شعائر اللہ ہے۔ اور اس کی پابندیوں میں کسی پابندی کو توڑنا اس کی بے حرمتی کرنا ہے۔ اس لیے شعائر اللہ ہی کے سلسلہ میں اس کا ذکر کر دیا گیا ہے۔ جب

تک تم احرام باندھے رہو تو شکار کرنا خدا پرستی کے شعائر کی توہین کرنا ہے البتہ جب شرعی قاعدہ کے مطابق احرام کی حد ختم ہو جائے تو شکار کرنے کی اجازت ہے۔ (تفسیر تفسیریم

القرآن ابوالاعلیٰ مودودی جلد، سورہ المائدہ آیت ۲، صفحہ: ۳۹، ۴۳۸)

دیوبند کتب فکر کے مفتی اعظم محمد شفیع تفسیر معارف القرآن میں آیت المائدہ (۲)

میں بیان کرتے ہیں۔ آیت کے پہلے جملے میں ارشاد ہے کہ القرآن،

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَجْلَوْا شَعَائِرَ اللَّهِ [المائدہ: ۲]

”اے ایمان والو! اللہ کی نشانوں کی بے حرمتی نہ کرو۔“

اس میں لفظ شعائر جس کا ترجمہ نشانوں سے کیا گیا ہے۔ شعیرہ کی جمع ہے۔ جس کے معنی (علامت) ہیں۔ اس سے شعائر اور شعیرہ اس محسوس چیزوں کو کہا جاتا ہے جو کسی چیز کی علامت ہو۔ شعائر اسلام ان اعمال و افعال کو کہا جائے گا جو عرفاً مسلمان ہونے کی علامت سمجھے جاتے ہیں۔ اور محسوس و مشاہدے میں ہیں۔ جیسے نماز، آذان، حج، ختنہ، اور سنت کے مطابق داڑھی وغیرہ۔ شعائر اللہ کی تفسیر اس آیت میں مختلف الفاظ سے منقول ہے مگر جاہل بات وہ ہے جو بحر محیط اور روح المعانی نے بیان کی۔ حضرت حسن بصری اور عطا سے منقول ہے اور امام جصاص نے اس کو تمام اقوال کے لیے جامع فرمایا ہے۔

اور وہ یہ ہے کہ شعائر اللہ سے مراد تمام شرائع اور دین کی تفسیر کردہ واجبات، فرائض اور ان کی حدود ہیں۔ اس آیت میں لا تجلوا شعائر اللہ کے ارشاد کا پہنچنا حاصل ہے۔ اللہ کے شعائر کیسے حرمتی نہ کرو اور شعائر کی بے حرمتی ایک تو یہ ہے۔ کہ سرے سے ان احکام کو نظر انداز کر دیا جائے۔ دوسرا یہ ہے کہ مقرر کردہ حدود سے تجاوز کر کے آگے بڑھنے لگیں لا تجلوا شعائر اللہ میں ان تینوں صورتوں سے منع فرمایا گیا ہے۔ اے ایمان والو! حلال نہ سمجھو اللہ کی نشانیاں کو اور نہ ادب والے ماہ کو اور نہ اس جانور کو جو نیاز کعبہ کی ہو اور جس کے گلے میں پٹا ڈالا، کر پہچان کر دی گئی ہے۔ اور نہ آنے والوں کو حرمت والے گھر کی طرف جوڑھونڈتے ہیں فضل اپنے رب کا اور اس کی خوشی اور جب احرام سے نکلو تو شکار کر لو اور تم کو اس قوم کی دشمنی جو کہ تم کو روکتی تھی حرمت والی مسجد سے اس پر کی زیادتی

کرنے لگو اور آپس میں مدد کرو نیک کام پر اور پرہیزگاری پر اور مدد نہ کرو گناہ پر اور ظلم پر اور ڈرتے رہو اللہ بیشک اللہ کا عذاب سخت ہے۔

بریلوی مکتب فکر کے مفتی احمد یار خان نعیمی بدایونی تفسیر نعیمی میں سورہ المائدہ

آیت: ۲۰ میں لکھتے ہیں: ۲۰

”اے ایمان والو! تم ان چیزوں کو حلال نہ بنا لو جن کو اللہ تعالیٰ

نے دین ایمان کی نشانیاں ٹھہرایا ہے کہ ان کی تعظیم مومن ہونے

کی علامت ہے۔“

ان کی اہانت نہ کرو نہ حرمت والے مہینوں (رجب، ذی قعدہ، ذی الحجہ، اور محرم)

کو حلال ٹھہراؤ کہ ان میں جگہ جہاد کرو یا مہینے تبدیل کر کے ان محترم مہینوں کی بے حرمتی نہ

کرو۔ اور ان جانوروں کی بے حرمتی نہ کرو جو مکہ مکرمہ ذبح کے واسطے بطور ہدی لے جایا جا رہا

ہو اور نہ ہدی جانوروں کے ہاروں کی بے حرمتی کرو جو ان کے گلے میں ڈالے گئے

ہیں۔ بطور علامت کے نہ ان لوگوں کو حلال ٹھہراؤ جو بیت اللہ شریف کے اراد سے حج و عمر

کرنے کے ساتھ ہی تجارت کے ذریعہ نفع کے لیے لے جا رہے ہیں۔ ایسے لوگوں سے

تعرض نہ کرو۔ اور یہ بھی خیال رکھو کہ احرام کی وجہ سے تم پر ہر خشک و تر حرام کر دیا گیا

ہے۔ جب تم احرام کھول دو تو یہ پابندی ختم ہو جائے گی۔

اہلسنت کی ترجمان تفسیر مظہری مترجم سورہ المائدہ: ۲

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَجْلِسُوا فِي الْمَسَاجِدِ

”اے ایمان والو! بے حرمتی مت کرو اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کی۔“

حضرت ابن عباسؓ اور مجاہد نے فرمایا شعائر سے مراد ہیں حج کے مناسک اور

موافق یعنی کعبہ کا طواف صفا اور مردہ کے درمیان سعی، عرفہ اور مزدلفہ میں قیام، کنگریاں

مارنا اور تمام امور جو حاجی کرتا ہے جیسے احرام، طواف، سر منڈانا، قربانی کرنا وغیرہ۔ شعائر کو

حلال قرار دیتے سے مراد ہے ان کی نہ پرواہ کرنا ان کی توہین کرنا حاجیوں کے ان اعمال

میں رکاوٹ پیدا کرنا مشرکین حج کرتے اور قربانی کے جانور کعبہ کو بھیجا کرتے

تھے۔ مسلمانوں نے ان کو لوٹا چاہا تو ممانعت میں یہ آیت نازل ہوئی۔ شعائر جمع ہے شعیر کی۔ واحد کسی چیز کی خصوصی علامت کو شعیرہ کہتے ہیں۔ حج کے مناسک اور موافق حج کی علامات اور نشانیاں ہیں۔ اسی لیے ان کو شعائر حج کہا جاتا ہے۔ ابو عبیدہ نے کہا: شعائر اللہ سے مراد ہیں قربانی کے وہ جانور جو حاجی کعبہ کو بھیجتا ہے۔ شعائر علامت بنا دینا (یہ لغوی معنی ہے)۔ اونٹ کے کوہان کے ایک پہلو کو کسی قدر چیر دیا جاتا تھا کہ اس سے خون بہنے لگتا تھا۔ یہ خصوصی علامت تھی اس امر کی کہ یہ اونٹ قربانی کے لیے بھیجا ہوا ہے۔ اس کو زخم کر دینے کو شعائر اسی مناسبت سے کہا جاتا ہے۔ (اختصاص)

کتب اہل بیت کے مفسر علامہ محمد حسین نجفی تفسیر فیضان الرحمن آیت (۱۵۸) البقرہ کی تفسیر میں تحریر کرتے ہیں۔

شعائر اللہ کا مفہوم

إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِمَّنْ شَعَائِرِ اللَّهِ [البقرہ: ۱۵۸]

”صفا و مروہ مکہ کی دو مختصر پہاڑیاں ہیں۔“

جنہیں اللہ نے شعائر اللہ قرار دیا ہے۔ شعائر (شعیرہ) کی جمع ہے۔ جس کے معنی علامت اور نشانی کے ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ کو یاد دلانے والی نشانیاں۔ شریعت کی اصطلاح میں عبادت کے مکان، زمان اور علامت کو شعائر اللہ کہا جاتا ہے۔ مکان جیسے کعبہ، عرفات، مزدلفہ، منی اور صفا و مروہ اور زمان جیسے ماہ رمضان اشہر حج، عیدین اور جمعہ اور علامت قربانی کے جانور اذان و اقامت اور نماز باجماعت وغیرہ وغیرہ۔ حج یا عمرہ ارکان مخصوصہ کے مجموعہ کا نام ہے۔ فرق یہ ہے کہ حج مخصوص ایام میں کیا جاتا ہے۔ (۹ ذوالحجہ سے لیکر ۱۲ ذوالحجہ) جبکہ عمرہ دوسرے عام دنوں میں ہوتا ہے باوجودیکہ حج و عمرہ میں صفا و مروہ کے درمیان سعی کرنا بتا بر مشہور عند المسلمین واجب ہے۔ سورہ المائدہ آیت (۲) کی تشریح یہ ہے کہ یہاں شعائر اللہ اور دوسری بعض محترم چیزوں کی ہتک حرمت کرنے کی اہل ایمان کی منادی کی جاری ہے۔ شعائر شعیرہ کی جمع ہے۔ جس کا مطلب ہے کہ ہر وہ علامت جس کی نسبت اللہ کی طرف ہو اور جس سے حق اور باطل کی پہچان ہو سکے۔

ارشاد قدرت ہے: وَالْبِذْنَ جَعَلْنَاهَا لَكُمْ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ كَمَا هُمْ فِي قُرْبَانِي كَمَا جَانُورُونَ كُوشَعَارَ اللَّهِ فِي سَمَاءِ قُرْآنِهِ هِيَ هَاهُنَا خَدَائِعُ مَنَانِ اِهْلِ اِيْمَانِ كَمَا شَعَارَ اللَّهِ، شَهْرُ حَرَمِ، هُدًى، قَلْبًا دَاوْرَ بَيْتِ اللَّهِ الْحَرَامِ كَمَا تَقْضَى كَرْنَهُ وَاللَّهُ اِسْلَامِ كَمَا بِي حَرَمِي كَرْنَهُ سَمْعًا فَرْمَارِ هِيَ۔

### حوالہ جات

- (۱) تفسیر تفہیم القرآن ابو الاعلیٰ مودودی جلد: ۱، سورہ اللائدہ آیت: ۲، صفحہ: ۳۳۸، ۳۳۹
- (۲) دیوبند مکتب فکر کے مفتی اعظم محمد شفیع تفسیر معارف القرآن میں آیت للائدہ: ۲، جلد: ۳، صفحہ: ۱۸، ۱۵۔
- (۳) بریلوی مکتب فکر کے مفتی احمد یار خان نعیمی بدایونی تفسیر نعیمی میں سورہ للائدہ آیت: ۲، جلد: ۲، صفحہ: ۱۸۲۔
- (۴) ترجمان اہلسنت تفسیر للظہری قاضی محمد ثنا اللہ عثمانی پانی پتی سورہ للائدہ آیت: ۲، جلد: ۳، صفحہ: ۲۳۱، ۲۳۲۔
- (۵) مکتب اہلیت کی ترجمان (تفسیر فیضان الرحمن علامہ شیخ محمد حسین نجفی جلد: ۱، صفحہ: ۲۳۶ تفسیر آیت: ۱۵۸، البقرہ، للائدہ آیت: ۲، للائدہ ص: ۳۶۷، جلد: ۲۔ مترجمین۔
- (۶) تفسیر مظہری مولانا ثنا اللہ پانی پتی
- (۷) مترجم پروفیسر طاہر قادری۔
- (۸) مولانا احمد رضا خان بریلوی۔
- (۹) مولانا جالندھری۔

بابِ بیستم

یزید کا مسلک اور عقیدہ

اس باب میں بلا تبصرہ فقط حوالہ جات کے ذریعے عقائد اور

نظریات قاری کی نظر کیے جاتے ہیں

امام عالی مقام اور صحابہ کرام سے

بیعت کا مطالبہ اور قتل کا حکم

تاریخ البدایہ والنہایہ: ۱۳۶، ۸

وكتب إليه في صحيفة كأنها أذن الفأرة

أما بعد فخذ حسينا وعبد الله بن عمر

وعبد الله بن الزبير بالبيعة أخذاً شديداً

ليست فيه رخصة حتى يبأيعوا والسلام

یزید کا ولید بن عتبہ کے نام دو خطوط۔۔ ایک خط میں ملک میں تمام گورنروں کو مرگ

معاویہ کی اطلاع کی۔ اور دوسرے خط میں یہ تحریر کیا کہ امام حسین اور عبد اللہ بن عمر اور عبد اللہ

بن زبیر سے بیعت لینے میں تہذد کرو اور جب تک بیعت نہ لیں ذرا انہیں مہلت نہ دو۔

تاریخ طبری: ۲۲۷، ۳

فكتب إلى الوليد: بسم الله الرحمن الرحيم

من يزيد أمير المؤمنين إلى الوليد بن عتبة،

أما بعد، فإن معاوية كان عبداً من عباد

الله، أكبمه الله واستخلفه، وخوله،

وممكن له، فعاش بقدره ومات بأجل،



فرحمہ اللہ، فقد عاش محموداً، ومات براً  
تقیاً، والسلام.

وكتب إليه في صحيفة كأنها أذن فأرة:  
أما بعد، فخذ حسيناً وعبد الله بن عمر  
وعبد الله بن الزبير بالبيعة أخذاً شديداً  
ليست فيه رخصة حتى يبايعوا؛ والسلام.

یزید کے ولید بن عتبہ کے نام دو خطوط۔ ایک خط میں ملک میں تمام گورنروں کو مرگ  
معاویہ کی اطلاع کی۔ اور دوسرے خط میں یہ تحریر کیا کہ امام حسین اور عبد اللہ بن عمر اور عبد اللہ  
بن زبیر سے بیعت لینے میں تشدد کرو اور جب تک بیعت نہ لیں ذرا انہیں مہلت نہ دو۔

تاریخ الکامل: ۲، ۱۵۱

فلما تولى كان على المدينة الوليد بن عتبة  
بن أبي سفيان، وعلى مكة عمرو بن سعيد  
بن العاص، وعلى البصرة عبيد الله بن  
زياد، وعلى الكوفة النعمان بن بشير، ولم  
يكن ليزيد همة إلا ببيعة النفر الذين أبوا  
على معاوية بيعته.

فكتب إلى الوليد يخبره بموت معاوية،  
وكتاباً آخر صغيراً فيه: أما بعد فخذ  
حسيناً وعبد الله بن عمر وابن الزبير  
بالبيعة أخذاً ليس فيه رخصة حتى يبايعوا  
”یزید کا ولید بن عتبہ کے نام دو خطوط۔ ایک خط میں ملک میں  
تمام گورنروں کو مرگ معاویہ کی اطلاع کی۔ اور دوسرے مختصر خط  
میں یہ تحریر کیا کہ امام حسین اور عبد اللہ بن عمر اور عبد اللہ بن زبیر

سے بیعت لینے میں تہذد کرنا اور جب تک بیعت نہ لیں ذرا نہیں  
مہلت نہ دو۔“

تاریخ یعقوبی: ۲۰۵، ۶

فلما قدم دمشق كتب إلى الوليد بن عتبة  
بن أبي سفيان، وهو عامل المدينة: إذا أتاك  
كتابي هذا، فأحضر الحسين بن علي، وعبد  
الله بن الزبير، فخذهما بالبيعة لي، فإن  
امتنعا فاضرب أعناقهما، وابعث لي  
برؤوسهما، وخذ الناس بالبيعة، فمن امتنع  
فأنفذ فيه الحكم، وفي الحسين بن علي  
وعبد الله بن الزبير، والسلام.

”حکومت شام والی یزید نے ولید بن عقبہ بن ابی سفیان کو خط لکھا  
جو کہ مدینہ کا گورنر تھا۔ اس میں لکھا کہ جب میرا خط آپ تک پہنچ  
پائے اس وقت حسین بن علی اور عبد اللہ بن زبیر کو طلب کر کے  
بیعت لینا اگر ایسا کرنے کے انکاری ہوں تو ان کی گردن کاٹ کر  
ان دونوں کے سر میری جانب ارسال کر دینا۔ اس طرح دوسروں  
سے بیعت لے لینا اگر وہ بھی مانع ہوں تو ان کے ساتھ سلوک وہی  
کرنا جو حسین بن علی اور عبد اللہ بن زبیر جیسا کرنا ہوگا۔“ والسلام

### حوالہ جات

- (۱) تاریخ البدایہ والنہایہ، صفحہ: ۱۳۶، جلد: ۸۔ واقعات سال ۶۰ھ
- (۲) تاریخ طبری، صفحہ: ۲۲۷، جلد: ۳۔
- (۳) تاریخ الکامل، صفحہ: ۱۵۱، جلد: ۲۔
- (۴) تاریخ یعقوبی، صفحہ: ۲۰۵، جلد: ۱۔

## امام الانبیاء کا امام حسینؑ کے بارے میں عقیدہ

یزید کا عقیدہ امام حسین علیہ السلام کے بارے میں پیش کیا گیا اور پاک نبی کریمؐ کا عقیدہ بھی تحریر کیا جاتا ہے:

الترمذی، المستدرک للحاکم، الطبرانی فی الکبیر، سنن ابن ماجہ،  
ارحج المطالب

عن زید بن أرقم : أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لعلي و فاطمة و الحسن و الحسين أنا حرب لمن حاربتهم وسلم لمن سالمتم.

”زید بن ارقم روایت کرتے ہیں کہ پاک نبی کریمؐ نے علی، فاطمہ، الحسن، حسین علیہم السلام کے بارے میں فرمایا تھا کہ میں اس سے جنگ کروں گا جو ان سے جنگ کرے گا اور میں اس سے صلح کروں گا جو ان کے ساتھ صلح رکھے گا۔“

للمستدرک للحاکم، ارحج المطالب

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال : نظر النبي صلى الله عليه وسلم إلى علي و فاطمة و الحسن و الحسين ، فقال : أنا حرب لمن حاربكم ، وسلم لمن سالمكم.

”ابو ہریرہ روایت کرتے ہیں کہ آپ نبی کریمؐ نے دیکھا علی، فاطمہ، الحسن، حسین علیہم السلام کی طرف اور فرمایا تھا کہ میں

اس سے جنگ کروں گا جو ان سے جنگ کرے گا اور میں اس  
سے صلح کروں گا جو ان کے ساتھ صلح رکھے گا۔“

### حوالہ جات

- (۱) جامع الترمذی باب اہل بیت اطہار جلد: ۵، صفحہ: ۶۹۹، مترجم باب ابی بیت  
اطہار جلد دوم۔
- (۲) المستدرک حاکم باب سیدہ فاطمہ زہراء جلد: ۱۱، صفحہ: ۲۱، ۲۰۔
- (۳) مشکوٰۃ شریف مترجم صفحہ: ۲۵۳، جلد: ۲۔ باب مناقب ابی بیت نبی ﷺ۔
- (۴) مودۃ القربی باب مناقب اہل بیت صفحہ: ۹۰، باب: ۱۲۔
- (۵) صواعق محرقہ مترجم باب (فصل دوم) حدیث: ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲۔
- (۶) ارجح اللطالب باب مناقب اہل عباء علیہم السلام صفحہ: ۳۹۰۔
- (۷) سنن ابن ماجہ باب الحسن والحسین جلد: ۱، صفحہ: ۱۷۴۔

## یزید کا مسلک امام عالی مقام کے دانت مبارک کی توہین کی جہاں پاک نبی بوسہ دیا کرتے تھے

تاریخ طبری: ۲۹۲، ۳

ثم اذ سدس فدخلوا والرأس بين يديه،  
ومع يزيد قضيبٌ فهو ينكت به في ثغره، ثم  
قال: إن هذا وإيانا كما قال الحصين بن  
الحمام المري:

يفلقن هاماً من رجالٍ أحبةٍ إلينا وهم كانوا  
أعق وأظلم قال: فقال رجل من أصحاب  
رسول الله صلى الله عليه وسلم يقال له أبو  
برزة الأسلمي: أتنتك بقضيبك في ثغر  
الحسين! أما لقد أخذ قضيبك من ثغره  
مأخذاً، لربما رأيت رسول الله صلى الله  
عليه وسلم يرشفه، أما إنك يا يزيد تجيء  
يوم القيامة وابن زياد شفيحك، ويجيء هذا  
يوم القيامة ومحمد صلى الله عليه وسلم  
شفيعه؛ ثم قام فولى.

”یزید اور ابو ہریرہ اسلمی اس کے بعد یزید نے لوگوں کو دربار میں آنے کا اذن دیا۔ لوگ داخل ہوئے کیا دیکھا کہ آپ امام حسینؑ کا سر یزید کے سامنے رکھا ہوا تھا۔ یزید کے ہاتھ میں چھڑی ہے وہ آپ کے دانت کو چھڑی سے چھیڑ رہا ہے اور یہ کہہ رہا ہے ان کی وہ میری مثال ہے جو حسین بن حمام مری نے کہی ہے۔ ہماری تلواریں اپنے پیاروں کے سر اڑا دیتی ہیں وہ بھی تو بڑے نافرمان اور بڑے ظالم تھے۔ اصحاب رسول اللہ سے ابو ہریرہ اسلمی نے یہ دیکھ کر کہا اے یزید! تیری چھڑی اور حسینؑ کے دانت! ارے تیری چھڑی کس مقام پر ہے میں نے اسی جگہ کو دیکھا کہ رسول اللہؐ چومتے تھے۔ سن رکھا تھا قیامت کے دن تیرا حشر ابن زیاد کے ساتھ ہوگا۔ حسینؑ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہونگے یہ کہہ کر وہ دربار سے اٹھے ہوئے چلے گئے۔“

تاریخ کامل: ۱، ۱۰۲۔ قال الحصین بن الحمام

أبی قومنا أن ینصفونا فأنصفت ... قواضب  
فی ایماننا تقطر الدما

یفلقن هاماً من رجالٍ أعرزۃ ... علینا وهم  
کانوا أعتق وأظلما

فقال أبو ہریرۃ الأسلمی: أنتکت بقضیبک  
فی ثغر الحسین؟ أما لقد أخذ قضیبک فی  
ثغره مأخذاً، لربما رأیت رسول اللہ، صلی  
اللہ علیہ وسلم، یرشفه، أما إنک یا یزید  
تجیء یوم القیامۃ وابن زیاد شفیعک،  
ویجیء هذا ومحمد شفیعہ. ثم قام فولی.

”یزید اور ابو بربزہ اسلمی، اس کے بعد یزید نے لوگوں کو دربار میں آنے کا اذن دیا۔ لوگ داخل ہوئے کیا دیکھا کہ امام حسینؑ کا سر یزید کے سامنے رکھا ہوا تھا۔ یزید کے ہاتھ میں چھڑی ہے۔ وہ آپ کے دانت کو چھڑی سے چھیڑ رہا ہے اور یہ کہہ رہا ہے کہ ان کی وہ میری مثال ہے جو حصین بن حمام مری نے کہی ہے۔ ہماری تلواریں اپنے پیاروں کے سر اڑا دیتی ہیں۔ وہ بھی تو بڑے نافرمان اور بڑے ظالم تھے اصحاب رسول اللہؐ سے ابو بربزہ اسلمی نے یہ دیکھ کر کہا: اے یزید! تیری چھڑی اور حسینؑ کے دانت؟ ارے تیری چھڑی کس مقام پر ہے؟ میں نے اسی جگہ کو دیکھا کہ رسول اللہؐ چوتھے تھے۔ سن رکھا تھا کہ قیامت کے دن تیرا حشر ابن زیاد کے ساتھ ہوگا۔ حسینؑ رسول اللہؐ کے ساتھ ہو گئے یہ کہہ کر وہ دربار سے اٹھے اور چلے گئے۔“

تاریخ البدایہ و انہایہ، وسیلۃ النجات

لیت أشیأخی ببدر شهدوا ... جزع  
الخزرج من وقع الأسل ... حین حلت  
بفنائهم برکھا ... واستمر القتل فی عبد  
الأشل ... قد قتلنا الضعف من أشرافهم ...  
وعدنا میل بدر فاعتدل ... وقد زاد بعض  
الروافض فیها فقال ... لیت ہاشم بالملک  
فلا ... ملک جاءه ولا وحی نزل.

”کاش آج میرے وہ بزرگوار جو جنگ بدر وغیرہ میں مارے گئے موجود ہوتے تو وہ خوش ہو کر مجھے داد دیتے کہ میں نے ان کا کیسا انتقام لیا اللہ سادات بنو ہاشم کو قتل کیا۔ بیشک میں عقبہ کی نسل

میں شمار نہ ہوتا اور اگر آل احمد سے ان تمام باتوں کا جو (احمد) کر گئے ہیں بدلا نہ لیتا۔ درحقیقت بنی ہاشم نے ملک گیری کے ڈھکوسلے نکالے تھے ورنہ ان کے پاس نہ کوئی فرشتہ آیا نہ وحی نازل ہوئی۔“

تاریخ البدایہ والنہایہ: ۸، ۲۲۵

أعلم وقال أبو مخنف عن أبي حمزة الشمالي عن عبد الله اليماني عن القاسم بن بختيت قال لما وضع رأس الحسين بين يدي يزيد بن معاوية جعل ينكت بقضيب كان في يده في ثغره ثم قال إن هذا وإيانا كما قال الحصين ابن الحمام المري ... يفلقن هاما من رجال أعزة ... علينا وهم كانوا أعق وأظلما ...

فقال له أبو برزة الأسلمي أما والله لقد أخذ قضيبك هذا مأخذا لقد رأيت رسول الله ص يرشفه ثم قال ألا إن هذا سيجيء يوم القيامة وشفيعه محمد وتجيء وشفيعك ابن زياد ثم قام فولى

”یزید اور ابو برزہ اسلمی، اس کے بعد یزید نے لوگوں کو دو بار بار میں آنے کا اذن دیا۔ لوگ داخل ہوئے کیا دیکھا کہ آپ امام حسین کا سر یزید کے سامنے رکھا ہوا ہے۔ یزید کے ہاتھ میں چھڑی ہے۔ وہ آپ کے دانت کو چھڑی سے چھیڑ رہا ہے اور یہ کہہ رہا ہے کہ ان کی وہ میری مثال ہے جو حصین بن حمام مری



نے کھی ہے۔ ہماری گواہیں اپنے پیاروں کے سر اُڑا دیتی ہیں۔  
 وہ بھی تو بڑے نافرمان اور بڑے ظالم تھے۔ اصحاب رسول اللہ  
 سے ابو بزرہ اسلمی نے یہ دیکھ کر کہا: اسے نیکو! تیری چھڑی اور  
 حسینؑ کے دانت! ارے تیری چھڑی کس مقام پر ہے؟ میں نے  
 اسی جگہ کو دیکھا کہ رسول اللہؐ چومتے تھے۔ سن رکھا تھا کہ قیامت  
 کے دن تیرا حشر ابن زیاد کے ساتھ ہوگا حسینؑ رسول اللہؐ کے  
 ساتھ ہونگے یہ کہہ کر وہ دربار سے اٹھے اور چلے گئے۔“

### حوالہ جات

- (۱) تاریخ طبری۔ صفحہ: ۲۹۲ جلد: ۳
- (۲) تاریخ کامل۔ صفحہ: ۱۰۲ جلد: ۱ باب امام علی مقام اہل عیال دمشق میدناکستو  
ہجری: ۶۱۔
- (۳) تاریخ البدایہ والنہایہ صفحہ: ۲۳۳ جلد: ۸، واقعہ اکتھو ۶۱ ہجری۔
- (۴) صواعق محرقہ ابن حجر مکی۔ مترجم صفحہ: ۲۹، ۲۸۔
- (۵) وسیلہ النجات ملا مبین لکھوی فرنگی محلی از تاریخ احمدی صفحہ: ۳۰۱۔
- (۶) سیرت ابن حبان باب یزید بن معاویہ ابو خالد جلد: ۱، صفحہ: ۵۵۵۔

## مسجد نبوی کے بارے میں یزید کے گھناؤنے افعال

ریاست کے امیر کا حکم تھا۔ مدینہ میں اصحاب اور ان کی اولادوں کا قتل عام کیا جائے اور ان کو امیر حکومت کا غلام بنایا جائے۔ عامل مدینہ نے قتل عام اور مسجد نبوی کی بے حرمتی کے علاوہ زنا عام کیا۔ مدینہ کے صحابہ کرام کی بغاوت۔

صواعق محرقہ (برق سوزاں) حافظ ابن حجر مکی مترجم واقدی نے کئی طرق سے بیان کیا ہے۔ عبد اللہ بن حنظلہ بن الغنیل کہتے ہیں: خدا کی قسم، ہم نے یزید کے خلاف اس وقت بغاوت کی جب ہمیں خدشہ ہو گیا کہ آسمان سے ہم پر پتھر برسائے جائیں گے۔ وہ شخص لڑکوں کی ملاں، بیٹیوں اور بہنوں سے نکاح کرنا، جائز سمجھتا تھا، شراب پیتا اور تارک الصلوٰۃ تھا۔

یزید نے ایک لشکر کے ساتھ اہل مدینہ سے جنگ کی اور انہیں خوفزدہ کیا، جس حدیث سے بیان ہوا ہے کہ مسلم بن عقبہ کے لشکر نے بہت سوں کو قتل کیا اور فساد عظیم برپا کیا۔ لوگوں کو امیر بنایا اور مدینہ کی بے حرمتی کی اور یہ ایک مشہور بات ہے یہاں تک کہ تین سو نوجوان اور اتنے ہی صحابہ کرام قتل ہوئے اور سات سو کے قریب قرآن کے قاری مارے گئے اور کئی دن تک مدینہ کی بے حرمتی ہوتی رہی اور مسجد نبوی میں نماز باجماعت نہ ہو سکی اور اہل مدینہ روپوش رہے اور کئی روز تک کوئی شخص مسجد نبوی میں داخل نہیں ہوا۔ یہاں تک کہ کتوں اور بھیڑیوں نے مسجد میں داخل ہو کر رسول اللہ کے منبر پر پیشاب کیا اور یہ سب باتیں رسول اللہ کی پیش خبری کی تصدیق کر رہی ہیں۔ اور اس لشکر کا امیر صرف اس بات پر راضی ہوا کہ لوگ اس کے ہاتھ پر یزید کی بیعت کریں اور یہ کہ وہ اس کے غلام ہیں۔ خواہ اس کو بیچ دے یا آزاد کر دے۔ بعض لوگوں نے کہا: ہم کتاب اللہ اور سنت

رسول اللہ پر بیعت کرتے ہیں، مگر ان کو قتل کر دیا گیا۔

خلافت ملو کیت مولانا مودودی

اس کے بعد دوسرا سخت المناک واقعہ جنگ حرہ کا تھا۔ جو ۳۷۲ یرید کی زندگی کے آخری ایام میں پیش آیا۔ اس واقعہ کی مختصر روداد یہ ہے کہ اہل مدینہ نے یرید کو فاسق و فاجر اور ظالم قرار دے کر اس کے خلاف بغاوت کر دی۔ اس کے عامل کو شہر سے نکال دیا اور عبد اللہ بن حنظلہ کو اپنا سربراہ بنا لیا۔ یرید کو یہ اطلاع پہنچی تو اس نے مسلم بن عقبہ المرہ کو (جسے سلف صالحین مسرف بن عقبہ کہتے ہیں) ۱۲۰۰۰ فوج دے کر مدینہ پر چڑھائی کے لیے بھیج دیا اور اسے حکم دیا کہ تین دن تک اہل شہر کو اطاعت قبول کرنے کی دعوت دہتے رہنا، پھر اگر وہ نہ مانے تو ان سے جنگ کرنا اور جب فتح پالو تو تین دن کے لیے مدینہ کو فوج پر مباح کر دینا۔ اس ہدایت پر یہ فوج گئی اور جنگ ہوئی۔ مدینہ فتح ہوا، اور اس کے بعد یرید کے حکم کے مطابق تین دن کے لیے فوج کو اجازت دے دی گئی کہ شہروں میں جو کچھ چاہے کرے۔ ان تین دنوں میں شہر کے اندر لوٹ مار کی گئی شہر کے باشندوں کا قتل عام کیا گیا۔ جس میں امام زہری کی روایت کے مطابق سات سو (۷۰۰) معززین اور دس ہزار (۱۰۰۰۰) کے قریب عوام مارے گئے۔ غضب یہ کہ وحشی فوجیوں نے گھروں میں گھس گھس کر بے دریغ عورتوں کی عصمت دری کی۔ حافظ ابن کثیر کہتے ہیں حتیٰ قبیل انہ حبلت الف امرأ فی بتلک ایام من غیر زوج کہا جاتا ہے کہ ان دنوں میں ایک ہزار عورتیں زنا سے حاملہ ہوئیں۔

جذب القلوب محدث دہلوی

حج الکرامہ صدیق حسن خاں اہل حدیث نے اس واقعہ کو یوں بیان کیا ہے۔ جب یرید نے مسلم بن عقبہ کو لشکر دے کر اہل مدینہ کے قتل و غارت کے لیے بھیجا تو اس نے بمقام حرہ مدینہ والوں کو نہایت ذلت کے ساتھ قتل کیا اور تین دن تک حرم نبوی کی بے حرمتی کی۔ اس واقعہ کو واقعہ حرہ اس وجہ سے کہتے ہیں کہ اس کا وقوع بمقام حرہ واقع تھا جو مسجد نبوی سے ایک میل کے فاصلے پر ہے۔ اس ہنگامہ ناگفتہ بہ میں ایک ہزار سات سو اشخاص

طبقہ مہاجرین و انصارین، تابعین کے اور دس ہزار عوام الناس قتل ہوئے خواتین اور بچے اس میں شمار نہیں ہیں۔ نیز سات (۷۰۰) حفاظ قرآن اور ستانوے آدمی قوم قریش کے تہ تیغ ہوئے اور علانیہ طور سے فسق و فجور اور زنا مباح کر دیا۔ چنانچہ اس واقعہ کے بعد ایک ہزار عورتوں نے حرام کے بچے جنے، علاوہ ازیں مسجد نبوی کے اندر گھوڑے پھرائے گئے اور روضہ رسول میں گھوڑوں نے بول و براز کیا، جو اہل مدینہ کے لوگ قتل سے بچ گئے وہ یزید کی بیعت غلامانہ اس شرط کے ساتھ مجبور کیے گئے کہ یزید چاہے ان کو بیچ دے چاہے آزاد کرے، چاہے ان سے خدا کی اطاعت کرائے اور چاہے ان سے خدا کی نافرمانی کا حکم دے۔

### تاریخ طبری

قال هشام: فحدثني عوانة، قال: فبلغنا أن  
مسلم بن عقبة كان يجلس على كرسي  
ويحمله الرجال وهو يقاتل ابن الغسيل يوم  
الحرّة وهو يقول:  
أحيا أباه هاشم بن حرملة ... يوم الهباتين  
ويوم اليعمله  
كل الملوك عنده مغربله ... ورحمه للوالدات  
مهلكه

لا يلبث القتل حتى يجدله ... يقتل ذا  
الذنب ومن لا ذنب له  
قال هشام، عن أبي مخنف: وخرج محمد  
بن سعد بن أبي وقاص يومئذ يقاتل، فلما  
انهزم الناس مال عليهم يضرهم بسيفه  
حتى غلبته الهزيمة، فذهب فيمن ذهب

من الناس، وأباح مسلم المدينة ثلاثاً  
يقتلون الناس ويأخذون الأموال؛ فأفرغ  
ذلك من كان بها من الصحابة

مدینہ میں تین دن تک قتلِ عام

روایت ہے کہ مسلم کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ لوگ کرسی کو اٹھائے ہوئے پھرتے تھے  
اسی ہیئت سے وہ ابنِ غسیل سے جنگِ حرہ میں قتال کر رہا تھا۔ اور یہ رجز پڑھتا تھا۔ جنگ  
حیاتین اور جنگِ بھملہ میں ہاشم بن حرملہ نے اپنے باپ کا نام روشن کر دیا۔ بادشاہ ان کے  
سامنے ڈھیر بن گئے اس کی برچھی ماٹوں کو بیٹوں کے غم میں رولاتی ہے۔ مسلم نے تین دن  
تک مدینہ کی لوٹ مار شامیوں کے لیے مباح کر دیا۔ لوگوں کو قتل کرتے پھرتے تھے اور  
ان کا مال لوٹ لیتے تھے۔ صحابہ میں سے جو لوگ مدینہ میں تھے ہر سال ہوئے۔

تاریخ ابوالفداء

فيها اتفق أهل المدينة على خلع يزيد بن  
معاوية وأخرجوا نائبه عثمان بن محمد بن  
أبي سفیان منها فجهز يزيد جيشاً مع  
مسلم بن عقبة وأمره يزيد أن يقاتل أهل  
المدينة فإذا ظفر بهم أباحها للجند ثلاثة  
أيام يسفكون فيها الدماء ويأخذون ما  
يجدون من الأموال وأن يبأيهم على أنهم  
خول وعبيد ليزيد وإذا فرغ من المدينة  
يسير إلى مكة. فسار مسلم المذكور في  
عشرة آلاف فارس من أهل الشام حتى  
نزل على المدينة من جهة الحرة وأصر أهل

المدينة من المهاجرين والأنصار وغيرهم  
 على قتاله وعملوا خندقاً واقتتلوا فقتل  
 الفضل بن العباس بن ربيعة بن الحارث  
 بن عبد المطلب بعد أن قاتل قتالاً عظيماً  
 وكذلك قتل جماعة من الأشراف والأنصار  
 ودام قتالهم ثم انهزم أهل المدينة وأباح  
 مسلم مدينة النبي صلى الله عليه وسلم  
 ثلاثة أيام يقتلون فيها الناس ويأخذون ما  
 بها من الأموال ويفسقون بالنساء .

وعن الزهري أنّ قتلى الحرة كانوا سبعمائة  
 من وجوه الناس من قریش والمهاجرين  
 والأنصار وعشرة آلاف من وجوه الموالي  
 ومن لا يعرف وكانت الوقعة لثلاث بقين  
 من ذي الحجة سنة ثلاث وستين ثم إنّ  
 مسلماً بايع من بقي من الناس على أنهم  
 خول وعبيد ليزيد بن معاوية ولما فرغ  
 مسلم بن عقبة من المدينة سار بالجيش  
 إلى مكة

”اس سال میں سب اہل مدینہ نے متفق ہو کر یزید کی بیعت  
 چھوڑ دی اور ان کے نائب عثمان بن محمد بن ابی سفیان کو مدینہ سے  
 نکال دیا۔ یہ حال سن کر یزید نے لشکر ہمراہ مسلم بن عقبة کے روانہ  
 کیا اور اس کو حکم دیا کہ اہل مدینہ سے لڑنا، جب فتح ہو جائے اس  
 وقت لشکر میں عام حکم دینا کہ تین روز تک قتل عام ہو اور جو مال

جس کے ہاتھ آئے لشکری آدمی لوٹ لیں اور بعد تین روز کے لیے اس طرح سے اقرار کروانا کہ ہم غلام اور تابعدار یزید کے ہیں۔ یہ اقرار کروا کے بیعت کروانا اور مدینہ سے فراغت پا کر مکہ کو جانا۔ چنانچہ مسلم مذکور ہمراہ دس ہزار افراد شام سے مدینہ پر حرہ کی طرف آیا۔ اہل مدینہ کے مہاجرین اور انصار اس سے لڑے اور ایک خندق بنا کر جنگ کرنا شروع کی۔ فضل بن عباس بن ربیعہ شہید ہوئے، مگر پہلے خوب لڑے اور بعد میں حالت جنگ میں شہید ہوئے، اس طرح ایک جماعت اشراف اور انصار کی بھی قتل ہوئی اور لڑائی خوب رہتی یہاں تک کہ اہل مدینہ کو ٹھکت ہوئی اور مسلم نے حکم دیا کہ تین دن تک قتل عام ہو اور جو مال پاؤ وہ لے لو۔ اور مدینہ کی عورتوں سے حرام کاری کروا کر مقتول ہے زہری سے کہ مقتول حرہ میں سات سو (۷۰۰) رہیں اشراف قوم قریش کے مہاجرین اور انصار سے قتل ہوئے اور دس ہزار (۱۰۰۰۰) اشراف غلاموں کے اور نامعلوم آدمی قتل ہوئے۔ یہ جنگ ستائیسویں ذی الحجہ (۶۳)ء کو واقع ہوئی تھی پھر مسلم نے باقی ماندگان مدینہ سے کہا کہ اقرار کرو کہ ہم یزید کے تابعدار اور غلام ہیں۔ جب یہاں سے فارغ ہوا تو مکہ پر لشکر لے کر چڑھائی کر دی۔“

تاریخ یعقوبی

فأرسل عثمان إلى جماعة منهم، فكلهم بكلام غليظ، فوثبوا به وبمن كان معه بالمدينة من بني أمية، وأخرجهم من المدينة واتبعهم بجمعهم بالحجارة، فلما

انتہی الخیر إلى یزید بن معاویة وجه إلى مسلم بن عقبه، فأقدمه من فلسطين، وهو مريض، فأدخله منزله، ثم قص عليه القصة فقال: يا أمير المؤمنين! وجهني إليهم فوالله لأدعن أسفلها أعلاها، يعني مدينة الرسول، فوجهه في خمسة آلاف إلى المدينة، فأوقع بأهلها وقعة الحرة، فقاتله أهل المدينة قتالاً شديداً، وخندقوا على المدينة، فرام ناحية من نواحي الخندق، فتعذر ذلك عليه، فخدع مروان بعضهم، فدخل ومعه مائة فارس، فاتبه الخيل حتى دخلت المدينة، فلم يبق بها كثير أحد إلا قتل، وأباح حرم رسول الله، حتى ولدت الأبقار لا يعرف من أولدهن، ثم أخذ الناس على أن يبائعوا على انهم عبيد یزید بن معاویة، فكان الرجل من قريش يوثى به، فيقال: بايع آية إنك عبد قن ليزيد، فيقول: لا فيضرب عنقه

”عالم مدینہ عثمان کو اور بنی امیہ کے لوگوں کو پتہ مار مار کر نکال دیا گیا اس پر سخت کلام ہوئی۔ یزید بن معاویہ کو یہ خبر ملی کہ ان کا عالم کو مدینہ سے نکال دیا تو مسلم بن عقبہ جو کہ فلسطین میں تھا طلب کیا گیا وہ اس وقت بیمار تھا جب وہ دار الحکومت پہنچ گیا تو اس کو تمام واقعات سے آگاہ کیا تو اس نے کہا اے امیر جماعت



یہ کام میرے سپرد کیجیے۔ تو پھر خدا کی قسم مدینہ رسول کی ہر چیز کو اوپر و نیچے کر دوں گا۔ اس کو پانچ ہزار افواج دے کر روانہ کیا اور وہ مقام حرہ پر اترا اور مدینہ والوں کا آنا سامنا کیا اور ان کو سخت پیش آیا انہوں نے اپنی حفاظت کے لیے خندق کھود رکھی تھی اس لیے انکو خندق میں دسے مارا اور بعض افراد نے عذر پیش کیا مگر ان کو بھی مروان نے دھوکا دیا ایک سو سو افراد مدینہ شہر میں داخل ہوئے اور مزید فوج بھی شامل ہو گئی۔ اس طرح اکثریت اولاد صحابہ کو قتل کیا پھر حرم مدینہ میں زنا عام کیا اور ان سے حرام کے بچے جنے جن کا باپ معلوم نہیں تھا۔ جو بچے کئے ان کو یزید بن معاویہ کے غلامی پر بیعت کو قبول کیا جو اس سے انکاری ہوئے پس ان کو قتل کر دیا گیا۔“

ینابح المودة نے علامہ ذہبی کے حوالے تحریر کیا ہے کہ یزید نے مدینہ والوں سے جو سلوک کیا ہے یزید کے حکم سے تین روز تک مدینہ کو لوٹا گیا۔ سینکڑوں اصحابی رسول قتل کئے گئے اور ہزاروں باکرہ عورتوں کی عصمت دری کی گئی۔

### تاریخ الخلفاء۔

وفي سنة ثلاث وستين بلغه أن أهل المدينة خرجوا عليه وخلعوه فأرسل إليهم جيشاً كثيفاً وأمرهم بقتالهم ثم المسير إلى مكة لقتال ابن الزبير فجاءوا وكانت وقعة الحرة على باب طيبة وما أدراك ما وقعة الحرة ذكرها الحسن مرة فقال والله ما كاد ينجو منهم أحد قتل فيها خلق من الصحابة رضي الله عنهم ومن غيرهم ونهيت المدينة

وافترض فيها ألف عذراء فلإنا لله وإنا إليه  
 ”۳۳ء میں یزید کو خبر ملی کہ اہل مدینہ اس پر خروج کی تیاری  
 کر رہے ہیں۔ اور انہوں نے اس کی بیعت توڑ دی ہے یہ سن کر  
 اس نے بڑا بھاری لشکر اہل مدینہ کی طرف روانہ کیا اور مدینہ والوں  
 سے اعلان جنگ کر دیا یہاں لوٹ مار کرنے کے بعد اور یہی لشکر  
 مکہ معظمہ حضرت ابن زبیر پر لشکر کشی کے لیے بھیجا گیا اور واقعہ  
 باب طیبہ پر واقع ہوا واقعہ ہے۔ اس کی کیفیت حسن مرہ اس  
 طرح بیان کرتے ہیں۔ جب مدینہ پر لشکر کشی ہوئی تو مدینہ کا کوئی  
 شخص اس سے محفوظ نہیں رہا ہزاروں اصحابہ ان لشکریوں سے شہید  
 ہوئے اور مدینہ منورہ کو خوب لوٹا گیا ہزاروں باکرہ لڑکیوں کی  
 بکارت زائل کی گئی ان کے ساتھ زنا بالجبر کیا گیا تھا۔“

فإن الله وإنا إليه راجعون۔

### حوالہ جات

- (۱) صواعق محرقة باب۔ فهل عسيتم ان توليتم ان تفسدوا في الارض كى تفصيل۔  
صفحہ: ۲۳۴، ۲۳۵۔
- (۲) خلافت ملوکیت باب یزید کے دور میں صفحہ: ۱۸۱، ۲۔
- (۳) تاریخ طبری (باب) جلد: ۳، صفحہ: ۳۰۴۔
- (۴) تاریخ یعقوبی واقعات حرہ: ۲۳، جلد: ۱، صفحہ: ۲۰۹۔
- (۵) تاریخ البدایہ والنہایہ واقعات ترسٹھ (۶۳) ہجری۔ جلد: ۱، صفحہ: ۲۲۱۔
- (۶) تاریخ ابوالفداء صفحہ: ۹۴، ۹۳۔
- (۷) ینابیع اللوڈہ باب وہ احادیث جو صواعق محرقة میں درج ہیں۔ صفحہ: ۵۲۳۔
- (۸) تاریخ الخلفاء سیوطی باب یزید بن معاویہ صفحہ: ۸۵ مترجم صفحہ: ۳۰۶۔
- (۹) تاریخ مروج الذهب ومعادن الجواهر للسعودی۔ باب (حرہ کا واقعہ) جلد: ۱،  
صفحہ: ۳۷۸۔
- (۱۰) جذب القلوب محدث دہلوی، حج الکرامہ صدیق حسن خان الحدیث از اخذ  
تاریخ احمدی صفحہ: ۳۰۹۔

## نبی کریم کا حکم جو مدینہ نبی کی بے حرمتی کرے گا وہ جہنمی اور لعنتی ہے

تاریخ الخلفاء سیوطیؒ

قال صلی اللہ علیہ وسلم "من أخاف أهل  
المدينة أخافه الله وعليه لعنة الله  
والملائكة والناس أجمعين" رواه مسلم.  
وكان سبب خلع أهل المدينة له أن يزيد  
أسرف في المعاصي وأخرج الواقد من طرق  
أن عبد الله بن حنظلة بن الغسيل قال:  
والله ما خرجنا على يزيد حتى خفنا أن  
ترمی بالحجارة من السماء إنه رجل ينكح  
أمهات الأولاد والبنات والأخوات ويشرب  
الخمر ويدع الصلاة.

”رسول اللہ کا فرمان ہے کہ جو شخص اہل مدینہ کو ڈرائے گا اللہ  
تعالیٰ اس کو ڈرائے گا اور اس شخص پر اللہ تعالیٰ اس کے فرشتوں  
اور تمام لوگوں کی لعنت ہوگی۔ اہل مدینہ نے یزید سے خلع بیعت  
یوں کیا کہ یزید گناہوں اور فواحش میں بڑی طرح پھنس گیا تھا۔  
واقدی عبد اللہ بن حنظلہ الغسیل سے روایت کرتے ہیں کہ واللہ  
یزید پر حملہ کی ہم نے اس وقت تیاری کی جب ہمیں یقین ہو گیا

کہ اب ہم پر آسمان سے پتھروں کی بارش ہوگی۔ کیونکہ فسق و فجور کا یہ عالم تھا کہ لوگ اپنی ماؤں، بہنوں، اور بیٹیوں سے نکاح کر رہے تھے۔ شراہیں پی جا رہی تھیں اور لوگوں نے نماز ترک کر دی تھی۔“

تاریخ البدایہ والنہایہ

قال البخاری فی صحیحہ حدثنا الحسن بن الحارث ثنا الفضل بن موسی ثنا الجعد عن عائشة بنت سعد بن أبی وقاص عن أبیہا قال سمعت رسول الله ص يقول لا یکید أهل المدينة أحد إلا انماع كما ينماع الملح فی الماء وقد رواه مسلم من حدیث أبی عبد الله القراظ المدینی واسمه دینار عن سعد بن أبی وقاص أن رسول الله ص قال لا یرید أحد المدينة بسوء إلا أذابه الله فی النار ذوب الرصاص أو ذوب الملح فی الماء وفی رواية لمسلم من طریق أبی عبد الله القراظ عن سعد وأبی هريرة أن رسول الله ص قال من أراد أهل المدينة بسوء أذابه الله كما یدوب الملح فی الماء وقال الامام أحمد حدثنا أنس بن عیاض ثنا یزید بن خصیفة عن عطاء بن یسار عن السائب بن خلاد أن رسول الله صلی الله علیه و سلم قال من أخاف أهل المدينة ظلما

أخافه الله وعليه لعنة الله والملائكة  
والناس أجمعين لا يقبل الله منه يوم  
القيامة صرفا ولا عدلا ورواه النسائي من  
غير وجه عن علي ابن حجر عن إسماعيل  
بن جعفر عن يزيد بن خصيفة عن عبد  
الرحمن بن عبد الله بن عبد الرحمن بن أبي  
صعصعة عن عطاء بن يسار عن خلاد بن  
منجوف بن الخزرج أخبره فذكره وكذلك  
رواه الحميدى عن عبد العزيز بن أبي  
حازم عن يزيد بن خصيفة ورواه النسائي  
أيضا عن يحيى بن حبيب بن عربي عن  
حماد عن يحيى بن سعيد عن مسلم بن أبي  
مريم عن عطاء بن يسار عن ابن خلاد  
وكان من أصحاب النبي ص فذكره  
وقال ابن وهب أخبرني حيوة بن شريح  
عن ابن الهاد عن أبي بكر عن عطاء بن  
يسار عن السائب بن خلاد قال سمعت  
رسول الله ص يقول من أخاف أهل المدينة  
أخافه الله وعليه لعنة الله والملائكة  
والناس أجمعين.

کتب صحاح ستہ بخاری اور مسلم کے علاوہ کثیر التعداد کتب اور اکثر صحابہ کرام سے  
منقول روایت کا مجموعی خلاصہ کلام اس طرح ہے:  
”رسول اللہ کا فرمان ہے کہ جو شخص اہل مدینہ کو ڈرائے گا اللہ

تعالیٰ اس کو ڈرائے گا اور اس شخص پر اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہوگی۔ وہ جہنمی ہے۔ اور کسی کی شفاعت ممکن نہیں ہے۔“

### حولہ جات

- (۱) تاریخ الخلفاء جلال الدین سیوطی۔ باب یزید بن معاویہ صفحہ: ۸۵، مترجم: ۳۰۶۔
- (۲) تاریخ البدایہ والہایہ حافظ ابو الفدای ابن کثیر باب قتل ابن زبیر اور ان کے ساتھی جلد: ۸، صفحہ: ۲۲۳۔

www.ziaraat.com  
Sabeel-e-Sakina

## یزید کا بیت اللہ کے بارے میں عقیدہ

تاریخ طبری

إذا مضت ثلاثة أيام من شهر ربيع الأول  
يوم السبت سنة أربع وستين قذفوا البيت  
بالمجانيق، وحرقوه بالنار، وأخذوا يرتجزون  
ويقولون:

خطارةٌ مثل الفنيق المزد ... نرني بها  
أعواد هذا المسجد  
قال هشام: قال أبو عوانة: جعل عمرو بن  
حوط السدوسي يقول:  
كيف ترى صنيع أم فروه ... تأخذهم بين  
الصفاء والمره  
يعني بأم فروة المنجنیق.

خانہ کعبہ پر سنگباری

ربیع الاول ۳۲ کی تیسری تاریخ روز شنبہ ان لوگوں نے خانہ کعبہ پر منجنیق سے ہتھ  
برسائے اور آگ لگا دی اور یہ اشعار پڑھتے جاتے تھے۔

”یہ منجنیق ایک شتر مست ہے کہ ہم اس سے کعبہ پر نشانے لگا  
رہے ہیں۔ عمرو بن حوط سدوسی یہ کہتا جاتا تھا۔ کیف نرئی  
ذره ام فروہ دیکھنا کہ صفا و مرہ کے درمیان لوگوں کو نشانہ بتا رہی

ہے۔ ام فردہ اس نے منجیق کا نام رکھا تھا۔“

وفي هذه السنة حرقت الكعبة.

ذكر السبب في إحراقها

قال محمد بن عمر: احترقت الكعبة يوم السبت لعلاث ليال خلون من شهر ربيع الأول سنة أربع وستين قبل أن يأتي نعي يزيد بن معاوية بتسعة وعشرين يوماً، وجاء نعيه لهلال ربيع الآخر ليلة الثلاثاء.

قال محمد بن عمر: حدثنا رياح بن مسلم، عن أبيه، قال: كانوا يوقدون حول الكعبة، فأقبلت شررة هبت بها الريح، فاحترقت ثياب الكعبة، واحترق خشب البيت يوم السبت لعلاث ليال خلون من ربيع الأول.

خانہ کعبہ میں آتش زنی

خانہ کعبہ کے جلنے کا واقعہ یزید کے مرنے سے اسی دن پیشتر ہوا۔ لوگ گروہ درگر وہ آگ سگا کرتے تھے۔ ہوا چلی ایک چنگاری اڑ کر غلاف کعبہ پر جا پڑی غلاف جل گیا۔ چوبینہ جل گیا۔ روز شنبہ ربيع الاول کی تیسری کو یہ واقعہ گذرا۔

صواعق محرقہ

پھر اس کا یہ لشکر حضرت ابن زبیر سے جنگ کے لیے گیا اور ان لوگوں نے منجیق سے کعبہ پر سنگباری کی اور اُسے آگ سے جلا دیا۔ پس ان بری باتوں سے جو اس کے زمانے میں پیدا ہوئیں اور کئی بات بڑی ہے اور یہ باتیں گزشتہ حدیث کا مصداق ہیں کہ میری امت ہمیشہ امر خلافت میں انصاف پر قائم رہے گی، یہاں تک کہ بنو امیہ میں سے



ایک آدمی جیسے یزید کہا جائے گا اُسے توڑ پھوڑ دے گا۔

### تاریخ البدایہ والنہایہ

فلما كان يوم السبت ثالث ربيع الأول  
سنة أربع وستين نصبوا المجانيق على  
الكعبة ورموها حتى بالنار فاحترق جدار  
البيت في يوم السبت وهذا قول الواقدي  
وهم يقولون ... خطاره مثل الفتيق المزيد ...  
ترى بها جدران هذا المسجد ...

وجعل عمر بن حوطة السدوسي يقول  
... كيف ترى صنيع أم فروة ... تأخذهم  
بين الصفا والمروة ...  
وأم فروة اسم المنجنیق وقيل إنما  
احترقت لأن أهل المسجد جعلوا يوقدون  
النار وهم حول الكعبة فعلقت النار في  
بعض أستار الكعبة فسرت إلى أخشابها  
وسقوفها فاحترقت

### خانہ کعبہ پر سنگباری

ربیع الاول ۱۳۱ھ کی تیسری تاریخ روز شنبہ ان لوگوں نے خانہ کعبہ پر منجنیق سے ہتھیر  
برسائے اور آگ لگا دی اور یہ اشعار پڑھتے جاتے تھے۔

”یہ منجنیق ایک شتر مست ہے کہ ہم اس سے کعبہ پر نشانے لگا  
رہے ہیں۔ عمرو بن حوط سدوسی یہ کہتا جاتا تھا۔ کیف نری  
ذره ام فروہ دیکھتا کہ صفا و مروہ کے درمیان لوگوں کو نشانہ بتا رہی

ہے۔ ام فردہ اس نے منجیق کا نام رکھا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ اہل مسجد کو جلایا گیا۔ کعبہ کے ارد گرد آگ جلائی گئی تو آگ کے شعلوں نے کعبہ کے پردے جلا دیے گئے۔“

تاریخ کامل

إذا مضت ثلاثة أيام من شهر ربيع الأول  
سنة أربع وستين يوم السبت رموا البيت  
بالمجانيق وحرقوه بالنار وأخذوا يرتجزون  
ويقولون:

خطارةٌ مثل الفنيق المزد ... نومي بها  
أعواد هذا المسجد

وقيل: إن الكعبة احترقت من نار كان  
يوقدها أصحاب عبد الله حول الكعبة  
وأقبلت شرارة هبت بها الريح فاحترقت  
ثياب الكعبة واحترق خشب البيت،  
والأول أصح،

خانہ کعبہ پر سنگباری

ربیع الاول ۱۲۰۷ء کی تیسری تاریخ روزِ شنبہ ان لوگوں نے خانہ کعبہ پر منجیق سے ہتھ  
برسائے اور آگ لگا دی اور یہ اشعار پڑھتے جاتے تھے۔

”یہ منجیق ایک شترست ہے کہ ہم اس سے کعبہ پر نشانے لگا  
رہے ہیں۔“

کہا جاتا ہے کہ عبد اللہ کے ساتھیوں نے کعبہ پر آگ جلائی تو ہوا کی چٹا گاریوں  
سے غلاف کعبہ جل گیا اور اس سے لکڑی کا گھر بھی جل گیا لیکن اول واقعہ زیادہ صحیح ہے

تاریخ الخلفاء سیوطی

وسار جيش الحرة إلى مكة لقتال ابن  
الزبير فمات أمير الجيش بالطريق  
فاستخلف عليهم أميراً وأتوا مكة  
فحاصروا ابن الزبير وقاتلوه ورموه  
بالمجنيق وذلك في صفر سنة أربع وستين  
واحترقت من شرارة نيرانهم أستار الكعبة  
سقفها وقرنا الكبش الذي فدى الله به  
إسماعيل وكانا في السقف

”جب لشکر زیدی مکہ معظمہ میں داخل ہوا تو اس نے عبداللہ بن  
زبیر کا محاصرہ کر لیا۔ جہاں تک بن پڑا حضرت ابن زبیر نے  
بھی ان لشکر کا مقابلہ کیا۔ چونکہ آپ محصور تھے اس لیے آپ پر  
منجیق سے پتھر برسائے گئے۔ ان پتھروں کے شراروں سے  
کعبہ شریف کا پردہ جل گیا۔ کعبہ کی چھت اور اس دنبہ کا سینک جو  
فدیہ حضرت اسماعیل علیہ السلام میں جنت سے بھیجا گیا تھا وہ کعبہ  
کی چھت سے آویزاں تھا وہ بھی جل گیا اسی آتش زدگی کے  
باعث اس کو واقعہ ۷۷ کہتے ہیں۔ یہ واقعہ صفر ۶۳ء میں پیش  
آیا۔“

تاریخ مسعودی۔ رمی الكعبة بالمجنیق

ونصب الحصين فيمن معه من أهل الشام  
المجانيق والعرادات على مكة والمسجد من  
الجبال والفيجاج، وابن الزبير في المسجد،  
ومعه المختار بن أبي عبيد القفي. داخلاً  
في جملته، منضافاً إلى بيعته، منقاداً إلى

إمامته، على، شرائط شَرَطها عليه لا  
 يخالف له رأياً، ولا يعصي له أمراً، فتواردت  
 أحجار المجانيق والعرادات على البيت،  
 ووري مع الأحجار بالنازوالنفط ومشاقات  
 الكتان وغير ذلك من المحرقات، وانهدمت  
 الكعبة، واحترقت البنية، ووقعت صاعقة  
 فأحرقت من أصحاب المجانيق أحد عشر  
 رجلاً.

کعبہ پر مہینق سے سنگباری

”حصین نے اپنے شامی ساتھیوں کے ساتھ مل کر مہینقوں کو مکہ  
 پر نصب کر دیا۔ اور مسجد کے ارد گرد جو پہاڑی راستے تھے ان پر  
 مہینق نصب کر دیئے۔ ابن زبیر مسجد میں تھے۔ ان کے ساتھ  
 مختار بن ابی عبیدہ ثقفی بھی دیگر اصحاب کے ساتھ شامل  
 تھے۔ اور ان شرائط کے ساتھ ان کی بیعت امامت میں شامل تھا  
 کہ ان کی رائے کی مخالفت نہیں کرے گا۔ اور نہ اس کی حکم عدولی  
 کرے گا۔ پس مہینق کے پتھر پے در پے بیت اللہ پر برسے لگے  
 اور پتھروں کے ساتھ آگ برسے لگے۔ اور پتھروں کے ساتھ  
 آگ اور مٹی کا تیل اور کتان کے کلڑے اور دیگر جلنے والی چیزیں  
 پھینکی جانے لگیں۔ اس طرح کعبہ مہلدم ہو گیا۔ اور اس کی  
 عمارت جل گئی اور ایک بجلی گری جس نے مہینق چلانے والے  
 گیارہ آدمی کو جلا کر رکھ دیا۔“

## حوالہ جات

- (۱) تاریخ طبری جلد: ۳، صفحہ: ۳۰۷۔ باب واقعات ۲۴ چوتھم ہجری
- (۲) صواحق محرقہ باب۔ فهل عسیتم ان تولیتم ان تفسدوا فی الارض کی تفصیل۔  
صفحہ: ۲۳۳، ۳۵۔ ۲
- (۳) تاریخ البدا والنہایہ صفحہ: ۸، جلد: ۸۔
- (۴) تاریخ کامل صفحہ: ۱۱۹، جلد: ۲۔
- (۵) تاریخ الخلفاء سیوطی باب یزید بن معاویہ صفحہ (۸۶) مترجم صفحہ: ۳۰۲۔
- (۶) تاریخ یعقوبی باب یزید بن معاویہ جلد: ۱، صفحہ: ۲۱۰۔
- (۷) تاریخ مروج الذهب ومعادن الجواهر للسعودی۔ باب (رمی الکعبۃ بالمجانیق)  
جلد: ۱۱، صفحہ: ۳۷۹۔

## یزید کا عقیدہ، ماں، بہن سے نکاح جاتے ہیں

صواعق محرقة

واقدی نے کئی طرق سے بیان کیا ہے کہ عبد اللہ بن حنظلہ ابن الغسیل کہتے ہیں کہ خدا کی قسم ہم نے یزید کے خلاف اس وقت بغاوت کی جب ہمیں خدشہ ہو گیا کہ آسمان سے ہم پر پتھر برسائے جائیں گے۔ وہ شخص لڑکوں کا مائیں، بیٹیوں، اور بہنوں سے نکاح کرتا، شراب پیتا اور تارک الصلوٰۃ تھا۔

تاریخ الخلفاء سیوطی

وكان سبب خلع أهل المدينة له أن يزید  
أسرف في المعاصي وأخرج الواقدي طرق  
أن عبد الله بن حنظلة بن الغسيل قال:  
والله ما خرجنا على يزید حتى خفنا أن  
ترى بالحجارة من السماء إنه رجل ينكح  
أمهات الأولاد والبينات والأخوات ويشرب  
الخمر ويدع الصلاة.

”اہل مدینہ نے یزید سے خلع بیعت یوں کیا کہ یزید گناہوں اور فواحش میں بڑی طرح پھنس گیا تھا۔ واقدی نے کئی طرق سے بیان کیا ہے کہ عبد اللہ بن حنظلہ ابن الغسیل کہتے ہیں کہ خدا کی قسم ہم نے یزید کے خلاف اس وقت بغاوت کی جب ہمیں خدشہ ہو گیا کہ آسمان سے ہم پر پتھر برسائے جائیں گے، کیونکہ فسق و فجور کا یہ عالم تھا کہ لوگ اپنی مائیں، بیٹیوں، اور بہنوں سے نکاح کر رہے تھے شراہیں پی جا رہی تھیں اور لوگوں نے ترک نماز

کردی تھی۔“

تاریخ السلام ذہبی

وقال الواقدي: أنا ابن أبي ذئب عن صالح بن أبي حسان أنا إسماعيل بن إبراهيم المخزومي عن أبيه وثنا سعيد بن محمد بن عمرو بن يحيى عن عبادة بن تميم كل قد حدثني قالوا: لما وثب أهل الحرة وأخرجوا بني أمية عن المدينة واجتمعوا على عبد الله بن حنظلة وبايعهم على الموت قال: يا قوم اتقوا الله فوالله ما خرجنا على يزيد حتى خفنا أن نرمى بالحجارة من السماء إنه رجل ينكح أمهات الأولاد والبنات والأخوات ويشرب الخمر ويدع الصلاة.

”جب واقعہ ہوا تو اہل مدینہ نے بنو امیہ کو نکال دیا تو پھر لوگوں نے عبد اللہ بن حنظلہ پر اجماع کر لیا اور موت پر بیعت کر لی۔“

واقدی نے کئی طرق سے بیان کیا ہے کہ عبد اللہ بن حنظلہ بن الغنمیل کہتے ہیں کہ خدا کی قسم ہم نے یزید کے خلاف اس وقت بغاوت کی جب ہمیں خدشہ ہو گیا کہ آسمان سے ہم پر پتھر برسائے جائیں گے، کیونکہ فسق و فجور کا یہ عالم تھا کہ لوگ اپنی مائیں، بیٹیوں، اور بہنوں سے نکاح کر رہے تھے۔ شرابیں پی جا رہی تھیں اور لوگوں نے ترک نماز کر دی تھی۔

### حوالہ جات

- (۱) صواعق محرقة ابن حجر مکی مترجم باب صفحہ: ۳۲۲۔
- (۲) تاریخ الخلفاء سیوطی باب یزید بن معاویہ صفحہ: ۸۵، صفحہ مترجم: ۳۰۶۔
- (۳) تاریخ السلام ذہبی جلد: ۱، صفحہ: ۵۶۳۔

## یزید کا کردار اور عقائد

### فسوقِ یزید و عمالہ

تاریخ مسعودی

وكان یزید صاحب طرب وجوارح وکلاب  
وَقُرُودٍ وَفُهُودٍ وَمَنَاذِمَةَ عَلَى الشَّرَابِ، وَجَلَسَ  
ذَاتَ يَوْمٍ عَلَى شَرَابِهِ، وَعَنْ يَمِينِهِ ابْنُ زِيَادٍ،  
وَذَلِكَ بَعْدَ قَتْلِ الْحُسَيْنِ، فَأَقْبَلَ عَلَى سَاقِيهِ  
فَقَالَ:

اسْقِنِي شَرْبَةَ تُرْوِي مَسَاشِي ... ثُمَّ مِيلَ  
فَاسِقٌ مِثْلَهَا ابْنُ زِيَادٍ  
صَاحِبَ السَّرِّ وَالْأَمَانَةِ عِنْدِي ... وَلْتَسَدِيدِ  
مَغْنَمِي وَجِهَادِي  
ثُمَّ أَمْرَ الْمَغْنَمِينَ فَغَنُوا بِهِ.

وغلِبَ عَلَى أَصْحَابِ يَزِيدٍ وَعَمَالِهِ مَا كَانَ  
يَفْعَلُهُ مِنَ الْفُسُوقِ، وَفِي أَيَّامِهِ ظَهَرَ الْغِنَاءُ  
بِمَكَّةَ وَالْمَدِينَةَ، وَاسْتَعْمَلَتِ الْمَلَاهِمُ، وَأَظْهَرَ  
النَّاسَ شَرْبَ الشَّرَابِ، وَكَانَ لَهُ قَرْدٌ يَكْنَى  
بِأَبِي قَيْسٍ يَحْضُرُهُ مَجْلِسَ مَنَاذِمَتِهِ، وَيَطْرَحُ  
لَهُ مَتَكًا، وَكَانَ قَرْدًا خَبِيثًا وَكَانَ يَجْعَلُهُ عَلَى



أتان وحشية قد ریضت وذُلکث لذلک  
 بسرج ولجام ولسابق بها الخیل یوم الخلیبة،  
 فجاء فی بعض الأيام سابقاً، فتناول القصبة  
 ودخل الحجرۃ قبل الخیل، وعلى أبی قیس  
 قباء من الحریر الأحمر والأصفر مشمر،  
 وعلى رأسه قلنسوة من الحریر ذات ألوان  
 بشقائق، وعلى الأتان سرج من الحریر  
 الأحمر منقوش مملع بأنواع من الألوان

یزید اور اس کے عمال کی بدکرداری

یزید گانے بجانے اور کتوں، بندروں اور چیتوں کا دلدادہ تھا۔ شرب نوش تھا۔ ایک روز وہ شغل سے نوشی کے لیے بیٹھا اور اس کی دائیں جانب ابن زیاد تھا اور یہ حضرت حسینؑ کے قتل کے بعد کا واقعہ ہے۔ وہ اپنے ساتی کے پاس آ کر کہنے لگا: مجھے وہ شراب پلاؤ جو میری نرم نرم ہڈیوں کو بھی سیراب کرے۔ پھر ابن زیاد کو بھی ایسا ہی جام بھر کر دے جو میرے نزدیک میرا ہمزاد اور امین ہے۔ اور میری غنیمت اور جہاد کی ضرورت کو پورا کرنے والا ہے۔ پھر اس نے گلوکاروں کو حکم دیا کہ وہ ان اشعار کو گائیں۔ پس انہوں نے گانا شروع کر دیا، اور یزید کے اصحاب یزید کی طرح بدکردار تھے اور اس کے زمانے میں مکہ اور مدینہ میں گانے کا دور دورہ ہو گیا اور کھیل کود کے آلات استعمال کیے جانے لگے۔ اور لوگوں نے کھلے بندوں شراب نوشی شروع کر دی تھی۔ اس کے پاس ایک بندر تھا جس کی کنیت ابو قیس تھی وہ بھی محل میں سے نوشی میں موجود ہوتا تھا اور اسے تکیہ لگا کر دیتا تھا اور وہ بڑا غبیث بندر تھا اور وہ ایک جنگلی گدھی پر جو بندھی ہوئی ہوتی تھی چڑھا دیتا تھا اور لگام اور زین لگا کر وہ اسے گھوڑ دوڑ کے گھوڑوں کے ساتھ دوڑاتا تھا۔ کبھی کبھی وہ سب سے آگے بڑھ جاتا اور بانس کو اکھاڑ لیتا اور گھوڑوں سے پہلے ہی حجرہ میں داخل ہو جاتا اور

ابوقیس پر سرخ اور زرد ریشم کی تباہوتی اور وہ آستین چڑھائے ہوتا اور اس کے سر پر ریشم کی منتش چمک دار رنگوں کی زین ہوتی۔ اس روز شام کے ایک شاعر نے اس بارے میں کہا (ابوقیس کو اس کی لگام کے زائد حصے سے پکڑ لے اور اگر تو گر پڑے تو اس کی ذمہ داری اس پر نہیں ہوگی تم میں سے کسی شخص نے اس بندر کو دیکھا ہے جو امیر المومنین کے گھوڑوں سے گدھی کو دوڑا کر آگے لے گیا۔

### تاریخ البدیہ والنہایہ

وقد روى أن يزيد كان قد إشتهر بالمعازف  
 وشرب الخمر والغنا والصيد واتخاذ الغلمان  
 والقيان والكلاب والنطاح بين الكباش  
 والدباب والقروود وما من يوم إلا يصبغ فيه  
 مخمورا وكان يشد القرد على فرس مسرجة  
 بحبال ويسوق به ويلبس القرد قلانس  
 الذهب وكذلك الغلمان وكان يسابق بين  
 الخيل وكان إذا مات القرد حزن عليه.

”یزید آلات لہو دلب سے کھیلتا تھا۔ شراب پیتا تھا۔ گلوکاری کرتا تھا۔ شکاری کتے پالتا تھا۔ ذھول بجاتا تھا۔ مینڈھے لڑاتا تھا۔ بندر رکھتا تھا، گھوڑوں پر بندر بٹھا کر دوڑاتا تھا۔ بندروں کو سونے کی ٹوپیاں پہنواتا تھا۔ اس طرح لڑکوں کے ساتھ کرتا تھا اور جب بندر مر گیا اس پر اس نے گریہ کیا تھا۔“

کتاب ماتم اور ازواج النبی اختتام پذیر ہوئی۔

والحمد لله أولاً وآخراً وحامداً ومصلياً ومسلماً

بتاریخ ۲۸ فروری ۲۰۱۱ء بروز پیر، بوقت رات گیارہ بجے مظفر آباد

احقر

سید نزاکت حسین کاظمی مفتی

صدر دفتر امور دینیہ مظفر آباد آزاد کشمیر

مستقل پتہ بمقام ٹرٹ سیدان ڈاکخانہ جرائی ضلع و تحصیل کوٹلی آزاد کشمیر -

### حوالہ جات

- (۱) اریخ مروج الذنب ومعادن الجواهر للسعودی۔ باب (فسوق یزید وعماله)  
جلد: ۱۱، صفحہ: ۳۷۷۔
- (۲) تاریخ البدایہ والنہایہ حافظ ابن کثیر باب فقال له أنتجها فقال ای والله یا امیر المؤمنین  
جلد: ۸، صفحہ: ۲۳۵۔

## ادارہ منہاج الصالحین کی کتب پر ایک نظر

### سوگنامہ آل محمدؐ

سوگنامہ آل محمدؐ علامہ محمد عمری اشتہادی کی تالیف مستطاب ہے جس کا اردو ترجمہ علامہ ریاض حسین چٹھری فاضل تم نے فرمایا ہے۔ تقریباً ہزار صفحات پر مشتمل اس کتاب میں چاروں مصومین کے فضائل و مصائب کو نہایت جامعیت سے بیان کیا گیا ہے۔ بالخصوص مصائب محمدؐ آل محمدؐ پر دور حاضر کے خطبا اور ذاکرین کے لئے یہ ایک نہایت مفید اور مستوحش پیش کش ہے۔ دو سال کے قلیل عرصے میں اسی کا تیسرا ایڈیشن شائع ہونے کو ہے۔ دہریہ 225 روپے۔

### سردار کربلا

یہ کتاب مستطاب محقق عالی قدر جید الاسلام والاسلمین مہاس واسامی یزدی کا تاریخ کربلا کے موضوع پر بہترین سرمایہ تحقیق ہے۔ کتاب رحمت کے نام سے جسے پروفیسر مظہر مہاس صاحب نے خوبصورت سلیس اور رواں دواں اردو کے قالب میں ڈھالا ہے۔ یہ بات ذوق کے ساتھ کہی جاسکتی ہے کہ کتب مقال میں تحقیق مہیق اور اسلوب بیان کے حوالے سے یہ کتاب بلند ترین مقام کی حامل ہے، جس کی تالیف میں سینکڑوں قدیم کتب سے استفادہ کیا گیا ہے۔ یہ منفرد، تجزیاتی، تاریخ، حوالہ جاتی کتب تاریخ میں خصوصی امتیاز کی حامل ہے۔ مصائب کی دنیا میں اس کتاب کی آمد سے ہر ذی شعور اور باضمیر قاری کے ذہن میں جہان درد آباد ہونے کو ہے۔ دہریہ 300 روپے

### فلسفہ غیبت مہدیؑ

شیخ صدوق علیہ الرحمہ مذہب تشیع کے نہایت بلند پایہ علمائے اطام میں سے ہیں جنہوں نے شیعیت کو حیات نو بخشی۔ شیخ موصوف امام زمانہ کی دعا سے پیدا ہونے اور انجی کے عزم سے کمال الدین و تمام ائمہ نامی کتاب عربی میں تالیف کی۔ غیبت کے موضوع پر یہ سہتر ترین کتب ہے۔ اس کی اہمیت و

